

ترتیب و تدوین دیوان شیخ مہدی علی خان زکی

مع

مقدمہ، ترہنگ و حواشی

علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کی ڈاکٹر آف فلاسفی (اردو) کی ڈگری کے لئے پیش کیا گیا

زیر نگرانی

ڈاکٹر معین احسن جذبی

ریڈر شعبہ اردو مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

مربہ

محمد طاہر - ایم - اے (اردو) علیگ

ریسرچ اسکالر

شعبہ اردو مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

۱۹۶۹ع



T1148

T 11 48

فہرستہ مضامین

صفحہ		
۱ — ۷	پیش لفظ	— :
۸ — ۶۵	مقدمہ	— :
۸ — ۹	زکی کا خاندان	—
۱۰ —	سنہ ولادت	—
۱۰ — ۱۱	مذہب	—
۱۱ — ۱۲	تعلیم و تربیت	—
۱۲ — ۲۰	سفر اور دیگر حالات	—
۲۰ — ۲۱	وظائف اور مدفن	—
۲۲ — ۳۳	علمی و فنی استعداد	—
۲۳ — ۲۶	مدلس	—
۲۶ — ۲۷	شاگردی کا مسئلہ	—
۲۷ — ۳۲	تصنیف تالیف اور تراجم	—
۳۲ — ۴۸	زکی کے دلائل	—
۴۸ — ۵۳	غزلیات	—
۵۳ — ۶۰	قصائد	—
۶۰ — ۶۳	تاریخ گوئی	—
۶۳ — ۶۵	زکی تذکرہ نگاروں کی نظر میں	—
۱ — ۲۳۲	دیوان	— :
۱ — ۱۲	قصائد	—

۳۱۱ — ۱۴	————	غزلیات	
۳۱۹ — ۳۱۲	————	مثنوی	
۳۳۳ — ۳۱۹	————	مثنوی فارسی	
۳۴۹ — ۳۴۲	————	قصائد	
۳۵۱ — ۳۴۹	————	قطعات و اشعار تاریخ	
۴۲۲ — ۳۵۲			ضمیمه : —————
۴۱۵ — ۳۵۲	————	غزلیات	
۴۲۲ — ۴۱۵	————	قصائد	
۴۲۹ — ۴۲۲	————	واصول	
۴۲۱ — ۴۲۹	————	قطعات و اشعار تاریخ	
— ۴۲۱	————	غزل فارسی	
— ۴۲۱	————	رباعی فارسی	
۴۲۲ — ۴۲۱	————	مثنوی اشعار	
۴۲۵ — ۴۲۲	————	کتابیات	

پیش لفظ

اکثر ایسا ہوا ہے کہ بعض اہل کمال اپنے مہد میں کافی مشہور و مقبول رہے ہیں لیکن وقت کے انقلاب اور مذاق و معیار کی تبدیلیوں کے زیر اثر انہیں یکسر فراموش کر دیا گیا۔ ایسے ہی پاکمال لوگوں میں دستاں لکھنؤ کے ایک خوش فکر شاعر شیخ مہدی علی خان زکی مراد آبادی بھی ہیں۔ جنہوں نے نظم و نثر دونوں میدانوں میں اپنے کمال فن کا ثبوت دیا ہے۔ ممکن ہے آج ان کی شاعری کو پسند نہ کیا جائے لیکن ان کے زمانے کا جو معیار و مذاق تھا اس لحاظ سے ان کا کلام بالکل توجہ کا مستحق ہے۔

میرے خیال میں اگر لکھنؤ دلی عظیم آباد اور رام پور جسے ادبی مراکز سے تعلق رکھنے والے تمام چھوٹے بڑے شعراء کے دواوہن اور حالات زندگی مرتب کر دیے جائیں تو وہ دشوارہاں جو بعض اوقات شعر و ادب اور زبان کے ارتقاء کے سلسلے میں پیش آتی ہیں کافی حد تک دور ہو سکی ہیں اور تاریخی گزروں کو بڑی خوبی کے ساتھ جوڑا جا سکتا ہے۔ اس خیال کے تحت شیخ مہدی علی خان زکی کے دیوان کی ترتیب و تدوین کا انتخاب کیا گیا۔

دیوان زکی کی ترتیب و تدوین کے سلسلے میں صرف دو نسخے پیش نظر رہے ہیں ان میں ایک قلمی ہے اور دوسرا مطبوعہ۔ یہ دونوں نسخے مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں موجود ہیں۔ اس ضمن میں انتہائی جدوجہد کے باوجود مذکورہ قلمی نسخے کے علاوہ ہندوستان اور بیرون ہندوستان کے کسی ایک خانے میں کوئی اور قلمی نسخہ دستیاب نہ ہو سکا۔

(۱) لائبریری انجمن ترقی اردو علی گڑھ - لائبریری لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ - ٹیکور لائبریری لکھنؤ - لائبریری محمود حسن رضوی ادیب لکھنؤ - خدا بخش لائبریری پٹنہ - رضا لائبریری رام پور - آصفیہ لائبریری حیدرآباد - سالار جنگ میوزیم لائبریری حیدرآباد - لائبریری حمیدہ ڈگری کالج بھوپال - انجمن ترقی اردو پاکستان (کراچی لاہور) لائبریری جامعہ ملیہ دہلی - لائبریری دلی کالج دہلی - لائبریری دہلی یونیورسٹی دہلی - دارالمصنفین اعظم گڑھ - لائبریری خانقاہ رشید جون پور - انڈیا آفس لندن - برٹش میوزیم لندن - نیشنل لائبریری کلکتہ - رائل ایشیائی سوسائٹی کلکتہ - لائبریری قاضی عبدالودود بھوپال

ہوکر پٹنہ نمبر

تعارف دیوان قلمی : اس نسخے کا سائز ۵ × ۹ انچ ہے - صفحات کے نمبر نہیں دیے گئے ہیں لیکن میرے شمار کے بموجب ان کی تعداد تین سو پانچ (۲۰۵) ہے - کافذ موٹا اور قدیم طرز کا ہے -

دیوان کی ابتدا میں حمدیہ قصیدہ، نعت اور مثنوی ہے - اس کے بعد غزلوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے غزلین حروف تہجی کے مطابق ہیں - مخمس - قصید - مثنوی اور قطعات تاریخ آخر میں ہیں - کاتب نے چند سطور اس نسخے کی باہر/تحریر کی ہیں جس سے یہ نسخہ نقل ہوا - کاتب سے متعلق دیگر تفصیلات حسب ذیل ہیں -

(۱) کاتب نے بائیں معروف و مجہول کی کتابت میں کوئی فرق نہیں کیا ہے مثلاً کی (کے) میں (ہے) بھی (تھے)

(۲) متن میں جو الفاظ غلط تحریر ہو گئے ہیں ان کو کاتب نے بجائے حاشیہ پر نمبر دے کر تصحیح کر دی ہے -

(۳) کاتب نے اکثر و بیشتر " ک " اور " گ " میں امتیاز نہیں کیا ہے لیکن کہیں کہیں اس فرق کو ملحوظ بھی رکھا ہے -

(۴) بعض اوقات دو الفاظ ملا کر لکھے گئے ہیں مثلاً نتھا (نہ تھا) ابوائے (اے وائے) اکدم (اک دم) نجا (نہ جا) تجھسے (تجھ سے)

(۵) بعض مقامات پر جو الفاظ متن میں تحریر ہونے سے رہ گئے ہیں ان کو حاشیے پر لکھا ہے -

(۶) جو الفاظ قلم پھرنے سے دھندلے ہو گئے ہیں ان کو بھی حاشیے پر تحریر کر دیا ہے -

(۷) بعض مقامات پر مقدم الفاظ کو موخر اور موخر الفاظ کو مقدم تحریر کر دینے کی صورت میں ان کی تصحیح " م " اور " خ " سے کر دی گئی ہے مثلاً موخر الفاظ کو مقدم کرنے کے لیے ان

پر " م " اور مقدم الفاظ کو موخر کرنے کے لیے ان پر " خ " تحریر کر دیا گیا ہے -

(۸) وہ کو بعض مقامات پر " وو " بھی لکھا ہے -

(۹) پہن کی حرکت ظاہر کرنے کے لئے بعض جگہ " و " سے کام لیا ہے مثلاً اوس (اس)
 مونہ (منہ) اودھر (ادھر)

(۱۰) زیر کی حرکت ظاہر کرنے کے لئے کبھی کبھی " ے " سے کام لیا ہے مثلاً دکھاوے
 (دکھاوے)

(۱۱) ہائے مغلوط (ہ) اور ہائے ہوز (ہ) میں فرق نہیں کیا ہے مثلاً پھول (پھول)
 آنکھ (آنکھ) ادھر (ادھر) گھر (گھر)

(۱۲) ہائے مغلوط (ہ) کو بعض مقامات پر حذف کر دیا ہے مثلاً ہاتھ (ہاتھ) سات (ساتھ)
 مچکو (مچھ کو)

(۱۳) تون غنہ پر ہمیشہ نقطہ لگایا ہے -

(۱۴) " ا " کو کبھی ایک اور کبھی یکے بھی لکھا ہے -

(۱۵) ہونٹ کو اکثر " ہونٹھ " اور ہونٹھہ " دونوں طرح سے لکھا ہے -

(۱۶) کہیں کہیں لفظوں کے یہ موقع ٹکڑے کر دیے ہیں مثلاً سنہلٹا (سنہلٹا) کھلنا
 (کھلنا)

(۱۷) " تڑپنا " کو کہیں کہیں " تڑپھنا " بھی لکھا ہے -

(۱۸) تخلص عموماً سرخ روشنائی سے تحریر ہے -

(۱۹) کاتب نے بعض مقامات پر جگہیں خالی چھوڑ دی ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ جو مصرعہ کاتب
 سے نہیں پڑھا گیا اس کو چھوڑ دیا -

(۲۰) زکی کا املا " ز " اور " ز " دونوں طرح سے لکھا ہے -

(۲۱) نسخے کے نقل ہونے کی تاریخ ۲۵ / رجب المرجب ۱۲۷ھ ہے -

(۲۲) کاتب کا نام فدائی حسین ہے -

(۱) اس نسخے میں غزلیات کی تعداد دوسو پینسٹھ (۲۶۵) ہے اس کے علاوہ چھ مغمسات

(۱) یہ تعداد میرے اعداد و شمار کے مطابق ہے - نسخہ میں غزلوں کے نمبر نہیں دیئے گئے ہیں -

اور اردو فارسی کے چھ^۶ - قصیدے ایک فارسی مثنوی اور چند قطعات و اشعار تاریخ شامل ہیں -

تعارف کلیات مطبوعہ : — اس نسخے پر جو " کلیات زکی " کے نام سے نول کشور پریس لکھنؤ سے شائع ہوا ہے سنہ اشاعت کہیں تحریر نہیں - یہ نسخہ زکی کی وفات کے بعد ان کے بھائی مولوی زین العابدین نے ترتیب دے کر چھپوایا ہے مختصر طور پر چند اہم باتیں اس کلیات کی بابۃ عرض کرنا ضروری ہیں -

مطبوعہ کلیات کا سائز ۶ X ۱۰ انچ ہے - یہ کلیات تین سو چوٹ (۲۵۴) صفحات پر مشتمل ہے - کلیات کی ابتدا غزلوں سے ہوئی ہے - قصائد - مخمس - مثنوی - قطعات تاریخ - رہائی - غزل فارسی اور متفرق اشعار آخر میں ہیں - ہر غزل کے اوپر غزل نمبر اور اشعار غزل کی تعداد درج کر دی گئی ہے - غزلوں کی تعداد چار سو گیارہ (۴۱۱)^(۱) تحریر ہے لیکن یہ شمار صحیح نہیں کیونکہ بعض غزلیں سہو کتابت سے مکرر نقل ہوگئی ہیں اسی طرح بعض اشعار بھی ایک ہی غزل میں دو - دو بار شامل ہوگئے ہیں - قصائد اردو و فارسی کی تعداد سات - خمسوں کی تعداد چھ^۶ مثنوی فارسی ایک غزل فارسی ایک - رہائی ایک - قطعات و اشعار تاریخ نو ہیں - کتابت سے متعلق تفصیلات درج ذیل ہیں -

(۱) کاتب نے ہائے معروف و مجهول کی کتابت میں فرق نہیں کیا ہے مثلاً کی (کے) سی (سے) ہنی (بنے) -

(۲) مرکب الفاظ کثرت سے استعمال کیے ہیں مثلاً - ابدل (اے دل) کانٹونین (کانٹون میں) آجائیکا (آجائے گا)

(۳) ہائے مغلوٹ (ہ) اور ہائے ہوز (ہ) میں فرق نہیں کیا ہے مثلاً پھر (پھر) ہیں (بھی) بیٹھ (بیٹھ) گھر (گھر) گہڑی (گھڑی)

(۴) ہائے مغلوٹ کو بعض مقامات پر حذف کر دیا ہے مثلاً طاع (طاع) (طاع) (طاع)

(۵) اختلاف نسخ کو حاشیے پر " ن " لکھ کر واضح کیا ہے -

(۱) دراصل چار سو آٹھ (۴۰۸) غزلیں ہیں غزل نمبر ۱۴ ص ۷۲ غزل نمبر ۲۵۳ ص ۱۸۲ غزل ۲۵۹ ص ۲۵۱ مطبوعہ کلیات میں مکرر شامل ہوگئی ہیں

- (۶) زکی کا املا شروع سے آخر تک " ز " سے لکھا ہے
- (۷) " ک " اور " گ " اکثر و بیشتر فرق نہیں کا ہے مثلاً " کرم آتی ہے " (کرم آتی ہے)
- لیکن زمانہ تر " ک " پر مرکز لکھا ہے -
- (۸) املا کی غلطیاں بھی بکثرت موجود ہیں مثلاً " فساد " (فساد) " نماز حول " (نماز حول)
- (۹) تون غنہ پر ہمیشہ نقطہ لکھا ہے -

آئندہ صفحات میں دیوان زکی کا جو متن پیش کیا جا رہا ہے وہ قلمی نسخہ پر مبنی ہے - کلام زکی کے چونکہ دو ہوں نسخے دستیاب ہو سکے ہیں اس لئے پہلے ہمارا یہ خیال تھا کہ کسی ایک نسخے کو بنیاد نہ بنا کر دونوں نسخوں کی مدد سے " بہترین متن " (Best text) کے اصول پر دیوان کی ترتیب و تدوین کا کام کیا جائے لیکن جب مطلوبہ کلیات میں زکی کے بھائی کی تقریظ کا وہ حصہ نظر سے گزرا جس میں وہ بیان فرماتے ہیں کہ: —

" ہنگامہ قدر میں کل کلام ان کا (زکی) گھر کے اسباب کے ساتھ تلف ہو گیا تھا۔

فرض اس میں سے جو کچھ دستیاب ہوا اس کو از اول تا آخر میں نئے اپنے ہاتھ سے لکھ کر کلیات مرتب کیا (۱) "

تو اس خیال کو ترک کر دینا مناسب معلوم ہوا کیونکہ جو کلام قوت حافظہ اور یادداشت کی مدد سے جمع کیا گیا ہو وہ تحقیق کی دنیا میں یقیناً غیر معتبر ہے - علاوہ ازیں دونوں نسخوں کے مقابلے سے قلمی نسخے کا متن زیادہ صحیح اور معتبر معلوم ہوا - نیز قلمی نسخہ زکی کی حیات کا لکھا ہوا ہے اس لئے اصولاً مطلوبہ نسخے پر تفوق کا مستحق ہے -

دیوان کی ترتیب و تدوین کے سلسلے میں جو طریق کار اختیار کیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے -

- (۱) کلام کی ترتیب قلمی نسخے کی ترتیب کے مطابق ہے - البتہ اس میں بعض غزلوں جو خلاف ترتیب درج ہیں ان کو ترتیب کے مطابق کر دیا ہے -
- (۲) جن لفظوں کا املا بدل دینے سے ان کے تلفظ میں تبدیلی کا احتمال نہیں تھا ان کی صورت موجودہ رسم خط کے مطابق کردی گئی ہے مثلاً "اوس" (اس) "مچکو" (مچھ کو) "دیکھاوے" (دکھاوے) - لیکن جہاں کہیں باء اور وا کے ساتھ "ھا" (ہا) کا قلابہ آتا ہے وہاں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے -
- (۳) مطبوعہ گلیات کی بیشتر غزلوں میں قلمی نسخے کی یہ نسبت کچھ اشعار زائد ہیں ان کو قلمی نسخوں کی غزلوں کے ساتھ متن میں داخل کر دیا گیا ہے -
- (۴) جو اشعار قلمی نسخہ میں ہیں اور مطبوعہ میں نہیں ہیں ان پر نمبر دے کر حاشیہ پر م - ساقط تحریر کر دیا گیا ہے (م سے مراد مطبوعہ گلیات ہے) اسی طرح جو اشعار مطبوعہ میں ہیں اور قلمی میں نہیں ہیں ان پر نمبر دے کر "ق" ساقط لکھ دیا گیا ہے (ق سے مراد قلمی نسخہ ہے)
- (۵) جو الفاظ قلمی میں تحریر ہونے سے وہ گئے ہیں ان کو مطبوعہ کی مدد سے متن میں شامل کر لیا گیا ہے یہ الفاظ قوسین کے اندر لکھے گئے ہیں -
- (۶) قلمی نسخے کے بعض مصرعے اور الفاظ جو پڑھے نہیں جا سکے نسخہ مطبوعہ کے مطابق لکھ دیے گئے ہیں اور حاشیہ پر اصل متن کی صراحہ کرتے ہوئے ان کے آگے "گذا" لکھ دیا ہے -
- (۷) مطبوعہ گلیات کا سرمایہ کلام اردو و فارسی جو قلمی نسخہ میں نہیں ہے اس کو بطور ضمیمہ علیحدہ ترتیب دے دیا ہے -
- (۸) مشکل اور نامالوس الفاظ کے معنی صفحہ وار لکھ دیے گئے ہیں نیز ضروری مقامات پر اشعار کی معنوی وضاحت کے لئے تفصیلی حوالے بھی دے دیئے ہیں -

(39) قلی اور مطبوعہ نسخوں میں بعض جگہ املا کی غلطیاں ملتی ہیں ہم نے متن میں ان کی تصحیح کردی ہے اور حاشیے پر اصل الفاظ لکھ کر ان کے آگے " سہو کتابہ " لکھ دیا ہے۔

(۱۵) زکی کے املا کا نمین " ز " سے کیا ہے اور ہمیشہ اسی طرح لکھا ہے ۔

(۱۶) نسخۂ مطبوعہ کے ہر حوالے کے آگے صفحہ نمبر درج ہے لیکن جہان قلی نسخے کے حوالے دئے گئے ہیں وہاں اس کا التزام نہیں کیا گیا ہے کیونکہ اس نسخے میں صفحات کے نمبر درج نہیں ۔

(۱۷) حاشیے میں جہان مطبوعہ کلمات سے پورا شعر نقل کیا گیا ہے وہاں قلی (متن) میں صرف مصرعہ اولیٰ پر نمبر دیا گیا ہے ۔

تاریخ و تذکروں کی مدد سے زکی کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کے کلام پر مختصر طور پر تبصرہ بھی کیا گیا ہے ۔ زکی کے سرمایۂ شعری میں چونکہ غزل کا سرمایہ زیادہ ہے اس لیے اس سلسلے میں ۷۷ سے زیادہ اہمیت غزلیات کو دی گئی ہے ۔ بعد ازاں ان کی قصیدہ نگاری اور تاریخ گوئی پر اظہار خیال کیا گیا ہے ۔ بقیہ اصناف مثلاً مخمس واسوخت ۔ رباعی مثنوی وغیرہ کی تعداد چونکہ برائے نام ہے اس لیے ان پر علیحدہ سے تبصرہ کرنے کے بجائے علمی و فنّی استمداد کے سلسلے میں ان کی طرف اشارے کر دیے گئے ہیں ۔

زکی کا خاندان :-

(۱)

زکی کے آبا و اجداد " شیخ زادہ " ہائے لکھنؤ " سے تھے لیکن ان کا خاندان ایک عرصہ

سے مراد آباد میں سکونت پذیر تھا - زکی بھی مراد آباد میں پیدا ہوئے - ان کے والد کا نام شیخ کرامت علی تھا - ظفر حسین خان نے جو زکی کے ہوتے تھے اپنے ایک مضمون " مہدی علی خان زکی ملک الشعراء " میں ان کے حسب و نسب اور خاندانی امارت و ریاست کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ حسب ذیل ہے -

(۲)

" شجرہ نسب برآء راست نواب عظمت اللہ ضہ الدولہ بیمن الملک تک جو شاہان مغلیہ کے زمانے

میں صوبہ سنہل مراد آباد کے گورنر تھے پہونچتا ہے حالانکہ خاندان میں نام کے ساتھ " نواب " لکھنے کا عام رواج ہے مگر وہ (زکی) اگر کوئی لکھتا تھا تو برا مانتے اور منع کرتے تھے ہاں الہہ خان اپنے نام کے ساتھ لکھتے تھے اگرچہ ایک حیثیت سے یہ بھی خطابی ہے اس لئے ہم لوگ شیخ ہیں مگر یہ کثرت استعمال سے نام کا جزو بن گیا ہے " -

(۳)

" وقائع نصیر خانی " کے مصنف کے مطابق نواب عظمت اللہ خان نسباً شیخ فاروقی تھے اور

اس خاندان کا شمار مراد آباد کے قدیم رؤسا میں ہوتا تھا - عقل و دانش علم و ادب اور فہم و فراست اس کا حصہ تھی - نواب مجدالدین خان عرف مجو خان جو زکی کے " عمو زاد " بھائی تھے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مراد آباد کے ناظم مقرر ہوئے داروگیر اور جدال و قتال کے اس دور میں انھوں نے زبردست بہادری اور جانسپاری کا مظاہرہ کیا اور بالاخر اپنے علاقے پر انگریزوں کے تسلط کے بعد اس " باغبانہ " جدوجہد کی بادشاہین گولی کا نشاء بن کر ملک و قوم کی نظروں میں سرخرو ہوئے - ظفر حسین خان نے مراد آباد کے گزٹو کے حوالے سے لکھا ہے کہ مجو خان کو چلتے

(۱) سراپا سخن - ص ۳۷۶ - خم خانہ جاوید (جلد سوم) ص ۲۵۲

(۲) " مہدی علی خان زکی ملک الشعراء " مطبوعہ رسالہ ماہنامہ " آجکل " (نئی دہلی) نومبر ۱۹۵۲ء

(۳) " وقائع نصیر خانی " مولفہ مرزا نصیرالدین مرتبہ محمد ایوب قادری بنام " علم و عمل " ص ۹۰

جونے کے تدار میں ڈھکیل کر ہلاک کیا گیا تھا اس کے علاوہ انہوں نے اسی جرم میں متعدد اراکین خاندان کی جانداروں کی زندیاں کا بھی ذکر کیا ہے -

نبوی اعزاز و اکرام اور ریاست و امارت کے پہلو پہ پہلو زکی کے خاندان کو علم و فضل کے میدان میں بھی ایک نمایاں حیثیت حاصل تھی - مولوی رفیع الدین مولوی محی الدین مولوی منصور علی خان جیسے علما اور نواب شہر علی خان تنہا اور علی الدین خان جیسے شاعر اس تاریخی گہرائی کے افراد تھے - (۱) زکی کے پوتے ظفر حسین خان (۲) جن کا بھی حال ہی میں انتقال ہوا ہے فلسفے سے خاص شغف رکھتے تھے - انہیں تصنیف و تالیف سے بھی کافی دلچسپی تھی "مآل و مشیت" ان کی مشہور تصنیف ہے جس پر انہیں ساہتیہ اکیڈمی نے پانچ ہزار روپے کا انعام دیا تھا -

اس وقت زکی کی یادگار ان کے دو پوتے تاجدار زکی صاحب اور نیر حسن صاحب (دورزند ان ظفر حسین خان) ہیں اول الذکر فی الحال ستمبر ہائر سکڈری اسکول ضلع جھانسی میں پرنسپل ہیں انہوں نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ایم - ایس سی کی ڈگری حاصل کی ہے دوسرے بھائی گورنمنٹ ہائیڈروک نشانہ کچ لکھنؤ میں ملازم ہیں یہ خاندان اب مستقل طور پر لکھنؤ میں آباد ہے -

(۳) "تذکرہ علمائے ہند میں" اس تاریخی خاندان کا حسب ذیل شجرہ مولوی رفیع الدین کے ضمن میں ملتا ہے :-

عبدالقادر لکھنوی بن عصمت اللہ بن عظیمہ اللہ بن فرید الدین بن مولوی رفیع الدین

-
- (۱) "قلائع نصیرخانی" مولفہ مرزا نصیر الدین مرتبہ محمد ایوب قادری بنام علم و عمل ص ۹۰
- (۲) ظفر حسین خان کے باپ کا نام زکی حسین تھا - بحوالہ "مہدی علی خان زکی ملکہ الشعراء" مطبوعہ رسالہ ماہنامہ "آجکل" (دہلی) نومبر ۱۹۵۲
- (۳) "تذکرہ علمائے ہند" ص ۱۹۷ مولفہ مولوی رحمان علی مرتبہ محمد ایوب قادری شائع کردہ پاکستان ہسٹوریکل سوسائٹی کراچی -

سنہ ولادت :

زکیؒ کے سال ولادت کے بارے میں تذکروں سے ہر اقسامہ معلومات حاصل نہیں ہوئیں - البتہ اس بنیاد پر کہ ذی قعدہ ۱۲۸۳ھ مطابق مارچ ۱۸۶۷ء میں انتقال کے وقت بقول امیر مینائی ان کی عمر بہتر (۱) (۲) ۷۲ برس تھی آسانی سے ان کا زمانہ ولادت ۱۲۱۲ھ / ۱۸۹۷-۹۸ء کے قریب متعین کر سکتے ہیں - لیکن اس کو تسلیم کرنے میں اس لئے تاثر ہے کہ مصحفی نے ریاض الفصحا میں جس کی تکمیل ۱۲۳۶ھ / ۱۸۲۱ء میں ہوئی ہے یہ گمان غالب ۱۲۳۶ھ / ۱۸۲۱ء کے قریب ان کی عمر " نغمیناً از سی (۳) متجاوز " بتائی ہے - اگر اندازے کی غلطی کے امکان کو نظر میں رکھتے ہوئے اسے کم از کم ۲۰ سمجھ لیا جائے تو ان کا زمانہ پیدائش ۱۲۰۶ھ / ۱۸۹۱-۹۲ء کے قریب قرار پائے گا - لیکن اگر مصحفی نے زکیؒ کو ان کے عہد شباب میں (قبل از ۱۲۳۶ھ / ۱۸۲۱ء) دیکھا تھا تو امیر مینائی ان کے زمانہ پیری کے عینی شاہد تھے کیوں کہ یہ یک وقت دونوں کا تعلق ایک عرصے تک دربار رام پور سے رہا تھا - اس لئے نہ تو مصحفی کے اندازے کو صحیح تسلیم کر کے امیر مینائی کے بیان کی صداقت سے انکار کر سکتے ہیں اور نہ امیر مینائی کے قول کی بنیاد پر مصحفی کے نغمینہ عمر کو غلط ٹھہرا سکتے ہیں - عورت میں احتیاط کا انقضا یہ ہے کہ زکیؒ کا زمانہ ولادت ۱۲۰۶ھ اور ۱۲۱۲ھ کے درمیان قرار دیا جائے - ہمارے خیال میں یہی زیادہ صحیح ہونا چاہیگا -

مذہب :

زکیؒ کے سوانح کے بارے میں جو حالات تذکروں میں ملتے ہیں اس سے ان کے مذہبی عقیدے پر کوئی روشنی نہیں پڑتی لیکن ان کے کلام کے داخلی شواہد اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ وہ شیعی عقیدے سے تعلق رکھتے تھے - ان کے مذہبی قہودوں میں حضرت علی اور حضرت امام حسین

(۱) " خمخانہ جاوید " (جلد سوم) ص ۲۵۴

(۲) " تذکرہ انتخاب یادگار " ص ۴۰

(۳) " ریاض الفصحا " - ص ۷۲ - ۷۳

کے علاوہ کسی ایسے خلیفہ یا امام کی مدح میں کوئی قصیدہ نہیں ملتا جسے اہل سنت و الجماعت اپنا مذہب پیشوا تسلیم کرتے ہیں - حضرت علی کی شان میں جو قصیدہ ہے اس کے ایک شعر میں خود فرماتے ہیں -

محب آل پیمبر ہوں شیعہ حیدر - نفاق و شرک سے رہتا ہوں دائما میں نفور
 یہ قصیدہ شیعہ عقائد و روایات کی غمازی کرتا ہے مثلاً حضرت علی کو " نائب خیر البشر " کہا ہے یا " حدیث غدیر " کا ذکر کیا ہے - علاوہ ازیں ایک غزل کے مقطعہ میں " پنجتن " کا بیان بھی ملتا ہے -
 ہوتی ہیں پنجگانہ نمازیں زکی قبول
 دل کو اگر رہے صفت پنجتن سے شوق

تعلیم و تربیت :-

زکی نے ابتدائی تعلیم کہاں اور کس سے حاصل کی تذکرہ نگار اس سے یکسر ناواقف ہیں - ان کے چھوٹے بھائی مولوی زین العابدین بھی جن کی تقریظ مطبوعہ کلیات زکی میں شامل ہے اس سلسلے میں کوئی معلومات فراہم نہیں کرتے - البتہ یہ بات ہمارے علم میں ہے کہ انہوں نے تحصیل علم کے ثانوی مرحلے میں علما فرنگی محل سے استفادہ کیا تھا - شیفہ خود انہیں کے حوالے سے کلشن بیخار میں لکھتے ہیں -

(۱) " میں گفتم کہ ایک تحصیل دار از علما فرنگی محل درس گرفتہ ام " شیفہ کے اس قول کی تصدیق زکی کی ایک تصنیف " حالات پنجاب " کے دیباچے سے بھی ہوتی ہے جہاں انہوں نے خود کو " مہدی علی متخلص بہ زکی مقوطن شہر مراد آباد و نشوونما یافتہ در شہر لکھنؤ " لکھا ہے -

(۱) کلشن بیخار " - ص ۹۲

(۲) " حالات پنجاب " (قلمی) از مہدی علی خان زکی مراد آبادی

اس طرح یہ باغ پائے ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ زکی کی تعلیم و تربیت اور نشوونما لکھنؤ میں ہوئی اور انھوں نے علمائے فرنگی محل سے جو اس زمانے میں ہندوستان کا سب سے بڑا مذہبی و علمی ادارہ سمجھا جاتا تھا باقاعدہ طور پر تعلیم حاصل کی -

سفر اور دیگر حالات : -

جسما کہ پہلے لکھا جا چکا ہے زکی نے ثانوی منزل پر علمائے فرنگی محل لکھنؤ سے استفادہ علم کیا تھا اس بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ انھوں نے اپنے وطن سے لکھنؤ کا پہلا سفر کیا ہوگا - مصحفی نے " ریاض الفضا " میں مہدی تخلص کے تحت ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے -

(۱)

" روزھائے کہ از شہر خود در لکھنؤ گزرا کنند یہ ملاقات فقیر ہم آمدہ بود "

" ریاض الفضا " کی تکمیل ۱۲۳۶ھ / ۱۸۲۱ء میں ہوئی ہے اس لحاظ سے لکھنؤ کا یہ سفر ۱۲۳۶ھ / ۱۸۲۱ء سے قبل پیش آیا ہوگا بعض تذکروں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زکی غازی الدین حیدر کے زمانے میں لکھنؤ پہنچے - لالہ سری رام مولف خمخانہ جاوید (جلد سوم) میں تحریر فرماتے ہیں کہ :-

" نواب محمد سمید خان وائی ریاست رامپور کے عہد میں برسوں وظیفہ خوار ریاست

دھے پھر غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ کے عہد میں لکھنؤ چلے گئے (۲)

مولوی محمد مبین چربا گوئی بھی اپنے تذکرے جواہر سخن (جلد سوم) میں لالہ سری رام

کے بیان کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ --

" نواب محمد سمید خان وائی ریاست رامپور کی سرکار سے وظیفہ ملتا تھا

غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ کے زمانے میں لکھنؤ آئے (۳)

(۲) خمخانہ جاوید (جلد سوم) ص ۲۵۴

(۱) ریاض الفضا - ص ۲۷۲

(۳) جواہر سخن (جلد سوم) ص ۳۸۴

مذکورہ بالا دونوں تذکرہ نگاروں (لالہ سری رام اور مولوی محمد مبین چرماکوشی) نے
غازی الدین حیدر کے دربار میں زکی کی موجودگی نواب محمد سعید خان وائی ریاست رامپور کے
دربار سے واپس کے بعد بتائی ہے جو قطعی طور پر غلط ہے کیونکہ غازی الدین حیدر کا زمانہ
۱۲۲۹ھ / ۱۸۱۴ء سے شروع ہوتا ہے اور ۱۲۴۴ھ / ۱۸۲۷ء تک قائم رہا ہے اور
نواب محمد سعید خان کا زمانہ حکومت ۱۲۵۶ھ / ۱۸۴۰ء سے شروع ہو کر ۱۲۷۱ھ / ۱۸۵۴ء
میں ختم ہو جاتا ہے اس لئے کسی طرح یہ ممکن نہیں کہ نواب محمد سعید خان کے دربار کی
وابستگی کے بعد غازی الدین حیدر کے دربار میں رسائی ہوئی ہو ۔

تذکروں کے مندرجہ بالا حوالوں اور زکی کے اس قصیدے کی روشنی میں جو غازی الدین حیدر
کی شان میں اعلان بادشاہت کے موقع پر نذر کیا گیا تھا یہ کہا جا سکتا ہے کہ زکی ۱۲۴۴ھ /
۱۸۱۸ء میں لکھنؤ میں موجود تھے مذکورہ قصیدے کا سنہ تصنیف ۱۲۴۴ھ / ۱۸۱۸ء ہے جو
زکی کے دیوان میں موجود ہے ۔ اس کی تشہیب کے بعض اشعار میں جس طرح " گوہر معنی " کی
" کساد بازاری " اور " جوہر عقل اول " کے " ذرۂ خاک " سے " مانا " ہونے پر ماتم کیا گیا ہے اور
" قدر جوہر " کو " گوہر تاباں " ٹھہرائے ہوئے " اہل ہھر " کو اہل جہان سے " قطع امل " کی
صلاح دی گئی ہے اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اس زمانے میں وہ خود معاشی طور پر مطمئن
نہ تھے اور دربار سے توشل کا خواب کوشش کے باوجود شرمندہ نصیر نہ ہوا تھا ۔ مصحفی کے
بیان سے " رباع الفصحی " کی تکمیل کے وقت (۱۲۴۶ھ / ۱۸۲۱ء) لکھنؤ میں ان کی موجودگی ظاہر
نہیں ہوتی اس بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ۱۲۴۶ھ / ۱۸۲۱ء سے قبل لکھنؤ سے
ترک سکونت کر چکے تھے ۔

لکھنؤ سے ترک تعلق کے کچھ دن بعد ہی زکی کا ثقرر مناسبات سہارن پور میں پیشکار
تحصیل کے عہدے پر ہو گیا چنانچہ " گلشن بہار " میں شیفہ نے اس عہدے کا ذکر کرتے ہوئے
لکھا ہے کہ :-

(۱) تاریخ اودھ (جلد سوم) ص ۶۷

(۲) تاریخ اودھ (جلد سوم) ص ۱۲۰

(۳) اخبارالصنادید (جلد دوم) ص ۲۱

(۴) اخبارالصنادید (جلد دوم) ص ۲

"..... (۱) جندی بہ پیشکاری تحصیل مضامین سہارن پور گزراںیدہ ".....

" گلستان بہخزان " مین سید قطب الدین باطن اکبرآبادی تحریر فرمائیے ہین کہ : —

"..... (۲) پیشکار تحصیل حضور مضامین سہارن پور ".....

" گلشن بہخار " مین چونکہ نواب مصطفیٰ خان شیفتہ نے " پیشکاری تحصیل " کے عہدے کا ذکر

کیا ہے اس لئے قیاس کہتا ہے کہ غالباً اسی ملازمت کے دوران وہ (زکی) شیفتہ سے ملنے کی

خاطر دو مرتبہ دہلی گئے جس کا ذکر شیفتہ نے اپنے تذکرے مین کیا ہے -

"..... نوہنے بہوائے دیدن دہلی آمدہ وازاتنامہ باوجود دل گرمی ہائے شوق جاگرم ناکودہ و

(۲)

برگشتہ بار دگر وار شدہ....."

شیفتہ کے مکان پر ایک محفل مشاعرہ بھی منعقد ہوئی تھی جس مین زکی نے بھی شرکت

فرمائی تھی جس کا ذکر " گلستان سخن " مین مرزا قادر بخش ماہر دہلوی نے کیا ہے

"..... ایک عرصہ ہوا کہ نواب مصطفیٰ خان بہادر شیفتہ کے مکان پر ہزم شعر خوانی منعقد

ہوئی تھی اسی اثنا مین بہ سخن سنج (زکی) بھی حضرات دہلی مین وارد ہوا تھا راقم نے ایک

روز مشاعرہ مین اس کی صورت سے آشنائی اور اس کے سخن سے دلہستگی بہم پہنچائی..... (۲)

سہارن پور مین زکی کا قیام کب سے کب تک رہا یہ بتانا دشوار ہے لیکن قیاس بہ کہتا ہے

کہ ۱۲۴۲ھ / ۱۸۲۶ء سے قبل ان کا تبادلہ غازی پور ہو چکا تھا - منشی امام بخش سرشتہ دار

عدالت فوج غازی پور نے اسی سال کچہری کے احاطے مین ایک مسجد بنوانا شروع کی تھی جس

(۵)

کے آغاز تعمیر کا قطعہ تاریخ " کلیات زکی " مین موجود ہے وہ یہ ہے —

شد جو آغاز طرح این مسجد صورت کعبہ شد بدل منقوش

سال تاریخ ابتدائی بنا " ہذا قبلتہ " بگفت سروش

(۲) گلستان بہخزان ص ۱۰۲

(۱) گلشن بہخار - ص ۹۲

(۴) گلستان سخن - ص ۲۵۸

(۳) گلشن بہخار - ص ۹۲

(۵) " کلیات زکی " ص ۲۱۲

مندرجہ بالا مادۂ تاریخ (ہذہ قبلتہ) سے ۱۲۴۲ھ تاریخ برآمد ہوتی ہے دو برس بعد جب
۱۲۴۴ھ / ۱۸۲۸ء میں یہ مسجد مکمل ہوئی تو زکی نے دوسرا قطعہ تاریخ کہا جو درج ذیل ہے
(۱)

مثال کہہ کہ گردید مسجد ازل قدس محل سجدہ مطہر بڑھدہ بد خرد

رقم بقول زکی کرد سن انجامش بس چہار دہ خواہ و احد ہزار و دوصد

غازی پور کے تبادلے اور وہاں قہام کا بٹہ ان دو ٹکڑوں کے علاوہ کسی اور ذریعے سے نہیں ملتا
یہاں ایک سوال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ کسی شے یا مقام سے متعلق قطعہ تاریخ تاریخ گو کی
موجودگی کو ظاہر نہیں کرتا - لیکن چونکہ زکی ہیشکاری کے عہدے پر فائز تھے اور مسجد کی تعمیر
کرائے والے بھی عدالت فوج داری غازی پور میں ملازم تھے اور مسجد کچھری کے احاطے میں
تعمیر ہوئی تھی نیز مسجد کے آغاز تعمیر و تکمیل کے دونوں قطعہ تاریخ زکی نے ہی کہے ہیں
اس لئے اندازہ بھی ہوتا ہے کہ اس وقت وہ غازی پور میں موجود تھے -

زکی اسی سال (۱۲۴۴ھ / ۱۸۲۸ء) مرشد آباد پہنچے کیونکہ " کلیات زکی " میں

میر منشی تارک چند صاحب میر منشی رزیدہ منشی ساکن مرشد آباد کے تعمیر مکان کی جو تاریخ ملتی ہے
(۲)
اس سے ۱۲۴۴ھ برآمد ہوتا ہے یہ تاریخ کلیات زکی میں موجود ہے -

زکی کے اس سفر کے بارے میں کوئی رائے نہیں دی جاسکتی کہ وہ کس مقصد کے تحت

مرشد آباد گئے تھے - ملازمت کا سلسلہ تھا یا کسی وسیلے کی تلاش اس سلسلے میں ان کے کلام
یا تذکروں سے کوئی روشنی نہیں پڑتی لیکن یہ ضرور ہے کہ اسی سال (۱۲۴۳ھ / ۱۸۲۸ء) وہ

مرشد آباد سے کلکتے روانہ ہوئے تھے کیونکہ " کلیات زکی " میں نواب ناصرالدولہ آصف جاہ وائی

حیدرآباد دکن کی تخت نشینی (۱۲۴۴ھ / ۱۸۲۸ء) کی تہنیت میں جو قصیدہ ملتا ہے اس کے
اشعار تاریخ سے نہ صرف ۱۲۴۴ھ / ۱۸۲۸ء حاصل ہوتا ہے بلکہ ایک شعر میں کلکتے کا ذکر

بھی ہے -

(۱) " کلیات زکی " ص ۳۱۱

(۲) " کلیات زکی " ص ۳۱۲

از جہان ہندم اندک رہ بہ کلکھ رساند زان کہ ہوم نہ کہ جوہر در مکان امتحان

یہ قصیدہ دراصل سلطنت آصفیہ سے توسل کی تقریب تھا چنانچہ انھوں نے اس میں نامساعد حالات کے باعث " ہندوستان " سے کلکھے میں وارد ہونے اور اپنے " جوہر نہ کہ " کے قدر و منزلت سے محروم رہنے کا ذکر بھی کیا ہے - بعض تذکروں میں زکی کے حیدر آباد جانے اور وہاں ان کی " قرار واقعی قدردانی " کا ذکر بھی ملتا ہے چنانچہ لالہ سری رام " خمخانہ جاوید " (جلد سوم) میں لکھتے ہیں کہ :-

" (زکی) حیدر آباد دکن چلے گئے وہاں کے دولت کے فرشتے نے جنم ہار دیا تھا اور دن رات چاندی سونے کی گنگا جمن بہتی تھی - وہاں ان کے کمال کی بھی قرار واقعی قدردانی ہوئی (۱)۔"

لیکن حیدر آباد جانے کے سلسلے میں لالہ سری رام کا بیان مشتبہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ کسی ہمصر تذکرہ نگار کے بیان سے اس کی تائید نہیں ہوتی اور نہ کوئی داخلی شہادت ہی فراہم ہوتی ہے علاوہ ازیں نواب ناصر الدولہ والی حیدر آباد کی شان میں جس قصیدہ کا پہلے ذکر آچکا ہے ایک شعر ملتا ہے جس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حیدر آباد نہیں گئے بلکہ صرف قصیدہ کہہ کر بھیج دیا تھا - شعر درج ذیل ہے -

شہرت لطف سخن بہ ہے تو مجھ کو ہے یقین جائے گا ملک دکن دیکھ بہ قصیدہ پر گمان

کلکھے میں زکی کے قیام کا پتہ ۱۲۴۲ھ / ۱۸۲۸ء سے ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء تک چلتا ہے کیونکہ مر جیون ساکن کلکھ کے فرزند خورد کے تولد ہونے کی جو تاریخ زکی نے کہی تھی اس سے ۱۲۴۶ھ برآمد ہوتا ہے یہ تاریخ " کلیات زکی " میں موجود ہے لیکن ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء کے (۲)

بعد ان کا قیام کئی عرصہ تک کلکھے میں رہا اس بارے میں کسی طرح سے کوئی سراغ نہیں ملتا - کلکھے کے زمانہ قیام میں زکی دو سال تک سخت مالی پریشانیوں میں مبتلا رہے انھیں کسی

(۱) خمخانہ جاوید (جلد سوم) ص ۵۵ - ۵۴

(۲) " کلیات زکی " ص ۲۱۲

(۱)
اپنے مدوح کی تلاش تھی جو واقعی علم و ہنر کا قدردان ہو چنانچہ ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء میں نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علی خان بہادر لکھنؤ میں وزارت عظمیٰ کے عہدے پر سرفراز ہوئے۔ زکی کے لئے یہ قسمت آزمائی کا بہترین موقع تھا انھوں نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حکیم صاحب موصوف کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جس کا سنہ تصنیف ۱۲۴۶ھ ہے یہ قصیدہ قیام کلکتہ کے دوران لکھا گیا اس کے بعض اشعار سے زکی کی پریشانیوں کا اندازہ ہوتا ہے۔

یہ چشم آنکھ بود نیکہ منج مدوحم دو سال خون جگر خوردہ ام درین افکار
گہے بزر زمین دلفہ بہ چرخ برین گہے بہ قعر محیط و گہے بکڑ تار
سخن گو است کہ ی بود ہستم بامید ہرگ داشت نفس ورنہ ہر نفس سروکار

لیکن غازی الفین حیدر اور نواب ناصر الدولہ کے مدحیہ قصائد کی طرح یہ قصیدہ بھی زمانہ کی قدردانی کے خلاف ان کی گلہ بندی کا سد باب نہ کر سکا ممکن تھا حکیم صاحب موصوف ان کی قدر افزائی کرتے لیکن ربیع الاول ۱۲۴۸ھ / اگست ۱۸۳۲ء میں ان کا ستارہ اقبال گردش میں آیا اور وہ وزارت سے برطرف کر دیے گئے۔

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء کے بعد کلکتہ میں زکی کے قیام کی مدت اور اگلے نو دس برسوں میں وہ جن حالات سے دو چار ہوئے ان کا کچھ پتہ نہیں چلتا لیکن ۱۲۵۶ھ / ۱۸۴۰ء میں نواب محمد سعید خان کی تخت نشینی کے کچھ دن بعد وہ رام پور پہنچ چکے تھے کیونکہ وہاں انھوں نے نواب موصوف کی فرمائش پر "بوستان خیال" کی بعض جلدوں کا اردو میں ترجمہ کیا یہ داستانیں ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء اور ۱۲۶۱ھ / ۱۸۴۵ء کے درمیان ترجمہ ہوئیں۔ (۳)

رام پور میں زکی نے زیادہ دنوں تک قیام نہیں کیا چند سال کے بعد وہاں سے نامعلوم اسباب

(۱) تاریخ اودھ (جلد سوم) ص ۱۴۳ (۲) تاریخ اودھ (جلد سوم) ص ۱۵۷

(۳) تفصیل "تصنیف و تالیف اور تراجم" کے باب میں ملاحظہ ہو۔

کی بننا ہر ہرناشتہ خاطر ہو کر واجد علی شاہ کے عہد (سال جلوس ۱۲۳۳ھ / ۱۸۴۷ء) میں لکھنؤ پہنچے اس سلسلے میں میر محسن علی محسن " سراپا سخن " میں لکھتے ہیں کہ :-

" شیخ مہدی علی زکی عہد حضرت سلطان عالم میں بہ واسطے قطب علی ڈھارے مخاطب بہ ملکہ الشعراء^(۱) ہوئے "

مولف خمخانہ جاوید کا بیان ہے کہ -

" قطب الدولہ کی وساطت سے واجد علی شاہ کی سرکار میں ملازم ہوئے اور ملکہ الشعراء^(۲) کا خطاب پایا "

زکی کے ہوتے ظفر حسین خان اپنے مضمون میں " خطاب " کی بابت تحریر فرماتے ہیں -

" میری عمر کوئی سات آٹھ سال کی ہوگی جب گھر میں ایک انگوٹھی دیکھے کا اتفاق ہوا جس پر ایک سرخ عقیق بنی چڑا ہوا تھا اور اس پر یہ عبارت کدہ تھی " ملکہ الشعراء مہدی علی خان^(۳) ۱۲۶۵ھ "

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۹ء سے قبل زکی کا تعلق دربار اودھ سے قائم ہو چکا تھا اور اس مرتبہ دربار اودھ میں ان کی کافی قدر و منزلت ہوئی - واجد علی شاہ کی اس غیر معمولی عزت افزائی کو انہوں نے مطبوعہ " کلیات زکی " کی پہلی ہی فزل میں جس کے ابتدائی اشعار حمدیہ ہیں اس طرح خراج تحسین پیش کیا ہے -

عہد پیرانہ سری میں یہ فضیلت بخشی	کہ نمک خوار کیا بادشہ دوران کا
لکھنؤ ہے جو حقیقت میں جہان خوبی	زیب دی شہ نے تو ہم رتبہ ہوا کمان کا
شمع سان میں ہمہ تن صرف زبان ہوں لیکن	نہ ہوا وصف بیان اس شہ عالی شان کا
آپ گوہر سے زبان دھو کر بیان کرتا ہوں	وصف کچھ حضرت واجد علی سلطان کا
قدر دان ایسا ہے جوہر کا شہ نذرہ نواز	مجھ سے ناچیز کو محسود کیا دوران کا
مانگتا ہے یہ دعا حق سے شب و روز زکی	
سایہ عالم پہ رہے اس شہ عالی شان کا	

(۱) سراپا سخن - ص ۲۷۶ (۲) خمخانہ جاوید (جلد سوم) ص ۵۵-۵۴ (۳) " مہدی علی خان زکی ملکہ الشعراء " مطبوعہ رسالہ ماہنامہ آجکل نئی دہلی نومبر ۱۹۵۲ء

لکھنؤ سے زکی کی وابستگی اس بار بھی زیادہ عرصے تک قائم نہ رہ سکی اور بعض نامساعد حالات کے تحت وہ وہاں سے ترکِ قیام پر مجبور ہو گئے اس مرتبہ وہ پنجاب پہنچے جہاں مہاراجہ نہال سنگھ ائی کور تعلقہ (۱۸۴۹-۵۲) کے دربار میں رسائی ہوئی - مہاراجہ موصوف خود شاعر تھے اور (۱) " طویں " تخلص فرماتے تھے - اسی زمانے میں زکی نے مہاراجہ موصوف کی فرمائش پر " حالات پنجاب " کے نام سے ایک کتاب لکھی - زکی کے کلام میں متعدد جگہ پنجاب کا ذکر ملتا ہے -

ملکہ پنجاب نظر آتا ہے فردوسِ زکی
جب کہ پڑتی ہے نظرِ سائبہ طویں کی طرف
ملکہ پنجاب میں آخر کو گزر اپنا ہوا
ہاں ملے مجھ کو مہاراجہ بہادر " طویں " (۲)
مہاراجہ نہال سنگھ کا ۱۲۶۸ھ / ۱۸۵۲ ع میں انتقال گیا - زکی بے سہارا ہو کر ترک سکونت کرتے پر مجبور ہوئے چنانچہ پھر لکھنؤ واپس آئے یہ واجد علی شاہ کا زمانہ تھا - بادشاہ وقت کے " حسب الحکم " زکی نے کتاب " روضۃ السیر " کے ترجمہ ہونے کی تاریخ کہیں جو " کلیاتِ زکی " (۳) میں موجود ہے اس سے ۱۲۶۹ھ / ۱۸۵۳ ع تاریخ برآمد ہوتی ہے - ایک سال بعد " نقلِ روضہ - کاظمین بنا کر شرف الدولہ لکھنؤ " کی تاریخ تعمیر " مزارِ کاظمین " (۴) سے نکالی یہ تاریخیں اس بات کا پتہ دیتی ہیں کہ زکی ۱۲۶۹ھ / ۱۸۵۳ ع میں لکھنؤ آ چکے تھے - جمادی الاول ۱۲۷۲ھ / فروری ۱۸۵۶ ع میں انتزاعِ سلطنت اودہ اور واجد علی شاہ کی معزولی کا واقعہ پیش آیا خیال ہے کہ اس کے بعد زکی اپنے وطن مراد آباد چلے گئے لالہ سری رام غمخانہ جاوید میں لکھتے ہیں کہ :-

" غدر کے بعد وطن میں خانہ نشین تھے کہ نواب وسف علی خان ناظم (۱۲۷۱ھ تا ۱۲۸۱ھ) نے ان کے کمال کا شہرہ سن کر اپنے دربار میں طلب کیا چنانچہ رامپور چلے گئے اور جب تک نواب زندہ رہے وہیں رہے " (۵)

(۱) " سخن شعرا " ص ۳۰۵ و ص ۳۵۲ (۲) " رؤسا بااختیار ناصی خاندان پنجاب " ص ۳۹

(۳) " کلیاتِ زکی " ص ۳۱۲ (۴) " کلیاتِ زکی " ص ۳۱۴

(۵) غمخانہ جاوید (جلد سوم) ص ۲۵۲

مراد آباد سے زکی ۱۲۷۵ھ / ۱۸۵۷ع اور ۱۲۸۱ھ / ۱۸۶۴ع کے درمیان رام پور پہنچے اور نواب یوسف علی خان ناظم کے حکم سے "بالا باختر" کا اردو ترجمہ کیا۔ (۱)
(۲)
(۱۲۸۱ھ / ۱۸۶۵ع) کے بعد بقول لالہ سری رام ان کا دل رامپور سے اچاٹ ہو گیا اور وہاں سے انہالے پہنچے۔ (۳)

اپنی عمر کے آئندہ دو سال زکی نے ۱۸۵۷ع میں ضبط شدہ جائداد کی واکزاشت کے لئے تگ و دو میں بسر کئے ظفر حسین خان (زکی کے پوتے) اپنے مضمون میں بیان کرتے ہیں کہ :-

..... ۱۸۵۷ھ کے زمانے میں ہماری جائدادیں ضبط ہوئیں اور بعض اراکین خاندان کو نہایت بے رحمی سے سزائے موت دی گئی ۰۰۰ ہمارے اس جائداد کے عوض جو ضبط ہو کر دوسروں کو بطور انعام دی جا چکی تھی مالکہ متوسط میں صحرائی جائداد دی جا رہی تھی جس کے لینے سے زکی نے انکار کیا چنانچہ اس سلسلے میں وہ (زکی) گورنر جنرل سے ملنے ملتان ۰۰۰۰ گئے ہوئے تھے (۴)
وفات اور مدفن :-

امیر مینائی لکھتے ہیں کہ -

(۵)

"۱۲۸۱ھ میں انہالے گئے ذی قعدہ (اپریل ۱۸۶۵ع) کے مہینے میں قضا کی"

اس کے برخلاف مولف غم خانہ جاوید لالہ سری رام کا بیان ہے کہ -

"۱۲۸۱ھ میں (۱۸۶۵ع) میں انہالے پہنچے دو برس کچھ مہینے وہاں قیام کو گزے

تھے کہ پیام اجل آگیا ماہ ذی قعدہ ۱۲۸۴ھ (مارچ ۱۸۶۷ع) میں قضا کی" (۶)

اس سلسلے میں انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ -

"انتخاب بادگار میں ان کی تاریخ وفات ۱۲۸۱ھ ہے مگر غلط ہے"

(۱) تفصیل کے لئے "تصنیف و تالیف اور تراجم" کا باب ملاحظہ ہو -

(۲) "اخبار المتأید" جلد دوم ص ۱۳

(۳) غم خانہ جاوید جلد سوم ص ۲۵۴ ص ۲۵۵

(۴) "مہدی علی خان زکی ملکہ الشصرا" مطبوعہ رسالہ ماہنامہ "آجکل" نئی دہلی نومبر ۱۹۵۲ع

(۵) تذکرہ انتخاب بادگار - ص ۷۰

(۶) "غم خانہ جاوید" حصہ سوم ص ۲۵۴

نہیں کہا جا سکتا کہ لالہ سری رام کا ذریعہ معلومات کیا ہے لیکن جس اعتماد کے ساتھ انہوں نے امیر مینائی کے بیان کی تردید کی ہے اور دو برس کچھ مہینے انہالیے میں قیام کے بعد ذی قعدہ ۱۲۸۳ھ میں وفات پانے کا ذکر کیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے سامنے یقیناً کوئی قابل وثوق شہادت موجود تھی اس لئے امیر مینائی کے بیان کے مقابلے میں ان کا قول قابل ترجیح ہے -

جائے وفات کے سلسلے میں امیر مینائی اور لالہ سری رام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں لیکن ظفر حسین خان کے بیانات سے انہالہ کی بجائے ملتان میں انتقال ہونا ظاہر ہوتا ہے ان کی ۱۰۱۱ع کے مطابق زکی اپنی " جائداد کی واگذاری " کے سلسلے میں گورنر جنرل سے ملاقات کرنے جو ان دنوں ملتان کے دورے پر تھے ملتان گئے ہوئے تھے " ایک قدیم غلام ہرکاب تھا اس نے زہر دے دیا اور نقد و جواہر لے کر بھاگ گیا (وہیں) ۰۰۰۰۰۰ عقیدت مندوں نے ۰۰۰ ایک بہت اچھا مزار تعمیر کرا دیا تھا " (۱)

اس کے بعد انہالہ میں وفات کے متعلق تذکرہ نگاروں کے بیانات کا حوالہ دیتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں -

" بتایا یہ ہی جاتا ہے کہ انہالہ سے ملتان گئے تھے وہاں اجادک انتقال ہو گیا چنانچہ والد ماجد (زکی حسین خان فرزند زکی) نے شاہ ایڈورڈ ہشتم کی تاجپوشی کے موقع پر جب واگذاری جائداد کے متعلق عرضداشت کی تجدید کی ہے تو اس میں ملتان میں وفات پانے اور گورنر سے ملاقات نہ ہو سکے کا ذکر کیا ہے " (۲)

اس طرح تقریباً یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ زکی نے ذی قعدہ ۱۲۸۳ھ / مارچ ۱۸۶۷ء میں ملتان میں وفات پائی -

(۱) مہدی علی خان زکی ملکہ الشعراء " مصنفہ ظفر حسین خان مہتممہ رسالہ ماہنامہ آجکل دہلی نومبر ۱۹۵۲ع

(۲) " مہدی علی خان زکی ملکہ الشعراء " رسالہ ماہنامہ آجکل (دہلی) نومبر ۱۹۵۲ع

علمی و فنی استعداد :

ہم کی کلام کے مطالعے سے ان کی علمی و فنی استعداد کے بارے میں جو رائے قائم کی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ علوم مروجہ اور عربی و فارسی زبانوں پر کامل دسترس رکھتے تھے اور ان کی ذات اور شخصیت میں بہت زیادہ تنوع تھا انھوں نے اردو میں نہایت فارسی میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ ان کا فارسی کلام جو دستیاب ہوا ہے اس کی روشنی میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ وہ کسی طرح ہندوستان کے عام فارسی گوہوں سے پیچھے نہ تھے۔ اردو تو غیر ان کی زبان تھی۔ اس زبان میں ان کی تصنیف و تالیف اور تراجم اس امر کے شاہد ہیں کہ انھیں اظہار و بیان کے مختلف اسالیب پر پوری قدرت حاصل تھی۔ ہم کی کو جن علوم و فنون سے خاص شغف تھا ان کا ذکر انھوں نے ایک قصیدے میں اس طرح کیا ہے :-

میں آب و تاب سخن سے وہ در بگتا ہوں	کہ ممکنات میں کم ہے مرا عدیل و نظیر
علوم منطق و معنی ریاضی و حکمت	اصول و فقہ و حساب و حدیث اور تفسیر
سوائے ان کے ہر انداز نظم و نثر سخن	مثال جوہر روح اپنے آب و گل میں خیر

ان کے کلام میں اکثر مقامات پر قرآنی آیات اور احادیث کے حوالے ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ہم کی کو مذہبی روایات کا بھی علم تھا۔ تصائد میں جگہ جگہ ایسے مقامات آتے ہیں۔ مثلاً حمدیہ قصیدے میں ایک جگہ فرماتے ہیں :-

کلاہت " ظلمات و برق " ہے روشن

سوار خط میں فروغ سخن سے حسن شعور

مذکورہ بالا شعر میں کلام پاک کی آیت کی طرف اشارہ ہے۔

(۱)

" او کسب من السماء فی ظلمت و بعد و برق " اور ان مناقبوں کی مثال ایسی ہے جیسے

(بارش ہو آسمان کی طرف سے اُس میں اندھیری بھی اور وعد و برق بھی)

اسی قصیدے میں ۴۷ ہاکی کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جہاں طوفان نوح ۲ ذکر کیا گیا ہے
 چودون دوات میں پانی میں اشک طوفان سے
 صبر خامہ سے مہیوم ہو کہ " ناز تنور "

آیت یہ ہے :-

(۱) " حق ادا جا، امر ناوٹا والفقور " (بہان نک کہ ہمارا حکم آہونجا اور تنور املنا شروع ہوا)

زکی کو تاریخ گوئی میں غیر معمولی مہارت تھی جس کا اعتراف سبھی تذکرہ نگاروں نے کیا ہے
 تاریخ گوئی میں مہارت کا یہ عالم ہے کہ ایک ایک شعر سے مختلف طریقوں سے آفہ سے زائد
 مارہ تاریخ بہم پہنچاتے ہیں -

فن عروض سے بھی زکی کو خاص دلچسپی تھی جس کے ثبوت میں " رسالہ بادگیر " اور
 " شرح مہجارالانصار " کو پیش کیا جا سکتا ہے -

زکی کی اردو داستانیں جو رضا لاہوری رام پور میں محفوظ ہیں چار ہزار سے زائد
 صفحات پر مشتمل ہیں - یہ داستانیں اگرچہ براہ راست فارسی سے ترجمہ کی گئی ہیں لیکن ان سے
 بھی زکی کی ادبی صلاحیت پر روشنی پڑتی ہے -

زکی کی غیر مطبوعہ تصنیف " حالات پنجاب " (۲) ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں تاریخ
 نویسی کے فن میں بھی دخل تھا -

واجد علی شاہ کے عہد میں ملک الشعرائی کے خطاب آسٹریاز ہونا بھی زکی کی علمی و فنی
 استعداد پر دلالت کرتا ہے -

تخلص :-

شیخ مہدی علی خان زکی اپنی شاعری کے ابتدائی دور میں مہدی تخلص کرتے تھے کہونکہ
 مصحفی نے " رباعی اللصاح " میں ان کا تخلص مہدی ہی لکھا ہے لیکن قلی اور مطبوعہ دونوں
 (۳)

(۱) بارہوان پارہ (دکوع دوم) (۲) " تصنیف و تالیف اور تراجم " کا باب تفصیل کے لئے

ملاحظہ ہو -

(۳) رباعی اللصاح - ص ۲۷۳

دواون میں یہ تخلص (مہدی) چند ہی مقامات پر استعمال ہوا ہے تذکروں میں بھی بالعموم زکی تخلص ہی ملتا ہے لیکن بعض تذکرہ نگاروں نے اسے " ز " سے لکھا ہے اور بعض نے " ز " سے - اس لئے اس سلسلے میں یہ طے کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خود مہدی علی خان اسے " ز " سے لکھتے تھے یا " ز " سے - لغت کی رو سے ان دونوں لفظوں کے معنی ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں - اگر " ز " سے زکی ہے تو اس کے معنی ذہین اور عقل مند کے ہیں لیکن اگر " ز " سے ہے تو پھر اس کے معنی پاک و صاف کے ہوں گے -

زکی کی قلمی داستانوں میں جو کتب خانہ رضائیہ رام پور میں محفوظ ہیں ان کا تخلص " ز " اور " ز " دونوں حرفوں سے لکھا ہوا ملتا ہے - اسی طرح قلمی دیوان میں کہیں " ز " سے اور " ز " سے لکھا گیا ہے لیکن مطبوعہ کاپیات میں شروع سے آخر تک اس کا املا " ز " سے تحریر ہے

جن تذکروں میں " ز " کے ساتھ زکی ملتا ہے ان کے نام درج ذیل ہیں - اگرچہ یہ فہرست

مکمل نہیں ہے پھر بھی اس میں اہم تذکرے آگئے ہیں - تذکرہ خوش معرکہ زیبا (قلمی)
 سراپا سخن (۲) - گلستان سخن (۳) - تذکرہ انتخاب یادگار - بہارستان اشعار (۵) - خمخانہ جاوید جلد سوم -
 جواہر سخن جلد سوم (۷)

ان کے علاوہ تاریخ ادب اردو - رسالہ اردوئے معلی - رسالہ ماہنامہ " آجکل " میں بھی

زکی کا املا " ز " ہی سے ملتا ہے -

لیکن ذیل کے تذکروں میں زکی " ز " سے لکھا گیا ہے

گلشن بہار (۱۱) - سخن شعرا - جلوہ خضر - گلستان بے خزان مصروف بہ نغمہ عندلیب - مجمع الاشعار -
 (۱۲) (۱۳) (۱۴)

(۱) تذکرہ خوش معرکہ زیبا (قلمی) ص ۵۱ (۲) سراپا سخن - ص ۱۰۰ - ص ۱۵۸ - ص ۲۱۰

(۳) گلستان سخن - ص ۱۰۹ (۴) انتخاب یادگار - ص ۱۴۰

(۵) بہارستان اشعار ص ۵۱ (۶) خمخانہ جاوید جلد سوم ص ۲۵۲

(۷) جواہر سخن جلد سوم ص ۲۸۴ (۸) تاریخ ادب اردو - ص ۳۱۲

(۹) رسالہ اردوئے معلی جنوری ۱۹۲۵ء و ۱۹۵۴ء (۱۰) " مہدی علی خان زکی ملکہ الشعرا " مطبوعہ رسالہ ماہنامہ

آجکل (دہلی) نومبر ۱۹۵۲ء

(۱۲) سخن شعرا ص ۲۰۱

(۱۱) گلشن بہار - ص ۹۲

(۱۳) جلوہ خضر - ص ۲۰۵ (۱۴) گلستان بے خزان مصروف بہ نغمہ عندلیب - ص ۱۰۲

(۱۵) مجمع الاشعار مطبوعہ نول کشور ص ۶۳ سن اشاعت تحریر نہیں

(۱)

رسالہ یادگیر جو زکی کی تصنیف ہے اس میں بھی زکی کا املا " ز " سے ملتا ہے -

ظفر حسین خان جو زکی کے ہونے میں اپنے مضمون میں " ز " اور " ز " دونوں طرح سے زکی

(۲)

کا املا درست بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ زیادہ صحیح " ز " سے ہے - لیکن ان کا یہ کہنا

ٹھیک نہیں - طلسم سعید کی تاریخ تصنیف جو خود زکی نے کہی ہے ان کے اس قول کی تردید

کرتی ہے تاریخ حسب ذیل ہے -

شعر تاریخ - ہیک ہزار و صد عالم و تسع ہر پنجاہ

طلسم نادوہ بستہ زکی بدور سعید

طلسم سعید کا سال تصنیف جیسا کہ صوری و مصنوی طور پر مصرع اول سے بھی ظاہر ہے ۱۲۵۹ھ

ہے مصرع ثانی سے یہ سنہ صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جب کہ زکی کا املا " ز "

سے لکھا جائے اگر اس کو " ز " کی بجائے " ز " سے لکھا گیا تو اس مصرع سے ۱۲۵۹ھ نہیں

۱۹۵۲ برآمد ہوگا -

ہمارے متنبہ املا کی صحت کا ایک اور داخلی ثبوت نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علی خان

بہادر وزیر اعظم بادشاہ اودھ کے مدحیہ قصیدے میں ملتا ہے جس کا سال تصنیف ۱۲۴۶ھ ہے

اس قصیدے کا ہر مصرع تاریخی ہے اس کے علاوہ ہر شعر کے دونوں مصرعوں کے حروف منقوط و

غیر منقوط کے امداد ملحدہ ملحدہ جمع کرنے سے بھی سنہ (۱۲۴۶ھ) حاصل ہوتا ہے -

اس قصیدے کا ایک شعر جس میں زکی نے اپنا تخلص نظم کیا ہے - یہ ہے

اگرچہ مغور افلاک آتم لیکن

شعر

متم کہ زور بیان گویدم زکی گذار

بہان جب تک " ز " کے ساتھ زکی نہ لکھا جائے گا نہ تو مصرع ثانی سے سال تصنیف

برآمد ہوگا اور نہ دونوں مصرعوں کے حروف منقوط سے - " ز " سے لکھنے کی صورت میں ان دونوں

حالتوں میں ۱۹۲۹ع برآمد ہوگا -

(۱) " رسالہ یادگیر " از زکی مراد آبادی متعدد مقامات پر " ز " سے لکھا ہے - دیباچہ ملاحظہ ہو

(۲) " مہدی علی خان زکی ملکہ الشعراء " از ظفر حسین خان مطبوعہ رسالہ ماہنامہ " آجکل " دہلی

نومبر ۱۹۵۲ع

ان شواہد کی روشنی میں یہ بات قطعی طور پر طے ہو جاتی ہے کہ مہدی علی خان کے تخلص کی حیثیت میں ”ز“ سے صحیح اور ”ل“ سے غلط ہے ۔

شاگردی کا مسئلہ :

بعض تذکرہ نگاروں کے یہاں ”زکی“ کے حالات کے باب میں ان کے غلط اور اصلاح سائن کی بات بھی اٹھارے ملے ہیں چنانچہ اہم تذکرہ نگار امیر مینائی فرماتے ہیں ۔

”... (زکی) ناسخ کے شاگردوں میں نامور تھے“ (۱)

مولف ”غم خانہ جاوید“ لالہ سری رام اور محمد مبین جرمابگوی بھی اپنے تذکرے ”جواہر سخن“ (۳) میں امیر مینائی کے مذکورہ بالا بیان کی تائید کرتے ہیں اس کے علاوہ رام بابوسکینہ نے بھی ”تاریخ ادب اردو“ (۴) میں ”زکی کو ناسخ کا شاگرد بتایا ہے ۔

ناسخ سے اصلاح لینے اور شاگردی اختیار کرنے کے سلسلے میں مندرجہ بالا بیانات ایک دوسرے کی نفی نہیں کرتے لیکن ہمیں اس بات کو تسلیم کرنے میں اس لئے پس و پیش ہے کہ مطبوعہ ”کلباء زکی“ میں مولوی زین العابدین (زکی کے بھائی) کی جو تقریظ شامل ہے اس میں انہوں نے کہیں بھی ”زکی کو ناسخ کا شاگرد نہیں بتایا ہے البتہ خود کو ناسخ کا شاگرد ظاہر کرتے ہیں (۵) ۔ ہمارا خیال ہے کہ ”زکی نے شاعری میں کس سے باقاعدہ طور پر اصلاح نہیں لی اور نہ کس کے شاگرد ہونے کیونکہ اگر ”زکی ناسخ کے شاگرد ہوتے تو جہاں ان کے بھائی (زین العابدین) نے شاعری میں ناسخ سے اپنے رشتہ شاگردی کا ذکر کیا ہے وہاں ”زکی کا بھی ذکر ضرور کرتے ۔ اس کے علاوہ

ظفر حسین (زکی کے پوتے) اپنے مضمون میں شاگردی کی بات تحریر فرماتے ہیں ۔
”اکثر تذکرہ نگاروں میں ”زکی کو ناسخ کا شاگرد بتایا ہے لیکن خاندانی روایات کی شہادت یہ ہے کہ ”زکی طبع زاد شاعر تھے“ (۶)۔“

(۱) ”تذکرہ انتخاب یادگار“ ص ۱۲۰ (۲) ”غم خانہ جاوید“ (جلد سوم) ص ۲۵۴

(۳) ”جواہر سخن“ (جلد سوم) ص ۲۸۴ (۴) ”تاریخ ادب اردو“ ص ۲۱۲

(۵) ”کلباء زکی“ ص ۲۵۴ (۶) ”مہدی علی خان زکی ملکہ الصرا“ مطبوعہ رسالہ ماہنامہ

”آجکل“ (نئی دہلی) نومبر ۱۹۵۲ء

ذکی کے دیوان میں ایک شعر بھی ملتا ہے جس سے میرے خیال کی تائید ہوتی ہے -

۲۱ یہ سن جاہتا ہے ہماروں کو دکھلائیں سخن شاعری میں نہیں اپنا کوئی استاد ہنوز

تصنیف تالیف اور تراجم :-

ذکی کے سرباہ تصنیف و تالیف میں دیوان شعری کے علاوہ مندرجہ ذیل کتابوں کا

خراغ ملتا ہے -

(۱) رسالہ بانگہر

(۲) شرح معیار الاشعار موسوم بہ "تزکیہ"

(۳) حالات پنجاب

(۴) طلسم جام جم یا طلسم سعید

(۵) طلسم حیرہ کدہ آشنی

(۶) طلسم حکیم قسطاس

(۷) طلسم سبع سبع موسوم بہ معرنامہ

(۸) بالاباغیر

یہاں مذکورہ بالا کتابوں کا تفصیلی جائزہ مقصود نہیں لیکن ان سے معارف ہونا ضروری ہے

کیونکہ یہ مصنف کے علم و فضل اور وسعت ذہن پر نالہ کرتی ہیں ۔

(۱)

(۱) رسالہ یادگیر :- یہ رسالہ اردو میں فن عروض سے متعلق ہے عروض کے مسائل کو عام

فہم انداز میں اس رسالے میں پیش کیا ہے چنانچہ اس رسالے کی تصنیف کی غرض و غایت یہاں کرتے

ہوئے یادگیر کے دیباچے میں خود فرماتے ہیں کہ :-

"... بعد فراغ تالیف شرح معیار الاشعار لکھا گیا تاکہ عوام کو سہل پرائے میں فن عروض

کے مطالب پتائے جاسکیں" (۲)

(۱) یہ رسالہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کی لائبریری میں راقم کی نظر سے گزرا ہے

(۲) دیباچہ رسالہ "یادگیر" ص ۲

زکی نے اس رسالے میں زیادہ تر مثالیں اپنے ہی کلام سے پیش کی ہیں کہیں کہیں ناسخ اور عیشی کے اشعار بھی مثال میں تحریر کیے ہیں - یہ رسالہ ۱۲۶۵ھ میں دہلی نور پریس ملتان سے بہ اہتمام مفتی محمد حسین خان شائع ہوا -

(۱)

شرح معیارالاشعار :-

"معیارالاشعار" دراصل فارسی میں ملا نصیرالدین طوسی کی تصنیف ہے اس کی شرح حضور مولانا مفتی سعداللہ صاحب مرادآبادی نے "میزان الافکار" کے نام سے لکھی ہے اس کتاب کا پورا نام "میزان الافکار شرح معیارالاشعار" ہے - مفتی صاحب موسوف نے اپنی کتاب میں طوسی پر سہۃ اعتراضات کیے ہیں زکی نے اپنی تالیف میں ان اعتراضات کے پھر پور جوابات دئے ہیں چنانچہ زکی کے چھوٹے بھائی مولوی ذہن العابدین مطبوعہ "کلیات زکی" کی تقریظ میں فرماتے ہیں کہ :-

"... جناب مولوی سعداللہ صاحب نے "معیارالاشعار" کی شرح لکھی ہے اور محقق

علیہ الرحمہ (ملا نصیرالدین طوسی) کے اقوال پر اکثر اعتراضات کیے ہیں جناب برادر صاحب قبلہ (زکی) نے اس شرح (شرح معیارالاشعار) میں ان سب اعتراضوں کو بالکل اڑا دیا ہے وہ کتاب لائق دید ہے"

یہ تالیف ۱۲۶۴ھ کے قبل کی ہے کیونکہ رسالہ یادگیر کے دیباچے میں خود زکی فرماتے

ہیں کہ

"... بعد فراغ تالیف شرح معیارالاشعار یہ رسالہ (رسالہ یادگیر) لکھا گیا"

رسالہ یادگیر کا سنہ تصنیف ۱۲۶۴ھ ہے - اس سے پہلے جلتا ہے کہ "رسالہ یادگیر"

کی تصنیف سے قبل "شرح معیارالاشعار" کی تالیف کا کام مکمل ہو چکا تھا

(۱) یہ کتاب راقم کی نظر سے نہیں گزری -

(۲) مفتی سعداللہ مرادآبادی خلاف شیخ نظام الدین مرادآباد کے شیوخ کلان میں سے تھے - ۱۲۱۹ھ

میں پیدا ہوئے نجیب آباد - بریلی رام پور میں تحصیل علم حاصل کی دربار اودھ اور دربار

رام پور سے وابستہ رہے انہیں (۲۹) سال تک لکھنؤ میں مفتی کے عہدے پر فائز رہے ان کی

تصانیف کی تعداد اکیس (۳۱) ہے ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ع میں نظام رام پور وٹھاپائی اور وہیں دفن ہوئے

بحوالہ "تذکرہ علمائے ہند" ۲۴۳ تالیف مولوی رحمان علی مرتضیٰ محمد ایوب قادری (مطبوعہ پاکستان

ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی)

(۳) یہ کتاب ندوۃ العلماء لکھنؤ کی لائبریری میں راقم نے دیکھی ہے -

(۴) "کلیات زکی" ص ۲۵۴ مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ

(۱)

(۲) حالات پنجاب :- " انڈیا آفس لندن " کی اردو و فارسی مخطوطات کی جو فہرست مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں موجود ہے اس سے اس کتاب کا سراغ ملتا ہے یہ کتاب جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے تاریخ واقعات سے متعلق معلوم ہوئی ہے مہاراجہ نہال سنگھ وائی کپور تھلہ (۱۸۴۹-۵۲) کے زمانے میں یہ کتاب لکھی گئی - فہرست میں جو عبارت انگریزی میں دی گئی ہے وہ حاشیہ پر درج کی جاتی ہے -

(۳) طلسم جام جم یا طلسم سمید - یہ داستان نواب محمد خان وائی رہاست رام پور کے عہد میں " بوستان خیال " سے اردو زبان میں ترجمہ ہوئی اس کے علاوہ تین اور داستانیں " طلسم حیرت گدہ آصفی طلسم حکیم قسطاس " طلسم سبع سماج " بھی نواب موصوف ہی کے عہد میں ترجمہ ہوئیں ہیں - یہ داستانیں بڑی نقطہ پر قلمی خط نسخے میں لکھی ہوئی ہیں اور کتب خانہ رضائیہ رام پور میں محفوظ ہیں زکی نے ترجمے کی غرض و غایت " طلسم سمید " کے دیباچے میں اس طرح بیان کی ہے -

" یہ خاکسار دربار میں خداوند نعمت عالی وثار کے کہ روز مرہ میں ہے ملازمان سرکار کے ایک روز انکسارت سے تذکرہ " بوستان خیال " مجلس حضور میں آیا اس پر خداوند نعمت نے زبان فارسی میں جو قصص عظیم المثال مضحکہ گننے میں واسطے قصہ خوانوں کے قائدہ تمام - اصل ہوتا اس سے خارج ہے حد اذان سے کیونکہ اکثر اشخاص کم آشنائی رکھتے ہیں اس زبان سے "

"Halat En Panjab" A short historical account of the panjab from the time of Ranjit Singh, by Mehdi Ali Zaki of Moradabad. The account was written for Raja Nihal Singh of (Kapoor thala) (A. D. 1849-52) A note is appended stating that the original was incomplete. This copy was made at Barreilly for Mr. Irvine by Mohammed, Abd-al-aziz of Bihtari on the 14th October 1896 by permission of Mr (E. J) Kits.

V.28-Foll. 34, 9 X 5½ in ; II 13 to 17, 4 in long, good Nastaliq, dated 14th October 1896.

Catalogue:- Urdu & Persian Manuscripts India Office London P.26

طلسم سمید گیارہ سو چورائوی (۱۱۹۲) صفحات پر مشتمل ہے داستان کے آخر میں جو ستہ تالیف تحریر ہے وہ ماہ شوال ۱۲۵۸ھ ہے لیکن دیباچے میں جو شعر تاریخ ملتا ہے وہ یہ ہے -

بیک ہزار ہزار صد عام و تسع ہر پنجاہ
طلسم نادریہ بستہ زکی بدور سمید

اس شعر سے ترجمہ کی تاریخ ۱۲۵۹ھ نکلی ہے - آغاز داستان سے پہلے ایک غصہ ہے اس کے بعد داستان شروع ہوتی ہے طلسم سمید سے چند سطور بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں جس سے زکی کے ترجمہ کی صلاحیت و اہمیت اور زبان و بیان کا اندازہ ہو سکتا ہے -

" اب تم پر غضب نازل ہوگا میرا اور باباجان کا جانیو سامنے سے جب دکھ دل تمہارے صاف نہ ہوں روپرو نہ آئیو اور پھر ایسی باتیں نہین کہوگے نہین تو سزا پاوگے کیونکہ ان باتوں سے درد بھی بگڑے ہیں اور ضلالت میں پڑے ہیں یہ کہہ کر ان شخصوں سے جو ایسی باتیں کہتے تھے سامنے سے ہٹوا دیا اور بعضے جو کم لیاقت رکھتے تھے ان کو نکلوا دیا "

اس داستان کے آخر میں لوح ذیل عبارت تحریر ہے

" الحمد للہ کہ ختم ہوا یہ طلسم شوال ۱۲۵۸ھ بہ حسب فرمائش نواب صاحب والا مذاقب غلامد نعمت عادل دوران قدردان سخن جوہر شناس ہر فن نواب مستطاب علی القاب جناب نواب محمد محمد خان بہادر دام اقبالہ کے قلم عزیز رقم مہدی علی زکی نے انصرام کیا کہ تھوڑے عرصے میں کتاب بوستان خیال سے ترجمہ ہوا "

طلسم حیرت گذرہ آملی - یہ داستان آٹھ سو چالیس (۸۰) صفحات پر مشتمل ہے - شروع کے کچھ اوراق غائب ہیں ۱۲۵۸ھ میں ترجمہ ہوئی کتاب کا نام کریم اللہ ہے نمونہ عبارت لوح ذیل

ہے فرخ زادے جو بگاہ منہ صاحبزادان کا دیکھا اور پہچانا تو ایک نعرہ دل سے کہینچ کر کرا قدموں پر صاحب توان کے صاحبزادان نے اسے گلے سے لگایا پھر اس نے طلب کی تلوار صاحبزادان سے "

طلسم حکم قسطاس — یہ داستان بارہ سو ساٹھ (۱۲۶۰) صفحات پر پھیلی ہوئی ہے سنہ
کتابت ۱۲۶۰ھ ہے کاتب کا نام عظیم اللہ ہے نمونہ عبارت یہ ہے :-

" ایک طرف طلباء کا هجوم تھا اور ایک طرف اہل معاملہ مقدمہ مدعی مدعی علیہ اور وکلاء
عملہ عدالت حاضر تھے اور مولوی صاحب مسئلہ ارشاد پر بیٹھے کسی پر غضب ناک تھے کہ ہونٹ
دانتوں میں جھانپے تھے اور ہاتھ جو آگے پڑھاتے تھے تو دونوں ہاتھ تھراٹے تھے اور تمام بدن
مولوی صاحب کا کانپتا تھا اور خطا اس شخص کی جس پر غضب نازل ہوا تھا یہ تہن کی مولوی صاحب
کسی طالب علم کی پڑھائی میں مشغول تھے وہ جو آیا سامنے باہر سے تو اس نے جھک کر سلام کیا
مولوی صاحب اس سلام پر غلٹی میں آئے اور کہنے لگے کیا معنی مجھے اس شخص نے مسخرہ طور کیا
ہے جو آکر مجھے سلام کیا "

طلسم سبع سیاح موسوم بہ معرنامہ :- یہ داستان آٹھ سو پچاس (۸۶۲) صفحات پر مشتمل ہے
سنہ کتابت ۲۵ / ربیع الثانی ۱۲۴۱ھ تحریر ہے کاتب کا نام کریم اللہ شیخ احمد علی ہے نمونہ
عبارت درج ذیل ہے :-

" پھر مجھے خوف ہوا کہ مبادا میں کانٹے پھر مجھے پکا کے دھان سنے لے جائے پس میں نے
حق میں اپنے بہان کا رہنا ہر طرح سے بہتر سمجھ کر گھر اپنے جانا بلکہ اپنی خبر بھی پہچانا
گوارا نہ کیا اور اس روز سے کمال خوشی اور دل لگی کے ساتھ بسر کرتی ہوں کہ سوائے تمہارے تم
کے مجھے کچھ اور نہ ملا تھا "

بالا باختر :- یہ داستان ایک سو چھیس (۱۲۶) صفحات پر مشتمل ہے اس کے مآخذ کا پتہ
نہ چل سکا لیکن رضا لاہوری (رام پور) کے مخطوطے کے رجسٹر میں اس کا مآخذ بھی "ہوستان خیال"
میں لکھا ہوا ہے یہ نواب یوسف علی خان ناظم وائی ریاست رام پور کے عہد میں اردو زبان میں ترجمہ
ہوئی سنہ کتابت ۱۲۸۳ھ / ۱۸۶۶ع ہے کاتب کا نام کہیں درج نہیں ہے - نمونہ عبارت یہ ہے
" کیوں مجھ نالایق و ناچیز کو زیادہ شرماتے ہیں جناب نے مجھ غریب پر شفقہ بزرگانہ کی ایک
ناکارہ ہیج کا رہ کو عزت دی میرا پدر حقیقی کم اور آپ زیادہ - انشاء اللہ تعالیٰ حقوق خدمہ ادا
کروں گا مدت الصبر طامعہ و اطامعہ کا دم بھرون کا "

اس زمانے کے نثری نمونوں کو سامنے رکھ کر زکی کی زبان کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے - زکی کے نثری سرمایہ کے متعلق ظفر حسین خان اپنے مضمون " مہدی علی خان زکی مخاطب بہ ملک الشعراء " میں تحریر فرماتے ہیں کہ ---

" قدیم نثر اردو کے نمونوں سے جب زکی کی تحریروں کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کم و بیش آجکل کی سی منجھن ہوئی زبان بول رہے ہیں جس سے ان کے لائقِ تسلیم کی بیش بہی کا پتہ چلتا ہے " (۱)

اب ہم صاحب القصص مترجمہ باقر حسین (۱۲۵۶ھ) سے چند سطور پیش کرتے ہیں تاکہ اس دور کے نثری نمونوں اور ترجموں کو سامنے رکھ کر زکی کی زبان اور نثر کا اندازہ ہو سکے -

" یہ نامہ ہے بندۂ خداپرستوں کے سگدر کی طرف سے مدت اندک روز زمانہ قلیل میں اہل زمین کے ساتھ یہ حد رفاقت کی اور اب بھی زمانہائے و راز اور قرنہائے یہ شمار مجاورت اہل آخرت کے کا بھونے والدہ کے سرائے فریہ میں مواصلت اور ملازمت اس کی سے مستمع نہ ہونے

ان تصانیف کے علاوہ زکی کے ایک اور رسالے کا سراغ ملتا ہے چنانچہ " رسالہ یادگیر " کے دیباچے سے پتہ چلتا ہے کہ " رسالہ قافیہ " بھی اردو زبان میں لکھنا شروع کیا تھا لیکن یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ یہ پایہ تکمیل کو پہنچا تھا یا نہیں - مطبوعہ " گلیات زکی " کی تقریظ میں

مولوی زین العابدین زکی کی ایک اور مثنوی کی نشاندہی کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

" مگر اسوس ہے کہ ایک مثنوی ہندی جنا میر تقی صاحب موجد سخن کی مثنوی درہائے

عشق پر کہیں تھی وہ ہاتھ نہ آئی الا ایک شعر اس مثنوی کا مجکو یاد ہے برائے ملاحظہ ناظرین میں بیان لکھے دیتا ہوں اور وہ یہ ہے " (۲)

غم سے پلہل کو نعرہ زن دیکھا گل کے سرسے بندھا گلن دیکھا

(۱) " مہدی علی خان زکی ملک الشعراء " مطبوعہ رسالہ ماہنامہ " آجکل " نئی دہلی نومبر ۱۹۵۲ء

(۲) " گلیات زکی " ص ۲۵۴

زکی کے تلامذہ : -

زکی کی علمی استعداد اور شاعرانہ شہرت کے پیش نظر یہ بات فرین لباس ہے کہ ان کے شاگردوں کی تعداد اچھی خاصی رہی ہوگی لیکن تذکروں میں صرف چند ہی نام نظر آتے ہیں - مناسب ہوگا اگر یہاں ان کا ذکر بھی مختصر طور پر کر دیا جائے

(۱) ۱- تنہا - نواب شہر علی خان بہادر نام تنہا تخلص مراد آباد کے رہنے والے تھے ان کا شمار وطن کے دھیموں میں ہوتا تھا ہر طرح کا کلام کہتے تھے - اردو اور فارسی میں طبع آزمائی کرتے تھے - ان کا شمار زکی کے لائق شاگردوں میں ہوتا تھا - نصیحتہ اشعار بھی کہتے تھے - ستر سال کی عمر پا کر ۱۸۹۲ع میں انتقال کیا - سید فرید احمد وٹا مراد آبادی ہے جو تاریخ وقات کہیں وہ یہ ہے -
تنہا نہیں لطف شاعری کیا

نمونہ کلام درج ذیل ہے -

کھج گیا بارگہ نگاہ کے ساتھ ناعوانی ترا گلہ نہ رہا

نالہ غمہ ہے اس کی محفل کا رقص ہے میرے آزاد دل کا

اشعارا ہے تصویر پروردہ اور حیرت کرائی ہے جو محو بار ہو جائے کشا کش درمیان کیوں ہو

(۲) ۲- تنہا - مولوی محمد حسین نام تنہا تخلص مراد آباد کے باشندے تھے - اردو اور فارسی میں شوق فرماتے تھے اردو میں شیخ مہدی علی خان زکی اور فارسی میں غالب سے اصلاح لیا کرتے تھے تلاش معاش میں دکن کا سفر کیا تھا لیکن نامراد واپس مراد آباد آئے - نواب محمد صدیق پٹان (بھوپال) کے احباب میں سے تھے ۱۸۹۷ع میں دیوان اردو شائع کیا

(۱) غمخانہ جاوید جلد دوم ص ۱۵۱ یادگار ضخیم ص ۸۲ - وقائع نصر خانی" تالیف مرزا نصیر الدین مرتبہ محمد ایوب قادری " بنام علم و عمل " ص ۹۰ ماہنامہ " نگار " تاریخ نمبر" جولائی ۱۹۶۳ع

ایڈیٹر اکبر علی خان

(۲) تلامذہ غالب - مرتبہ مالک رام - ص ۶۸-۶۷

نمونہ کلام —

ذره ذره ز جنون بر سرگراست این جا
صد ہی شبہ بہرشت لہار است این جا
چہ کوئی حالت زاہد کہ مد ہوشانہ می آید
ہی ہم از سر کئے کسے دیوانہ می آید

جوش الفت نے بڑے دھوکے میں رکھا عمر بھر
ہم بگانہ جانتے تھے جس کو بیکانہ رہا

گو سو تاج کے رنج و بلا میں پھنسے رہے
دل کا بھی مزا ہے کہیں مبتلا رہے

(۱) (۲) حسن — مولوی سید امیر حسن مرحوم خلف حاجی سید اکبر علی ساکن سہارن پور تخلص
حسن فرماتے تھے - موسوی اثنا عشری تھے ان کے جد اعلیٰ سید عہد الہاری عرف شاہ چراغ سلطان
محبوب غزنوی کے ہمراہ ہندوستان آئے تھے حسن نہایت متقی اور پرہیزگار تھے عربی و فارسی میں عبور
حاصل تھا خوش نویس بھی تھے تقریباً ۵۰ سال تک انگریز سرکار کی عدالت میں وکالت کی - عربی فارسی
اردو تینوں زبانوں میں شعر کہا کرتے تھے لکھنؤ اور دہلی کے اکثر علماء اور شعرا آپ کے بہان قیام
فرماتے تھے زکی اکثر ان کے بہان ملیم ہوتے چنانچہ انہیں سے تلمذ تھا ۱۸۸۶ء میں ۸۰ برس کی عمر
میں انتقال کیا - سہارن پور میں دفن ہوئے - نمونہ اشعار ملاحظہ ہو -

زلف و رخ انتخاب ہیں دونوں	روز و شب کے جاب ہیں دونوں
سوز فراق سے جل رہا ہوں میں	جگر و دل کہاں ہیں دونوں
اصل میں جین ہے نہ فراق میں	جان کو اک عذاب ہیں دونوں
کام کے آدمی تھے تیس و حسن	عشق میں ہر خراب ہیں دونوں

(۲) حکیم : —

(۱۱)

میر منور حسین نام تخلص حکیم دہلی کے رہنے والے تھے لیکن و حکیم دونوں نام بطور تخلص استعمال کرتے تھے کچھ دنوں تک مونگیر میں یہ شغل طبابت و وکالت بھی مقیم رہے حکیم میں اچھی دستگاہ رکھتے تھے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے رسالہ "کاباۃ منوری" "صحیف الاسرار" بڑیاں میں اور "جواہر الحکیم" بڑیاں فارسی ان کی مطبوعہ تصانیف ہیں - ان کے علاوہ مکتوبات میں "کوثر و تسنیم" نگار عشق "در پیہ بہا" گوہر دلیر وغیرہ مشہور ہیں -
نمونہ کلام -

دہ بہت میں جل رہے ہیں جگر سے شعلے نکل رہے ہیں

شرابے آہوں کے جل رہے ہیں ہم آگ منہ سے نکل رہے ہیں

غم اپنے جلسے میں ڈھل رہے ہیں کہ جام پر جام جل رہے ہیں

دلون کے ارمان نکل رہے ہیں شجر مرادون کے بھل رہے ہیں

ہوئے صنم کے بھی ہوش غارت کہاں ہے شوخی کہاں شرارت

ہے میری آہوں میں وہ حرارت کہ جس سے پتھر پگھل رہے ہیں

(۲)

(۵) درویش : —

درویش علی نام درویش تخلص خدا بخش کے بیٹے تھے سہارن پور وطن تھا زکی کے شاگردوں میں ایک آزاد شوریدہ سر اور موزون طبع شخص تھے - ریاست رام پور سے کچھ وظیفہ بھی ملتا تھا لوگوں سے ملنا جلنا پسند نہیں کرتے تھے دروازہ بند کر کے بیٹھک میں بیٹے رہتے تھے -
طویل عمر میں انتقال ہوا -

در پردہ صنم ہم پہ وہ کوجائے ہیں کہے

گر کہجے گلہ صاف مگر جائے ہیں کہے

جب ہم سے موافق نہ ہو تفسیر ہماری

کیا عائدہ کشائی کرے تقدیر ہماری

(۱) یادگار صنیم ص ۶ - ۱۰۵

(۲) غم خانہ جاوید جلد سوم - ص ۱۷۹

پڑا جو سایہ کبسو جھجک کرے سانی نے یہ کہہ کر رکھ دیا سافر کہ ہے شراب میں سادہ

(۱)

(۶) لڑکی — لالہ لڑکی رام نام لڑکی تخلص تھا یہ عطر فروش کا کام کرتے تھے وطن مراد آباد تھا
ایام ہولی میں کوچہ و بازار میں بے نواؤں کا سانگہ بنا کر شمر پڑھا کرتے تھے - بونہ لالہ یہ ہے -

ملنے سے تصور میں کچھ کم نہ مزار دیکھا

گردہ نہ ہوا اس کی تصویر ہے اور میں ہوں

(۲)

(۷) دھڑ — مٹھی دیسی پرشاد نام تخلص دھڑ مٹھی مومن لالہ کالستہ پھٹاکر کے لڑکے تھے عدالہ دیوانی
ضلع مراد آباد میں ۱۸۸۰ء میں پھٹاکر تھے ان کے بھائی مٹھی کھنیا لالہ بھی شاعر تھے دھڑ تخلص
کرتے تھے -

اجل بھی تو نہیں آتی برا ہو سہہ جانی کا

الم کہ دکھ اٹھائیں بار کی نامہربانی کا

بہی ہیں لذتیں تو ہے یقین کیا کیا نہ روٹیں گے

اگر یاد آگیا پوری میں عالم نوجوانی کا

—

رباعی — ہر طرح سے آپ تو ستائیں کیا خوب ہم شکوہ زبان پر نہ لائیں کیا خوب

دین گالیاں آپ ہم ہنسی میں تالیں اور آپ ہنسی میں روشد جائیں کیا خوب

(۳)

(۸) دھڑ — سید غلام شہر صاحب الہ آباد کے رہنے والے تھے دھڑ تخلص فرماتے تھے ریاست رامپور
میں نوشہ خانہ کے منصرم تھے اپنے ہم منصرون میں ممتاز تھے چند اشعار درج ذیل ہیں -

شور پیدا کیا غموشی نے ضبط بھی اختیار کا نہ رہا

کھ گئی ہائے راعہ باتوں میں وقتہ اظہار مذہب نہ رہا

(۱) گلشن بہار ص ۸۳ سخن شعرا - ص ۱۴۲ گلستان بے خزان معروف بہ نغمہ عذلیہ ص ۸۹

(۲) غمخانہ جاوید جلد سوم ص ۳۶۲

(۳) غمخانہ جاوید جلد سوم ص ۴۶۲

(۱) صلی — میر ہومن حسین نام صلی تخلص امروہہ ضلع مراد آباد کے رہنے والے تھے زبان کاچھکا
تھا اوسط درجہ کی لفظی صنائع سے کلام کو سجاتے تھے کہیں مضمون آفرینی کی طرف تہین مائل
ہوئے تھے —

جہتا ہون میں تصور دندان ہار میں ہوتی پرو دئے ہیں رگ جان کے تار میں
موتا ہے کون کون سا دیوانہ دیکھئے کس کس کے پھول ہوئے ہیں اب کے بہار میں

گروگئے ستم مہربان کیے کیے سنیں تو لرا ہم بھی ہاں کیسے کیسے
نہ کہ جب جھڑکنا ہے زخموں پہ قاتل مڑے لیئے ہیں ہم جان کیسے کیسے

(۲) — (۱۰) غریب — صاحبزادہ محمد ہدایت اللہ خان بہادر نام تخلص غریب صاحبزادہ محمد عبدالعلی
خان کے لڑکے تھے اکثر ثبوت میں شوق فرماتے تھے صنائع میں خاص ذوق رکھتے تھے پہلے اپنا کلام
ہومن خان دہلوی کو دکھاتے تھے — پھر زکی سے اصلاح سخن لینے لگے تھے
نمونہ کلام —

سینکڑوں سجدے کئے اس در پہ تب تسکین ہوئی
کھس گئی ساری جہیں جب درد سر کچھ کم ہوا

جلوہ دکھلائے نہ تم ہام سے اترو صاحب دیکھو دل اور ہمارا نہ و بالا ہوگا

اگر وہ نصف شب ہو جلوہ فرما ماہتابی پر

شب تاریک میں ہو یک یک نور سحر پیدا

(۱۲) گالی — (۳) مولانا کلاہت علی نام گالی تخلص مراد آباد کے باشندے تھے — تحصیل علم ہدایوں

(۱) خمخانہ جاوید جلد پنجم ص ۲۰۴ — یادگار صنایع — ص ۲۸۲ رسالہ اردوئے معلی مرتبہ
حسرت بھائی اگست ۱۹۲۸ء — ص ۲۲

(۲) انتخاب یادگار از امیر مینائی ص ۲۶۴

(۳) تذکرہ علمائے ہند ص ۲۴۲ مولفہ مولوی رحمان علی مرتبہ محمد ایوب قادری شائع کردہ پاکستان

ہستاریکل سوسائٹی کراچی
مؤلف محمد ایوب قادری بنام علم و عمل ص ۹۹ — ۹۸

بریلی رام پور لکھنؤ میں کی - مفتی ظہور اللہ لکھنؤ کے شاگرد تھے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں مردانہ وار حصہ لیا نواب محمد الدین خان عرف مہو خان کے زمانے میں صدرالشماریہ بنائے گئے - ہمیشہ نعت لکھتے تھے - زکی کے شاگردوں میں نامور تھے مولانا کا شمار ان کے زمانے کے متحرطوں میں ہوتا تھا - بہادری اور صاف گوئی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے - براد آباد پر جب ۱۸۵۸ء میں دوبارہ انگریزوں کا تسلط ہو گیا تو ان کو پھانسی دے دی گئی - "خباہان فردوس" نسیم جتہ کی "دیوان کافی" وغیرہ یادگار ہیں -

(۱)

(۱۲) نزہہ -

مولوی معین الدین نام نزہہ تخلص مراد آباد کے رہنے والے تھے زکی کے محبوب شاگردوں میں تھے ان کے حالات کے بارے میں اور کچھ معلوم نہ ہو سکا - شعر اچھا کہتے تھے -

(۲)

(۱۳) مرزا کبر ہنگ کا نام زکی کے شاگردوں میں گلیات زکی (مطبوعہ) کی تقریظ میں مولوی زین العابدین نے لکھا ہے تخلص نہیں معلوم - زین العابدین نے یہ بھی لکھا ہے ان کی تلاش و جستجو سے زکی کا سرمایہ کلام فراہم ہو سکا -

نزلیات :-

اردو شاعری کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ عہد طفولیت میں وہ خانقاہوں سے اور دور شباب میں درباروں سے وابستہ رہے - مولانا اور اہل دوبار نے اس کی سرپرستی اور اشاعت میں قابل فخر خدمات انجام دی ہیں لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ دوباروں کی وابستگی اور سرپرستی سے اردو شعر و ادب کی فطری پاڑھ کو نقصان پہنچا ہے - اس کے ثبوت میں دبستان لکھنؤ کا سرمایہ شعری پیش کیا جا سکتا ہے جو والباقی رہا ہے کہ زبیر شاہ وجود میں آیا -

(۱) "ولایع نصر خانی" ص ۹۸-۹۹ از مرزا نصر الدین مرتبہ محمد ایوب قادری بنام "علم و عمل"

شائع کردہ پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی

(۲) تقریظ از مولوی زین العابدین "گلیات زکی" - مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ ص ۲۵۲

دہلی جیسا ہارونل اور ہرگت شہر جس کو میر نے "عالم میں انتخاب" کے نام سے یاد کیا ہے۔ سیاسی انتشار اور اقتصادی زبون حالی کا شکار ہوا تو اہل ہنر نئی پناہ گاہوں کی تلاش میں اطراف و جوار میں پھیلنے لگے۔ اس زمانے کا یہ دستور تھا کہ مختلف علوم و فنون کے مشاہیر دامن دولت سے وابستہ ہوتے تھے یا معاندین روسا اور اراکین سلطنت ان کی سر پرستی اور اعانت فرماتے تھے۔ دہلی کی تباہی کے بعد اگر کوئی ایسا خجگہ تھا جہاں شعرا کی قدرو منزلت اور عزت افزائی کی توقع نہ ہو سکتی تھی تو وہ لکھنؤ تھا۔ جہاں دولت کی فراوانی بھی تھی اور اہل فن کی قدردانی بھی۔ چنانچہ شاہ عالم کے عہد میں دہلی کے بیشتر شعرا نے لکھنؤ کو گوشہء عالیہ سمجھ کر اس کی طرف رخ کیا اور بقول مصطفیٰ "ہر روز نیا قائلہ یورپ کو روانہ تھا"۔ میر کا سودا مصطفیٰ اور انشا وغیرہ لکھنؤ میں پناہ گزین ہوئے اور اہل لکھنؤ نے ان کی قدرو منزلت کی اور شاعری میں ان کی تقلید اور فتح کو قابل فخر سمجھا۔ چنانچہ آصف الدولہ کے کلام میں شعرائے دہلی کا اثر نمایاں ہے لیکن اس کے بعد جو دور شروع ہوا وہ بکسر تاثیر سے خالی اور شعر و ادب کی منجمدہ روایات کے پر عکس ہے۔

لکھنؤ کی معاشی خوشحالی اور سیاسی استحکام کا اثر براہ راست وہاں کے ماحول پر پڑا جس کے نتیجے میں سوز سے زیادہ ساز اور ہوش سے زیادہ جوش کی طرف شعرا مائل ہوئے۔ اس کی واضح تصویر ہم کو لکھنوی شعرا کے کلام میں نظر آتی ہے۔ صلہ اور انعام کی ہوس میں بہان کے شعرا دلی جذبات اور احساسات کو پس پشت ڈال کر امرا کی دلہستگی اور خوشنودی کے لئے ہتھل اور پسہ خیالات نظم کرتے لگے۔ صرف ریاضی کا وجود اس میں اعتدالی اور بے راہ روی کا نتیجہ ہے۔

لکھنؤ میں اس بے راہ روی کی بنیاد تو مصطفیٰ - انشا - چراغ اور رنگین کے زمانہ ہی میں پڑ چکی تھی لیکن ناسخ اور آتش کے دور میں منظم طور پر ایک نئے دیستان شاعری کا آغاز ہوا۔ یہ زمانہ سلطنت اودھ کے عروج کا تھا۔ ہر طرف عیش و عشرت رنگ و لبان بے فکری اور فارغ البالی تھی۔ زندگی میں سادگی کے بجائے تصنع آچکا تھا۔ چنانچہ شعرا نے بھی فطری جذبات پر خیال

آفرینی و عایہ لفظی اور صنائع کو ترجیح دی - محاورات کی بھر مار ہوئی - نسوانیت کا ظہور ہوا " کرنی " چولی " انگلیا " منی " دوپٹہ " وغیرہ سے غزلین آراستہ ہوئے لیکن دلی اسکول کی داخلیت کردی گئی اور خارجیت ہی کو سب کچھ سمجھ لیا گیا - اصلاح زمان کی کوشش ہوئی محاورات دوسرے گئے گئے - نئی بندشیں اور ترکیبیں وجود میں آئیں - ماورائیت کے بجائے ارضیت اور حزن و یاس کے بجائے نشاط و سر مستی سے اردو شاعری روشناس ہوئی - اس سلسلے میں ہم آتش کے کارنامے کو فراموش نہیں کر سکتے جن کی بدولت اردو شاعری کو ایک نیا آہنگ نصیب ہوا - آتش کے بعد خواجہ وزیر صبا، عکرمہ، بوق اور آسیر وغیرہ کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں ۔

زکی کی دہلی و جستانی نشوونما لکھنؤ میں ہوئی چنانچہ " حالات پنجاب " کے دیباچے میں خود ہی لکھتے ہیں —

(۱)

" مہدی علی متخلص بہ زکی موطن شہر مراد آباد و نشو و نما پالک در شہر لکھنؤ "۔

مراد آباد دہلی سے قریب اور لکھنؤ سے کچھ دور ہے لیکن زکی اپنے رنگ شاعری کے اعتبار سے دبستان لکھنؤ کے ہیرو ہیں اور ایسا ہونا قدرتی امر ہے کیونکہ جیسا کہ ان کے حالات زندگی کے سلسلے میں بیان کیا جا چکا ہے کہ طالب علمی کے زمانے سے لے کر عہد شباب تک لکھنؤ سے ان کا نہایت گہرا تعلق رہا چنانچہ بہان کے ادبی و شعری ماحول سے ان کا متاثر ہونا لازمی تھا - اس ضمن میں ہمیں

(۲)

یہ بھی نہ بھولنا چاہیے کہ ناسخ سے ان کے گہرے دوستانہ مراسم تھے اور یہ یحید از لباس بہین کے انھوں نے ناسخ سے بہت کچھ حاصل کیا ہوگا - اس کے علاوہ زکی کا تعلق ایک ایسے تہذیب خاندان سے بھی تھا جس میں بیشتر علما شعرا اور ادبا گزرے ہیں - یہ خاندان مراد آباد میں دولہ اور علم دونوں اعتبار سے ممتاز سمجھا جاتا تھا - ان کے بزرگوں نے بڑی حد تک نصیحت اور فارغ البالی کی زندگی بسر کی تھی - لیکن جب زکی نے زندگی کے میدان میں قدم رکھا تو انھیں اپنے بزرگوں کا

Catalogue:— Urdu & Persian Manuscript (India Office London) P.26 (۱)

(۲) " وہ (ناسخ) ان کے نقل و کمال کی کیفیت سے خوب آگاہ تھے اور رابطہ و اتحاد بھی

شعراؤں میں ایسا نہیں دیکھا جیسا ان دونوں صاحبوں میں تھا " " از مطبوعہ " گلیات زکی "

سازمانہ نہ ملا ۲۱ عرصہ اور تنگی تھی - چنانچہ حصول معاش کے لئے انھیں درباروں کی طرف رخ کرنا پڑا - لکھنؤ رامپور مرشد آباد کپورتھلہ ایالہ اور کلکتے کا سفر کا اصل مقصد یہی تھا -

۱۸۵۴ء کا غدر ہندوستان کی تاریخ میں کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا - اس پر آشوب دور میں

انگریزوں نے جو انسانیت سوز مظالم ڈھائے ہیں اس سے ہمیں بھی محفوظ نہ رہ سکا - اس خطہ میں مسلمانوں کے جو ادبی اور تہذیبی مراکز تھے نہ صرف وہ تباہ و برباد کئے گئے بلکہ مراد آباد بریلی پھنوی وغیرہ میں جو بار سوخ اور متول گھرانے تھے ان پر بھی انگریزوں کا قبضہ نازل ہوا - زکی کا خاندان بھی اس بلائے ناگہانی کا شکار ہوا اور جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ بیشتر افراد خاندان کو پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا گیا اور ان کی جائدادیں ضبط ہوئیں - زکی نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا لیکن انھوں نے بڑی حد تک اپنی شاعری میں ان غورین واقعات کو جگہ نہیں دی اس کا ایک سبب انگریزوں کا خوف ہو سکتا ہے یا پھر وہ لکھنوی ماحول اور عصری روایات سے اس درجہ متاثر تھے کہ وہ سیاسی موضوعات کو لاپل اعتلا نہ سمجھتے ہوں - بہر حال انھوں نے اپنی شاعری کے لئے وہی مضامین منتخب کئے جو دبستان لکھنؤ کا طرۂ امتیاز سمجھے جاتے تھے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ رنگین اور جان صاحب کی طرح ریختی اور فحش گوئی کی طرف مائل نہیں ہوئے - ان کا کلام لکھنؤ کے عام مبتذل رنگ سے دور ہے - ہاں صنایع کا التزام خیال آفرینی محاورات اور پیچیدہ طرز بیان جو دبستان لکھنؤ کی خصوصیات تھیں ان کے بیان میں کچھ سے باقی جاتی ہیں زکی کے کلام میں داخلہ کا عنصر بہت کم ہے تاہم شکوہ روزگار حزن و یاس ناگامی و حرمان نصیب اور حسرت و اندوہ وغیرہ کے مضامین مل جاتے ہیں جن سے زکی کے نامساعد حالات کا پتہ چلتا ہے ان اشعار کا دھیما لہجہ اس امر کی گواہی کرتا ہے کہ یہ کسی دکھے ہوئے دل کی آواز ہے چند اشعار ملاحظہ ہوں -

چمن میں دور سے جون سبزہ مزار رہا	ہوا کہیں نہ زکی بزم بار میں سر سبز
کیا کیا طے جہان کے نقاش و نگار حیف	آنکھوں کے آگے لٹ گئی کیا کیا بہار حیف
کسی گل میں ہوئے وہ نہیں کوئی کا کسی سے لگاؤ دل	کہیں دوستی کا مزا نہیں کوئی آشنائے صنائے نہیں

ہے اپنے دھیان میں دل ناشاد ہے خبر

عقل کی طرح نام کو آرام رہ گیا

لکھے زکی شکایت دوران کہاں تک

کہا ہے سوز دل کیے واسطے ہم کو مگر پیدا

نیک و بد جہان کی پروا نہیں ہمیں

آسودگی کا حال نہ پوچھو جہان میں

دل کی طرح قلم کا جگر چاک ہو گیا

زکی جون شمع اپنی زندگی جلتے ہی اگلی ہے

زکی کے جہان زندگی کے آثار چڑھاؤ ہے تباہی دنیا اور دیگر مسائل سے متعلق بھی اشعار ملتے

ہیں لیکن رسمی اور روایتی انداز میں - ان میں جذبے کی کوئی خاص طور سے نمایاں ہے -

کہ ایک حال پہ دور جہان سدا نہ رہا

نہ حجاب سان اپنا روح کا گلن دیکھا

پسے جا ہے دم کی زبست پر ہنسنا شرار کا

ادھر سے لالہ آیا ادھر روانہ ہوا

سیر جہان ہے خندہ کلزار کا سہج

کہا اعتبار حقیقی ہے اعتبار پر

کہا کبچھے زکی کسی دیر آشنا سے ربط

مرا اشعار ہے اک دم کی زندگانی کا

دور جہان مقام ہے امید و ہم کا

میت ہے شادی و غم کے خیال میں رہنا

زبست ہے لفظ بھوکا جب بہ دل میں ہو چہ ہم

حسنی مقام گرہ ہے اے جان بیکار

کوئی رہا نہیں جہان سرائے حسنی میں

دو دن کی زندگی پہ ہین کا جوش اور غروش

کہا کبچھے نگاہ غزان و بہار پر

کہ ہے یقین کہ سر دو روزہ کرے دلا

جہان کو دیکھتے پھر کر نگاہ شگ حجاب

آئینہ ہے کہ گردش لیل و بہار سے

غزل کا سب سے اہم اور بنیادی موضوع عشق اور اس کا اظہار ہے خواہ وہ عشق حقیقی ہو یا مجازی -

ہر غزل کو شاعر کے جہان کم و بیش حقیقت و مجاز کی دھوپ چھاؤں ملتی ہے لکھنؤ کی معاشرہ اور ماحول

کی رنگینی نے عشق حقیقی کے تصور کو جو دبستان دہلی کی بنیادی خصوصیت تھی غزل سے خارج کر کے

حسن اور مصلحت حسن کی عکاس پر زور دیا - عشق میں مادیت اور ہوسٹا کی آگلی - زکی کے کلام میں

بھی اس نوع کے عشق کا تصور ملتا ہے کہیں محبوب کی قربت سے لطف اشعار ہیں کہیں اس کے اعضائے

جسمانی کی تصویر کرتے ہیں کہیں اس طرح چھیڑتے ہیں کہ وہ شرما کے پرہم ہو جاتا ہے -

شرما کے طہن کھائے غٹا ہو کے ہنس پڑے

ہاؤن پہ من کرا جو بدن کو لگا کے ہاتھ

چٹ چٹ سے لین ملائین جو من سے بڑھا کے ہاتھ

جدول سبزہ ہے یا صفحہ گلزار کے گرد

ہے دھوان ہو کے نظر آتش دیدار کے گرد

لاہل بوسہ ہے وہ مصحف رخسار ہنوز

نہلم کا رنگ سبز ہے لعل خوش آب پر

لڑنے لڑنے بدن بار کو من کرتے ہیں

کہنے لگے من آگے بڑھو گے تو قہر ہے

خط کا آواز ہوا عارض دلدار کے گرد

حالت خط بہن خورشید رخ بار کے گرد

ترجمہ حسن کا ہے حاشیہ خط سے بیان

مٹی کی ہے بھڑی لب کلرنگ پہ جی

کہن کہہ ہو نہ کدورت بہن آتا ہے خیال

ان کی سوسنا کی کہیں بوسہ و کنار کی طلبگار ہوتی ہے تو کہیں وصل کی - اگر اس پر محبوب

عقلی کا اظہار کرتا ہے اور گالوں پر اثر آتا ہے تو وہ ہوا بہن ماننے اور اس سے بھی خط اٹھانے

ہیں -

ملی جو بوسہ پہ گالی تو اور بہار آیا

کس تکلف سے تیرے حسن کا صدقہ اترا

محبوب بار شوقی گل گہر سے ہوا

خوش قسمت سے گویا لعل پتھر ہو گیا

کہا ہی میرے خواستہ ادا مطلب دشوار ہوا

مٹل فرہاد وہ ناکام پشیمان ہو گا

ہنسی کے لطف اٹھے جب غصہ من بہار آیا

بوسہ عارض کالیا ہم سے ملائین لے کر

بوسہ جو گرم گرم لیا اس سے شمع کا

من کے بوسہ کی طلب خاموش دلیر ہو گیا

یہ دھڑک بار سے بوسے کی طلب کی ہم سے

آرزو بوسہ کی ہوئی لب شیون سے جسے

ذکی کی غزلوں میں محبوب کے لباس اور سامان آرائش کا خاصا ذکر ہے مٹی - دوپٹہ در حنا

جوتی بالی جسے الفاظ بار باران کے بہان آتے ہیں - کوئی نزل ان سے خالی نہیں -

گویا کہ لاجورد عقیق من ہوا

آئینہ ہوا مجلس حیران کا تماشا

کہ ماہتاب کی چادر ہے مہر انور پر

مٹی کی ہے بھڑی لب کلرنگ پر جی

دیکھے جو کسی کے لب و دندان میں زہر

یہ بادے کا دوپٹہ ہے روئے تابان پر

شب جو بالی مین در گوش تمہارا دیکھا
وان در گوش ہوا گان کی بجلی مین عیان
اس نے رومال جو گلبرگ لیا ہاتھوں مین
حنائی ہاتھ مین لیے کر وہ چھوڑے جو نگار
چاند کے ہالہ آغوش مین تارا دیکھا
برق کے ہالہ آغوش مین تارا دیکھا
طاثر رنگ حنا کو ہر پرواز ہوا
گمان حد حد ہلکیس ہو کھوٹر کا
تو باد پائے تصور کو تازبانہ ہوا

کہیں کہیں بند و نصیب کے اشعار بھی مل جائے ہیں لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے -

آشکارا نہ زکی دسہ سخاوت کھولیں
توڑ سے نالہ مظلوم کی ڈرو ظالم
میت ہے شادی و غم کے خیال مین رہنا
ٹانگے جو ٹوٹ جائیں تو راہوں وہاں زخم
بردہ ابر مین گرتا ہے گہر باری جرج
کہ ہے رسائی اسے عرش کبریاں ہر
کہ ایک حال پہ دور جہان پیدا نہ رہا
کھلتے ہیں بھمید رشقہ بارانہ ٹوٹ کر

اردو کے عام شعرا کی طرح زکی کے یہاں شاعرانہ تعلی بہت ملتی ہے لیکن یہ رسی
اور تقلیدی نہیں بلکہ زکی کو اپنے علم پر واقعی ناز تھا - ان کی اظاہت کو مصحفی نے بھی محسوس
کر لیا تھا چنانچہ زکی کے بارے مین "رباع الفصحا" مین لکھتے ہیں -
(۱)
".... ہر شاعری خود غرور کمال دارد"

لطف سخن سے جوہر پکا ہون مین زکی
سخن اپنا ہے زکی گان نمک شور جہان
سخن سے میرے کئے ہیں عدو جو دل مین زکی
بڑھیں ہے ایسی عجوبہ نزل زکی ہم نے
زبان نیز قلم مین ہے ذوالفقار کی طرز
کہ بار مشعرے مین دیر سے ہیں رنگ ہنوز
ہے کشور سخن مین ترا نام آجکل
شاخ نہایت ہاتھ مین گویا قلم ہوا
حافظ کی طرح لکھتے ہیں شہین سخن زکی

شعراؑ کو عام طور سے ہر دور میں اپنے کمال کی ناندہری کا گلہ رہا ہے - زکی کو بھی زمانے سے شکوہ ہے -

اب ہار لوگ صہب سمجھتے ہیں اے زکیؑ

وہ دن گئے کہ علم و ہنر کا وقار تھا

حیرہ سے دل کا خون ہوا اے زکیؑ غموش

قدر سخن ہے گوہر ناپاک کی طرح

عنا کی طرح نام کو رہ جائے گا جوہر

چرچا ہے جہان میں جو بھی ہے ہنری کا

رمز سخن سے ہار نہیں آشنا زکیؑ

ارمان ہے کہ خون ہوا مدعا ہے دل

کون صہب رنج اٹھاتا ہے تو اے مشہ فہار

اے زکیؑ خاک ہوا علم و ہنر کا عالم

گزرچہ دیا نہ ملی صاحب جوہر کو زکیؑ

ہر ہنر مند نہ ہوتے ہیں ہنری ہر عاشق

زکیؑ کو مطاوعات ہر کامل عبور تھا - ہر غزل میں دو چار محاورے ضرور مل جاتے تھے ان کا کمال

یہ ہے کہ اشعار میں مطاوعات اس طرح جڑ دیتے ہیں کہ پیوند نہیں معلوم ہوتے چند اشعار ملاحظہ

ہوں -

دل نہ شیریں کا پسینا کو غم طرہاد میں

بانی بانی ہو گیا پتھر جگر کہسار کا

صد چاک سینہ دل کی طرح اپنا دیکھنا

گر ہال بیگا زلف کا اے شانہ ہو گیا

مژگان اشکیار کی دیکھیں جو شورشیں

کیا روح پڑگئی دل اور بہار ہر

فصل بہار چار ہن دن میں ہوا ہوئی

یہ داغ رہ گیا دل عہد شباب ہر

ملا گئے آبکھ چرائی نگاہ کہوں تم سے

جواب دو کہ یہ کس امر کا سوال ہوا

گل گشت کی جو ہوئی ہیں تیاربان وہاں

پھولے نہیں سنا ہے ہیں گل پیرہن میں آج

ہزاروں ہار لم کھا کھا گئے ہم سے چشم گریان ہر

نکالا ہے جگر اور رکھ دیا ہے خار مژگان ہر

ہنس ہنس گئے چٹکوں میں اڑائی ہے کیا بہار

نالان ہوائے گل میں عنا دل کو دیکھ کر

مذکورہ بالا اشعار بغیر کسی کاوش کے چند نزلوں سے اخذ گئے ہیں اگر دیوان کے سارے

محاورات جمع کئے جائیں تو ایک جھوٹی سی کتاب تیار ہو سکتی ہے محاورات نظم گوئی کا یہ رجحان اس دور کے دوسرے شعراء میں بھی پایا جاتا ہے لیکن زکی جس خوبی سے برے جانے میں وہ کچھ انہیں کا حصہ ہے -

لکھنوی شعراء کے بہان سخت اور مشکل زمیوں میں طبع آزمائی کرنا استادی کی دلیل تھی مشکل قانون اور لہجے میں ردیوں کے ساتھ غزلین کہتا کمال فن سمجھا جاتا تھا - زکی کے بہان اس کا اہتمام کم ملتا ہے چند غزلین ایسی ضرور ہیں جو زکی کی استادی اور مقامی پر دلالہ کرتی ہیں -

ماشوق و معشوق میں اکثر بنے اور ٹوٹ جاتے	بہتر بان سدا اسکندر بنے اور ٹوٹ جاتے
جاتے حسرت ہے کہ ہومہد جوانی کا زوال	یہ عمارت منزل خوشبو بنے اور ٹوٹ جاتے
حسرت اے سوز جگر روشن دل اہل نظر	گوہر خورشید سے بہتر بنے اور ٹوٹ جاتے
حیف ہے اے چشم عہد بحر میں جام حباب	افسر جمشید کا ہمسر بنے اور ٹوٹ جاتے

ایک دوسری غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں —

میں نہایت وہ چڑھا ہے نگہ بار کے منہ	موت لکھی ہے دل زار کی تلوار کے منہ
جا بجا چرچے ہوئے جب وہ ہوئے ہم سے دوچار	کھل گئے صاف پڑی بات جو دو چار کے منہ
ہم سے منہ پھیر لیا یاروں کی خاطر کیا خوب	منہ ہمارا نہ ہوا اور ہوئے افکار کے منہ
اس کی مڑگان ہوئی پرکششہ دلون کے آگے	بھر گئے صاف صاف شکر خونخوار کے منہ

اردو غزل پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس میں وحدہ تائید نہیں کیونکہ شاعر ایک ہی غزل میں مختلف و متعدد واردات اور تجربات کو پیش کرتا ہے اسی نہایت پر ہر وہ شعر کلیم الدین نے غزل کو " ہم وحشی صنف سخن " کہتے ہیں اگرچہ یہ اعتراض اردو غزل گوئی کی مسئلہ روایت کے خلاف ہے تاہم اردو کے بہتر غزل گو شعراء کی غزلوں میں وحدہ تائید ملتا ہے دیوان زکی میں ایسی غزلوں کی تعداد اچھی خاصی ہے - ان کی ایک غزل کے چار شعر پیش کرتا ہوں جس سے خیالات کی بکری

اور وحدتِ تائر کا پتہ چلتا ہے -

نہیں تاب کہ دیکھوں جمالِ صم مجھے اپنی ہن دیدہ وری کی قسم
مجھے حسن کی جلوہ گری کی قسم مجھے عشق کی پردہ وری کی قسم

نہ ہو قاصدِ بار تو چین بہ چین اپنی اپنا خیال ہے اور کہیں
اپنی خوش کی اپنے خبر ہن نہیں مجھے عالم لے بے خبری کی قسم

توے عکسِ جمال کا ہے یہ نشان کہ یہ دیدہ تر ہوئے شعلہ نشان
مرے شیشہ دل میں ہے داغِ نہان توے عارضِ رشکِ بوی کی قسم

مجھے کچھ نہیں حیفِ خیال ذرا کہ ٹوٹ کے ہوئی بوی جانِ ہوا
دل زار کا مژدہ میں خون ہوا مجھے آہ کی بے اثری کی قسم

مصفوفانہ مضامین کو نظم کرنا دبستانِ دہلی کی اہم خصوصیت تھی لیکن دبستانِ لکھنؤ کے
شعرا نے عام طور سے اس نوع کے مضامین سے گریز کیا ہے - اودھ کے شیعہ حکمرانوں کی بدولت
مذہبِ اثنا عشری کو لکھنؤ میں کافی فروغ حاصل تھا - اس سبب سے مصوف کو مطلق دخل نہیں
چنانچہ شیعہ مخالفین واریابِ اقتدار کی سر پرستی میں جو شعر و ادب پیدا ہوا اس میں مصوف کو
بالکل خارج کر دیا گیا اور یہ بھی دبستانِ لکھنؤ کی ایک خصوصیت بن گئی - زکی بڑی حد تک
اس عام رجحان کے پابند ہیں کہیں کہیں مصوف کی جھلکیاں مل جاتی ہیں جو غالباً غیر شعوری
طور پر ان کے یہاں آگئی ہیں -

وہ بچھے زندگی سے ہاتھ اٹھا کر	کھلا ہستی کا پردہ جن کے دل پر
ذرا آنکھیں تو کر اے بے خبر بند	تماشا دیکھ نہرنگہ جہان کا
نظر اٹھائے ہر اک سنگ کے شرار سے خط	یہی جو آنکھوں میں کیفیتِ تجلی طور
کہ جامِ جم ہے طلسمِ حباب کے مانند	نگاہ بھر کے جو دیکھا تو ہو گیا معلوم
آہا نہ اس طرف سے کوئی کاروانِ ہنوز	منزل کہ فنا کا نشان کس سے پوچھئے

گر اپنی روح سے جمعے اللہ کمال ہے تو پھر ضرور چاہیے امر خدا سے ربط

زکی کی بعض نفلوں میں تسبیحے بعد اور منقبت کا رنگ نمایان طور پر غالب ہے -

واہ واصل علی رتبہ جناب پاک کا جس کے حسن جلوہ پر نازان شرف لولاک کا

نہاؤں حمد و ثناء و منقبت گرتاج عنوان کا دکھاؤں مطلع انوار مطلع اپنے دیوان کا

حمد اور ثناء جو ہے تاج سر عنوان کا مطلع نور بہ مطلع ہے میرے دیوان کا

دہستان لکھنؤ کی ایک خصوصیت خیال آفرینی ہے۔ / اپنے دور کی شعری روایات کی سختی

سے بامندی کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے اس وصف یعنی خیال آفرینی میں اپنی استادی کا مظاہرہ

کیا ہے - چند اشعار ملاحظہ ہوں -

رشتہ اللہ سے وہ بہت کیوں نہ گھرائے کہ رات بار سے زُناد کے کافر کو درد شادہ تھا

بچھائے گاوش مژگان نے کانٹے پستر پر خیال زلف نے چھوڑے ہیں جامہ خواب میں سادہ

زکی لکھے جو تصور میں زلف کے اشعار خط شکستہ بنے صفحہ کتاب میں سادہ

لہر لے دریا میں گر اس حمد زرین کا بہاں جون شوار برق ہوئے آتشین زنجیر موج

ہیرا بہ بہار میں شور جنوں ہے بان دکھتے ہیں بعد مرگ بھی چاک کان سے شوق

زکی کے بہان بیشتر تشبیہات کی حیثیت " کوہ کندن و گاہ برآوردن " کے مترادف ہے - درواز کار

بصید از فہم یا محض خیالی تشبیہات کی بھرمار ہے - مثلاً

بروانہیں ہے کچھ مجھے کو ہیں ضرورتیں سیراب غشک لب ہوں میں تلوار کی طرح

برق کے حالت آفوش میں اختر آیا یا کہ بجلی میں تیرے کان کا گوہر آیا

مہ و خورشید ہیں دیوار کے منظر تخلیق شکل نارون کی ہے جون روزن دیوار درخت

ہر گھل سے جو نظر آئے ہیں چھپکے کے نشان
نہ سے یہ بھوٹ کے وان پھولوں کا زبور نکلا

لیکن زکی کے یہاں ایسی برجستہ تشبیہیں بھی ملتی ہیں جن سے کلام کے حسن میں اضافہ
ہو جاتا ہے اگرچہ یہ اچھوتی یا نئی نہیں ہیں لیکن ان کی اہمیت کو نظر انداز بھی نہیں کیا
جا سکتا۔

زمانہ ہے گزراں ہے موج آتے کے مانند
بہار جاتی ہے عہد شباب کے مانند
کھا کھجئے خیال مکان بلند کا
جاتی ہے عمر سایہ دیوار کی طرح
پوری میں آنکھ کھول کے دیکھا تو کچھ نہ تھا
تھا موسم بہار مگر خواب کی طرح
ندی میں پہلی ہیں لہریں وہ گیسوئے خمدار
اٹھا کے سر کو چلے جیسے موج آتے میں سارے

زبان کے ارتقا میں الفاظ کے ترکہ و اخل کا سلسلہ شعوری اور غیر شعوری طور پر جاری
رہتا ہے بعض الفاظ پر جاتے ہیں بعضوں کی نئی زندگی ملتی ہے بعض بالکل نئے ہوتے ہیں اور
کسی نہ کسی طرح زبان میں راہ پا جاتے ہیں۔ اردو شاعری پر نظر ڈالئے تو یہ عمل خاص طور
پر نمایاں نظر آئے گا۔ "ولی" نے بہت سے پرانے الفاظ ترکہ اور نئے الفاظ داخل کیے چنانچہ ان کا
کلام ان کے پیشروؤں کی بہ نسبت زیادہ صاف اور شستہ نظر آتا ہے اس طرح مرزا مظہر جان جاناں
اور شاہ حاتم کے عہد میں اردو زبان اور منجھن۔ شاہ حاتم شعوری طور پر اصلاح زبان کی طرف
متوجہ ہوئے اور بہت سے الفاظ کو متروک قرار دیا۔ میر اور مرزا سوادا کے زمانے میں زبان کی شستگی
اور صفائی میں مزید اضافہ ہوا۔ اگرچہ سوادا قدما کے متروکات کے استعمال سے بچ نہ سکے لیکن پھر
بھی ان کی زبان مستند اور معیاری سمجھی جاتی رہی۔ مصطفیٰ اور انشا کے نام بھی اصلاح زبان
کے سلسلے میں اہم ہیں۔ ان بزرگوں میں انشا زیادہ نمایاں ہیں۔ ڈاکٹر ابواللہ مدنی لکھتے
ہیں کہ۔

"... اصلاح زبان نصیح اور غیر نصیح اردو کے اصول بیان کرنے یا مقرر کرنے والوں میں انشا
کا نام سب سے پہلا ہے بہت ممکن ہے ناسخ نے ان سے اللہ اٹھایا ہو (۱)۔"

ڈاکٹر موصوف کی یہ رائے بڑی حد تک صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ ناسخ نے فصاحت کے جو تین معیار متعین کئے مثلاً تناظر نہ ہو، غرابہ نہ ہو، عقیدہ نہ ہو یہ تینوں اصول انشاء نے "درہائے لطف" میں بیان کئے ہیں لیکن اس کے علاوہ ناسخ نے اور باتوں پر بھی زور دیا ہے مثلاً - لفظ کا صحیح استعمال لافہم کے اصول - حق و زائد سے احتراز بندش کی جتنی دم اور ابتدال کے پہلو سے گزر ہمیشہ اور ہندی الفاظ کی جگہ عربی اور فارسی کے الفاظ کا استعمال - ناسخ نے ان اصولوں کو نہ صرف خود برتا بلکہ اپنے شاگردوں پر بھی یہ پابندی عائد کیں چنانچہ جہاں تک اصلاح زبان کا تعلق ہے ناسخ کو اردو ادب کی تاریخ میں خصوصی اور امتیازی درجہ ہمیشہ حاصل رہے گا -

ذکی اور ناسخ کے دوستانہ مراسم اور تعلقات نیز شاعری میں ناسخ سے استفادہ کرنے کے امکان پر پہلے روشنی ڈالی جا چکی ہے - ذکی جہاں بعض باتوں میں ناسخ سے مدد و مفرد ہیں وہاں زبان کے معاملے میں بھی کسی حد تک ناسخ کی پابندیوں سے آزاد نظر آتے ہیں - ان کے یہاں ایسے الفاظ کثرت سے موجود ہیں جن کا استعمال ناسخ کے نزدیک جائز نہ تھا -

مثلاً انکھڑیاں - متوالیاں - ہوا - تلک - سان - جوں - جتوں - دورے (دیے) جوائے (ٹھکانے) وغیرہ

جب سے دیکھیں انکھڑیاں متوالیاں اس شوخ کی لطف از خود رفتگی کا میں تمنا ہوا

پس معجب کہ وہ آئے یہاں تو ہوا توڑپ کے پہ خستہ جان نہ ہوا یہ راز نہاں میان کہ وصل تھا کہ وصال تھا

آخر کہیں تو وعدہ دیا دلہا کے محشر تلک تو زندگی اپنی دیا کرے

شمع بیان داغ ہوا رشک ہے اپنا دل زار اس ہری کو جو کہیں انجمن آرا دیکھا

ذکی جون شمع اپنی زندگی جلتے ہی کٹی ہے کیا ہے سوز دل کے واسطے ہم کو مگر پیدا

وان غلب آمیز غمزہ گرانا ہوتا نہیں لطف کی جتوں سے شوخی کا مزا ہوتا نہیں

بھوک نکلے خوشہ باقوت ہو دیوے اگر _____ دانہ اٹکر کو پتھر کے جگر میں باغبان

تلخ شے جو پینے میں سے دقہ نزع _____ سانی جوائے حلق میں شربہ شراب کا

ان کے علاوہ اور بھی الفاظ ہیں جن کو قلم بند کیا جاتا ہے طوالت کے سبب اشعار نہیں ہیں
کئے جائیں گے -

مثلاً - - نعت - لہک - ہمسائیکان - ولے - دھیرہ

صنعتوں کا التزام لکھنوی شعرا کی مخصوص اور پسندیدہ خصوصیت رہی ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ
صحیح ہوگا کہ وہ اسی کو اصل شاعری سمجھنے لگے تھے کوئی شعر ایسا نہ ہوتا تھا جو رطابہ
لفظی اور صنایع سے خالی ہو - زکی بھی اس رجحان سے غیر معمولی طور پر متاثر نظر آتے ہیں -
ان کے یہاں بھی صنعتوں کا یہ پتہ ہجوم ہے - حسب ذیل صنعتیں خاص طور سے ان کے یہاں
پائی جاتی ہیں -

(۱) حسن تعلیل :—

کہ شرم طوہ پہچان سے ہے حجاب میں سادہ	تہمتہ رمز ہوئے کنجلی سے یہ معلوم
کونقدر بھاری جنازہ ہے ترے بیمار کا	بھر کرے زنا اس نے کافر جو کران جانی کے ساعد
زہر گن بھی حائد ہے دل پر دھرا ہوا	تا مرگہ درد عشق نہ ہم سے جدا ہوا
کہ موج کھاتی ہے یوں بیچ و تاب پانی میں	کسی کے زلف کا عکس آئینہ میں دکھا ہے

(۲) مراعات النظر :—

کاش رشہ فوط جاتا الذہ صباد کا	دام کے پھندے نفس کی تیلیاں توڑیں تو کیا
خزان میں باغ ہے ہزم خراب کے مانند	نہ گل نہ غنچہ نہ پلبل نہ آب و تاب چمن
دل کہان، جان کہان، صبر کہان، تاب کہان	لذہ وصل کو جمیعہ اسباب کہان
خزہ تو کو ہرے ساحل ہم کھٹے ہیں	موج دریا کے مقابل ہے یہاں میل سرحد

صفحہ ثلث : --

آنکھوں میں جہان کے سلیقہ و سیاہ کو
سیرتہ دیکھ کر دش لیل و بہار کا

حسن دل خواہ کا آخر ہوا انجام بخیر
حورون کی دہ سے ہے تاشی کی جا بہشت
دوڑخ ہے حسن و عشق کا چرچا جہان نہ ہو
جاہے حشر کا دن حشر کے افسانے کو
ہم نے آکا خط سبز سے پہچانا تھا
وصل کی راہ ہے باعون میں گزر جانے کو

ابہام تاسع : --

صن حیرت میں غزل خوان دیکھ کر ہم کو زکی _____
_____ اور ہزاروں کے ہزاروں پہ ہزارا دیکھا

تجسس ثام : --

گل کھائے اس نے جو کسی گل رو کی جاہ میں _____
_____ جو شاخ گل بنے پہ گل گون لہا کے ہاتھ
_____ آئے کا ہاتھ یا نہیں دامن نگار کا
_____ پوچھیں منجوں سے بھی اب ہم دکھا کے ہاتھ

رہایہ لفظی : --

ہوں کوون نہ ہم کو ترجیے مناہن دل ہستد
_____ اگلی دل کی طہش سے ہستد بھی اپنی کد راہ
_____ نچوڑیں پورن سرخ تو ٹپکا ہے
_____ سکن اپنا ہے زکی گان نیک عور جہان
_____ اس ترک کیج کلاہ کو ہے ہائیکن سے عوق
_____ بالش پر کی جگہ تھا زیر سوزانویں دوسہ
_____ بدن کا تیرے ہسینہ کلاہ کے مانند
_____ بار بڑھ بڑھ کے اشنائیں گئے مڑا مورے بند

مبالغہ : --

_____ ہے ہاں سیاہ کارٹ احمال اس قدر
_____ ہلائن عمق کی لین اس رخ تاہان کے دھوکے میں
_____ گر تذکرہ کروں دل و جان دو نہم کا
_____ تلف سہ جہن سے پڑا جا نماز پر
_____ لب حالی سمجھ کرلے لہا ہوسہ نمکدان کا
_____ بھٹ جائے دل بہار چمن سے شمع کا

اس طبقہ سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ زکی کو اپنے عہد کے شاعروں میں ممتاز درجہ حاصل تھا
خطاب سے سر فرازی ان کی فہم کی دلیل ہے - زبان و بیان محاوراۓ - خیال آفرینی روزمرہ کا
احتمال آج بھی ہمارے لئے بہت قیمتی سرمایہ ہیں -

تصادف : ----

زکی کے قلمی و مطبوعہ دواوین میں اردو و فارسی تصانیف کی تعداد ساٹھ ہے جس میں
پانچ قصیدے اردو میں اور دو فارسی زبان میں ہیں - ان قصیدوں میں چار قصیدے مذہبی ہیں اور
باقی تین قصیدے غیر مذہبی ہیں - قصیدے کی باقیہ تفصیلاً نیز جن قصیدوں سے سنہ تصنیف کی
تاریخیں نکلتی ہیں درج ذیل ہیں -

۱- قصیدہ حمدیہ (اردو)

۲- قصیدہ نصیب (اردو) سنہ تصنیف ۱۲۴۴ھ

۳- قصیدہ در مدح حضرت علی کرم اللہ وجہہ (اردو)

۴- قصیدہ در منقبت حضرت امام حسین علیہ السلام (فارسی)

۵- قصیدہ غازی الدین حیدر (اردو) سنہ تصنیف ۱۲۴۲ھ

مذکورہ بالا تصانیف زکی کے قلمی و مطبوعہ دونوں نسخوں میں شامل ہیں لیکن متعدد درجہ ذیل دو
قصیدے صرف مطبوعہ گیارہ ہیں -

۶- قصیدہ نواب ناصر الدولہ آصف جاہ والی حیدرآباد دکن (اردو) سنہ تصنیف ۱۲۴۴ھ

۷- قصیدہ نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علی خان بہادر (فارسی) سنہ تصنیف ۱۲۴۶ھ

زکی نے چونکہ مذہبی اور غیر مذہبی دونوں طرح کے قصیدے کہے ہیں اس لئے مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ ان کی قصیدہ گوئی پر علحدہ علحدہ روشنی ڈالی جائے کیونکہ مذہبی اور غیر مذہبی
قصیدوں میں موضوعات اور مضامین کے اعتبار سے بنیادی فرق ہوتا ہے -

مذہبی تصانیف : -- قصیدے کے عناصر ترکیبی میں تمہید کو جسے شعری اصطلاح میں تشہید

بھی کہتے ہیں بنیادی حیثیت حاصل ہے - اس ضمن میں شاعر " آمد فصل بہار " فلسفہ حیات و کائنات

" مسائل تصوف " شکوہ روزگار" اور علم و فن وغیرہ کے موضوعات قلم بند کرتا ہے لیکن کبھی کبھی ہمدردی کے بھی مدح سے بڑا، راستہ خطاب کرتے ہوئے قصیدے کا آغاز کر دیتا ہے اردو قصیدہ گوئی کی تاریخ میں دونوں طرح کی مثالیں ملتی ہیں لیکن آخرالذکر مثال نسبتاً کم ملتی ہے -

زکیؔ یہ مذہبی قصائد کی تشبیہ میں نہ تو ظلماتِ مباحثہ چھوڑے ہیں نہ مسائل تصوف اور نہ بہارِ شباب کی بد مستیوں کے تذکرے بلکہ بالعموم شعورِ سخن کے ناکہ اس کی اہمیت اور اظہار پر زور دیتا ہے - ان قصیدوں کی تشبیہ میں شاعرانہ تعلیٰ بھی پائی جاتی ہے - حدیثہ قصیدے کی تشبیہ میں اس قسم کے مضامین نظم کئے ہیں -

یہ حسن معنی روشن ہے شمع بزم شعور	کہ ہے فروغِ سخن آفتابِ عالم نور
فروغِ معنی روشن اگر ہو جلوہ نما	زبانِ خامہ بنے ہم زبانِ شعلہ طور
نہاں ہے شمع تجلی حجابِ معنی ہیں	دکھائے جلوہ نور نہاں سخن میں ظہور
جو لطفِ معنی روشن نہ ہو سیاہی میں	سوادِ خط سے نہ آئے شمعِ طرہ حور
ہے آبِ خضر نہاں سیاہی میں	کہ نامِ اہل سخن تابہ حشر ہے مشہور
بہارِ گلشنِ معنی کا لطف جو کہ افشائے	نہ اس کے دل میں رہے اشتیاقِ حور و قصور
غش آئے کون نہ تماشا کر معانی کو	حجابِ لطفِ سخن میں جو ہو تجلی نور

تشبیہ کے بعد گریز کا نعرہ آتا ہے اس کی اہمیت یہ ہے کہ شاعر تشبیہ کے بعد اصل مقصد یعنی مدح کی طرف اس طرح مراجعت کرے کہ پڑھتے وقت یہ احساس نہ ہو کہ قصیدہ نگار کسی دوسرے موضوع کا بیان کرتے جا رہا ہے اس سلسلے میں شی بہارؔ اور شاعرانہ کہنہ مشفی درکار ہوتی ہے زکیؔ کے مذہبی قصیدوں میں گریز کے اشعار یہ جان اور غیر اہم معلوم ہوتے ہیں -

مذکورہ بالا قصیدے کے اشعار کی مجموعی تعداد یہاں ہے - جس میں پچیس اشعار تشبیہ کے ہیں دو شعر گریز کے اور آٹھ شعر مدح میں ہیں - قصیدے کے اجزائے ترکیبی کو مدنظر رکھتے ہوئے تعدادِ اشعار کا یہ تناسب عام روش سے ہم آہنگ نہیں کیونکہ تشبیہ کے اشعار کے مقابلے میں مدح کے اشعار کی تعداد بہت کم ہے - پھر حدیثہ قصیدے میں یہ کوتاہی تو خاص طور پر گھٹکی ہے

کیونکہ جب مدوح " رب العالمین " ہو تو اس کی مدح میں اس قدر ایجاز و اختصار سے کام لینا کچھ مناسب نہیں معلوم ہوتا ۔

مدح کے ضمن میں مفاہیم موضوعات اور اسلوب کے اعتبار سے ان کے حدودہ قصیدے میں کوئی نیا پن نہیں معلوم ہوتا وہی عام روایتی انداز کارفرما ہے ۔۔

رحیم و عادل و غفار و کردگار غفور	کریم و قادر و خلاق و رازق و جان بخش
زبان خلق جہان اس بیان سے ہے معذور	سقا کا ملہ ہیں لا یتحد ولا یفصل
تو مومن ہیں اس لطف عام سے مشکور	جہان میں خلق کئے اس نے جو رسول و امام
کمال لطف و عناہ سے اس کے ہون مسرور	میں ایک عاجز ناچیز خاکسار زکی
شریف و ژین و صاحب وقار اہل شعور	کا ہے خلق مجھے اس نے نوع انسان سے
ادائے شکر الہی کروں سو کا مقدور	ہر ایک موئے بدن کر زبان گوہار ہو

مدح کے بعد قصیدے میں دعا یا حسن طلب کی منزل آتی ہے ۔ زکی نے اس ضمن میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے اس سے خلوص و عقیدہ خاکساری اور نیاز بندی کی ہو آتی ہے ۔ دین و دنیا میں سرخ روئی حاصل کرنے اور زندگی کو ہر کیف پناہ کے ساتھ ساتھ اپنے سخن کے مقبول ہونے کی تمنا بھی کرتے ہیں ۔

کہ ہوں میں بندۂ ناچیز شرمسار تصور	میں دعا ہے مری ذات کبریا سے
گناہ گار میں ہوں تو ہے کردگار غفور	مجھے کرم سے ہوں امیدوار لطف مصمم
حواس جاہ ضروری سے میں نہ ہوں مجبور	دکھ اپنے فضل سے دیباہ دین میں غار مجھے
مجھے فروغ کو جون آفتاب کو مشہور	سخن کو میرے عطا کر کمال حسن قبول
کس طرح کے الم سے کہی نہ ہوں معذور	جہان میں عزت و حرمت کے ساتھ زینہ کروں
لوائے حمد کے سایہ میں کو مجھے محصور	انہوں جہان سے تو ایمان مراحلا ہو

زکی کے حدودہ قصیدے میں علم و فن کے موضوعات ان کی تبحر علمی زبان و بیان پر قدرت اور فن قصیدہ گوئی سے آگاہی کی دلیل ہیں تمام خصوصیات کم و بیش زکی کے ہفتہ قصائد میں ہیں

پائی جاتی ہیں - تشبیہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں -

رقم کرے جو سخن کی مرے کتاب قلم	لکھے بجائے ورق داغ آفتاب قلم
لکھوں معانی رنگین تو ہو شکستہ بہار	زبان خامہ تراشوں تو ہو گلاب قلم
صنائے مطلع دیوان کو اپنے لکھتا ہے	بیاض صبح لبامہ کا انتخاب قلم
دکھائی ہم نے جو صورت کئی معانی کی	گرائے مانی و بہزاد نے شتاب قلم
جو چاہے پائی تو دہتا ہے روشنائی میں	بیاض گردن مینا کی آب و تاب قلم
منا ہے کوجہ بین السلور چشمہ نور	جو دائروں / لکھے شکل آفتاب قلم
جو ہاند تمام کے لکھے تو کچھ ہو غور شد	شبہہ برق کھچے کر چلے شتاب قلم
ہمارے دیدہ ترکی رقم کرے جو شبہہ	بنائے برجہ کاغذ کو جون صواب قلم

لیکن حضور علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں جو قصیدہ ہے اس کی تشبیہ کے اشعار مذکورہ بالا جدیدہ اور نعتیہ قصیدوں کی تشبیہ سے کسی حد تک مختلف ہیں اس میں کچھ حزن و یاس کے مضامین ملتے ہیں لیکن اس میں بھی چند ابتدائی اشعار کے بعد وہ اپنی شاعرانہ فضیلت کے بیان پر اتر آتے ہیں

جو حیرت دل بہتاب کھچے تحریر	قلم سے حرف کھچے شکل ماہی تصویر
جگر کے داغ میں ڈوبا ہوا ہے ناخن نم	شعل کے خون سے تر ہے ہلال کی شمشیر
سخن کا رنگ غموشی سے پان ٹپکتا ہے	منا ہے پدجہ بزگان شعاع مہر منیر
ستارہ ریز ہے لڑوؤں سے اپنا مشہہ نثار	مگر ہے سوئے الناس سے بدن کا خمیر
مرے سخن کا فروغ آفتاب محشر ہے	دفان سور ہے گویا مرے قلم کی حریر
زبان حال پہ چنگاربان سی اڑتی ہیں	کہ سان پر سخن تیز کی کھچے شمشیر

مبالغہ یوں تو قصیدے کا لازمی جزو ہے لیکن یہ ایک حد تک گوارا بھی کیا جا سکتا ہے وہ بھی دنیاوی یا غیر مذہبی قصیدوں میں لیکن مذہبی قصیدے میں یہ آزادی اور بھی محدود ہو جاتی ہے کیونکہ یہاں مدوح کے مرتبے کو نہ گھٹایا جاسکتا ہے نہ بڑھایا - مثلاً کسی امام یا پیغمبر کو خدا نہیں کہہ سکتے - اسی طرح خدا کو امام یا پیغمبر کا مرتبہ نہیں دیا جا سکتا - زکی نے مذہبی قصیدوں میں

اگرچہ مبالغہ سے کام لیا ہے لیکن حد اور احتیاط کے دائرے سے باہر قدم نہیں رکھا۔ رسول پاک کی تعریف میں کہتے ہیں -

وہی ہے پامعہ ایجاد خلق ختم رسل	کہ جس کی ذات کو لکھتا ہے لاجواب قلم
تو وہ مقرب ذات الہ ہے کہ لکھے	نہار راہ کو تیرے فلک جناب قلم
ہر ایک صفحہ بنے آفتاب عالم نور	کئے رقم جو تیرے وصف کی کتاب قلم
ستار ہائے نبوت کا تو ہے ناسخ نور	کہ تیری ذات کو لکھتا ہے آفتاب قلم
زہے نصیب زکی وہ شمع مشرق اکر	نیرے گناہوں پہ کھجے دم حساب قلم

مجموعی حیثیت سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ زکی کے مذہبی قصیدے اگرچہ قصیدہ گوئی کی روایت کو آگے نہیں بڑھاتے پھر بھی جہان تک زبان و بیان پر قدرت اور پرشکوہ الفاظ کے استعمال کا تعلق ہے ان کی اہمیت مسلم ہے -

غیر مذہبی قصائد : - مذہبی قصائد کے ضمن میں قصیدے کے اجزائے ترکیبی میں تشبیہ کی اہمیت اور افادیت کا ذکر کیا جا چکا ہے - زکی نے غیر مذہبی قصیدوں کی تشبیہ میں "آمد فصل بہار" شکوہ - روزگار" اور شاعرانہ تعلق کے مضامین نظم کئے ہیں - غازی الدین حیدر کی شان میں جو قصیدہ ہے اس کی تشبیہ سے چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں -

اہل جوہر سے نہ ہرچھو اثر حسن عمل	کہ خود آئینہ ہے فولاد سے کار صہل
ہوگئی عمر بسر خون جگر کھائے میں	نامنسل ہوئی اس شان سے فکر مجمل
عمر جاوید ملی گشت سے اس راہی کو	چھالے ہاون کے بنے آب خضر کی چھاگل
حسن معنی سے یہ ہے جلوہ نیونگ عیان	کہ سخن رنگہ رنگ آئے ہیں خاطر سے نکل
دیکھتا ہوں میں تصور کے اشعا کو پردے	جلوہ حسن دل آویز نظر کے اوجھل
اس قدر رنگ طہمت کے اثر سے ہے مہان	کہ زمانہ نظر آتا ہے مجھے رنگ محل
نامہ میں ہے اثر قوت حیوانی کا	بیضہ خنجر سے مرغ چمن آتا ہے نکل

اس تشبیہ میں فصل بہار کی آمد کے موقع پر جن مضامین کا انتخاب کیا گیا ہے اس میں کوئی نیا پن نہیں

پڑھتے وقت جوش و غروش کا احساس بھی نہیں ہوتا - سودا کا قصیدہ جو اس زمین میں ہے اس سے بڑی حد تک متاثر نظر آتے ہیں - اب ایک دوسرے قصیدے کی تشبیہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں یہ قصیدہ نواب ناصر الدولہ آصف جاہ وائی حیدر آباد دکن کی مدح میں ہے -

کمال شہراز ہو یا طوطی ہندوستان	کمال لب و لہجہ کہ ہم سے ہو سکے ہم داستان
یہ دھڑک کہتا ہے غور شد قیامہ الامان	دیکھ کر گریں میرے داغ دل بیتاب کی
بار ہے تن پر میرے پیراہن آب روان	غستہ جان ہوں میں خواہا آبلہ شکل حباب
جانبدی کے کھیمہ میں تاثیر کشہ زعفران	خندہ زخم جگر سے آشکارا ہوگئی
بن گیا آتش کا ہر کالہ نثار کاروان	غستہ جانی کے بہاؤں سے جو گزریں گرم ہم
بند ہے شکل حباب آنکھوں میں جان ناتوان	نہ ہی شبھے میں ہے نہ عملہ فانوس ہے

ذکی قصیدہ نگاری میں گریز کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں - تشبیہ سے مدح کی طرف اس طرح آتے ہیں کہ پیوند کا مطلق احساس نہیں ہوتا - انہوں نے مذہبی قصیدوں سے زیادہ غیر مذہبی قصیدوں میں اس امر کی طرف توجہ کی ہے مثلاً نواب ناصر الدولہ کے قصیدے میں تشبیہ کے بعد اس طرح گریز کرتے ہیں -

شہرہ لطف سخن یہ ہے تو مجد کو ہے بہن	جائے گامدک دکن تک یہ قصیدہ میرے گمان
مدح میں جس کی لکھا ہے میں نے یہ نادر سخن	لطف ہے گروہ بھی ہو لطف سخن کا قدردان
کون وہ نواب عالی قدر والا منزلہ	آصف اول سے برتر ہے سخامین جس کی شان

قصیدے کی روایت کے پیش نظر ذکی مدح کے میدان میں پورے نہیں اترتے ان کے قصیدوں میں مدحیہ اشعار کی تعداد کم ہوتی ہے جس سے دربار و اہل دربار کی شان و شوکت و عجب و جلال و نیز دیگر لوازمات کا منظر کھل کر سامنے نہیں آتا - لیکن ایک اعتبار سے یہ اختصار جائز اور درستہ بھی معلوم ہوتا ہے کیونکہ طوائف قدما کے بعض قصائد کی یہ کیفیت کا سب سے بڑا سبب ہے اس لئے غالباً یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہ اختصار ذکی کے قصیدوں کا عیب بھی ہے اور حسن بھی - نواب ناصر الدولہ کی تعریف اس طرح کرتے ہیں -

مدح میں اس کی کروں وہ مطلع روشن نور
اس کی طبع صاف ہے گر نہیں جو ہو وہ عیان
حیدر آباد آج اس کے نہیں سے آباد ہے
ناصر الدولہ ہے آصف جاہ وہ عالی نسب
ہم و غیرہ سخاوت اور شجاعت کے کمال
پھوٹ نکلتے غوشہ باقوت ہو دیے اگر
آشکارا ہے کہ شرماء کو زمین میں کڑا گئے

مطلع غور شد سمجھے جس کو طبع نگہ دان
آئینہ میں عکس طوطی کو طبع شیریں زبان
جود ہے اس کی سخاوت شاہ مردان کا نشان
نام سے جس کے جواں مردی ہے عالم میں عیان
واسطے اس کے کئے پیدا خدا نے بے گمان
دانہ اخگر کو پتھر کے جگر میں باغبان
دیکھ کر عدل و سخاوت حاتم و نوشیروان

اس قصیدے میں مدوح کے ہاتھ کی تصرفات کے انداز میں کرتے ہیں -

ہل کی تیرے سپہ مستی اگر تحریر ہو
اس کے دانتوں کی بلندی پر نظر پڑ جائے کر
لبقہ اللہ از دیاد عمر و دولت کے لئے

ہو مئے معنی کی کینہہ سیاہی میں عیان
دل میں یوں لائے نہیں ہو کہ میرے رہے و گمان
مصلحت دسہ دعا رکھتے ہیں سوئے آسمان

اس کے بعد گھوڑے کی تصرف صرف ایک شعر پر ختم کرتے ہیں -

برق دم شمشیر پر اپنے قلم کو ناز ہو
اس کی اس کے دم کو ہو سکین چالاکان

زکی کے ان قصیدوں میں مبالغہ کا رنگ ہلکا ہے لیکن کہیں کہیں یہ رنگ تیز بھی ہو جاتا ہے مبالغہ
کا اثر تشبیہ اور مدح دونوں جگہ یکساں ہے تو اب ناصر الدولہ کی شان میں جو قصیدہ ہے اس کی
تشبیہ کے چند اشعار پیش کرتے جاتے ہیں -

بھول جھڑتے ہیں زبان غصہ جان عشق سے
ہو گیا پروانہ گویا بلبل آتش زبان

ابر کے مانند چشم زار دریا بار ہے
برق کی صورت تڑپ کر، دل سے اٹھتا ہے دھواں

خاک نے اپنی کہا کان جواہر دسہ عشق
ہن کہا زروں سے گنج راتنگان رنگ روان

اسی قصیدے میں مدح کے ضمن میں جو اشعار مثال میں پیش کئے گئے ہیں ان میں مبالغہ کی شدت
اور زیادہ ہے چونکہ زکی کے قصائد طویل نہیں ہیں اسلئے مبالغہ کا اثر زیادہ نمایاں نہیں معلوم

ہوتی -

زکیؒ اس پر رہس کی چوکھٹ پر جبہ سائی کرتے ہوئے نظر نہیں آتے ان کی ہیشانی پر تعلق اور خوشامد کا بدلتا داغ نہیں - وہ مدوح کے دربار میں کاسۂ گدائی لئے ہوئے صلہ و انعام کے خواہان نہیں - ان کے قصیدے میں کوئی ایسا خیال اور طعنوں نہیں ملتا جس سے ان کی شخصیت اور انفرادیت مجروح ہوتی - حقیقت تو یہ ہے کہ زکیؒ جیسے شاعر سے یہ ممکن بھی نہ تھا کیونکہ شرافت و سخاوت اور خودداری و رنج سے مٹی تھی اور فطری طور پر ان کے مزاج میں انانیت تھی - نواب ناصرالدولہ کی مدح کرتے کے بعد جہان دہا اور حسن طلب کی منزل آتی ہے وہاں وہ صرف ایک شعر پر اکتا کرتے ہوئے قصیدہ ختم کر دیتے ہیں -

اے زکیؒ بس کن عنان خامہ کو تو تمام لے وصل اس کی شان کا کیا کر سکے گا تو بہان قصیدہ گوئی میں زکیؒ کا موازنہ سوداؒ یا ذوقؒ سے مناسب نہ ہوگا ان کے بہان نہ سوداؒ کی سادگی اور زور بہان ملتا ہے اور نہ ان کے قصیدے ذوقؒ کی طرح علمی اصطلاح اور محاوروں سے گراںبار ہیں - انھوں نے اشعار اور ذوقؒ کی طرح اپنی استاد کے نبوغ میں سنگلاخ زمینوں میں بھی قصیدے نہیں کہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو قصیدہ نگار کی حیثیت سے پیش نہیں کرنا چاہتے - ان کے بہان قصیدہ تقریباً ملاقات اور عرض ہنر کا ذریعہ ہے - حقیقت یہ ہے کہ وہ بنیادی طور پر ایک غزل گو شاعر ہیں -

تاریخ گوئی :-

زکیؒ نے اپنی علمی استعداد جدت طبع اور اردو و فارسی کے خزینۃ اللغات پر غیر معمولی قدرت کی بنا پر تاریخ گوئی کے میدان میں بھی اپنے کمال کا مظاہرہ کیا ہے چنانچہ ان کی کہیں ہوئی تاریخیں اس فن کے سرمایے میں ایک قابل قدر اضافے کی حیثیت رکھتی ہیں - معاصر اور اہم تذکرہ نگاروں نے بھی اس سلسلے میں ان کے نتائج فکر کی کافی تعریف کی ہے - نواب مصطفیٰ خان شہید لکھتے ہیں -

(۱) در فن تاریخ دستگا ہے تمام دارد (۱)

(۱)

صداۃ خان ناصر لکھنوی اپنے تذکرے "خوش مصرکہ زیبا" میں انھیں "تاریخ کوئی میں استاد" بتاتے ہیں۔ میر محسن علی محسن "سراپا سخن" میں ولعظراز ہیں کہ زکی "تاریخ کوئی میں دستگاہ خوب رکھتے تھے" (۲)

زکی کی اس غیر معمولی مہارت اور مشاقی کا معجزہ اس قطعے سے ظہور ہوتا ہے جو نواب ناصر الدولہ آصف جاہ والی حیدرآباد دکن کے تہنیتی قصیدے کا ایک حصہ ہے۔ (۳) اس قطعے میں جو صفتیں بری گئی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے :-

(۱) ہر مصرع پہچانے خود مکمل تاریخ ہے

(۲) ہر شعر کے دونوں مصرعوں کے حروف منقوط سے بھی تاریخ نکلتی ہے

(۳) شعر کے دونوں مصرعوں کے حروف غیر منقوط کے اعداد بھی سال تاریخ کا پتہ دیتے ہیں

(۴) ہر بیت کے پہلے مصرع کے حروف منقوط اور دوسرے کے حروف غیر منقوط کے مجموعی اعداد سال تاریخ کے مساوی ہیں۔

(۵) ہر بیت کے مصرعہ اول کے حروف غیر منقوط اور مصرعہ ثانی کے حروف منقوط بھی تاریخ بہم پہنچاتے ہیں۔

(۶) پہلے شعر سے بارہویں شعر تک مصرعہ اولیٰ اور مصرعہ ثانی کے پہلے حروف کو توجہ دینے پر جو "مصرعہ توشیح" برآمد ہوتا ہے اس سے بھی تاریخ نکلتی ہے۔

زکی نے اس کے علاوہ یہ بھی التزام کیا ہے کہ قصیدے میں شروع سے آخر تک کسی ایک شعر کے مصرعہ اولیٰ کو کسی دوسرے شعر کے مصرعہ ثانی کے ساتھ شامل کر دیا جائے تب بھی اس کے حروف منقوط و غیر منقوط کے عددی تناسب میں کوئی فرق واقع نہ ہوگا اور وہی تاریخ برآمد ہوگی۔ اس طرح چھتیس (۳۶) شعروں کے اس قطعے سے مختلف طریقوں سے ۱۲۴۴ مادہ تاریخ

(۱) خوش مصرکہ زیبا (قلی) ص ۲۸۰

(۲) سراپا سخن ص ۲۷۶

(۳) مطبوعہ "کتابت زکی" ص ۲۴

برآمد ہوئے ہیں تاریخوں کی اس تعداد میں نواب ناصرالدولہ کے سال جلوس (۱۲۴۴ھ) کی رعایہ بھی ملحوظ ہے - زکی نے خود ان تمام امور پر مذکورہ بالا قصبہ میں روشنی ڈالی ہے لہذا یہ ہیں -

لکھنے تاریخ قصبہ فارسی ایسی نزل	جس کو اعجاز سخن سمجھے ہر اک غورد و کلان
جوہر تاریخ ہو ہر مصرعہ برجستہ میں	مصرعہ نسبہ و یکم سے رنگ صوری ہو عیان
مہملہ یا صحیحہ گر حرف دو مصرعون کے لین	مختلف یا دونوں مصرعون سے نکالین نکتہ دان
اول و دوم سے لے کر پختہ و پنج تک بہم	ہو نمایان جوہر تاریخ کا راز نہان
مصرعہ نو شیخ مستخرج ہو جو ایما سے	شامل تاریخ بارہ بیہ سے ہو یہ گمان
کہنئے گریہ استخراج تاریخین شمار	اے برابر سن ہجری سے دل دانا نشان
اور اک صفہ ہے ان اشعار میں آئینہ دار	یعنی ہر اک بیہ میں موجود ہے لطف نہان
ایک مصرع کے عطل اور دوسرے کے نقطہ دار	رہط کر پائے تو ہوئے مہملہ مصرع عیان

زکی کے یہاں صوری اور معنوی دونوں طرح کی تاریخیں ملتی ہیں صوری سے مراد وہ تاریخ ہے جو خود الفاظ سے ظاہر ہو اور معنوی سے مراد وہ تاریخ جن کے اعداد سے تاریخ نکلتی ہو - صوری تاریخ کی مثال درج ذیل ہے جس سے نعتیہ قصبہ کے سال تصنیف ۱۲۴۴ھ برآمد ہوتا ہے ع

" چہن دو ہفتہ و ہزار و دو صد و سی کارید "

۱۲۴۴ھ

اس طرح غازی الدین حیدر کی شان میں جو قصبہ ہے اس کا سال تصنیف ۱۲۴۴ھ ہے اور یہیں سنہ نواب موصوف کے اعلان بادشاہت اور تخت نشینی کا بھی ہے - ع

" یک ہزار و دو صد و سی چہار اسے احصل "

۱۲۴۴ھ

معنوی تاریخ کہنے کے دو طریقے ہیں - ایک مطلق اور دوسرا تمبیہ - مطلق تاریخ میں قلوب یا حروف سے کم و کاسہ کے بغیر تاریخ نکل آتی ہے - جیسے ہر جیون ساکن کلکے کے فرزند غورد کی پیدائش کی تاریخ زکی نے ایک مصرعے میں کہی ہے جس سے ۱۲۴۶ھ برآمد ہوتا ہے - ع

" نودہ روئے طلوع ستارۂ اقبال "

۱۲۴۶ھ

"نعمیہ" کا قاعدہ "مطلق" سے مختلف ہے - اس میں تاریخ نکالنے کے لئے بعض الفاظ یا حروف بڑھائے یا گھٹائے جاتے ہیں - اعداد بڑھانے کی صورت میں اسے نعمیہ داخلی کہتے ہیں مثلاً حضرت امام باقر کی تاریخ وصال اس طرح نکالے ہیں -

ملفوظِ ہمزہ مضاعفہ بہر باقر زاحمد آرا

مذکورہ شعر میں "ہمزہ" کے اعداد ستاون (۵۷) ہوئے اس کو دوٹا کرنے سے ۱۱۲ ہوتے ہیں - یہی تاریخ وصال ہے

نعمیہ کی دوسری قسم "نعمیہ خارجی" ہے اس میں اعداد کم کرنے سے تاریخ نکلی ہے مثلاً حضرت امام زین العابدین کی تاریخ وصال اس طرح نکالی ہے -

چار آہ برون بود ز حایم باقی ہے عابد آشکارا

"حایم" کے اعداد ننانوے (۹۹) ہیں اس میں سے چار (۴) گھٹائے تو پتچانوے (۹۵) رہ جائے ہیں - یہی تاریخ وصال ہوتی -

یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ زکی تاریخ گو کی حیثیت سے اردو تاریخ گوؤں کی صف اول میں آتے ہیں - ان کے تاریخی لطائف جو قصائد اور اثنے کرام کی وصال کے سلسلے میں ملتے ہیں وہ ان کے کمال فن کی دلیل ہیں - ان کے اس کمال کا اعتراف تقریباً ہر تذکرہ نگار نے کیا ہے -

زکی تذکرہ نگاروں کی نظر میں :-

زکی کی شاعری اور فن کے بارے میں بعض مشہور تذکرہ نگاروں نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں -

(۱) مصطفیٰ :- "مہدی علی مراد آبادی جوان قایل و دانا اسے - دو فارسی و ہندی (۱)"

ہر دو زبان فکری گد - ہر شاعری خود غور کمال دارد"

(۲) شبلیہ :- "..... در فن تاریخ دستگا ہے تمام دارد قصیدہ در مدح آصف جاہ وائی

حیدر آباد مشتمل ہر چندین صنائع گشتہ اسے صاحب دیوان اسے - دیوانش ملاحظہ

شد (۲)

- (۳) احمد حسین سحر لکھنوی :- "....." مفصلہ فکرش رنگ آئینہ خاطر معنی پرستان صافی
طبع می رہاید و گل بھلاہے مضمون رنگین گریبان چاک زدہ خود را بیادی و ہد کلامش جو گفتگوئے
محبوبان شیریں استہ وادائے سخن طرز ازیں ہمہو ادائے دلنویب ملہان : " نمکین در شہر لکھنؤ ...
او را استاد مسلم می دانستند " (۱)
- (۲)
(۴) سید قطب الدین یاطن :- "....." مورخ ہے بدل اچھیں ذکر غزل ... مردوانا قافل
(۳)
(۵) سعادت خان ناصر لکھنوی :- " صاحب ارشاد علم معا اور تاریخ میں استاد
(۶) میر محسن علی محسن :- "....." عہد حضرت سلطان عالم ... مخاطب بہ ملک الشعراء
ہوئے ہندی و فارسی تاریخ گوئی میں دستگاہ خوب رکھتے ہیں " (۴)
(۷) مرزا قادر بخش صابر دہلوی :- "....." مرد شیریں سخن ظریف طبع خوش کلام تیز فکر طرز
سخن اس کا دل پسند مادہ تاریخ بہم پہنچانے میں ہے مثلاً
(۵)
(۸) عبدالغفور ناسخ :- "....." واجد علی شاہ نے ملک الشعراء ۲ خطاب دیا تھا - صاحب
دیوان ہیں اچھا شعر کہتے ہیں " (۶)
(۹) امیر مینائی :- "....." شیخ امام بخش ناسخ کے شاگردوں میں نامور تھے
(۷)
(۱۰) لالہ سری رام :- "....." بہ صاحب سخن مورخ ہے بدل قافل ہے مثلاً شیریں - سخن
ظریف اور زود فکر تھے طرز سخن قہاریہ دلنویب اور مستندہ ہے
(۸)
(۱۱) محمد مبین چرباکوٹی :- "....." ان کے کلام میں ناضج رنگ سے ملحدہ گداز بھی ہے اور
درد بھی زبان بھی دلچسپ ہے اور طرز ادا بھی دلنشین اکثر اشعار میں درد کی تصویر
کھینچ دی ہے - " (۹)

- | | |
|--------------------------------------|----------------------------------|
| (۱) تذکرہ بہار ہے خزان (قلمی) ص ۷۴ | (۲) گلستان ہے خزان - ص ۱۰۲ |
| (۳) خوش معرکہ زیبا (قلمی) ص ۲۸۰ | (۴) سراپا سخن - ص ۲۷۶ |
| (۵) گلستان سخن - ص ۱۰۹ | (۶) سخن شعراء - ص ۲۰۱ |
| (۷) تذکرہ انقلاب یادگار - ص ۱۴۰ | (۸) خمخانہ جاوید جلد سوم - ص ۲۵۴ |
| (۹) جواہر سخن جلد سوم - ص ۲۸۴ | |

مذکورہ بالا تذکرہ نگاروں کے علاوہ رام بابو سکسینہ نے " تاریخ ادب اردو " میں زکی
کی شاعری کی بابہ اس لوح اظہار خیال کیا ہے :۔۔۔

(۱۲) رام بابو سکسینہ :۔۔۔ * مشاق اور خوش گو شاعر تھے اور دوسرے درجہ کے
(۱)
شعرائے لکھنؤ میں بلند پایہ رکھتے تھے *.....

قصیدہ حمد رب العالمین

کہ ہے فروغ سخن آفتاب عالم نور	یہ حسن معنی روشن ہے شمع بزم شعور
زبان خامہ بنیے ہم زبان شعلہ طور	فروغ معنی روشن اگر ہو جلوہ نما
دکھائیے جلوہ نور نہان سخن میں ظہور	نہان ہے شمع تجلی حجاب معنی میں
سواد خط سے نہ آئیے شمع طرہ حور	جو لطف معنی روشن نہ ہو سیاہی میں
سخن کی بزم میں ہے شمع آفتاب شعور	(۱) جمال معنوی، آئینہ وار روشن ہے
کہ نام اہل سخن تابہ حشر ہے مشہور	ہے آپ خضر نہان ظلمت سیاہی میں
(۲) نہ اس کے دل میں رہے اشتیاق حور و تصور	بہار گلشن معنی ک لطف جو کہ ادھائیے
حجاب لطف سخن میں جو ہو تجلی نور	غیر آئیے کہوں نہ تماشاگر معانی کو
(۳) سرور کلکہ ہے کہا ترجمان نفعہ صور	(۳) نشاط مردہ دل اس نغمہ سے تڑپا اٹھے
زبان شمع جواب سخن میں ہے معذور	حضور معنی روشن چراغ برق ہے گل
مٹائیں لطف سخن کو جہان سے کہا مقدور	حوادثات زمانہ میں رنگ دکھلائیں
(۴) (۵) کہ ہے اثر ہے بہان گردش سنین و شہور	غزان کہنگی آئیے نہ اس چمن میں کہیں
کہ یہ ستارہ روشن ہے وہ شب دیہور	سواد خط لہن ہے نور معانی براق

(۵) سنین - سنہ کی جمع بمعنی سال

(۴) شہور - شہر کی جمع بمعنی مہینہ

(۶) ق - معنی - سہو بکاہت

(۱) م - پہنچ س، ۲۹۳

(۲) تصور - تمر کی جمع بمعنی محل

(۳) م - تڑدہ س، ۲۹۳

(۴) نفعہ - پھونکا کلام پاک کی آیت ہے -

وَنفَعُ فِي الصَّوْرِ مَا ذَا لَهُم مِّنَ الْاِجْدَاثِ رِبِّهِمْ نَسْلُونَ - سورہ البین (۲۳ وان پارہ)

(اور پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا سورہ سب یکایک قبروں سے نکل نکل اپنے رب کی

طرف جلدی، جلدی، جلنے لگیں گے)

کتابتِ ظلماتؔ و برق ہے روشن	(۱)	سوادِ خط میں فروغِ سخن سے حسنِ شعور
سخن کے وصف میں لکھوں وہ مطلع روشن		کہ سمجھیں اہل نظر آفتابِ مطلع نور
جو آپ و تاب معانی دکھائے نورِ ظہور		صفائے آئینہ آفتاب ہو کافور
مرے کلام کو دیکھے نگاہِ ہنہش سے		جسے سخن کے گلستان کی سیر ہو منظور
زمانِ شعلہ ہے گویا مرے قلم کی زبان	(۲)	مرے سخن کی تجلی ہے شمعِ محفلِ نور
جو دون دوات میں پانی میں اشکِ طوفان سے		سریرِ خامہ سے مفہوم ہو کہ طارِ تنور
سوادِ خط سے ہے آئینہ معنی شبِ قدر		شعاعِ نور تجلی بیاس میں ہیں سطور
بیاضِ صفحہ ہے آئینہ دارِ صبحِ امید		بنا ہے چاکِ قلم مطلعِ سارِہ نور
سوادِ خط میں جو ہے لطفِ معنی دلکش		ہر ایک نقطہ مشکین ہے خالِ چہرہ حور
بناؤں صفحہ کافز کو عرصہ محشر	(۵)	سریرِ کاک سے ہو آشکارِ شورِ نشور
جہان میں شہرتِ لطفِ سخن ۲ ہے بہ مزا		کہ نامِ ناعی صاحبِ سخن رہے مشہور
گرہنِ نظر سے زمانہ کی حاسدانِ سخن	(۶)	سخن شناس کے اعدا ہمیشہ ہوں مقہور
ہزارِ شکر الہی کہ مجھ سے عاجز کو	(۷)	دیا ہے جو ہر ادراک سے کمالِ سرور
بہ آپ و تاب ہے میرے سخن میں جلوہ نما		کہ ہوں میں حامدِ حمدِ قدیرِ ربِ غفور

(۱) کلامِ پاک کی آیت ہے - آوکصب من السماء فیہ ظلمت و رعد و برق - سورہ بقرہ (پارہ اول رکوع دوم) (اور ان منافقوں کی مثال ایسی ہے جیسے بارش ہو آسمان کی طرف سے اس میں اندھیری بھی ہو اور رعد و برق بھی ہو)

(۲) ق - سخن - ہو کتاب (۱۲) وان پارہ رکوع ۲

(۳) حتی اذا جاء امرنا وثارالتنور (سورہ ہود)

(یہاں دک کہ جب ہمارا حکم آہو نچا اور تنور ابلنا

شروع ہوا یعنی پانی دگنا شروع ہوا)

(۴) م - بیاض بین سطور - ص ۲۹۴

(۵) عرصہ - میران

(۶) م - ساقط

(۷) مجھ سے - مجھ جیسے

(۸) م - حقِ قدیر - ص ۲۹۴

(۱)

کرم و قادر و خلاق و رازق و جان بخش

رحیم و عادل ، غفار کردگار و غفور

صفات کاملہ ہیں لا تعد ولا تحصى^(۲)

زبان خلق جہان اس بہان سے ہے معذور

جہان میں خلق گئے اس نے جو رسول و امام

تو منہیں ہیں اس لطف عام سے مشکور

میں ایک عاجز ناچار خاکسار ذکی

کمال لطف و عنایت سے اس کے ہوں سرور

کہا ہے خلق مجھے اس لیے نوع انسان ہے

شریف و مومن و صاحب وقار و اہل شعور

سوائے ا کے ہزاروں حوائج دنیا^(۳)

کرم سے اس کے ہر آئنے ہیں بے حجاب و قصور

اور آخرت کو ہے فضل و کرم سے اس کے امید

کہ سب گناہ میرے بخشے گا وہ رحیم و غفور

ہر ایک موئے بدن کمر زبان گویا ہو

ادائے شکر الہی کروں سو کیا مندور

(۴)

میں دعا ہے مرے ذات گہرانی سے

کہ ہوں میں بندہ ناجیز شرمسار قصور

(۵)

ترنے کرم سے ہوں امیدوار لطیف عظیم

گناہ کار میں ہوں تو ہے کردگار غفور

دکھ اپنے فضل سے دنیا و دین میں شاد مجھے حوائج ضرورت سے میں نہ ہوں مجبور

میرے فروغ کو جون آفتاب کر مشہور

سخن کو میرے عطا کر کمال حسن قبول

(۶)

کسی طرح کے الم سے کہیں نہ ہوں معذور

جہان میں عزت و حرمت کے ساتھ زیست کروں

(۱) اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی صفات کے نام دیے گئے ہیں -

(۲) لا تعد و لا تقابل شمار - لا تحصى جس کا احاطہ نہ کیا جا سکے

(۳) حوائج - جمع حاجت کی خلاف قیاس

(۴) ذات گہرانی - اللہ تعالیٰ

(۵) عظیم - عام

(۶) زیست کروں - زندگی بسر کروں فارسی سے زیست کروں کا ترجمہ ہے -

(۱) اٹھوں جہان سے تو ایمان مرا سلامت ہو
 (۲) لوائے حمد کے سایہ میں کر مجھے محشور
 (۳) محب آل پیر ہوں ہوں شیعہ حیدر
 (۴) نفاق و شرک سے ہے اپنی طبع پاک نفور
 (۵) — (۶) زکی شفیق قیامت کی اب رقم کر مدح
 کہ بعد حمد الہی ہے لغت ۲ دستور

(۷) قصیدہ نعت سید المرسلین ختم النبیین شفیق المندبین رحمۃ اللہ العلیین حضرت محمد مصطفیٰ احمد
 محتوی سردار انبیاء مالک دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم

جو تھخ آہ کا مصرعے لکھے شتاب قلم
 (۸) رقم کرے جو سخن کی مرے کتاب قلم
 لکھوں معانی رنگین تو ہو شگفتہ بہار
 (۹) سیاہ مستی مضمون پڑی، ٹپکتی ہے
 قلم کے ہاتھ میں گویا کہ ہر شراب قلم
 خط غبار میں تصویر آفتاب قلم
 ہمارے خاک سے دیکھے تجلیاں تو لکھے

(۱) لوا - جھنڈا

(۲) محشور - قیامت کے دن اٹھایا گیا

(۳) قی - پیچھے رہ گیا

(۴) م - نفاق و شرک سے رہتا ہوں دائما میں نفور - ص ۲۹۵

(۵) نفور - بھاگنے والا - نفرت کرنے والا

(۶) شفیق قیامت - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۷) یہ عبارت مطبوعہ سے ماخوذ ہے - ص ۲۹۵

(۸) قی - ساقط - مطبوعہ - مطلع - ص ۲۹۵

(۹) قی - ساقط

- (۱) دکھائی ہم نے جو صورت کتنی معان کی
صنائے مطلع دیوان کو اپنے لکھتا ہے
(۲) بنا ہے کوچہ بین السطور چشمہ نور
سببہ منی مضمون جو کھجئے تحریر
(۳) علو عالم معنی کا ہے سفرور پیش
جو دانہ تھام کے لکھے تو کہہ کہہ ہو غور شید
(۴) جو چاہے ہانی تو دینا ہے روشنائی مین
ہمارے شعلہ زبانی کا سبکھ کر انداز
(۵) سواد خط مین تجلی کی موج ہے ظاہر
اڑاؤں گنبد گردان کو آہ پہچان سے
(۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱)
- (۱۲) گرائے مانی و پہزادے شتاب قلم
بیاض صبح قیامت کا انتخاب قلم
جو دائروں کو لکھے شکل آفتاب قلم
تیرے مداد سے کیفیت شراب قلم
(۱۳) زبان شعر پہ کرتا ہے ہا تراب قلم
شبہہ برق کھجئے کر چلے شتاب قلم
بیاض گردن مینا کی آب و تاب قلم
زبان شمع کو دینے لگا جواب قلم
بجائے نقطہ لکھے آتشین حساب قلم
(۱۴) کہ تیغ موج سے ہووے سر حساب قلم

- (۱) ق - ساقط
(۲) مانی و پہزاد - در مشہور نقاشوں کے نام
(۳) ق - ساقط
(۴) ق - پھر
(۵) ق - کہ
(۶) ق - ساقط
(۷) ق - نکتہ - سہو کتابت
(۸) ق - ساقط
(۹) ق - ساقط
(۱۰) م - گردون - ص ۲۹۶
(۱۱) م - حساب - ص ۲۹۶

ہمارے دیدہ ترکی رقم کرے جو شبہہ	بنائے پرچہ کاغذ کو جون سحاب قلم
(۱) سواد خط سے تجلی ہو نور کی پیدا	اشعائے جہرہ طالب سے کر نقاب قلم
(۲) کرلی رجم شہا طین بد نگاہ سے ہے	کہ (۲) پھنکے معنی برجستہ جون شہاب قلم
(۵) لکھوں مین حال اگر اپنی آہ وزاری ک	ہوا تو صفحہ بھرے اور رگ سحاب قلم
مین وہ شکستہ دل و خستہ جان شیداہوں	کہ لکھ سکے نہ مرے، حالت خراب قلم
(۶) رقم جو کبچھے مزگان اشکار ک حال	تو زالہ ہار بنے جون رگ سحاب قلم
جو اپنے زروئی رخسار سے مٹائے رنگ	شکستہ رنگ لکھے شکل ماہتاب قلم
(۷) مثال سرمہ ہے شنجرف خون دل ک اثر	ہوا ہے لال زبانی سے لاجواب قلم
(۹) سر شکہ سرخ ک آنکھوں مین تار بھرتا ہے	کہ کھینچتا ہے خط جام آفتاب قلم
(۱۰) جو آب دیدہ ترسے رقم کرون اشعار	بنائے لوح کو آئینہ حباب قلم
(۱۱) لکھے جو خون دل خستہ سے طراز سخن	جلائے حرف ک جون سپنج بر کباب قلم
بنائے نقطہ مرکز مراستارہ بخت	جو کھینچے دائرہ دور انقلاب قلم
(۱۲) بہاؤ چشم کی جدول شفق کے خون سے لکھے	لکھے بجائے ورق داغ آفتاب قلم
جو لوح اشک ک مضمون سخن مین ہو تحریر	تو جائے نقطہ لکھے آتشین حباب قلم

(۱) ق - ساقط	(۶) ق - ساقط
(۲) م - ہراوہ - ص ۲۹۶	(۷) ق - ساقط
(۳) رجم - پتھر مارنا سنگ سار کرنا - کلام	(۸) شنجرف - ایک معدنی چیز جس کو ہندو
یاک کی آیت ہے -	مین اینکر کہتے ہیں
و لقد زینا السماء الدنيا بمصابيح وجعلناها	(۹) م - ساقط
ہار حو ما للشیاء این - سورہ الملک (۲۹ وان پارہ)	(۱۰) م - ساقط
اور ہے شبہہ ہم نے زمین کو رکھا ہے آسمان	(۱۱) م - ساقط
دنیا کو چراغوں سے اور ہم نے بنایا ہے اس	(۱۲) م - ساقط
کو شیطانون، کے لئے رکاوٹ ایک آیت اور اسی	
منہیوم کی ترجمانی کرتی ہے - فاتحہ شہاب ثاقب	
سورہ الصفہ - (۲۳ وان پارہ)	
(۲) ق - کہ سن کے	
(۵) ق - ساقط	

صبا کی تیغ کرے تختہ گلاب قلم	(۱)	جو سیکھ لے وہ کہیں آہ طرز سینہ خراش
لکھے جو آہ کا مضمون پہچ و تاب قلم		سواد نامہ ہو تمثال طرہ تصویر
نو سلسبیل کے معنی لکھے سراپ قلم		جو پائے خون جگر سے مذاق شور جنون
ہماری بخت سے تعلیم انقلاب قلم		وہ کس طرح نہ چلے سرنکون کہ لیتا ہے
خزان میں کیوں نہ کرے باغبان گلاب قلم	(۲)	زبان تراش بہان انقباض خاطر ہے
لکھے جو مطلع مضمون انتخاب قلم	(۳)	پہ رنج و درد طبع سے دور ہو جائے
ہو آب خضر سے ظلمت میں کامیاب قلم		سخن میں پائے جو مضمون آب و تاب قلم
(۴)		اثر سے دود دل خستہ کی سیاہی کو
بنائے سرمہ تسخیر کا جواب قلم	(۵)	جو ظلمت شب معراج روشنائی ہو
نو زلف حور کو دے ہوئے مشک تاب قلم		چھپا ہوا ہے یہ حسن سخن کہ لکھ نہ سکے
جناب پاک کی تصویر بنے نقاب قلم		لکھے جو نعت شہ انبیا میں تازہ سخن
نو لائے ڈھونڈ کے مضمون انتخاب قلم		وہی ہے باغۂ ایجاد خلق ختم رسل
(۶)		بچا ہے لکھے اگر نام احمد عربی
کہ اس کی لکھ نہ سکے وصف ہے حجاب قلم	(۷)	جو بعد نام محمد لکھے رسول اللہ
بہاض خلق دو عالم کا انتخاب قلم	(۸)	
(۹)		
نو روح قدس کو دے فیض اکتساب قلم	(۹)	

(۱) م - وہ مرا طرز آہ سینہ خراش - ص ۲۹۶

(۲) انقباض - سبکنا - بھینچنا

(۳) م - سبھی دل سے دور ہو جائے - ص ۲۹۷

(۴) سرمہ تسخیر - قابو میں کرنے کا سرمہ

(۵) م - ساقط

(۶) م - کہ جبر کی ذات کو لکھتا ہے لاجواب قلم - ص ۲۹۷

(۷) م - ساقط

(۸) م - ساقط

(۹) روح قدس - حضرت جبریل

- (۱) فلک ہو صفحہ جو تحریر وصف میں اس کی
- (۲) طفیل نعت سے اس کی یہ درجہ حاصل ہے
- (۳) مدیح صاحب لولا کہ ہے کہ لکھتا ہے
- (۴) جو التفات کے مضمون سے شرف پاوے
- (۵) تو وہ مقرب ذات الہ ہے کہ لکھے
- (۶) ہر ایک صفحہ بنے آفتاب عالم نور
- (۷) ستار ہائے نبوت ک تو ہے ناسخ نور
- (۸) زہے نصب ذکی وہ شفیع محشر اگر
- (۹) یہ مدح حضرت خیر البشر میں گویا ہے
- (۱۰) جو بعد نعت لکھے منقبت میں شعر کوئی
- (۱۱) علی ہے بعد بنی رہنمائے خلق جہان
- (۱۲) طفیل احمد وحیدر یہ عرض ہے بارب
- (۱۳) قبول خاطر و لطف سخن سے دے یہ صفا
- (۱۴) جہان میں رنج و مصائب سے دور رکھ مجھ کو
- (۱۵) بنائیں تار شعاعی آفتاب قلم
- (۱۶) کہ کائنات میں ہے مالک رقاب قلم
- (۱۷) ہر ایک شعر میں مضمون لاجواب قلم
- (۱۸) تو سمع لطف کے ہو قابل خطاب قلم
- (۱۹) غبار راہ کو تیری فلک جناب قلم
- (۲۰) کرے رقم جو ترے وصف کی کتاب قلم
- (۲۱) کہ تیری ذات کو لکھتا ہے آفتاب قلم
- (۲۲) ترے گناہوں پہ کھینچے دم حساب قلم
- (۲۳) کہ ڈھونڈتا ہے مضامین انتخاب قلم
- (۲۴) تو کھینچے صورت خورشید و ماہتاب قلم
- (۲۵) کہ اس کے وصف میں ہے گرم اضطراب قلم
- (۲۶) کہ کھینچے نسخہ غم ہر مورے شتاب قلم
- (۲۷) کہ پائے جوہر معنی سے آب و تاب قلم
- (۲۸) سخن کو نور سے کر مثل آفتاب قلم

(۱) م - ساقط

(۲) م - ساقط

(۳) رقاب - جمع رقبہ کی بمعنی گردن اور غلامان و کنیزان کے بھی ہے

(۴) م - ساقط

(۵) صاحب لولا کہ - رسول اللہ کی طرف اشارہ ہے -
لولا کہ لما خلقت السموات والارض - (دلائل النورۃ امین نعیم)

(۶) م - ساقط

(۷) حدیث شریف میں خود رسول اللہ نے فرمایا ہے - انا خاتم النبیین لا بنی بعدی

(نبوت ختم ہوگئی اب میرے بعد کوئی نہیں نہ ہوگا)

(۸) خیر البشر - رسول اللہ ک لقب

(۹) م - کے - ص ۲۹۷

- سببہ نامہ اعمال پر مرے بارے (۱)
 کرم سے اپنے روان کر دم حساب قلم (۲)
 سقائے دل مجھے حاصل ہو صدق ایمان سے (۳)
 گواہ دعویٰ کامل بھی قصیدہ ہے (۴)
 لکھیں جواب ہمارا جو ہند کے شعرا (۵)
 پڑھوں قصیدہ کی تاریخ فارسی وہ غزل (۶)
 ہو ایک مصرعہ پر جستہ ہو جدا تاریخ (۷)
 موافق اور مخالف حروف دو مصرعے (۸)
 نو یکصد و نو دہک طرح سے ہو تاریخ (۹)
 کہ اس کی شرح میں لکھے کوئی کتاب قلم (۱۰)
 یہ جوش طبع زنجی منقبت کی فکر میں ہے (۱۱)
 کہ ذوق شوق سے بھی کرم اضطراب قلم

- (۱) م - ساقط
 (۲) مستجاب - جواب دیا گیا مجازاً بمعنی قبول کیا گیا
 (۳) ق - ساقط
 (۴) ق - ساقط
 (۵) ق - ساقط
 (۶) ق - ساقط
 (۷) ق - ساقط
 (۸) مہملہ - خالی - وہ حروف جن پر نقطہ نہ ہو
 (۹) معجمہ - وہ حروف جن پر نقطے ہوں
 (۱۰) ق - ساقط
 (۱۱) م - ساقط

(۱) قطرۂ تاریخ قصیدہ ۱۲۲۲ ہجری

کجا مزید اثر در دہد حساب قلم یہ روح نور نماید چہ اکساب قلم
 برون ز حدود قیاس است کارچہ من آہ ز طرح من چہ لگا ر دد مے کتاب قلم
 ہدیہ آمدہ مدح طراز جوہر خاص ز طرح گوہر ستارے آسمان جناب قلم
 جنین دو ہفت و ہزار و دوصربس کارید سنین ہجرت از و آورد حساب قلم
 کسے کہ جوہر او باد از خرد ہمدم
 همان ذکی است ورا نا ورد جواب قلم

(۲) قصیدہ در مناقبت نائب خیرالبشر کنندہ دروغیر قاتل مرحب و عمر عبد وردانترشاہ مردان
 شیریزدان امام زمان اسداللہ لغالب حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

جو حریت دل بہتاب کھچھے تحریر قلم سے حرف کھچھے شکل ماہی تصویر
 جو کے داغ میں ڈوبا ہوا ہے ناخن نم شفق کے خون سے تر ہے ہلال کی شمشیر
 سخن ۲ رنگہ' خموشی سے بان ٹپکنا ہے اگرچہ شکل قلم فنجہ ہے لب تقریر
 سر شکہ گرم سے ہے چشم چشمہ خورشید بنا ہے پنچہ مژگان شمع مہر منیر
 ستارہ ریز ہے زروں سے اپنا مشت غبار مگر ہے سورۃ الماس سے بدن کا خمیر
 جنون ہو دست و گریبان جگر کے چاک سے کہا یہ ہاتھ صبح قیامت کا ہے گریبان گہر

(۱) یہ قطرۂ تاریخ قلمی نسخہ میں نہیں ہے

(۲) یہ عبارت مطبوعہ سے ماخوذ ہے

(۳) م - سرشتہ ابر گرم سے ہے چشمہ خورشید - ص ۲۹۸

(۴) الماس - ہیرا جو مشہور قیمتی پتھر ہے

زبان ہے تیز مگر دل کے خون سے تر ہے	(۱)	بنے ہیں ربڑہ باقوت جوہر شمشیر
ہنسی میں رنگ اڑا کر ہمارے آہوں سے		زبان شمع نے پیدا کیا لب تقریر
کنارہ بخت رسا سے اگر نہ ہو ہم کو		جھوٹکے چھوڑ نہ دے نالہ دامن تاثیر
لیپکتا ہے طپش کو طراز گرم سخن		ہڑے ہے برق کے ہاؤن میں آتشیں زنجیر
تڑپ کے برق سے لڑ جائے معنی چالاک	(۲)	ابھی جو مطلع برجستہ کہجئے تحریر
مرے فروغ سخن کے مصور تقدیر		رقم کرے ورق آفتاب پر تصویر
مرے سخن کا فروغ آفتاب محشر ہے		فشان صور ہے گویا مرے قلم کی صریر
زبان حال پہ چنگاربان سی اڑتی ہیں		کہ سان پر سخن تیز کی کھچے شمشیر
سواد خط ہے شب ماہ نور معنی سے		بنے ہیں کوچہ بین السطور چشمہ شیر
رقم کروں دل آشفہ کی جو حیرانی		تو پیچ و تاب معانی ہو طرہ تصویر
بہار حسن سے دون رنگہ شکل معنی کو		کہ شاخ گل کے قلم سے سخن کروں تحریر
سخن میں اپنے مضامین شوخ بندھے ہیں		غزال فکر کو زلف حساس ہے زنجیر
تلاش گنج سخن ہو تو مار شب کے لئے		فلک پہ رکھے مہ چارہ کا ساغر شیر
اڑائے گو مرے اشار گرم کا مضمون		جلانے صفحہ کاغذ کو شعلہ تصویر
ہزاروں آنکھ مرے سوز دل سے جلتی ہے		کہ مثل برق ہے آتش فشان لب تقریر

-
- (۱) باقوت - بیش قیمت جوہر جو چار رنگہ کا ہوتا ہے
 سرخ - زرد - بکود - سفید اور نام ایک بڑے کامل خوش نوہی کا ہے -
- (۲) چالاک - جست - تیز
- (۳) ق - متن میں " سخن " اور حاشیہ پر " قلم " اور مطبوعہ میں بھی قلم تحریر ہے
- (۴) بین السطور -- سطروں کے درمیان

(۱)	کہ ممکنات میں کم ہے مرا عدیل و نظیر	میں آپ و نائب سخن سے وہ در پیکتا ہوں
	اصول و فقہ حساب و حدیث اور تفسیر	علوم منطق و معنی ریاض و حکمت
(۲)	مثال جو ہو روح اپنے آپ و گل میں غمیر	ہوا ہے ان کے ہی انداز نظم و نثر سخن
	ہر ایک طرز جداگانہ کہجے تویر	قصیدہ و غزل و مثنوی رباعی و فرد
	کہنچے ہے سان پہ تیری زبان کی بھی شمشیر	سنا ہے نجم کو بھی کچھ دعویٰ سخن ہے
(۳)	جو حوصلہ ہے تو ہاں چھیرا تو سن تقریر	مناظرہ ہے جو منظور تو حضور میں آ
(۵)	وزیر سید خیر البشر جناب امیر	(۴)
	میرے سخن کی ہے شاہد حدیث روز غدیر	حضور حضرت خبیر شکن شہ مردان
	علی وئی خدا سرور صغیر و کبیر	(۶)
	جمال معنی و صورت ہمہ ہیں جلوہ پذیر	وہ ہے جہان کا مولا بحکم ختم رسل
(۹)	تو گوش ہوش سے آکر سنئے مرے تقریر	امام ہر دوسرا نائب شہ کونین
(۱۲)	وہ زوج فاطمہ وہ باپ شہر و شہیر	(۸)
(۱۳)		کمال ظاہر و باطن کو دیکھئے تو ام
		جو اس کے فضل میں کچھ مدعی کو شک ہووے
		وہ ابن عم رسالت پناہ شیراللہ

-
- (۱) عدیل - قدر اور مرتبہ میں برابر
- (۲) جوہر - سنگ قیمتی اور اصل ہر شے کی اصطلاح میں وہ چیز جو بذات خود قائم ہو
- (۳) تو سن - گھوڑے کا بچہ جو تند خو اور شوخ ہو
- (۴) جناب علی کی طرف اشارہ ہے
- (۵) جناب علی کی طرف اشارہ ہے
- (۶) م - ساقط
- (۷) توام - جڑوان بچہ
- (۸) قی - اکثر
- (۹) ابن عم رسالت - رسول اللہ کے چچا ابوطالب یعنی حضرت علی کے باپ
- (۱۰) شیراللہ - حضرت علی کا لقب
- (۱۱) زوج فاطمہ - حضرت علی
- (۱۲) شہر و شہیر - حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہ السلام

نہی کے دوش پہ مصراع اس ولی کی ہوئی بہ مرتبہ کسے حاصل ہے جز جناب امیر
 مزائے خیر و جنگ احد سے ہے معلوم شجاعت علی و جرأت صغیر و کبیر
 فروغ طبع ذکی سے رقم کروں مطلع کہ اہل صدق کہیں اس کو مطلع تنویر
 نہی ہے بادشہ دو جہان علی ہے وزیر علی قمر ہے نہی آفتاب عالم گیر
 شجاعت اور سخاوت ہے اس جناب پہ ختم کہ ہے وہ بادشہ دین مومنوں کا امیر
 جو اس کے تیغ کی خارا شکافان دیکھے جمعہ کے ابر میں چھپ جائے برق کی شمشیر
 رقم کرے جو قلم وصف اس کی برش کا تو ہووے تیغ زبان ذوالفقار کی تصویر (۱)
 رقم جو کچھنے چلا کی اس کے دلدل کی توپ کے صاف نکل جائے لاکہ برق نظیر
 خط شمعان و خورشید سے ہوا معلوم (۲) کہ ہے بہ دامن فتراک میں سر نخچیر (۳)
 مجھے خوش آئے ہے اب التفات کا انداز کہ التفات کا مشتاق ہے لب تقویر
 تو وہ امام دو عالم ہے شاہ کون و مکان کہ تیری وصف نہ زہار ہوسکین تحریر (۵)
 زمین سے اٹھتا ہے تعظیم کو تری خورشید
 ترے سلام کو جھکی ہے پشت چرخ کبیر

(۱)

(۱) ذوالفقار - حضرت علی کی تلوار کا نام

(۲) ق - متن میں "معلوم" اور حاشیہ پر مفہوم تحریر ہے مطبوعہ میں بھی "مفہوم" تحریر ہے ص ۳۰۱

(۳) خنراک - تسمہ جو داہنے اور بائیں ذہن کے لٹکانے ہیں شکار وغیرہ باندھنے کے لئے

(۴) نخچیر - شکار کیا ہوا جانور

(۵) م - کہ تیری شان میں نازل ہے آہ تظہیر - ص ۳۰۱

- (۱) یہ رنگ مزلع دیوان سے آشکار ہوا کہ خامہ دو زبان شکل ذوالفقار ہوا
(۲) (۳) روکھائیاں بھی مرے حق میں خوب ہیں ظالم قرار تو نے کیا اور میں سے قرار ہوا
(۴) مقام رشک ہے سر گسنتی بگو لے کی کہ اپنی سے سروہائی پہ خود نثار ہوا
جراغ جلتے ہیں اور دونوں وقت ملتے ہیں سہل کے بیٹھے پھر وقت انتظار ہوا
بنا جو نور کا شعلہ ہر ایک ذرہ خاکہ شبیہ شہر چراغان مرا مزار ہوا
(۵) تمہارے موتی کی مالا پہ دل بہ لہرایا کہ طفل اشک ہمارے گلے کا ہار ہوا
(۶) اشارہ کاغذ سادہ کے بھججنے سے یہ تھا کہ دور آئینہ دل سے اب نثار ہوا
(۷) ہمارے حال پہ روہا صنم تو قہر آیا کہ تیز خنجر مژگان آبرار ہوا
(۸) بلائیے جان ہوئیں گرم جوشیاں ان سے تہاکہ دل نے بڑھایا تو سے قرار ہوا
نگاہ شعلہ نشان ہوگئی ستارہ صبح یہ داغ شمع شبستان انتظار ہوا
(۹) شفق سے ابر جو رنگین ہوا تو ہم سمجھے کہ پھر بلند کوئی آتشیں غبار ہوا
(۱۰) جہان میں آن کے کہا کیا دورنگیاں دیکھیں کبھی خزان تو کبھی موسم بہار ہوا

- (۱) م - وصف سے ابرو کے - ص ۵۵
(۲) روکھائیاں - ترش روشی - سے رخی
(۳) م - ہی - ص ۵۶
(۴) م - ساقط
(۵) م - کہا جو ہم نے کنار مزہ میں پروردہ (ص ۵۶)
یہ طفل اشک پھر آخر گلے کا ہار ہوا
(۶) ق - ساقط
(۷) ق - ساقط
(۸) م - ساقط
(۹) ق - شفق جو ابر سے رنگین ہوا تو ہم سمجھے - سہو کتابت
(۱۰) م - نہ ایک رنگ پہ دیکھا جہان پر نیرنگ - ص ۵۶

(۱)

لکھا جو چہنی رنگون کا ہم نے وصف زکی

ہر ایک صفحہ دیوان زر نگار ہوا

(۲)

دلون میں جلوہ دیدار سے دیکھا اثر پیدا نقاب لن ترانی گرچہ تھا پیش نظر پیدا

(۳)

اشارہ سید مسموم و شاہ کرہلا سے تھا کہ اعجاز رسالت سے کہا شق القمر پیدا

جگر خون روز و شب کا گر نہیں دنیا سے جانے میں شفق ہے دامن گردون پہ کیوں شام و سحر پیدا

شب تاریک میں برق تجلی جلوہ گر ہووے جو مشکین جعد میں اس سیم تن کے ہو کر پیدا

ہگوے کی طرح اٹھتا ہوں میں سحرانوردی کو کہا ہے بے سروپائی میں کہا پائے سفر پیدا

گل زخم جگر کا رنگ ہوہر داغ سے روشن جو اپنی خاکہ سے ہو لالہ خونین جگر پیدا

(۵)

تن و جان کی نہیں اصلاً خبر آشفلہ حالون کو ہوئے ہیں بیخودی کے واسطے ہم بے خبر پیدا

جگر میں کاوش مژگان کافر جو رہی پنهان ہوئے ہیں رونگٹے تن پر شبہہ نہشت پیدا

زکھ جو شمع اپنی زندگی جلتے ہی گنتی ہے

کہا ہے سوز دل کے واسطے ہم کو مگر پیدا

(۷)

جلوہ روشن ہے نرے عارض نورانی کا جاندنی ساہ ہے افشان چہنی بیشنای کا

(۱) م - لکھا یہ چہنی رنگون کا میں نے وصف زکی

ص ۵۶

کہ ہر ورق مرے دیوان کا زرنگار ہوا

(۲) لن ترانی - تم نہیں دیکھ سکتے - کہ طور پر جب حضرت موسیٰ جلوہ خداوندی دیکھنے

کے لئے گئے تو خدا نے بھی کہا تھا

(۳) سید مسموم - حضرت امام حسن کو زہر دیا گیا تھا اس لئے ان کو سید مسموم کہا ہے

(۴) شاہ کرہلا - حضرت امام حسین

(۵) اصلاً - بمعنی ہر گز

(۶) م - برق ہے ہر تہ اس عارض نورانی کا - ص ۵

(۷) م - جلوہ - ص ۵

کھل گیا پردہ مرے دیدہ تر کا آخر بادبان کوٹ گیا کشتی طوفانی کا
 کیا دکھاتا ہے بہارِ اب کے ہمیں شوجنوں گل کھلے دیکھے کیا چاکہ گریہانی کا
 (۱) تو نہ ہونگر شق القمر اے کافر شوخ نقش اعجاز ہے نقشہ تری پہشانی کا
 (۲) حسن قاتل کا نظر بھر کے تماشا دیکھے دھل گیا پانی اگر دیدہ قربانی کا
 (۳) لطف دیدار جو دیکھا مری آنکھوں سے عیان طالب آئینہ ہوا جو ہر حیرانی کا
 (۴) زہر قاتل جو ہوئی صحبت یارانِ جہان قول سر سبز ہوا خضر بہا پانی کا
 (۵) زلف کی دھن میں ہے شوریدہ سری سے سروکار طرہ پھر اس پہ مزا دل کی پریشانی کا
 (۶) گر بگولے بھی اٹھے خاک سے تو خاک ہے لطف زندگی میں ہے مزا ہے سروسامانی کا
 (۷) عاشق زار کی شوریدہ سری ہے منظور آج مضمون کھلا طرہ پریشانی کا
 درد سر کو مرے کرتا ہے دو جندان پہ شوح صندلی رنگ پہ صندل تری پہشانی کا
 بے گناہی سے مجھے سخت ندامت ہے کہ ہوں جرم ناکردہ گنہگار پہشانی کا
 ہو اگر صحن گلستان میں زگی کرم سخن
 سپکھ لے مرغ چمن طرزِ فزل خوانی کا

(۱) م - تو ہے گیون منگر شق القمر او کافر کپش - ص ۵

(۲) م - حسن قاتل کی نظر بھر کے بہارین دیکھیں - ص ۵

(۳) م - ذوق - ص ۶


(۴) م - زہر یارانِ جہان کی جو ملاقات ہوئی - ص ۵

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - ساقط

(۷) م - ساقط

- شکوہ عبت ہے وحشت خانہ خراب کا
(۱)
رمز سوال ہے نہ اشارہ جواب کا
(۲)
گل گون تن نگار سے ہو رنگ آپ کا
راز نہان طلسم جہان خراب کا
(۳)
حورین جو آئین جائے نکہین قبر مین
قافل ہین خنتگان عدم شبنم جنم
(۴)
دیکھا نگاہ طہش سے ساقی نے جو سحر
(۵)
ہے لطف زندگی کی بہارین ہین رنج مین
(۶)
قاصد جو خط کو پڑھ کے وہ خاموش ہو رہے
(۷)
کہوں کر نہ خون ہو مرے حسرت بھری نگاہ
تلخ مٹے جو پنبہ مینا سے وقت نزع
(۸)
ساقی رہا نہ بزم خرابات نہ حریف
جون آپ زر عرق رخ جانان پہ دیکھئے
- عرصہ ہے فصل گل کا زمانہ شباب کا
خانہ خراب صحبت شرم و حجاب کا
رشک چراغ لالہ ہو کا سہ حباب کا
دیکھوں لگا کے آنکھ پہ چشمہ حباب کا
کہا کیا مزا اٹھائیں سوال و جواب کا
دیتا ہے روئے خاک پہ چھینٹا گلاب کا
خون ہو کہا جگر قدح آفتاب کا
عیش و طرب کے ساتھ مزا ہے شباب کا
زنبہار تو سوال نہ کرنا جواب کا
آنکھوں مین کٹ گیا ہے زمانہ شباب کا
(۹) (۸)
ساقی چوئے حلق مین شربت شراب کا
افسانہ رہ گیا مرے حال خواب کا
دیکھا نہ ہو جو عطر گل آفتاب کا

- (۱) م - یہ شعر غزل نمبر ۶ مین درج ہے - ص ۶
(۲) ق - ساقط
(۳) ق - ساقط
(۴) م - یہ شعر غزل نمبر ۶ مین درج ہے - ص ۶
(۵) م - یہ شعر غزل نمبر ۶ مین درج ہے - ص ۶
(۶) م -  نامہ پر جو پڑھ کے وہ خط ہو رہے خاموش - ص ۶
(۷) ق - ساقط
(۸) چوائے - ٹھکانے
(۹) م - قطرہ - یہ شعر غزل نمبر ۶ مین درج ہے - ص ۶
(۱۰) م - یہ شعر غزل نمبر ۶ مین درج ہے - ص ۶

(۱)
دل کی ہوس نکالنے فصل چمن کے ساتھ اک بار یہ بھی آئے جو موسم شباب کا
(۲)
اس فکر سے نہ واشدہ خاطر ہوئے زکی
مشتاق شوق ہے غزل اندخاب کا

تھا اپنا جسم زار نشان نقش آب کا
چمکا ہے منہ سے شوخ کے مطلع شباب کا
(۳)
چور، کہا ہے فصل چمن میں دل ہزار
(۴)
ہر صبح ہے گمان کہ کسی سرخ پوش نے
(۵)
بسمل تر، نگہ کے تڑپنے نہیں کہیں
ہیں کفران عشق حرم میں سیاہ مست
(۶)
چن چن کے زورے خاک سے اپنی اگر بنائیں
مہمان موج قافلہ اشک ہے مگر
(۷)
ہے گنجفہ جو دست صنائی میں شوخ کے
گزری فراق بار میں افسوس پہ بہار

تربت پہ میر، چاہے گنبد حباب کا
کجا رنگہ پرگیا ورق آفتاب کا
(۲)
دوڑائے ہے نسیم کھورا گلاب کا
دامن سے گل کہا ہے چراغ آفتاب کا
پانی بھی مانگتے ہیں تو خنجر کی آب کا
دل میں ستم بغل میں ہے شیشہ شراب کا
ہیمانہ شراب ہو جام آفتاب کا
دریا میں جا بجا ہے جو خیمہ ہے حباب کا
تصویر بن گیا ہے ورق آفتاب کا
دل پر رہے گا داغ شب ماہتاب کا

(۱) م - پھر بھی - ص ۷

(۲) م - واشدہ - یہ شعر غزل نمبر ۶ میں درج ہے ص ۶

(۳) م - دل گم ہوا ہے بلبل خانہ خراب کا - مطلع غزل نمبر ۶ ص ۶

(۴) سروقہ مال کو برآمد کرنے کے لئے کھوڑے پر منتظر پڑھ کر پھونکتے ہیں

کھورا از خود چلتا ہے جہان کہ مال پوشیدہ رہتا ہے

(۵) م - یہ شعر غزل نمبر ۶ میں درج ہے - ص ۶

(۶) ق - ساقط

(۷) م - گنجفہ ہے جو دست صنائی میں شوخ کے - ص ۶

(۱)

ہیں وقت آنکھ کھل گئی دیکھا تو کچھ نہ تھا گویا خیال و خواب تھا عالم شباب کا
 اہل نظر کو مرگ سے ہرگز نہیں پناہ دیکھ آپ زندگی میں تماشا حباب کا
 جھنبٹیں اڑیں جو خون شہید بہار کی دیکھا ہوا کئے تخت میں تختہ کلاب کا
 وحشت ہے آشکار زلیخا کے حال سے آنکھیں بیان کرتی ہیں افسانہ خواب کا
 ہر غنچہ میں چھپی ہوئی اک بات ہے ذکی
 گویا جواب ہے دھن لا جواب کا

(۲)

ہے چاند کے ورق پہ نشان کچھ غبار کا

(۳)

آغاز خط کا جلوہ ترے منہ سے ہے عیان

(۴)

ہستی مقام گرہ ہے اے جان بے قرار

مٹتا ہے زردی تن لاغر سے جوش خون

داغ جگر ہے شمع شبستان اہل درد

سر گشتہ گرد باد کی صورت ہے آسمان

شور جنون سے کام تو آخر ہوا مگر

اشعار دردناک لکھے اور ہوا نہ خون

آثار صبح ہے کہ مرا حال دیکھ کر

(۵)

صبح شب وصال ہے یا اپنا چاک جبب

خاکہ مگر کھجکا ہے دل داغدار کا

آئینہ دار حسن ہے خط غبار کا

بے جا ہے دم کی زہست پہ ہنسنا شوار کا

اڑتا ہے دھوپ میں یہ عرق بھی بہار کا

ہے آنتاپ حشر چراغ اس مزار کا

گردہ (۵) اتارتا ہے کسی کے غبار کا

ڈورا لگا ہوا ہے گریبان کے تار کا (۶)

پتھر جگر ہے کہا مرے لوح مزار کا

ڈکڑے جگر ہوا ہے شب انتظار کا

خورشید ہے کہ دست صنائی نگار کا

(۱) م - آنکھ کھول کے - ص ۷

(۲) م - آئینہ قمر پہ اثر ہے غبار کا - ص ۹

(۳) م ساقط

(۴) م - ساقط

(۵) گردہ اتارنا - تصویر کشی کرنا - معزوں اور نقاشوں کی اصطلاح ہے

شور جنون سے شور قیامت زکی اٹھائے

بر کہا کرے کہ تنگ ہے عرصہ بہار کا

پابند ہوں جو زلف پریشان کے جال کا (۱)
 پاہا مزا فراق میں شوق وصال کا
 (۲)
 پیش نگاہ داغ تمنا میں جلوہ گر
 چین چین ہار نے کوبادکھا دیا
 (۳)
 ماتم میں کیا شہید چمن کے ہیں سبز ہوش
 (۴)
 بدلی پہ ہے شفق کہ ترے دوش پہ ہے ہار
 اب دم کا انتظار قیامت سے (۵) نہیں
 (۶)
 کہا منہ کہ ہووے کوئی مقابل جہان میں
 آن و ادا میں کالٹا ہے وہ مجھے ہے ڈر
 بر طالعی سے اپنی پہ ڈر ہے کہ پھر کہیں
 داغ جگر پہ یاد ہے ابرو کی نیش زن
 ہم کو تو نقل روح بھی دشوار کچھ نہیں
 (۷)
 یاد آگئیں وہ دست حنائی کی مچھلیاں
 اندازا اپنے ذہن میں ہے انتقال کا
 جلوہ نظر پڑا چو شفق میں ہلال کا
 فرقہ سے تنگ ہوں کہ اجل کا ہوں منتظر
 مشتاق جان سے ہوں زکی میں وصال کا

(۱) م - ساقط

(۲) م - ہے - ص ۱۰

(۳) سبز ہوش - اظہار غم کی علامت ہے

(۴) م - یہ شعر غزل نمبر ۱۲ میں درج ہے - ص ۱۱

(۵) ہم - قیامت دکھائے ہے - ص ۱۰

(۶) م - ہوئے - ص ۱۱

(۷) ہد ہد - ایک خوبصورت پرند جس کو ہد ہد کہتے ہیں روایت ہے کہ اس سے پیغام رسانی کا کام لیا جاتا تھا

(۸) ق - ساقط

دیکھا جو سبز رنگ ہٹ سرخ پوش کا
خون زہر ہو گیا دل خونناہ نوش کا
(۱)
ہون چار چشم اس سے تو آنکھوں کا ہے حجاب
ہاتھ جو ہون تو سنتا ہے پردہ بھی گوش کا
لڑتا ہے رنگ لعل مسی زہب سے تیرے
مصرع جولا جواب ہے شمع غموش کا
لالہ کا تھخہ قبر پر مہری لگاؤ
مین ہون شہید ناز کسی سرخ پوش کا
مار سپاہ زلف پہ جب پڑ گئی نگاہ
کل ہو گیا چراغ مرے عقل و ہوش کا
گوہا صبر خامہ معجز نگار سے
(۲)
شانوں پہ اس پر، کے پریشان جو زلف ہے
مضمون لڑ گیا ہے فغان سروش کا
وہ دل نہ وہ بہار نہ وہ چہچہے دھے
انداز آرائی ہے کسی خانہ بدوش کا
(۳)
دیکھا لہو کا جام گل تر کے ہاتھ مین
افسانہ رہ گیا مرے جوش و خروش کا
رند، و عاشقی کا مزا ہے شباب مین
گویا حریف ہے دل خونناہ نوش کا
دریا کی سطح پر قلم موج سے زگی
شورجنون مین لطف ہے جوش و خروش کا
نحریر حال کھچنے اشکون کے جوش کا
شب تصور تھا جو ہم کو حسن عالم گیر کا
چو دھوپ کے چاند کو سمجھے ورق تصویر کا
کشتہ لب کا لہو شاید چٹا ہا ہے کہ بار
ریزہ باقوت ہے جوہر نری شمشیر کا
(۴)
تیرے دیوانوں کے مشہد پر دل مجنون پڑھے
حلقہ ماتم مین نوخہ شیون زنجیر کا
جلوہ دیدار ہے اپنی نگاہوں مین ہسا
دہدہ حیران ہے با آئینہ ہے تصویر ہے

(۱) م - سنتے ہیں - ص ۱۱

(۲) سروش - فرشتہ

(۳) م - دل - ص ۱۲

(۴) مشہد - شہادت گاہ - قبرستان

- (۱) قہارہ زن ہو تو بھی اس کے ساتھ ہی اے پہلے اشکِ قافلہ گرم سفر ہے نالہ شب گہر کا
(۲) رات جو تارا کوئی چھٹتا ہوا آیا نظر
(۳) لکھتے ہیں داغِ دل حیران کے جو مضمون ہم
(۴) برقِ عالم سوز ہے یا شوخیِ جادو نگاہ
(۵) برقِ سا نالہ چمکے جانا جو وحشتِ من کہی
(۶) کیا لکھوں رقتِ من حالِ گریبے ہے اختیار
(۷) جلسہ لیلیٰ و مجنون میں کہاں حرفِ سخن
(۸) سانس لہتا شغلِ حیرت میں بہانِ موہوم ہے
(۹) خطِ ہمارا اپنی آنکھوں سے لگائے وہ پری
(۱۰) کثرتِ مشقِ سخن سے ہے صفا حاصلِ زکی
ہو گیا آئینہ جوہرِ خوبیِ تقریر کا
آسمان ہے کوئی پھاہا مرہمِ رنگار کا

(۱) م - قہارہ زن ہو ساتھ اس کے تو بھی او پہلے سرشک - ص ۱۲

(۲) پہلے - قاصد

(۳) م - شب کو تارا جو کوئی - ص ۱۲

(۴) م - نقشہ - ص ۱۲

(۵) م - کیا لکھیں سوزشِ من - ص ۱۲

(۶) م - جوشِ رقت ہے یہی تو - ص ۱۲

(۷) ق - ساقط

(۸) ق - ساقط

(۹) ق - ساقط

(۱۰) م - آسمان کوہا ہے پھاہا - ص ۸

عشوہ ابروئے قاتل کا نشان ہے ماہ نو ہا جبین آسمان پر زخم ہے تلوار کا
 ہجو کے دن اے نئے گائے جو گران جانی کے ساتھ کس قدر بھاری جنازہ ہے نئے بیمار کا
 خون ہوتا ہے جگر منہ سے کہوں/کہا کہوں بات جانی ہے جو کچھ کرتا ہوں شکوہ ہار کا
 کہتے ہیں ہم دیکھ کر تار شمع آفتاب رنگ اڑا رہا ہے کسی کی طرہ دستار کا
 چن بہ ابرو ہو کے ظالم منہ سے کہہ دیتا ہے خوب آشکار انداز ہے اقرار سے انکار کا
 دل نہ شیریں کا پسینا اور غم فرہاد میں ^(۱) ہاں ہاں ہو گیا پتھر جگر کہسار کا
 حرف آتا سبز خط سے وان صلاے حسن پر آئینہ پر چاند کے داغ آگیا رنگار کا
 اس کی آنکھوں نے کیا انداز شوخی اختیار ^(۲) بے طرح پرہیز چھوٹا مردم بیمار کا
 وائے ناگاہی کہ غفلت میں کئی عمر اور کہی ^(۳) خواب میں بھی منہ نہ دیکھا دولت بیدار کا
 عشق کا مضمون لب جانان سے زیبا ہے زکی ^(۴) لطف ہے شیریں لبوں کے منہ سے ان اشعار کا
 کیا مزہ دیتا ہے ساغر کا چھلکا اے زکی ^(۵)
 لطف دیتا ہے بہکا ساقی سرشار کا

(۱) م - گو - س ۸

(۲) م - ہے غضب پرہیز ٹوٹا - س ۹

(۳) م - کئی عمر عزیز - س ۹

(۴) م - مقطعہ - ق - ساقط - س ۹

(۵) م - رکھتا ہے - س ۹ یہی شعر مطبوعہ میں اس طرح بھی ہے

دیکھتا ہوں جب کہ ساغر کا چھلکا اے زکی (مقطعہ قول ۱۱۷
 باد آتا ہے بہکا ساقی سرشار کا (س ۸۰

کہ جنی تڑپنے لگا ہرق لن توانی کا	سنا یہ شہرہ ترے فخرۂ نہانی کا
تہاک سے ترے دھڑکا ہے بدگمانی کا	(۱) یہ کہا سبب کے تکلف ہے مہربانی کا
کہ جلوہ سایہ میں ہے ہرق لن توانی کا	(۲) یہ کچھ رسول خدا کی ہے شان محبوبی
پڑا ہے عکس جو دستارار غوانی کا	ہوا ہے کیا شقی رنگہ ماہتاب جہن
گمان ہوا مجھے مہتاب آسمانی کا	(۳) دوپٹے تلے میں چہرہ وہ دیکھ کر روشن
کہ عرصہ ہے گزران رنج و شادمانی کا	(۴) قلق ہے دل کا عیت دیکھ لی خزان و بہار
گھمنڈ ہے تن لاغر پر سخت جانی کا	(۵) گماہ تر ہوں کہ شعلہ سے ڈر نہیں زہار
کہ رنگہ دھانی ہے پوشاک آسمانی کا	(۶) اثر ہے چہن رنگت کا اس پری وش کی
فہار چھوڑ گیا قافلہ جوانی کا	گیا شباب کے اپنی ہے خاکہ سی منہ پر
ہمیشہ داغ رہے گا تری نشانی کا	سدا جلے گا دل اپنا کہ کم ہوا چھلا
تکلف ایس بناوٹ کی مہربانی کا	(۷) کوم میں کچھتے ہیں میں نہیں بیان درکار
مزا اٹھائیے اک دم کی زندگانی کا	جہان کو دیکھتے بھر کر نگاہ شکل حباب
کہ میں رہا ہے مزا دل میں ہم زبانی کا	(۸) میں ہوں کسی کے زبانی تمام کا مشتاق

(۱) م - مطلع ص ۱۳

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - ساقط

(۷) م - میں بیان نہیں - ص ۱۴

(۸) ق - ساقط

ٹوٹ رہا ہے دل زار بہواری سے قیامت آئے جو ہو زور ناتوان کا
 نظر جو آئے ہیں بہرانہ سر پہ موئے سہید دل ستن زدہ کو داغ ہے جوانی کا
 هنوز دشت جنون میں غبار اٹھتا ہے نشان باقی ہے مجنون کی بے نشانی کا
 ہمیشہ درپے فکر سخن عہد ہو کوئی جہان میں حوصلہ غفلت ہے نیکہ دانی کا
 زکی رہی نہ کہیں جوہر سخن کی قدر
 کسے دکھائیے انداز نیکہ دانی کا

کھولوں ہوا پہ طرۂ جو طبع سلیم کا بس جائے ہوئے مشکسے دامن نسیم کا
 سودا پسند ہے مجھے موج نسیم کا دیوانہ ہوں میں زلف پری کی شمیم کا
 گر تذکرہ کروں دل و جان دو نیم کا پھٹ جائے دل بہار سے گل کی شمیم کا
 سودا بلا ہے زلف پری کی شمیم کا طرۂ پھر اس پہ ولولہ طبع سقیم کا
 دیکھا جو بینی و دھن و زلف ہار کو مضمون کھل گیا ہے الف لام مہم کا
 معلوم ہے دورنگی لیل و نہار سے دور جہان مقام ہے امید و بیم کا
 لائی ہوئے شوق بھی پیغام فصل گل کہا سر پہ ہے نسیم کے طرۂ شمیم کا

(۱) ق - ساقط

(۲) م - بہار چمن سے شمیم کا - ص ۱۵ (۳) ق - ساقط - مطبوعہ - مبالغ - ص ۱۵

(۴) سقیم - بیمار - مریض مجازاً بمعنی ناقص اور عیب دار کے بھی آتا ہے

(۵) م - مصحف میں رخ کے بینی و زلف و دھن سے دان ص ۱۵
 عنوان کھلا ہوا ہے الف لام مہم کا

(۶) م - آئینہ ہے کہ گردش لیل و نہار سے - ص ۱۵

(۷) م - پیغام وصل کا - ص ۱۵

ہے موسم بہار مزاج ہے اے جنون جون ہوئے گل ہو چاک گریبان نسیم کا
 گو لپکتے تار اشک میں اس کو پروشے بھر جائے زخم سینہ در ہنم کا
 (۲) بارون کو بس ہے واسطے عبرت کے آجکل انسانہ رہ گیا ہے جو عہد قدیم کا
 بخشش کا حشر میں نہ ہو کیوں کر امیدوار بندہ گناہ گار خدائے کریم کا
 فکر سخن سے ہم کو سروکار ہے مدام جلوہ عیان ہے جوہر طہج سلیم کا
 فش ہون خیال حسرت دیدار پر زکی
 شیدا ہون اشتیاق نگاہ کلیم کا

فصل چمن میں سینہ گل بھی فگار تھا گویا جگر خواش فغان ہزار تھا
 (۳) تار شمع مہر کا مجھ کو ہوا گمان (۲) تیرے گلے میں صبح جو گوشے کا ہار تھا
 (۵) داغ جگر بھی اپنا کہیں تھا مقام رشک گل کھانا اپنا دل پر ہزاروں کیے خار تھا
 تنہائیوں کے لطف ہم اے حشر کیا کہیں (۶) بہتر بہشت سے ہمیں کج مزار تھا
 اے شوخ چشم آج تو ہنستا ہے مجھ پہ کیا بطن کی طرح میں بھی کہیں ہے قرار تھا
 (۷) رنگار غلط کہان سے نمودار ہو گئے (۴) چہرہ تو تیرا آئینہ ہے غبار تھا

(۱) م - گوند ہے اگر اسے کوئی تار سر شک میں - ص ۱۵

(۲) م - عبرت سے کان دکھ کے سنیں اہل اعتبار ص ۱۵
 قصہ جو یادگار ہے عہد قدیم کا

(۳) ق - ساقط

(۴) م - ہم کو - ص ۱۶

(۵) م - اس کے گلے - ص ۱۶

(۶) م - یہ داغ دل پہ ہے کہ وہ کیا تھی بہار عشق - ص ۱۶

(۷) م - خوشتر - ص ۱۶

(۱) چنگاربان بوسنی تھیں اور مزہ سے رات
 اب تک ہوا نہ داغ جگر کا چراغ گل^(۲)
 سہارہ ریز دیدہ اختر شمار تھا
 اے آفتاب صبح ترا انتظار تھا
 اس گل کا جو خیال بسا تھا نگاہ میں
 سرخی سے اس کی صبح کو شوخی تھی جلوہ گر^(۳)
 کچھ روزوں اپنی خاک پہ گردون نثار تھا
 کچھ آفتاب فداق پائے نگار تھا
 سر گشتگی کو آج ہمارا نہ دیکھتے
 اٹھتا تھا بار بار چمک کر جودشت میں
 کچھ بوق پیے قرار ہمارا غبار تھا
 مشتاق دیر سے تھے ہم اے اضطراب دل
 اے حشر مدتوں سے ترا انتظار تھا
 حیوت میں شب جو داغ جگر تھا ستارہ ریز
 آئینہ دار دیدہ اختر شمار تھا

اب بار لوگ عیب سمجھتے ہیں اے زگی

وہ دن کثیف کہ علم و ہنر کا وقار تھا

(۲)

بات کچھ اور ہی تھی جس کا مین دیوانہ تھا
 دل لگی کے لئے بحشت بھی اک افسانہ تھا
 آفتاب اتنی اٹھائیں عیب اے جانحزین^(۵)
 ہجو کا نام ہی سن کر تجھے مر جانا تھا^(۶)
 شب غم بزم میں تھی جان پوری شعلہ داغ
 شہسہ فانوس خیالی گا، پری خانہ تھا

(۱) ق - ساقط

(۲) م - گل چراغ - ص ۱۶

(۳) فداق - ایک میوہ مشہور ولایت کا جو سرخ رنگ ہو کر برابر آدمی کی انگلیوں کے سروں سے مشابہ ہوتا ہے -

(۴) م - عشق بھی وا شد خاطر کو اک افسانہ تھا - ص ۱۸

(۵) م - غم کی اٹھائیں - ص ۱۸

(۶) م - عشق کا نام ہی لیے کر ہمیں مر جانا تھا - ص ۱۸

- (۱) ہنس دیا دیکھ گئے اس رشک پری نے مجھ کو
رات جوشم کے آغوش میں پروانہ تھا
- (۲) گوش خاوار سے سنا ہوگا وہ گمان ہے
میر میں خواب زلیخا کا جو افسانہ تھا
- مشق لیلیٰ میں رہا آہوئے مجرا سے خیال
دل مجنون بھی عجب طرح کا دیوانہ تھا
- کھلی گیا راز جہان جب نظر آیا معور
جام جمشید مگر عیر کا پیمانہ تھا
- حسن دل خواہ کا آخر ہوا انجام بھیر
ہم نے آغاز خط بار سے پہچانا تھا (۳)
- (۴) کہا ہوس میر پرستان کی ہو اے جان خرمین
کوئی دن تھے کہ دل اپنا بھی پری خانہ تھا
- پے دھڑک سبزہ مارش چونکا دیا اس نے
چمن حسن میں کیا سبزہ بیگانہ تھا
- ہجر اور وصل میں ہر طرح چلایا اس کو
واہ کیا شمع کا پروانہ سے بارانہ تھا
- (۵) شعلہ حسن کھیں پری جہان سوز نہ ہو
آتش جان زکی دل ہی کا آجانا تھا
- (۶) رات موزوں وصل حسن و عشق کا افسانہ تھا
ایک مصرع شمع اک مصرع پر پروانہ تھا
- سیر گل کو بار تھے اور سن کے تاراج غزان
زہر کھائے کو چمن میں سبزہ بیگانہ تھا
- گاہ روشن گاہ گل دیکھا اسے ہر صبح و شام (۷)
دل میں داغ عشق جوشم مسافر خانہ تھا
- سویح میں تمہیر کی یوسف کو تہند آئے لگی
ماجرا خواب زلیخا کا عجب افسانہ تھا

- (۱) م - ہنس گئے اس رشک پری نے پری جانب دیکھا
ص ۱۸ رات آغوش میں جو شمع گئے پروانہ تھا
- (۲) م - یاد لیلیٰ بھی ہو اور اس غزالوں سے ہو واہ
ص ۱۸ دل مجنون کوئی بھگا ہوا دیوانہ تھا
- (۳) م - خط سبز - ص ۱۸
- (۴) ق - ساقط
- (۵) م - آتش حسن نہ تھی پری جہان سوز زکی
ص ۱۸ آتش جان خرمین دل ہی کا آجانا تھا
- (۶) م - طوف موزوں رات حسن و عشق کا افسانہ تھا
ص ۱۴ شمع اک مصرع تو اک مصرع پر پروانہ تھا
- (۷) م - گل آیا نظر ہر ص ۱۴
- (۸) م - کیا - ص ۱۴

(۱)

ہیے قیامت کیا کیا اے تفرقہ پرداز جوخ
دور سے محفل نشین کو روشنی آتی نظر
کس مزے پر اتفاق جلسۂ پارانہ تھا
دیکھ کر آئینہ اسنے جلد اتارا اور کہا
تپس کا داغ جگر کیا آتش ویرانہ تھا
دل عبت لے کر زکی سے کون ملا پا خاک مین

کچھ خیال اس کا تجھے اے شوخ ہے پروانہ تھا

(۲)

ہجو کی شب بہ پریشان خواب کا افسانہ تھا
لب بہ لب تھا ساتی کلام سے جو وقت صبح
زلف کی ہو تھی ہر، اور دل مرا دیوانہ تھا
رشتہ الفت سے وہ بت کہون نہ گھبرائے کہ رات
برگ گل موج تبسم سے لب ہیمانہ تھا
خاک کے ذرے ہوئے ہریرہ الماس مین
بار سے زناد کی کافر کو درد شانہ تھا
(۳)
جہتے جی بھی دل ہمارا اک جواہر خانہ تھا
داغ ہو کر دل نے دکھلایا تماشا ہے بہار
چشم تر کو اشتیاق جلوہ جانا نہ تھا
شب جو مضمون سخن تھا اختلاط حسن و عشق
چشم تر کو اشتیاق جلوہ جانا نہ تھا
مطالب اغیار کسمجھا وہ بت نا آشنا
شمع تھا گویا قلم کاغذ پر پروانہ تھا
گیا سخن مین اپنے لطف معنی ہیگانہ تھا

ہاں شب تار لوح مین شغل تنہائی زکی

صبح محشر تک زبان پر زلف کا افسانہ تھا

قاصد کے ہوشگم تھے یہ طائفہ ماجرا تھا
قائل نے قہد غم سے بخش مجھے دھائی
کہتا تھا کچھ زبانی اور خط مین کچھ لکھاتا تھا
(۴)
پرے خواستہ برآبا دل کا جو مدعا تھا

(۱) جلسہ - محفل - ملاقات - نشست

(۲) قی - ساتی

(۳) ہوئے پر - مرنے پر

(۴) م - ہمیں - ص ۱۸

(۱) شکل حباب کیا کیا آنکھوں سے رنگ دیکھے
 بھان چشم ترکا جام جہان نا تھا
 (۲) تاثیر جذب دل سے کچھ واہ پر ہے ورنہ
 اے شوخ بے مروت تو کس کا آشنا تھا
 (۳) کیا حسن و عشق میں تھی تاثیر جوش خون کی
 لیلی کا قصہ لینا مجنوں کا خون بہا تھا
 بان دل ہوا پریشان وان طبع بار برہم
 کیوں زلف کو چھوا تھا سودا مگر ہوا تھا
 وان موج غلغلہ لب مضمون غراش تھے سب
 خون شمع گل سے تر دامن مہا تھا
 (۴) ہیشام پر ہمارا الٹ جواب لایا
 آنکھوں کے آگے آیا تسنہ کا جو لکھا تھا
 اک بات پر تمہاری سوجھ سے ہم تھے قربان
 کچھ بات آپ نہ پوچھو کیا جانتے وہ کیا تھا
 وہ پنچہ نگارین اشیا کہ آنکھ چھپکی
 تھیں برق کی تجلی یا شعلہ حنا تھا
 (۵) سن کر غزل زکی سے اے سست نظم شاعر
 خاموش کیوں ہوا تو کمر دل میں حوصلہ تھا
 شورش وحشت سے وہ مہجور تھا
 ورنہ فلان دل سے بہتہ دور تھا
 شب جو میرا شبستہ دل چور تھا
 چشمہ خون ساغر مصور تھا
 (۶) زہر خم عشق کا تھا دل میں جوش
 جب کہ ہوا زخم کا انگور تھا
 ترک ملاقات کی پوچھو نہ بات
 ہم سے نہ ملنا اسے منظور تھا

(۱) م - کیا چشم ترکا ساغر جام جہان نا تھا - ص ۱۸

(۲) م - پر ہوا ہے - ص ۱۸

(۳) م - ورنہ وہیے مروت کس روز آشنا تھا - ص ۱۸

(۴) م - دل اپنا بان ہے در ہم وان - ص ۱۸

(۵) م - خدا ہا - ص ۱۹

(۶) م - طور - ص ۱۹

(۷) ق - ساقط

دل کی طہاش سے ہے کوئی بے قرار
(۱)
دل لیے گیا جہر میں ہیں اختیارات
(۲)
ناز سے کہوں تم نے اسے خون کیا
عرشہ محشر میں یہ مشہور تھا
خواہش تسمہ سے وہ مجبور تھا
آن کا مہمان دل رجور تھا
شور جنوں تھا جو کہیں دلخراش
سنتے ہیں ساتی کے کسی دور میں
آہلہ دل تھا گلابی کی شکل
کان نہ کہ چشمہ ناسور تھا
ہزم غرابی کا یہ دستور تھا
خون جگر بادۂ انگور تھا

ہر توبہ داغ جگر سے زکی

سرد چراغان شجر طور تھا

جدا آغوش سے وہ نازنین تھا
ہسینہ ہاتھ پروان دل نشین تھا
غصہ تھی شب ادائیے لن ترائی
سبب بھٹی سے کہوں روشن ہوا نام
وہ یہ تھا جب تماشا گاہ عالم
سحر تھی چشم تر درہائے آتش
دل مجنون کا تم سے خاک ہونا
کہ ہاں شور قہامتہ دل نشین تھا
حنائی رنگہ عطر باسین تھا
قہامتہ شوخ حسن شرمگین تھا
غراش دل مگر نقش نگین تھا
ہلال عید ہر نقش جبین تھا
ہر اک آنسو حباب آتشین تھا
فہار خاطر محفل نشین تھا

(۱) ق - حافظ

(۲) م - آن دادا سے اسے کہوں خون کیا - ص ۲۰

(۱)
گری جو ہاتھ پر جھجکا وہ کافر
نہ تھی چوٹی کے مارآستین تھا
جب آیا وہ مرے بالین پہ ہمد
نہیں معلوم میں تھا یا نہیں تھا
(۲)
ہوئی زیب اس کلی کے پسملون سے
کہ خون گل گونہ روئے زمین تھا
ہوا اب زور بازار سخن سرد
گئے وہ دن کہ چرجا پھر کہیں تھا
زکی رنگ گل تر آج اس کا

(۳)
عرق آلو وہ روئے نازنین تھا
ہم کو جون شیشہ جگر نم سے لہو کرنا تھا
بد دماغی سے ہوا خاطر صبا کو رنج
نالا حسرت سے کرہ بند گلو کرنا تھا
دشہ جان سے زلیخا کو حیا کی خاطر
ہم صفیران چمن کو نہ غلو کرنا تھا
(۴)
گشش مصر ہوئی پیش رو نالہ کیوں
چاک پیراھن یوسف کو رخو کرنا تھا
جوش خون دہدہ دل پر مرے لایا طوفان
را ہیر پیراھن بار کی ہو کرنا تھا
کس لقمے تو نے منڈایا اچھے اے رشک چمن
کا کیا مت ہوس جام و سیر کرنا تھا
کھا کرین اب ہمیں پیرا نہ سری سے پہلے
سبز خط جوہر آئینہ رو کرنا تھا
کھا کرین اب ہمیں پیرا نہ سری سے پہلے
(۵)
ناراض نم سے تن زارا تو کرنا تھا

(۱) جھجکا - چونکا - خوف - احیا - شرم

(۲) م - ساقط

(۳) م - شیشہ سان ہم کو جگر - ص ۲۱

(۴) م - ساقط

(۵) اتو - وہ آلہ جس سے کپڑے پر نقش بناتے ہیں مگر اصطلاح میں ان نقوش کو کہتے

ہیں جو اس آلے سے بنائے جاتے ہیں - (نور اللغات)

نوٹ - یہ نزل صفحہ ۷۲ پر مطبوعہ میں دوبارہ چھپیں گے - مرتبہ

(۱) جا کہ دامن کے سزاوار تھے تیرے اللہس مولے زولیدہ تجھے طوق کلو کرنا تھا
 کہ نہ تھے تار گرہان میں توائے فصل چمن (۲) جا کہ دل تار و گ گل سے رنو کرنا تھا
 کہ لٹے صبح شب وصل نہ تڑپا دل زار (۳) گر جگر صبح تپاہ کا لہو کرنا تھا
 اور کچھ تھا نہ زگی شور سخن سے منظور (۴)
 شور محشر نہ کہ چشم عدد کرنا تھا
 شب وصل جب کہ (۵) گزر گئی تو سحر کو اپنا یہ حال تھا
 دل و دیدہ حور و تم میں تھے گویا دیکھا خواب و خیال تھا (۵)
 توی تیغ ابرو کو دیکھ کر مرے دل کو اتنا ہی تھا خطر (۶)
 چونگاہ کرنا ہون چرخ پر تونشان زخم ہلال تھا
 اگر اپنا دوست سمجھتے تھے تو شکایت آپ سے ہے مجھے
 کہا صاف صاف نہ کہیں لٹے جواد ہر سے دل میں ملال تھا (۷)
 پس عمر جب کہ وہ آئے بان تو ہوا تڑپا کے میں خستہ جان (۸)
 نہ ہوا یہ راز نہان میان کہ وصال تھا کہ وصال تھا (۹)
 دم نزع راز نہان مرا یہ غزالی نہیں سے کھل گیا
 کہ نظر میں اپنی گھبرا ہوا کوئی شوخ چشم غزال تھا (۱۰)

-
- (۱) م - ساقط
 (۱۰) م - کہ خیال دل میں بسا ہوا -
 (۲) م - جوش بہار ص ۲۱
 (۳) م - کہ ص ۲۱
 (۴) م - کچھ نہ تھا ہم کو زگی شورخ دل سے منظور - ص ۲۱
 (۵) م - تھے کہ یہ خواب تھا کہ خیال تھا - ص ۲۱
 (۶) م - اپنا - ص ۲۱
 (۷) ق - پر
 (۸) م - یہ خستہ - ص ۲۱
 (۹) م - کہ یہ وصل تھا کہ وصال تھا - ص ۲۱

مرے حال زار پہ کی نظر تو رہی نہ اس کو بھی کچھ خبر
 ہو دین حیوان جو ادھر ادھر نہ (۱) جواب تھا نہ سوال تھا
 نظر آتا جب کوئی غصہ دل اسے کرتا طمعوں سے مفعول (۲)
 مگر اب یہ سمجھا میں بابہ گل کے چھڑانا دل کا محال تھا (۳)
 ہم اس سے رات جو ہم رہے کہیں کہا کہ (۴) دل میں
 کوئی بات کھل کے نہ کہہ سکے کہ حجاب عشق کمال تھا (۵)
 وہی حالتیں خوب تھیں زندگی کے ہماری اس کی تھیں دوستی (۶)
 اسے چاہ اپنے سب سے تھیں ہمیں عشق اس کا کمال تھا (۷)
 گئے دن جو عہد شباب کے تو مریں جہان سے اٹھ گئے (۸)
 جو نگاہ کی کہیں غور سے تو عجب زمانہ کا حال تھا (۹)
 نہ وہ انتظار کی گھاٹ تھیں نہ وہ لطف تھا نہ وہ بات تھیں (۱۰)
 نہ وہ دن ہی تھا نہ وہ رات تھیں نہ وہ ماہ تھا نہ وہ سال تھا (۱۱)
 وہی گرجہ فکر سدا بھی ولیے اس پہ طبع نہ جمی تھیں (۱۲)
 لکھوں اس زمین میں غزل زکی مجھے مدتوں سے خیال تھا (۱۳)

-
- (۱) م - تو - ص ۲۲
 (۲) م - جو - ص ۲۲
 (۳) م - طمع - ص ۲۲
 (۴) ق - چرانا
 (۵) م - کہ اب میں سوچتیے - ص ۲۲
 (۶) م - کہ یہ حال مانع کمال - ص ۲۲
 (۷) م - ان کی - ص ۲۲
 (۸) م - اسے چاہ حد سے زیادہ تھیں ص ۲۲
 (۹) گئے دن گزر جو شباب کے تو مریں جہان کے مٹ گئے ص ۲۲
 (۱۰) جو نگاہ کرنے تھیں غور سے تو یہ کچھ زمانہ کا حال تھا - ص ۲۲
 (۱۱) م - نہ وہ اختلاط کی گھاٹ تھیں نہ وہ ارتباط کی بات تھیں ص ۲۲
 (۱۲) م - نہ تو وہ دن تھا - ص ۲۲
 (۱۳) م - یہ کہو کہ تو دل میں سدا رہی مگر اپنی طبع نہ جمی تھیں
 لکھیں اس زمین میں غزل زکی ہمیں مدتوں سے خیال تھا ص ۲۲

چشمہ نہ تھا کہ دل سے لہو جوش زن ہوا
چندہ سے پاں کھا کے جو وہ ہم سخن ہوا
آہ وہ چاندنی میں تو رنگہ سفید تھی (۱)
ہین روشہ خوان ہزار کر اے موسم بہار
تیرے شہید ناز کا اے فیرت چمن
سرمہ کھچا تو ترکس شہلا ہوئی وہ چشم (۲)
پھر آرزوئے سیر چمن دل کو لیے اوی
اے گل ترے شہید تبسم کے واسطے
دیکھا بہار بزم تماشا کا رنگہ فق (۳)
دل کے دھوئیں سے تیرے ہوا داغ انتظار
موتے سیاہ اس کے نظر آئے مشک بو (۴)
میں کی ہے دھڑی لب گل رنگہ پر جی
نڑیے جو کشنگان جتوں شاہک پر زگی (۵)
جون گرد باو دامن صحرا گفن ہوا

(۱) م رنگہ ہوئی سفید - ص ۲۲

(۲) م - نی - ص ۲۲

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) م - نڑیا زگی جو پستل نم شکل باد گرد
لاشہ کو اس کے دامن صحرا گفن ہوا
ص ۲۳

- (۱) دیکھا جہان سے ہم ک تڑپتا ہوا
تا مرگ درد عشق نہ ہم سے جدا ہوا
(۲) نالہ نصیب دل سے کہاں آئے لب تلک
کہا کیا محبتوں کی افواہیں مسبین
(۳) اب تک دفن بلند ہے سیلاب کوہ سے
تر ہوکھا پستے سے اے شوخ سم تن
(۴) خون کر چکا جگر کو تو خالی دکھا کئے جام
ہم مشرب کلم ہوئے خون گرفتہ ہم
(۵) کیا خاک جسم زار کو بزم جہان خوش آئے
نیونگیوں سے حسن کی دست نگار مین
(۶) اب زخم دل پہ بار چھڑکنا نہیں تنگ
کہوں کر مین چاک حبب کوون اے بہار عشق
(۷) گر آہ دیکھنے کو نہ آئے تو کیا ہوا
زیر کان بھی ہاتھ ہے دل پر دھرا ہوا
(۸) منزل پڑی ہے اور مسافر تھکا ہوا
کس کس کا آشنا دل درد آشنا ہوا
(۹) شہین جو کوہکن کو نہ روئے تو کیا ہوا
یا پھر ہن ہے قطر سمن سے ہسا ہوا
(۱۰) ساقی ہاں اب نہ چھڑکے دل ہے پھرا ہوا
ہم چشم شمع طور وہ رنگ حنا ہوا
(۱۱) پہلو سے جس کے روح سا ہم دم جدا ہوا
گل گون بیٹر طائر رنگ حنا ہوا
(۱۲) وہ لطف کیا ہوئے و مزا حیف کیا ہوا
دامن سے اس کے ہاتھ ہے اپنا بندھا ہوا

(۱) م - محشر تباہ دل سے بہان پر ملا ہوا - ص ۲۳

(۲) ق - ساقط

(۳) م - مین - ص ۲۴

(۴) م - اپنا لباس خون جگر سے بہان ہے تو - ص ۲۴

(۵) م - واہی پھر ہن - ص ۲۴

(۶) ق - ساقط

(۷) م - ساقط

(۸) ق - ساقط

(۹) ق - ساقط

(۱۰) ق - ساقط

(۱)	اچھا ہوا جہان میں رسوائیاں ہونیں	(۲)	واقف تو ہم سے وہ ہے نا آشنا ہوا
(۳)	کہا گیا بہار گزری ان آنکھوں کے سامنے		وہ دن گذر گئے وہ مزا حیف کا ہوا
	اے آہ پس خموش کہ خون ہو گیا جگر		اے گر یہ پس نہ چھوڑ کہ دل ہے بھرا ہوا
(۴)	بہونہیں تو ہوگی کچھ خبر اس کو بھی اے زکی		
	چرچا مرے جنون کا جوہر جا بجا ہوا		
	طور و ایند میں عیان جلوۂ جانا نہ ہوا		کہیں معشوق بگاہ کہیں بگاہ ہوا
	رکھ دیا شمع پہ اس رشک پر سے پڑ کر		نامۂ شوق ہمارا پر پروانہ ہوا
(۵)	بڑی پاؤں کی کوئی زلف پریشان نہ ہوئی		دل میں حسرت ہے کہ ایسا کوئی سودا نہ ہوا
	عکس مڑکان سے تری تیر ہیں موج شراپ		لب سو تار کی صورت لب پیمانہ ہوا
(۶)	ہے شہستان جنون سوز درون سے روشن		داغ سینہ کا مرے شمع بری خانہ ہوا
(۷)	اثر کہیں ہے نہ ناقۂ اہلی کا نشان		وحشت آباد مگر نجد کا دیوانہ ہوا
(۸)	ناز سے نشہ میں ساقی نے پھری جب سن کے		خندہ زن دیکھ کے ہم کو لب پیمانہ ہوا
(۹)	یہ نہایتی کا زمانے میں یہ دیکھا بیرون		روکش جام حباب افسر شاہانہ ہوا

- (۱) م - کہ عشق کی - ص ۲۴
- (۲) م - کچھ ہم سے آشنا تو وہ نا آشنا ہوا - ص ۲۴
- (۳) م - کے دیکھتے - ص ۲۴
- (۴) ق - مطرب خموش سننے دے اب نالہ زکی
- ساقی پس اب نہ چھوڑ کہ دل ہے بھرا ہوا
- (۵) ق - ساقط
- (۶) م - جلوہ گر سوز درون سے ہے شہستان خیال
- داغ دل کا نہ ہوا شمع بری خانہ ہوا ص ۲۴
- (۷) ق - ساقط
- (۸) ق - ساقط
- (۹) ق - ساقط

شہر خوبان میں ہوئے اپنے جنوں کے چرچے ہری وحشت کا شب زلف میں افسانہ ہوا
 جب ہوا گاؤں بڑگان سے وہ صد چاکہ جگر دل مرا زلف پریشان کے لئے شانہ ہوا
 بار کو حسن دیا ہم کو پریشانی دی وہ ہری زاد ہوا اور میں دیوانہ ہوا
 وادی عشق میں جو صبح نہیں دیکھی ہم کو غور شد سحر آتش ویرانہ ہوا
 (۱) جو نئی بات نکالی سو ادھر کی فہری یعنی مضمون سخن معنی بیگانہ ہوا

روح و راحت کے زکی خوب نکلتا دیکھے
 (۲)
 ماجرا ہستی موهوم میں کیا کیا نہ ہوا

غریب راقص فرہاد کا نشانہ ہوا پہاڑ ٹوٹ پڑا موت کا بہانہ ہوا
 شب وصال میں جو ہجر کا نشانہ ہوا (۳) زبان حال بہانہ شمع کا زمانہ ہوا
 کوئی رہا نہیں مہمان سرائے ہستی میں ادھر سے نازلہ آیا ادھر روانہ ہوا
 (۴) ملے نہ جام صبح اب بھی تو قیامت ہے تمام دور تو اے ساتی زمانہ ہوا
 (۵) دکھائی تو سن عمر روانے نے چالاکی جو اس پہ گردش دوران کا تازیانہ ہوا
 (۶) ہوا یہ تیر نگہ شوخ کا لب معشوق (۷) کہ شکل غنچہ ترگیں دل نشانہ ہوا

(۱) م - اپنے اشعار سے انبار نے مطلب پایا
 ص ۲۴ یعنی مضمون سخن معنی بیگانہ ہوا

(۲) ق - ہم پہ اس ہستی موهوم پہ کیا کیا نہ ہوا
 (۳) زبانہ - شعلہ - لپٹ آگ کی

(۴) م - ساقط

(۵) م - ساقط

(۶) م - نگاہ ستم - ص ۲۵

(۷) م - ترگیں کے دل - ص ۲۵

- (۱) بڑھیں جو بار ہے اگر مزار پر میرے
(۲) نماز ہول بہان عید کا دوکانہ ہوا
(۳) سمند ناز کی شوخی تھی آگے دوران
(۴) پہلے تھا نشہ ہے تیزی پہ خوش خرام ادا
(۵) خزان ہے مرغ چمن کو بہار دکھلائی
(۶) مڑا ہے اس مین کے دل سے تھا کہ جاہ مین ہو
(۷) سے ہوئے تھے دلون مین ہزار ہا بیرون
(۸) بنا جو دل کا دھوان شکل طرہ پہچان
(۹) مڑے جہان کے دے کے خوشی پہ مین موقوف
(۱۰) گھجوری چوٹی کسی کی جوہم کو باد آئی
(۱۱) سواد خط سے تجلی ہے نور کی پیدا
(۱۲) دھانی مرغ گلستان کا ہے ہیں مضمون
(۱۳) زکی طبیعتہ ابر سغن کے جوہر دیکھ
(۱۴) ظلم سے اشک کرا سو در بگاہ ہوا

- (۱) م - مزار عاشق پر - ص ۲۵
(۲) نماز ہول - BT ارض و تنہائی کے دلچسپ کے لئے یہ نماز بڑھ جاتی ہے
(۳) ق - ساقط
(۴) ق - ساقط
(۵) ق - ساقط
(۶) م - ساقط
(۷) گھجوری چوٹی - ایک قسم کی لہردار مضبوط گندھی ہوتی چوٹی - (نور اللغات)
(۸) ق - ساقط
(۹) م - یہ جو ہو ابر بہار سغن کے دیکھ زکی
ظلم سے گرنے ہی ناکہ در بگاہ ہوا ص ۲۶

بھر آفتاب حشر کا تیشہ علم ہوا	بھر ہے قرار شور جنوں تازہ دم ہوا
آئینہ دار کار جواہر رقم ہوا	(۱) روشن سواد خط سے جمال منم ہوا
شہر چراغان دامن باغ ارم ہوا	(۲) اے حور دیکھ لیے مرے اشکون کے داغ سے
سرمہ کا ڈورا ان میں خط جام جم ہوا	وہ انکھڑیاں بہن جو طلسم جہان بنا
لیلیٰ کا خیمہ گاہ سواد حرم ہوا	دل کے دھوئین سے تیس کا سینہ ہوا سیاہ
کس کس کا تم گزین ہمیں اپنا تم ہوا	ہم جان بہ لب ہین ماتم فرہاد و تیس میں
(۳) وہ داغ جون ہلال قزوں دم بدم ہوا	سمجھے تھے جس کو ناخن تم کا غراش ہم
اس شعلہ کا جواب بہ مطلع رقم ہوا	(۵) سبزہ لیے لب کے رکھ دیا ابرو کو طاق پر
بہ لالہ زار غیوت باغ ارم ہوا	(۶) ہندوستان کا خطہ پرستان سے کم نہیں
لیلیٰ کا ناقہ آن کے آتش قدم ہوا	(۷) تھا شعلہ زار سوز دل تیس سے جو بہد
(۹) جو لفظ روانہ ملک عدم ہوا	(۸) اس کا غبار بھی نظر آیا نہ مثل اشک
وان شادیاں ہونین بہان اندوہ و غم ہوا	توڑ جو دم تلق سے دل میرے قرار لیے

(۱) م - مطلع - ص ۲۶

(۲) م - اے رشک حور دیکھ کہ اشکون کے داغ سے - ص ۲۶

(۳) م - سمجھے تھے ہار ناخن تم کا جیسے غراش - ص ۲۶

(۴) م - شگل ماہ قزوں - ص ۲۶

(۵) م - ساقط

(۶) م - ساقط

(۷) م - ساقط

(۸) م - نشان - ص ۲۶

(۹) م - دشت - ص ۲۶

- (۱) عالم میں نام باقی نہ کون کر جہاں نہ
آئینہ دار دیدہ تر جام جم ہوا
- (۲) طوفان اٹھیں گے انجمن حسن ہار میں
تر دامن نگاہ گر اے چشم ہم ہوا
- (۳) دلکش ہے کیا وہ گوشہ ابر و میں اس کے خال
گستاخ و شوخ چشم غزال حرم ہوا
- قد کی ترے شبہ تمامہ کے دن کھجے
آئینہ کی شب کو زلف کا نقشہ رقم ہوا
- (۴) حافظ کی طرح لکھتے ہیں شہین سخن زکی
شاخ بہار ہاند میں گویا قلم ہوا
- (۵) گل ہوئے داغ بہان جب ہر رواز ہوا
گائے پیدا ہوئے کلیں کا جب آغاز ہوا
- (۶) شوخ کے خط سے بیان ہوئے ہیں انداز و
بک قلم ناز کا مضمون قلم انداز ہوا
- آہ جان سوز سے روشن ہوا کاشانہ دل
آتش طور بہان شعلہ آواز ہوا
- مرق آلودہ چین سے تریقے تارے لکے
چاند عشق ہو گیا ابرو سے یہ اصجاز ہوا
- (۷) دل بیتاب کو چندے جو نشانہ رکھا
توکہ چشم بہ کافر قدر انداز ہوا
- (۸) گل بھی جون زخم کھلے خاک شہید لب سے
خون لپکا دھن خنجر اگر باز ہوا
- (۹) سوز خم سے جو ہوئے اس کے جاگو میں سوراخ
نالہ سے لب جان بخش کا دم ساز ہوا

(۱) م - ساقط

(۲) م - حسن و عشق میں - ص ۲۶

(۳) م - دلکش ہے خال گوشہ ابرو کے ہار کا - ص ۲۶

(۴) م - مضمون بہار سے نکلنے لگے زکی
گویا قلم شراب کی اپنا قلم ہوا

(۵) م - بہان - ص ۲۴

(۶) م - ساقط

(۷) م - ساقط

(۸) م - خاک سے کشتہ لب کے ہے چین میں یہ اثر - ص ۲۴

(۹) م - ساقط

- (۱) کشتہ لب کر کہا لطف نگہ سے زندہ
(۲) جادوئے چشم تباہت ہے کہ اعجاز ہوا
(۳) ہر قدم ہوئے لگی نغمہ ہے پیدا صبور
(۴) شوخی حسن گل دست کے ہاتھوں سے قلم
(۵) طائر رنگہ حنا کا ہر پرواز ہوا
(۶) طرفہ دم باز ہوئی نازوا دا کی پرواز
(۷) خط سے منہ پر فری آئینہ ہوئی طرز صفا
(۸) نامہ ہر کہو صلم سے یہ زبانی پہنام
(۹) آج انداز تماثل سے نظر سے پیدا
(۱۰) اس کا دیوان ہوا رشک گلستان بہار
کہا زکی ہم سخن بلب شہراز ہوا

- (۱) م - کشتہ خندہ ہوا صبح نگہ سے زندہ - ص ۲۷
(۲) م - چشم جادو سے تباہت ہے کہ اعجاز ہوا - ص ۲۷
(۳) ق - ساقط
(۴) م - اس لیے دیوان جو گل رنگہ لب ہاتھوں میں - ص ۲۷
(۵) م - کو ص ۲۷
(۶) ق - ساقط
(۷) ق - ساقط
(۸) ق - ساقط
(۹) ق - نگاہوں سے میان
(۱۰) م - ہمسفر اپنا گلستان معانی میں زکی
ص ۲۷
کوئی پیدا نہ ہجز بلب شہراز ہوا

- (۱) کسی کی چین چین سے ہمیں خیال ہوا
(۲) بڑی بہ طرح شہید چین کے نام میں
(۳) دکھائیے دیدہ دل سے جو عشق کے نیرنگ
(۴) دل طول سے کہ چھپے چین میں گئے
(۵) جمال بار بہ ہم سے یہ ٹکٹی باندھیں
(۶) حنائی حاتمہ میں دلہر کے دیکھ کر مچھلی
(۷) کہا میں جس سے غور نہ کرے اس کے آئے کی
(۸) ملا کے آنکھ جوائی نگاہ کیوں تم سے
(۹) دکھایا دل سے میرے زخم ابروئے خمدار
(۱۰) کہ آنکھ میں عیان جلوۂ ہلال ہوا
(۱۱) کہ سوز پوش گلستان میں ہر نہال ہوا
(۱۲) طلسم جام جم آنکھ خیال ہوا
(۱۳) بہار باغ سے کہ روز جس بحال ہوا
(۱۴) کہ اپنی آنکھ کاقل اس کے منہ کا خلیل ہوا
(۱۵) ہوا گمان کہ شفق میں عیان ہلال ہوا
(۱۶) تمام مرگ پہاں مزدۂ وصال ہوا
(۱۷) جواب دو کہ یہ کس بات کا سوال ہوا
(۱۸) اگر جواب طلب مصرعۂ ہلال ہوا

- (۱) م - چین دیکھ کر خیال - ص ۲۹
(۲) م - جو - ص ۲۹
(۳) م - کی - ص ۲۹
(۴) م - تو - ص ۲۹
(۵) م - دکھائیے دل سے ہمیں کہا جہان کے نیرنگ - ص ۲۹
(۶) م - ساقط
(۷) م - ہم سے چہرہ بہ اس سے گئے ٹکٹی باندھیں - ص ۲۹
(۸) م - مچھلی جووان نظر آئی - ص ۲۹
(۹) م - ان - ص ۲۹
(۱۰) م - چھپے - ص ۲۹
(۱۱) م - اے جان - ص ۲۹
(۱۲) م - امر - ص ۲۹
(۱۳) م - تیغ ابروئے بار - ص ۲۹

(۱) فغان سے آہ مرے دل کی فنجگی نہ گئی چمن کی سیر سے ہر گز نہ جی بحال ہوا
(۲) پلائے جان تھی جوہر گشتگی نصیبوں کی (۳) مرہش لم کا ترے ہجر میں وصال ہوا
(۴) زکی رقم جو گئے وصف شوخ چشموں کے

ہر ایک مصروفہ پر جھٹلے جون فزال ہوا

بان طہش سے مطلب سر گشتگی حاصل ہوا شعلہ جوالہ بھڑائی سے داغ دل ہوا
(۵) فحش جب انداز تظافل پر دل بھسل ہوا رشک برق لن ترانی غزوة قاتل ہوا
(۶) جون تریق بحر مست ساقی مغلل ہوا زہر خند جام سے شور لب ساحل ہوا
(۷) بھڑا دون کے خیال خال روئے بار میں (۸) لاکھ محشر ہو چکا تب جائے اک تل ہوا
(۹) حسن ساقی نے دکھایا شب نروغ آفتاب سافر سے نور سے جس کے یہ کامل ہوا
تھی نگہ بیتاب آنکھوں میں کہ آئے رشک گرم پتلیوں کے ناچ میں رقص دل بھسل ہوا
(۱۰) پاش مہنون کے جو لبوں دھت میں تنہا گئی کیوں نہ وسوائی کا ہر وق ہر دہ محل ہوا

(۱) ق - ساقط

(۲) م - ہوئی پر گشتگی - ص ۲۹

(۳) م - مرہش عشق کا فرقہ میں - ص ۲۹

(۴) م - وہ نے کے ہوسہ خلا ہو گئے زکی ہم سے ص ۲۹

مگر سرور سے اپنے انہیں ملال ہوا

(۵) م - فحش تظافل کی ادا پر دہد کا مائل ہوا

(۶) م - جب کہ برق لن ترانی غزوة قاتل ہوا ص ۲۹

(۷) م - ساقط

(۸) ق - بے قراری کو

(۹) م - لاکھ محشر کا زمانہ آنکھ میں اک تل ہوا - ص ۲۹

(۱۰) م - (جلوہ رخسار ساقی ہے شمع آفتاب) ص ۲۹

(۱۱) م - ساقط

باد زلف بار مین دل پر قیامت آگئی انتظار شام مین دن کاٹا مشکل ہوا
 (۱) پھول کے مانند ہنستا ہے لب زخم جگر کیا لب معشوق نیر غمزہ ٹافل ہوا
 (۲) دونوں زلفون مین ختم کئے دیکھ کر سو گشتہ دل فلسفی دور تسلسل کا بہان ٹافل ہوا
 (۳) قہقہے برہا کر دئیے اس کی غوام ناز نے کیا قیامت آگئی کیا قہر یہ نازل ہوا
 (۴) مرد مکہ مجنون کو جب لیلی تصور مین ہوئی چشم تر محمل تو مژگان پردہ محمل ہوا
 چاندنی شب مین جودیکھن بار نے اپنی شبیہ آئینہ تصویر کا رشک مہ کا مل ہوا
 اک قیامت شور اٹھایا اضطراب روح لیے آفتاب حشر جب داغ دل بھل ہوا
 لیلی بوئے بہ گل پورھن کے واسطے باغ دل مین خجہ و گل ہو زج و محمل ہوا
 اس کی پیشانی پہ ظاہر کچھ نہیں رنگ شراب چاندنی مین نور گویا شمع کا شامل ہوا
 (۵) ابر اشک شمع سے دیکھو تماشا اے زکی
 چلتے چلتے لائے پروانہ گل در گل ہوا
 اک پری و خیر دل ان روزوں جو ہے آیا ہوا ہر طرف پھرتا ہوں دیوانہ سا گھبراہا ہوا
 سر سر لم سے گر دل کو ہوئی اشہودی بہ گل باغ تما کیوں ہے مرجھاہا ہوا
 آج تو انداز باتوں کا پری کچھ اور ہے پاگئیے ہم بھی گہے غیروں کا سکھلایا ہوا

(۱) م - مثل گل کھل کھل کے ہنستا ہے بہان زخم نہان - ص ۲۹

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) م - شاعری مین در جہان سے ہم رہے ٹافل زکی
 ص ۲۰

زندگانی مذہ گھولی اور نہ کچھ حاصل ہوا

وائے ناگامی کہ میرے ہوش لیے کھو یا کام دل
محفل عشاق میں تو میرے عرق سے شرم کی
سہنے معشوق پر ظاہر ہے پستان کا ابھار
گو نہیں ہے جمع خاطر بھرار عشق کی
(۱)
نہی آنکھیں شرم سے دکھتا ہے وہ جادو نگاہ
(۲)
کہا لگی باغِ صبیحہ کی ہوا کچھ آپ کو
(۳)
لب کی سرخی کیا ہوئی عارضی وہ رنگہ کہاں
(۴)
اور اک تازہ غزل محفل میں پڑھتا ہوں زکی

ہے طبیعت جوش پر اور دل بھی ہے آیا ہوا

زلف کے گوجون میں دل رہتا ہے مہلایا ہوا
(۵)
ہے قیامت ہاؤں کی کہ گئے سنی آہٹ کے آج
(۶)
اچھی ہیں چنگاربان دل سے جو یاد آجائے ہے
(۷)
وائے اے دیوانگی پر یوں کھسکا ہوا
دل میں دھڑکا جن میں کھڑکام ہے کھیرایا ہوا
وہ بھڑوگا سابدن کافر کا گدراہا ہوا
(۸)

(۱) م - ساقط

(۲) م - آنکھ نہیں کر کے ہوتا ہے وہ مجھ سے ہم کلام
ص ۲۸ جو یوں کی سی نگاہوں کی شرمایا ہوا

(۳) م - کہا لگی آپ آپ کو بھی باغِ اللہ کی ہوا - ص ۲۸

(۴) م - کہا ہوئی وہ لب کی سرخی منہ کی وہ گریں کہاں
قدحہ کیوں بزمردہ ہے گل کیوں ہے کھلایا ہوا
یہ شعر غزل ۲۷ میں درج ہے ص ۲۸

(۵) م - ہوں تباہ دلیریں کا جو نڑایا ہوا - مطلع ص ۲۸

(۶) م - دل سے شعلے اٹھتے ہیں جس وقت آجاتا ہے یاد - ص ۲۸

(۷) م - تو خیز گدراہا - ص ۲۸

- (۱) بزم میں غریبوں کی کیا چوری کیا ہے دل کوئی
جام بھرتا ہے گھٹورا جسے دوڑا ہوا
برق بھی دیکھیے تو فتن ہو اضطراب روح سے
بے قراروں کا یہ ہے معشوق کرما ہوا
(۲) ہجر کی شب چاند کو دیکھا تو وحشت آگئی
بر تو مہتاب پر یوں کا مجھے سایا ہوا
(۳) اس ہوئے زخم جگر پر تو نہ اے دل بھولنا
سبز رنگوں کا ہے باغ سبز دکھایا ہوا
(۴) بے قراری ہے مجھے ذوق غرام ہمار سے
دل مرا شور قیامت کا ہے تڑپایا ہوا
(۵) نکبت زلف پریشان پر جو فتن کرتی ہے روح
طوف موج صبا پر دل ہے لہرایا ہوا
(۶) ہم فسرودہ خاطرین کوگر بہار آئے تو کیا
قنچہ دل ہے خزان تم سے مرجھایا ہوا
(۷) معزیہ خانہ میں داغ دل ہے ترس آگیا
صورت تبدیل ہے گردون پہ لٹکایا ہوا
(۸)
- صورت بلبل ہر اک گل پر زگی رہتا نثار
حضرہ دل کا یہ ہے ارشاد فرمایا ہوا

- (۱) م - ساقط
(۲) م - دل کو بان آ سہا پہنچے ہجر کی شب چاند سے - ص ۲۸
(۳) م - ساقط
(۴) م - کیا تڑپ جاتا ہے حوروں کے غرام ناز سے - ص ۲۸
(۵) ق - ترس ہا
(۶) م - ہوا - ص ۲۸
(۷) م - کئے - ص ۲۸
(۸) ق - ترس - دکھا

- (۱) جلوہ گر آنکھ میں خون دل بہتا ہوا
(۲) جو ہر آنکھ کیا جوہر بہتا ہوا
(۳) ساغر بزم طمع دیدہ ورون کے نزدیک
(۴) گڑک لعل لب ہار سے فطرت بخش
(۵) بد شرابی کا مڑا لطف شکر خواب ہوا
(۶) رود نیل نظر اک چشمہ زہر آب ہوا
(۷) لگے ابر نقاب رخ بہتا ہوا
(۸) شور دریا سے نظر قلم خون تاب ہوا
(۹) سبز خط جوہر آنکھ بہتا ہوا
(۱۰) جس گھڑاں قلم سورہ محراب ہوا
(۱۱) شعلہ برق کہیں اور کہیں بہتا ہوا

- (۱) م - چشم میں حال دل - ص ۲۰
(۲) م - بھل جان آنکھ سے جوہر بہتا ہوا - ص ۲۰
(۳) ق - ساغر
(۴) م - میرے ہوش دی - ص ۲۰
(۵) م - تو مجھے فاش کا مڑا لطف شکر خواب ہوا - ص ۲۰
(۶) م - چھپ گیا دل کی گدورت سے طبیعت کا فروغ - ص ۲۰
(۷) لگے - دھبہ شکر - پارچہ
(۸) م - م سحر دیدہ خونین جوتیے - ص ۲۰
(۹) م - قبلہ - ص ۲۰
(۱۰) م - قد جو ہری میں دوکھا سورہ محراب ہوا - ص ۲۰
(۱۱) ق - ساغر

- (۱) در ہستی میں غرائی کے جو عالم دیکھے
(۲) جام خورشید سحر سافر خون تاب ہوا
(۳) جوش وقت نے دکھایا ہمیں نورنگ جہان
خون دل آئینہ چشم پہ سیلاب ہوا
خاک کے مول سناہکی ہے عالم میں زگی
جوہر قدر سخن گوہر تابا پ ہوا
- (۴) مذکور حسن و عشق اب انسان ہو گیا
(۵) مہمان سرائے غم دل دیوانہ ہو گیا
(۶) روشن ہوا جو شعلہ آواز عندلیب
(۷) اگ ایک برگ گل پر پروانہ ہو گیا
(۸) بے جا ہے ہوائی کا معشوق سے گلہ
(۹) آثار دل میں باقی ہیں دافون سے عشق کے
ہم ہیں کہ تجھ پہ مریج ہیں اے شوخ بے وفا
خواب وصال جلسہ بارانہ ہو گیا
شہر چراغ داغ ہری خانہ ہو گیا
اک ایک برگ گل پر پروانہ ہو گیا
کس دن وہ آشنا تھا جو بیگانہ ہو گیا
گلزار کچھ دیون پہ ہری خانہ ہو گیا
دل ہے کہ جان بوجھ کے دیوانہ ہو گیا

- (۱) م - جو دیکھے سامان - ص ۲۰
(۲) م - دل - ص ۲۰
(۳) م - ساقط
(۴) م - خواب و خیال - ص ۲۱
(۵) م - مطلع - ص ۲۱
(۶) م - جب شعلہ نشان منادل بنا چراغ - ص ۲۱
(۷) م - ہر ایک - ص ۲۱
(۸) ق - ساقط
(۹) م - ساقط

- (۱) یاتین ہمارے سبکھ گئے غیروں سے وان کہیں
(۲) مضمون شعر معنی بیگانہ ہو گیا
- (۳) طرز آشنا ہے خاک جو آئینہ کی مثال
(۴) ذکر گذشتہ عشق ہے باقی کہیں کہیں
- (۵) سودائے حسن و عشق ٹھر ہی گیا ہے آج
(۶) کوئی جہان میں قدر مری جانتا نہیں
- (۷) آئیے گا یاد جلسہ باران سے تراز
(۸) آتی نگاہ بسمل ابرو کی چشم پر
- سد چاکہ سببہ دل کی طرح اپنا دیکھنا
کو بال بیگا زلف کا اے شانہ ہو گیا
- (۹) آپ چشم و دل کی نویہ وقت ہے اے زگی
محفل میں دور شیشہ و پیمانہ ہو گیا
- (۱۰) طرز سخن مرقع نیرنگ ہو گیا
(۱۱) ساتھی کے سبز رنگ سے نیرنگ ہو گیا
- (۱۲) کافذ طلسم خانہ آرزو ہو گیا
(۱۳) سافر شراب کا قدح بنگہ ہو گیا

- (۱) م - اشعار اپنے جاگے وہاں پڑھتے ہیں رلیپ - ص ۲۱
- (۲) م - سخن - ص ۲۱
- (۳) ق - ساقط
- (۴) ق - ساقط -- مصرعہ ثانی مطلع کا ہے - ص ۲۱
- (۵) م - سودائے حسن و عشق مقرر ٹھہر چکا
دل خانہ سے دبا تو یہ پیمانہ ہو گیا ص ۲۱
- (۶) م - یاد آئیے گا تباہ دل اور لطف انتظار - ص ۲۱
- (۷) م - آپ چشم و دل سے کام لیتے زگی
انجام دور شیشہ و پیمانہ ہو گیا ص ۲۱
- (۸) خانہ آرزو - مانی کے تصویر خانہ کا نام
- (۹) م - مطلع - ص ۵۶ (۱۰) بنگہ - بھنگہ

آئینہ دار داغ دل تنگ ہو گیا	یہ ذرہ آفتاب سے ہم رنگ ہو گیا
جب آفتاب داغ نما ہوا طلوع	دربائے چشم تر شقی رنگ ہو گیا
(۱)	
شیرین کا صوف دل نہ پہنچا ہزار حریف	سوز درون سے ہاں ہر اک سنگ ہو گیا
(۲)	
حیرت سے شمع داغ نما ہوئی جو گل	شب بخت سے غنچہ دل تنگ ہو گیا
(۳)	
گیا لطف زندگی نما بہار شہاب مین	ہستی کی انجمن مین عجب رنگ ہو گیا
(۴)	
واماندگان وادی وحشت کے واسطے	اک اک قدم برابر فرسنگ ہو گیا
(۵)	
شب کو جو کوہ درد نما یہ چرخ ہے ستون	تارا ہر ایک جون شرر سنگ ہو گیا
(۶)	
اللہ ہے حسن شوخ تری لن ترانمان	آفتاب کا نگاہ کی دل تنگ ہو گیا
حسن صفائے رخ کی صفائی تو خط کشی	ہر اس کے دل کا آئینہ ہے رنگ ہو گیا
مجنون کے جذب شوق سے اٹھے نہین قدم	کیا ناکہ آگے نجد مین پالنگ ہو گیا
(۷)	
سودائے شوق وصل مین کیا ہے ستون سا کوہ	وحشت سے نامزد دل ہے تنگ ہو گیا

(۱) ق - ساقط

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - ساقط

(۴) ساقط

(۵) م - بنا

(۶) ہے ستون - وہ پہاڑ جس کو فرہاد نے عشق شیرین مین تراشا تھا

(۷) م - میزان حسن و عشق کا پاستنگ ہو گیا - ص ۵۷

بروانہ جل بجھا تجھے پروا نہیں کچھ آہ اے شمع موم دل تراکھوں سنگہ ہو گیا
مجھ سے نگاہ ہار جو ترچھی ہوئی زکی

نالہ مرا نوائے کج آہنگہ ہو گیا

جب کہ اس غورشید عارض کے مقابل ہو گیا کان کے بالی کا حلقہ ماہ کامل ہو گیا
(۱) جب تصور کا نشان مجنوں کو کامل ہو گیا
(۲) صبح اس غورشید رونے جود کھائیں گرمیاں
(۳) اس کی ساعد کی صفاء پر غش ہوئی زہندگی
(۴) ہوسہ لعل لب جان بخش پہ مرنے ہون مین
(۵) مجھ کو آپ زندگانی زہر قاتل ہو گیا
(۶) دیدہ نظاوی آئینہ دل ہو گیا
(۷) مرنے پہ عشق کے صدقے مین حاصل ہو گیا
(۸) کیوں صبا دیکھا سحر کچھ اختلاط حسن و عشق
(۹) پردہ دار آشنائی ہو گئی شرم و حیا
(۱۰) سبزہ رنگوں کے تصور سے یہ کیفیت ملی
(۱۱) نالہ بلبل جو ہوئے گل سے شامل ہو گیا
(۱۲) ہے حجابیں کو حجاب چشم حائل ہو گیا
(۱۳) دیدہ تر ساغر زہر ہلا اہل ہو گیا

(۱) م - مزہ

(۲) م - جلوے سے اس ماہ رو کے چاندنی چھٹکی جو رات - ص ۳۲

(۳) م - اس کی باتوں کی صفائی پر دل - نونین جگر (ص ۳۲)
طاثر رنگہ حنا کی طرح بھل ہو گیا

(۴) م - جان کی خواہان ہوئی اس لعل لب کی آپ و تاپ - ص ۳۲

(۵) م - ہم کو - ص ۳۲

(۶) ق - سائط

(۷) ق - سائط

(۸) م - پردہ دار آشنائی جپہ ہوئی شرم و حیا - ص ۳۲

(۹) م - مین - ص ۳۲

لطف صہائے فنا کی دل کو خواہش کچھ نہیں کس قدر کھیت ہستی میں غافل ہوگیا

(۱)

یہ قیامت ہم کو سوچیں تھی زکی روز ازل

جوہر ہم جب کہ آب و گل میں شامل ہوگیا

(۲)

لخت دل کو داغوں سے غیبت چمن دیکھا

سینہ کے پسینے کو عطر یا سمن دیکھا

قدس کے غزالوں کا نشہ بان ہرن دیکھا

زرد ماہتابی سا روئے انجمن دیکھا

آب چشمہ شیرین خون کوہ کن دیکھا

بان کھاکے اس گل نے جب لب و رہن دیکھا

دیکھا شیخ کا ایمان کٹر برہمن دیکھا

(۴)

جون حجاب تن اپنا روح کا گلن دیکھا

شبنمیں دوپٹے میں پھول سا بدن دیکھا

(۶)

تازہ ہر زمانہ میں نشہ کہن دیکھا

توک خوش نگاہوں کا طرفہ بانگین دیکھا

جب میرے شہیدوں کا کھول کر گلن دیکھا

تازگی میں تموا حسن شوخ سیم تن دیکھا

دشت ہم میں طے کرتے مست چشم لیلی کی

برق طیش جب چمکی اس نگہ جادو سے

حسن و عشق کا گویا ایک ہے لہو پانی

آہنیے کے جوہر تھے شگ ریزہ باقوت

(۳)

زلزل و روئے جانان پر دونوں جان دیتے ہیں

زیست ہے قاطع دھوکا جب یہ دل میں سوچے ہم

صبح شعلہ فانوس گل ہوا کہ اس گل کا

(۵)

دور ہو چکا آخر پر وہی غرابی ہے

(۷)

خانہ جنگان کیا کیا چوری چوری کرتے ہیں

(۱) م - سوچے آثار قیامت اے زکی روز ازل - ص ۲۲

(۲) م - سینہ ہم کیے داغوں - ص ۲۲

(۳) م - ہر جان و دل سے ہے قزبان - ص ۲۲

(۴) م - تن حجاب ساز اپنا - ص ۲۲

(۵) م - اور - ص ۲۲

(۶) م - تازگی کا ہر دم نشہ - ص ۲۲

(۷) م - ساقط

(۱) چشم ہار ہڑی ہے شوخ تاب گیسو پر مسک مشک کی ہو پر آہوئے خفتن دیکھا
چشم ترسے خون فیکا ہرقی اور میں چمکی اور ہر طوفان میں شملہ جوش زن دیکھا
(۲)
کون زکی چمن آرا داغ دل ہے بلبل کا
آفتاب محشر کو شمع انجمن دیکھا

چشم خونین سے شغل کارنگہ پیدا ہو گیا چشمہ غورشید گویا خون کا دریا ہو گیا
(۳)
رقص بسمک تربت مجنون سے پیدا ہو گیا گور کا گنبد بیابان کا بگولا ہو گیا
نور پیداشانی جناب پاک کا صلہ علی معجز شق القمر ابرو سے پیدا ہو گیا
جلوہ گر آنکھوں میں ہے شوخ نگاہ ہار کی پتلیوں کا ناچ ہیروں کا تماشا ہو گیا
(۴)
ہے قیامت اس سے کیا وعدہ کا دن ٹھہرائیے آج سے محشر تلکہ امروز نروا ہم گیا
(۵)
پاشگستہ ہو گئے بھاڑا کاہ دامن کاہ جہب باؤں سے چکر گیا ہانکھوں میں پیدا ہو گیا
(۶)
شوق آنکھوں سے دکھاتا ہے بہار بے خزان لالہ باغ ارم داغ تمنا ہو گیا
(۷)
دیدہ حیران بنا آئینہ دل کی مثال آنکھ کا تل صورت خال سویدا ہو گیا

(۱) م - ساقط

(۲) م - کس قدر چمن آرا داغ دل ہے بلبل کا

آفتاب محشر کو شمع انجمن دیکھا

(۳) م - رقص بسمک خاک سے ستون کی پیدا ہو گیا - مطلع ص ۲۲

(۴) م - ہے قیامت ہار سے وعدہ کا دن ٹھہرائیں کیا - ص ۲۴

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - ساقط

(۷) ق - ساقط

کوئی کیا واقف ہے رمز عاشق و معشوق سے
 تو ہوا گرم سخن اور کھل گیا راز نہان
 دیدہ حیوان کے ڈورے ہمیں دکھائے اور بہار
 دیکھتا تھا عالم ارواح بیتابی کی سیر
 آہ سوزان ہر دل دانا کو شمع راہ ہے
 (۱) کیا در اندازوں ہے دل میں تکرار ڈالا کہ جان
 (۲) جب شور افشان ہوئی برقی زبان دل زنگی
 جوہر خورشید و منیر آشکارا ہو گیا

(۳) ہم نے شب کان کا موتی جو تمہارا دیکھا
 (۴) شب جوہری میں در گوش تمہارا دیکھا
 (۵) دل بیتاب ہوا گرم طہش آہ کے ساتھ
 (۶) ہے یہ اندھیر کہ مضمون اڑا یا فوراً
 اس کی شوخی سے بہن مجھ کو گمان ہے کہ کہیں
 چاند سے منہ پہ تیرے زلف عبرت نشان ہے
 خواب میں صبح قیامہ کا ستارا دیکھا
 چاند کے حالۂ آفتاب میں تارا دیکھا
 دامن برقی سے لپٹا ہوا ہمارا دیکھا
 زلف نے حال پریشان جو ہمارا دیکھا
 برقی نے چشمہ جادو کا اشارہ دیکھا
 چاندنی رات میں چھٹکا ہوا تارا دیکھا

(۱) ق -- ساقط

(۲) م -- یہ قول ۲۲ کا مقطع ہے - ص ۲۲

(۳) م -- شب تصور میں در گوش تمہارا دیکھا - ص ۲۲

(۴) م -- وان در گوش ہوا کان کی بجلی میں عیان
 ص ۲۵

برقی کے حالۂ آفتاب میں تارا دیکھا

(۵) م -- دل جو بیتاب ہوا - ص ۲۲

(۶) م -- اٹارا - ص ۲۵

- (۱) دل مشتاق جو سوز گرم ہے ہے میرے تابی پر
 کیا کسی چشمہ جادو کا اشارا دیکھا
- (۲) شمع سان داغ ہوا رشک سے اپنا دل زار
 اس پری کو جو کہیں انجمن آرا دیکھا
- (۳) باد سے تری پری خانہ ہے خم خانہ دل
 ہم نے شبھے میں پری کو جو اتارا دیکھا
- (۴) ہوسہ ہائے لب شہین کا مزا ہاگے دھن
 تلخ گای کو مزا ہے کہ گوارا دیکھا
- (۵) میرے تکلف اسے دیکھا نگہ اول میں
 اور جعون نظر آتی تو دوہارا دیکھا
- (۶) دود دل سا جو افغا رادتی مجنون میں فہار
 محمل ناکہ نشین صاف تمہارا دیکھا
- (۷) جان دیتے ہیں عوض نیم نگہ ہم اے جان
 تم نے جھوٹے کہیں دل بدی نہ ہمارا دیکھا
- شعلہ پنبہاں جگر سنگ میں ہے جلوہ نما
 بر میں خورشید کے پیراہن خارا دیکھا
- کر دیا چوری کی نظروں سے دل زار کا خون
 شوخ جھشی نے جو غمزے کا اشارا دیکھا
- چار دن عیش کا سامان فنیہ ہے کہ بان
 کہیں خسرو کہیں بہمن کہیں دارا دیکھا
- (۸) خاک سے بھول کھلے سہنگوں گل وہیوں کے
 اور ہزاروں کے ہزاروں پہ ہزارا دیکھا
- آتش عشق کہیں بھر نہ بھڑکے اچھے زکی
- اختلاط اس سے بہت گرم تمہارا دیکھا

(۱) ق - ساقط

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - ساقط

(۷) ق - ساقط

(۸) م - دل کے دافون سے بہارین میں تماشا پس مرگ

۳۵

خاک سے اگلے ہزاروں کی ہزارا دیکھا

- (۱) تڑپاتا ہے دل کو یہ نقصان کا تماشا اک زلزلہ ہے گردش دامن کا تماشا
- (۲) دریا میں عکس ہے رخ تابان کا تماشا ہر موج میں ہے شہر چراغان کا تماشا
- ہے شورجنوں اور چمنستان کا تماشا گلزار ہے اور جاکہ گریبان کا تماشا
- (۳) آنکھوں میں بس بادلہ ہوشوں کی تجلی آئینہ محل میں ہے پرستان کا تماشا
- کچھ اور ہے بانی ہوسا ہے کوہ کن و قہس ہا دیکھ چکے کوہ و بہان کا تماشا
- دیکھے جو کس کے لب و دندان مسی زہر آئینہ ہوا مجلس حیران کا تماشا
- اشتا ہے مزارع کو آہوں کے دھوئیں سے ہوتا ہے سحر جاکہ گریبان کا تماشا
- مژگان شفق اشک سے ہیں مطلع انوار دریا کے کنارے ہے چراغان کا تماشا
- ہر غنچہ ہے اک طفل پریزاد کے مانند سر چمنستان ہے پرستان کا تماشا
- (۴) سر گشتہ بکولے کی طرح ہو گئے زکی ہم
- (۵) گہا خاک کریں گنبد گردان کا تماشا
- (۶)
- جہان میں لطف سخن کا کہیں مزانہ رہا مذاق معنی بیگانہ آشنا نہ رہا
- (۷) ترا بھی عالم جو روحاً سدا نہ رہا (۸) نہ پوچھ باغ مری میں رہا نہ رہا (۸)

(۱) م - ساقط

(۲) ق - ساقط

(۳) م - ان آنکھوں میں ہے جلوہ گری شعلہ رخون کی - ص ۳۶

(۴) م - طرح خود ہیں زکی ہم - ص ۳۶

(۵) م - پھر - ص ۳۶

(۶) ق - جہان میں معنی بیگانہ

(۷) م - مطلع ص ۳۶

(۸) م - ناز و ادا - ص ۳۶

(۹) م - حال مرا - ص ۳۶

نہفتہ زخم جگر پر نہ کہ چھڑکا تھا ہوا جو شور جہان میں تو کچھ مزا نہ رہا
 (۱) بہار حسن کی تیرے یہ گرمیاں دیکھیں کہ دل میں خون بھی اے آتش حنا نہ رہا
 (۲) یہ خوب سمجھے کہ خوبان میں دشمن جانی نہ چھوڑے ہمیں کچھ آپ سے کلا نہ رہا
 (۳) اس امید میں غم کے اسیر جیتے ہیں کہ دل کسی کا کہیں مبتلا سدا نہ رہا
 (۴) ساقی ہاتھ کی ٹانگ کے دیکھنا اے دل لگا ہاتھ کا تسہ ذرا لگا نہ رہا
 (۵) وہ الفت کی باتیں کہان وہ لطف کہان وہ دل لگی نہ رہی جب کہ دل لگا نہ رہا
 (۶) یہ طنز ہے کہ بناوٹ ہوئی ہوئی نہ ہوئی یہ رمز ہے کہ نکلف رہا رہا نہ رہا
 گئے جہان سے دل و جان و ہوش و سہر قرار سوائے غم کوئی دیرینہ آشنا نہ رہا
 ہم اپنی جان سے گزروے اسی قلق میں کہ حیف تو اپنے عہد پر اے شوخ سے وہ نہ رہا
 ہوائے نالہ دل خستہ کو نہیں تو نہ ہو کہ گل کے ہاتھ میں بھی دامن سہا نہ رہا
 عبت ہے عادی و غم کے خیال میں رہنا کہ ایک حال یہ دور جہان سدا نہ رہا
 (۷) لب نقای سے ٹپکا ہے رنگ عشق زگی
 (۸) ہزار ہم نے چھپایا مگر چھپا نہ رہا

-
- (۱) م - ساقط
 (۲) م - سمجھ لیا تمہیں اے دوست دشمن جانی ص ۲۷
 بخیر ہے ہمیں کچھ آپ سے کلا نہ رہا
 (۳) م - اس امید میں جیتے ہیں ہم الم کے اسیر - ص ۲۷
 (۴) ق - ساقط
 (۵) ق - ساقط
 (۶) ق - ساقط
 (۷) م - عیان ہے درد نہان زرد رنگ رخ سے زگی - حاشیہ پر تحریر ہے - ص ۲۷
 (۸) م - عشق چھپا یا - حاشیہ پر تحریر ہے - ص ۲۷

ہے تماشہ کہ جہان جلوہ گہ بار کیا (۱)
 راز پنہان محبت سے خیردار کیا
 انگڑیوں نے تری آفر مجھے بیمار کیا
 صبح غور و شب سے گل گون جو ہوا دامن چرخ (۲)
 وعدہ بسر ہوا قافلہ انداز و ادا
 گمگو ہات ہے کچھ لپٹہیں سکتا قاصد (۳)
 تاب نظارہ نہ رکھتی تھی جو چشم مشتاق
 دل عاشق کی تسلی تو نہ تھی مد نظر (۴)
 تھی نہ سباد جفا ہمیشہ کو پروا زنبہار
 مہ گمان کی زلیخا نے خریداری کی (۵)
 جلوہ حسن جھروکوں میں جو دیکھا تھا کہیں
 حال دل ہو نہ سکا ہم سے دم زنجیر بیان
 دل کے داغوں کی بہاروں نے پس مرگہ زکی
 تختہ قبر روا تختہ گلزار کیا

(۱) م - ہے غر آپ ہوئے تجھ کو خیردار کیا - س ۳۷ مطلع

(۲) م - او - س ۳۷

(۳) ق - وعدہ گہ

(۴) ق - ساقط

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - ساقط

(۷) ق - ساقط

غیرہ گافر نے چوری کا ہنر پیدا کیا	چشمک پنهان کی شوخی نے اثر پیدا کیا
لخت دل خون جگر زاد سفر پیدا کیا	(۱) دشت خونخوار جنون کے جب مسافر ہم ہوئے
(۲) ان کو اے شوق چمن سے ہال و پر پیدا کیا	چھوٹ کر جائین کہان کج نفس کے خانہ زاد
رونگٹا ہر ایک مثل منتشر پیدا کیا	(۲) کر دیا شکل رگ جان غم سے جسم ناتوان
خون نشان اے چشم تر داغ جگر پیدا کیا	(۳) رشک سے منظور تھا نچھ کو جلانا اس لئے
دشت کے کانٹوں نے صحبت کا اثر پیدا کیا	(۵) آبلوں کے رنگ ادا کر ہو گئے آتش زبان
ہرق نے سہماہ (کے سینے) میں گھر پیدا کیا	رفتہ رفتہ ہو گیا نا سوردل میں داغ عشق
لاٹھ صحرا نے کیوں داغ جگر پیدا کیا	رشک کی جاہے یہ اے دیوانہ دل غسٹکی
نقش ہائے چشم حیران کا اثر پیدا کیا	(۶) جب گئی ہمراہ قاصد کے نگاہ انتظار
دل کو جون زلف پری شوریدہ سر پیدا کیا	(۷) ابتدا سے ہے قیامت اتحاد حسن و عشق

تازہ پھر ہم نے کیا طرز غزل خواہی زکی

پھر بہار عشق نے رنگ دکر پیدا کیا

(۱) م - یہ شعر غزل نمبر ۵۱ میں درج ہے - ص ۲۹

(۲) م - ہو کو - ص ۲۸

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) م - یہ شعر غزل نمبر ۵۱ میں درج ہے - ص ۲۹

(۶) م - یہ شعر غزل نمبر ۵۱ میں درج ہے - ص ۲۹

(۷) م - یہ شعر غزل نمبر ۵۱ میں درج ہے - ص ۲۹

ہم نے کھا کھا کے سو فکڑے جگر پیدا کیا

یہ فواری کے لئے ہم کو مگر پیدا کیا
(۲)
عاقبت جام صوحی نے اثر پیدا کیا

آ سے گزروں تو اس کے دل میں گھر پیدا کیا

جب سے ہم نے خون نشان داغ جگر پیدا کیا

کم کیا مطلب کو عطا نامہ پر پیدا کیا

خانہ زنبور نا سوور جگر پیدا کیا

اپنے عالم میں ہمیں کو یہ خبر پیدا کیا
(۴)

پھر اداسی نے مرے رنگ سحر پیدا کیا

چاند کا ٹکڑا تجھے اسے سم پر پیدا کیا

زہر کھایا سبز رنگوں کی محبت میں زکی

سندلی رنگوں کے غم میں درد سر پیدا کیا
(۸)

ہر سر شام ہے جون شمع پری زاد دنیا

ہر سحر غم سے ہے داغ دل ناشادینا

(۱) م -- یہ شعر غزل نمبر ۵۰ میں درج ہے - ص ۳۸

(۲) عاقبت - آخر کار

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) م -- ہم نے مضمون پر خودی کا جب کیا خط میں رقم - ص ۳۸ غزل نمبر ۵۰ پر ہے

شعر درج ہے -

(۶) م - دیدہ خونین سے پھر چمکا ستارہ اشک کا - یہ شعر غزل نمبر ۵۰ میں درج ہے ص ۳۸

(۷) م - بہان - ص ۳۸

(۸) م -- شمع سان ہر سر شام اک پری زاد دنیا - ص ۳۹

وہی باتیں وہی کھاتیں وہی راتیں وہی دن ہم نشے ہو گئے یا وہ ستم ایجاد کیا
(۱) سبزہ پشت لب بار جو دیکھے تو بڑھے مصرعہ نالہ موزون لب فرہاد کیا

نہر خون آنکھوں سے چھپ چھپ کر نہ کس طرح بہائے دل شیریں پہ ابھی ہے لم فرہاد کیا
(۲) گل گھلانے میں خم حجر میں امام بہار رنگ لاتی ہے بہان نکبت بہاد کیا

اور غولغوار ہوں سرمہ سے کافر کی نگاہ (۳) سان پر کھج کرے ہوا خنجر بیداد کیا
(۴) عیش و عشرت کے مزے کی ہوسین تازہ ہوئیں ہے گرفتار مصیبت دل ناشاد کیا

مدین ہو گئیں ہم کو تو اسیری میں رہے (۵) آج تک ہے وہی غمزہ صباد کیا
(۶) دم بہ دم ہوتی ہے تغیر بہان صورت حال رنگ ہر آن بدلتی ہے تری یاد کیا

دل کے دافون کی خزان میں عوض گل ہے بہار (۸) رنگ لاتی ہے بہان نکبت بہاد کیا
(۷) ایک آفت ہو تو کہئے گرفتاروں پر روز کوتا ہے وہ کافر ستم ایجاد کیا

تازہ پھر لطف سخن سے ہو زکی داغ کہن

(۹) کوئی مضمون گر آجائے ہمیں یاد کیا

(۱) م - ساقط

(۲) م - ساقط

(۳) م - بنی - ص ۳۹

(۴) م - عیش و ہرینہ کا پھولے ابھی کس طرح مزا - ص ۳۹

(۵) م - لید میں ہم کو تڑپتے ہوئے گزریں عمریں - ص ۳۹

(۶) م - اور اب تک - ص ۳۹

(۷) ق - ساقط

(۸) ق - ساقط

(۹) م - ڈھونڈھ لیں گر کوئی مضمون پری زاد کیا - ص ۴۰

جب سامنے کبھی وہ ہری زاد آگیا	دیوانہ بن کبھی کا ہمین باد آگیا
(۱) عشق گذشتہ کا جو مزا باد آگیا	پھر ذوق شوق میں دل ناشاد آگیا
دیوانہ شوق شورخون باد آگیا	بہ کیا چال اے دل ناشاد آگیا
مطلب تھا ہے ستون کے خولے سے عشق کو	بدشہ کے سامنے سر فرہاد آگیا
(۲) بے خود ہے اے اسیر نفس کس خیال میں	ہشبار ہو کہ موسم فرہاد آگیا
(۳) دل کے تھاکے سے ہوئی پھر جان بے قرار	عشق گذشتہ کا وہ مزا باد آگیا
(۴) بے تاب ہو گئے جو ہوا دل کو اضطراب	بے خود سے ہو گئے جو کوئی باد آگیا
(۵) جو روحنا سے ہماز نہ آیا تو اب تلک	میں جی سے تنگ اے بہت بیداد آگیا
(۶) ہوتا ہے حال درہم و برہم سا دم بہ دم	جب سے کس طرّف دل نااماد آگیا
(۷) فرہاد ہے کہ شوق رہائی ہوا ہوا	جس دم خیال الفت صباد آگیا
(۸) دیوانہ بن کے بار تماشے دکھائیں گے	باتوں میں اپنی کر وہ ہری زاد آگیا
مضمون جو نئے تھے وہ سب ہو چکے تمام	وقت اخیر عالم ایجاد آگیا
شیریں کے دل پر ٹوٹ پڑا غم کا اک پہاڑ	جب سامنے جنازہ فرہاد آگیا
ہم کو اسیر کر کے نہایت ہوا خجل	شور و فغان سے تنگ جو صباد آگیا
پھر پھر کے دیکھتا ہے دل بے قرار کو	کیا بار تجمہ کو اے تب بیداد آگیا

(۱) ق - ساقط

(۲) م - غافل ہے کیا اسیر نفس گل کی پلک میں - ص ۲۱

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) ق - ساقط مطبوعہ میں یہ شعر اس طرح بھی تحریر ہے -

کب دکھ رہیں گی یوں میں تری کج ادائیں

ص ۲۱

میں جی سے تنگ اے تب بیدار آگیا

(۶) ق - ساقط

(۷) ق - ساقط

(۸) م - دیوانہ بن - ص ۲۰

ضبط نفس کی ہوئے لگن دم شماریان نزدیک عرصہ لب فرہاد آگیا
 خون جوش زن ہوا دل بھٹاپ سے مرے (۱) فحش میں جو مجھ کو دیکھ کے فساد آگیا
 ہم بھی چلین گئے آپ سے ہو کر زکی غبار (۲) کر کاروان نکھتہ فرہاد آگیا
 روٹھے ہوگیا ابھی غضب آجائے گا زکی
 کر اپنی سند پہ وہ بت پیدا د آگیا
 گزری بہار نالہ و فرہاد رہ گیا افسانہ وار عہد جنون یاد رہ گیا
 ترچھیں نگہ سے قتل تو ہم کو تو کرچکا (۳) اب کیا حجاب اے لب بیداد رہ گیا
 فرہاد ہے کہ نالہ میں ہوگا نہ کچھ مڑا (۴) برہم جو یوں میں غمزہ صیاد رہ گیا
 دشت جنون میں پختہ کی سرکشتگی سے حیف میں گرد واہ نکھتہ فرہاد رہ گیا
 جب ہو گیا تمام تڑپ کر اسیر دام حیرت زدہ سا غمزہ صیاد رہ گیا
 (۵)
 خوبون گئے دھیان کا نہ رہا دل کو کچھ خیال (۶) مضمون شعر خیل پری زاد رہ گیا
 شہرین گئے سنہ دل پہ اثر ہو نہ ہو مگر (۷) پھر پہ نقش تیشہ فرہاد رہ گیا
 (۸) لکلی شرا رسان جو رگہ جان خون کی دھار سکتے میں مجھ کو دیکھ کے صیاد رہ گیا

(۱) قی - فساد - سہو کتاہے

(۲) قی - ساقط

(۳) قی - ساقط

(۴) قی - ساقط

(۵) م - ظل - ص ۲۰ خیل - گروہ

(۶) م - میں - ص ۲۱

(۷) م - میں - ص ۲۱

(۸) قی - ساقط

فصل چمن میں اب کے ہزاروں کے دل کھلے دل تنگ غنچہ لب فریاد رہ گیا
 کیا کیا مڑے اٹھائیں کے محشر کے روز بھی یہ لطف زندگی کا اگر باد رہ گیا
 ہونٹوں پر آگئی جو مری جان ناتوان حسرت سے مجھ کو دیکھ کے جلاں رہ گیا
 عشرت گئے تو دور فلک نے کیے خراب ویرانہ جنوں مگر آباد رہ گیا
 سب ہم صبر قید سے چھوٹے بہار میں اک میں اسیر الفت صہاد رہ گیا
 کون کر کہوں نہ دل کوہری خانہ اے زکی
 بان کچھ دنوں میں کوئی پری زاد رہ گیا^(۱)

اے وائے جب کہ موسم فریاد آئے گا دل توڑنے کو غمزہ صہاد آئے گا
 کچھ کام جب نہ غمزہ صہاد آئے گا^(۲) کیا کیا دریاغ نالہ و فریاد آئے گا
 کس کام پھر تو اے دل ناشاد آئے گا^(۳) پھر پھر کے کیا یہ موسم فریاد آئے گا
 ان صحبتوں سے چھوٹ کے ٹپپن کے مدتوں یہ چھچھا چمن کا بہت باد آئے گا
 ہون گی بہار داغ جگر کی جو گرمان آنکھیں تو سینکے وہ پری زاد آئے گا
 گر تو نے وقت نہج تبسم کیا دریاغ^(۴) شکوہ زبان پر اے تب بیداد آئے گا
 ہم گرد رہ ہوئے کہ اٹھائے کودوش پر^(۵) جوش ہو اے نکہت بہاد آئے گا
 محمل نشین کا نالہ کہیں پھر بھی نجد میں مجنوں کی خاک کرنے کو بہاد آئے گا

(۱) ق - بھی

(۲) م - ساقط

(۳) م - مطلع - ص ۴۲

(۴) تبسم کیا دریاغ - تبسم سے کیا دریاغ اسمین "سنے" پوشیدہ ہے -

(۵) م - انوس کچھ بھی اے - ص ۴۲

(۶) ق - ساقط

تیار ہو رہا تھا نفس تن کا بہر روح معلوم تھا کہ بان کوئی آزاد آئے گا
 طے کر چکا ہے نالہ بہان میں خودی آگے جنوں کا دشت غم آباد آئے گا
 کس کو یہ ہوش ہے کہ اسیری ہے گھات میں (۱) کس کو خبر کہ باغ میں سیاد آئے گا
 اے و اے میں خودی کہ خبر ہوگی اس کھڑی جب تیغ سر پہ کھینچ کے جلا د آئے گا
 لیے گا ہمارا نام زمانہ میں اے زکی
 ہم سا جو شعر کا کوئی استاد آئے گا

سخن کا صاف جوہر ہے لب تقریر پر لکھا جواب اپنی زبان کا مصرعہ شمشیر پر لکھا (۳)
 خط روشن جو دیکھا صفحہ تقدیر پر لکھا (۴) تو خط نسخ ہم نے نسخہ تدبیر پر لکھا (۵)
 گرفتاری نے وحشت کی افکار شاخ آہوسے (۶) ہرات عاشقان کو حلقہ زنجیر پر لکھا
 دل حیران کا نقشہ کھچ گیا چشم تماشا پر مری حیرت کا نقش آئینہ تصویر پر لکھا
 اثر دکھتا ہے داغ سینہ جون سنگ سلیمانی یہی ناکہ ہے سنگ سرمہ تسخیر پر لکھا
 خموشی میں سخن سے صاف تر ہے جوہر معنی (۷) یہ مضمون ہے زبان خانہ تحریر پر لکھا
 تری بینی کا جلوہ دیکھ کر خورشید عارض پر (۸) الف زہین رقم نے صفحہ تنویر پر لکھا

(۱) م - ہے - ص ۲۲

(۲) م - وحشت سے رسم وراہ چھٹے کی تو اے زکی
 ص ۲۲ کیا کیا تباہ دل کا ذرا یاد آئے گا

(۳) م - ہے - ص ۲۲

(۴) م - شکستہ خط جو دیکھا صفحہ تقدیر پر لکھا - مطبوعہ مطلع ص ۲۲

(۵) م - دل ہے - ص ۲۲

(۶) ق - عاشقوی

(۷) م - یہ مضمون لکھ لے ہوا یہ تحریر پر لکھا - ص ۲۲ متن میں جو مصرعہ ہے وہ

مطبوعہ میں حاشیہ پر تحریر ہے -

(۸) م - رخسار تابان پر - ص ۲۲

ہوئے ہر وصل ہو گا دامن فراق کا قافل سے غلط توام سے ہے پیشانی بھجور پر لکھا
 جو برہم مار گئے مژگان توہو نور نظر پیدا کہ خون شمع سوزان ہے ہو گل گیر پر لکھا
 جہان میں سال تاریخ جنوں سے یاد باقی ہے کہ موزوں نالہ طاق خانہ زنجیر پر لکھا
 (۱) سخن کی تیزبوں سے دل میں کیا کیا کہتے ہیں طاسد غلط ناسخ جو ہم نے ہرق کی شمشیر پر لکھا
 کہتے شہریت سے جا کر تھر خون حال دل فرہاد وہ نقش آپ تھا جو کچھ کہ جوئے شیر پر لکھا
 (۲) ہوا جون پہلے اشک نظروہ زن آتش قدم گویا جو سوز دل زبان نالہ شب گیر پر لکھا
 ہمارے نام کا آیا نشانہ ہر خدنگہ تھر (۳) جو اطلاع ستم کا فرنگہ ہے تھر پر لکھا
 نمایان ہے غلط پیشانی ہر گاسے جیسے جو کچھ لڑکے فنا نے صفحہ تقدیر پر لکھا
 (۴) نہ دیکھا آنکھ اٹھا کر شرم سے مکوب کو میرے نہ صرف صاد بھی تو نے مر، تحریر پر لکھا
 (۵) دل اور بہاری برہوا اس چشم تر کا نقش طہش کا دل کی صفحہ ہرق کی شمشیر پر لکھا
 (۶) زکی اپنے قلم کی ہے غموش حرف زن گویا
 (۷) کہ حرف لا جوابی ہے لب تقریر پر لکھا
 فریاد کے بوستان نہ دیکھا اجڑا ہوا آشیان نہ دیکھا

-
- (۱) ق - ساقط
 (۲) م - ساقط
 (۳) ۲ - اطلاع - تاریک ہونا - اندھیرے میں آنا - ظلم اٹھانا - دانتوں کا چمکا
 (۴) ق - کار لیے رکھ
 (۵) م - اس لیے - س ۲۳
 (۶) م - غموش ہے زکی اپنے قلم کی حرف زن گویا - س ۲۳
 (۷) م - کہ غلط - س ۲۳

(۱) پھر پھر کے کہاں کہاں نہ دیکھا
 دل پر میرے ہاتھ رکھ کے اس نے
 لہلی کو فلق ہوا جو پھر کر
 ہستی و فنا میں ہے خرابی
 واماندہ دشت میں خودی کو
 عالم میں ہو گیا صفا کہ میرے رنگ
 کی چشم حباب نے بہت سیر
 السور ہے تو نے اے زلیخا
 گیا گیا نہ کہے تباہ لیکن
 (۲) ٹائوس میں آشکار ہے شمع
 (۳) خالی کوئی دل نہیں ہے تم سے
 پابند نفس کو کچھ نہیں تم
 (۴) ہے داغ ہیں کہ فصل گل میں
 کس دل سے کہیں زگی کہ ہم نے
 شورش کہہ جہان نہ دیکھا

(۱) قی - ساقط

(۲) قی - ساقط

(۳) قی - ساقط

(۴) قی - ساقط

صاحبِ دلون کا ہمد ثنا نام وہ کیا
چشمید کا نشان نہ رہا جام وہ کیا
صہاد نے غیر بھی نہ لی مرغِ دل کی حیف
آخر تڑپ تڑپ کے نہ دام وہ کیا
ناصر نے آگے مات زبانی نہ کچھ کہی
خون ہو گئے عوقِ بوسہ بہ پہنام وہ کیا
لے میں چکا وہ جان و دل طاقت و توان
کون آئے اب یہاں اسے کیا کام وہ کیا
دیکھا جو زرد رنگی عشاق کا کمال
حیرت میں آفتاب لبِ بام وہ کیا
آسودگی کا حال نہ پوچھو جہان میں
عشق کی طرح نام کو آرام وہ کیا
فصلِ بہار میں نہ ہوئے ہم شگفتہ دل
شورِ جنون کا مکتہ میں الزام وہ کیا
داغِ جگر کے شعلہ سے اٹھا جو دود آہ
دل خون ہو گئے جونِ شعلی شام وہ کیا

گیا کا مزے اٹھائے حریفوں نے اے زگی

اک تو میں بزمِ عشق میں نا کام وہ کیا

ڈھلکا ہوا آنچل وہ درمچے میں زری کا
اڑتا ہے کہ ہم دوش ہوا بالِ بری کا
(۱)
جادو ہنے کے فیزہ ہے کسی رشکِ بڑے کا
شوخ میں اتر بڑی کی ہے جلوہ گری کا
(۲)
اس چشمِ انسون ساز سے لڑی میں نگاہیں
دھڑکا ہے مگر دل کی مجھے ہے جگر کی کا
اس زلفِ پریشان کی ہمیں یادِ غوش آتی
گیا رنگ ملا سرورہ شوریدہ سری کا
دیکھا جو مرا شوقِ رہائی سے تڑپتا
صہاد کو تم ہے مری ہے بال و بڑی کا
حسرت سے ہوا دل میں لہو داغِ تمنا
شہشہ میں جگر خون ہوا جان بڑی کا

- (۱) کہا ساقی سرشار کی چٹون سے اڑے ہوش۔
 ہے ہوا نظر میں جو اثر جان پری کا
- (۲) دزدیدہ نگاہوں میں تکلف ہے زیادہ
 کافر کو گمان ہے جو مری بد نظری کا
- (۳) کس شوخ پری زاد سے ہے آنکھ لڑائی
 دیوانہ بھون اے دل میں تری دیدہ وری کا
- (۴) پری میں زکی عشق کی غصہ کاسان ہے
 ہر داغ میں ہے جلوہ چراغِ سحری کا
- (۵) محفل میں حریفوں کے دل اسودہ ہیں لیکن
 ہر واہ کو ہے داغِ چراغِ سحری کا
- آنکھوں سے مری صورتِ حیرت ہے نمایان
 آئینہ ہے اندازِ تری جلوہ گری کا
- وانِ بان کی سرخی ہے جو مستی کی دھڑی پر
 باقوت پہ دھوکا ہے عقیقِ جگری کا
- (۶) آئینہ مزاح اسکا ہوا اور بھی سن کر
 قائل ہوں میں اے آہ تری ہے اثری کا
- اک ہوا سی چمکی لگے شعلہ نشان میں
 دیکھا جو پھینکوا بدن اس رشک پری کا
- عنا کی طرح نام کو رہ جائیگا جوہر
 چرچا ہے جہان میں جو ہیں بے ہنری کا
- بجلی کی بھی آنکھ اس پہ شعری نہیں زہار
 جلوہ ہے یہ ظالم مری پوشاکِ زری کا
- حیوت ہے زکی محفلِ بارانِ عدم میں
- انسانہ سنا ہے جو مری ہے خبری کا

- (۱) قی - ساقط
 (۲) قی - ساقط
 (۳) قی - ساقط
 (۴) قی - ساقط
 (۵) م - ہوائیے - ص ۲۵
 (۶) م - اس کافر ہے رحم کو ہوا نہیں زہار - ص ۲۵
 (۷) م - مری - ص ۲۵

- چشم میں ہو جو نگاہ شرر افشان پیدا (۱)
 یوں ہوئے داغ درون ریز گریبان پیدا (۲)
 داغ پوشیدہ ہے یوں شبخہ دل میں روغن (۳)
 لب مشغوق ہیں دل میں جو ملیحون کیے خندنگ (۴)
 شور دریاہیں سمیت جوہیں دیدہ تر (۵)
 دل میں خون ہو گئیں انوس وہ پہلی ہو سہن (۶)
 کر شور ریز نہ ہوں آملہ پایوں کے تبار (۷)
 عالم روح بہان می کی زبان دیکھیں (۸)
 عشق کا داغ ہے لازم جگر چاک کے ساتھ (۹)
 گوئی مجنوں نہ رہا دشت جنوں میں کہ کہیں (۱۰)
 گلشن دہر میں باہم جو نہ ہوں مام و میام (۱۱)
 روشنی کر لب دریا ہو مری جان پسند (۱۲)
 صاف بزگان پہ کروں شہر جراثان پیدا (۱۳)
 جس طرح شعلہ ہو فانوس میں پنہان پیدا (۱۴)
 صبح فانوس میں جون ہوئے شہستان پیدا (۱۵)
 ہر لب زخم سے ہے شور نمکدان پیدا (۱۶)
 جوش رقتہ ہوئی شورش طوفان پیدا (۱۷)
 اپ لٹا ہے کہ پھر ہوں لٹے ارمات پیدا (۱۸)
 اتنے زورے نہ کرے رنگ بہان پیدا (۱۹)
 خطہ ہند ہوا رشک پرستان پیدا (۲۰)
 ہوئے غور شد و سحر دست و گریبان پیدا (۲۱)
 پس محفل نہ ہوئی کرد بہان پیدا (۲۲)
 گل خندان نہ کرے چاک گریبان پیدا (۲۳)
 ہم مزہ ہرگزین اشکوں سے جراثان پیدا (۲۴)

- (۱) ق - ساقط - مطلع م فزل نمبر ۶۱ - ص ۴۶
 (۲) م - ساقط
 (۳) م - لب ہر زخم - ص ۴۶
 (۴) ق - ساقط
 (۵) ق - ساقط
 (۶) م - یہ شعر فزل نمبر ۶۱ میں درج ہے ص ۴۶
 (۷) م - چاہئے داغ نہایان جگر چاک کے ساتھ - یہ شعر فزل نمبر ۶۱ میں درج ہے ص ۴۶
 (۸) م - یہ شعر فزل نمبر ۶۱ میں درج ہے - ص ۴۶
 (۹) م - کیا گلستان مدم میں ہیں بہم شادی و غم - ص ۴۶
 (۱۰) م - جو ہوئے - ص ۴۶
 (۱۱) ق - ساقط

(۱) سبزہ رخسارہ محبوب پہ میرے وجہ نہیں
ہے گلستان کے ورق پر غلط دھنچا پیدا
(۲) راہ جو پہلی میں منزل کی غلطی کی ہم نے
سبزہ گور ہوا عشر بیابان پیدا
(۳) کہا نشان قافلہ رفتہ کے کم ہیں کہ زکی
نقش پا ہے نہ کہیں گرد بیابان پیدا
(۴) میرے گناہوں سے ہمیں سب سے ندامت ہے زکی
جرم ناگرددہ کیا ہم کو پشیمان پیدا

گل و رنگ و بو میں ہمارے ہم داستان
خلفی میں فتنہ ہم سبق گلستان رہا
(۵) باران رنگین سے وہ پانی نشان رہا
سرگشتہ جو تبار پس کاروان رہا
(۶) گلشن بہار پر ہے نہ دل کو شکستیں
وہ عبور شین کہان وہ مزا اب کہان رہا
کیوں اے نسیم نجد یہ کس کا تبار تھا
بسمل سا لوٹتا جو پس کاروان رہا
(۷) جو لطیف زیست تھا سو جوانی کے ساتھ تھا
یہ اڑتا تو صبح تک آتش نشان رہا
دل پر یہ داغ ہے کہ چین میں ہزار حیل
وہ پات اب کہان وہ مزا اب کہان رہا
(۸) اکھٹا ہے دشت نجد میں اب تک وہی تبار
آنکھوں میں گل کی خار مرا آشیان رہا
(۹) خوف و رجا میں زیست گزرتی رہی کہ بار
لہلی رہی نہ تپس کا نام و نشان رہا
(۱۰) جب جا چکا میں جان سے پھر کیا تصور عشق
نامہریان کہیں تو کہیں مہربان رہا
(۱۱) دم پھر لیا نہ منزل ہستی میں پھر کہیں
یہ ہے خیال خام کہ وہ ہنگام رہا
(۱۲) دم پھر لیا نہ منزل ہستی میں پھر کہیں
یہ کاروان میر ہمیشہ روان رہا

- (۱) م - یہ شعروں نمبر ۶۱ میں درج ہے - ص ۴۶
(۲) م - یہ شعروں نمبر ۶۱ میں درج ہے ص ۴۶
(۳) ق - ساقط - م - مقطعہ نمبر ۶۱ ص ۴۶
(۴) م - مقطعہ نمبر ۶۱ - ص ۴۶
(۵) ق - ساقط
(۶) ق - ساقط
(۷) م - ساقط
(۸) م - گل کی نظر میں خار ص ۴۷
(۹) م - چرچا ہو خاک وادی وحشت میں شور کا - ص ۴۷
(۱۰) م - پانی - ص ۴۷
(۱۱) ق - ساقط
(۱۲) م - دم کو لیا نہ منزل ہستی میں دم کہیں
میر روان کا قافلہ ہم روان رہا

(۱)

ہاں نشان لالہ دور و آہ ہے
ہر پہ غیر نہیں کہ مرا دل کہاں رہا

دور جہان میں اب ہیں تباہ خرابان
نہ وہ زمین رہی ہے نہ وہ آسمان رہا

لیلیٰ تو جانتی ہے کہ صحرائے نجد میں
کس کو پکارتا جس کا روان رہا

(۲)

ہاں نہ ایک دم جس آہ کو غیوش
ہاں کا روان اٹک جو بہیم روان رہا

عالم میں نہیں لڑل طبیعت سے اے زکی

چون ہوئے گل مزہز رہا میں جہان رہا
(۳)

شب نراق جو میں گرم انتظار رہا
دل ستم زدہ پہلو میں ہے قرار رہا

(۴)

دم وصال جو دل کو خیال بار رہا
تو زیر خاک کہ تباہ دگ انتظار رہا

(۵)

مزا نہ زبہ کا اے جان سزار رہا
کہ ہاں وہ دل نہ وہاں عالم بہار رہا

(۶)

مزا نہیں جو رگڑ ہوئی محبت میں
صفا ہے خاک دلون میں اگر تبار رہا

(۷)

ہم آشیانہ اقصائے بین شاد ہو اے گل
چمن میں اب تو نہ کھٹکا نہ کوئی غار رہا

(۸)

وداع بار ہے اب دل کے داغ چمکائے
ستارہ صبح کا ہر چند آنکھ مار رہا

(۹)

بہت نہ و اشد خاطر کو دھجے تکلیف
کہ وہ شباب نہ وہ موسم بہار رہا

(۱) ق - ساقط

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - انتظار

(۴) ق - ساقط

(۵) ق - ساقط

(۶) م - مزا ہے کیا جو ملے مثل شیشہ سامت - ص ۲۸

(۷) م - تو کھٹکا نہ کوئی - ص ۲۸

(۸) ق - ساقط

(۹) م - و اشد - ص ۲۸

- (۱) خبر کو دل کی مرے تو نیسے خوب لی ظالم یہ تیری باد میں اے شوخ انتظار رہا
- (۲) بجائے لالہ و گل اس کو ہم سمجھ لین گے جو داغ دل کوئی اے موسم بہار رہا
- (۳) خیال زلف و رخ بار میں نہ تما کچھ ہوش کہ مجھ کو شام سے تا صبح انتظار رہا
- (۴) شب و سال رہا ہو فراق کا کھڈکا غلش سے لم کی کھڈکنا یہ دل میں خار رہا
- (۵) کبر سخن کا ستارہ سا جو چمکا ہے یہ داغ ہے کہ عزیزوں سے یادگار رہا
- (۶) حُزَن میں جوش سے رقعہ کے پانی پانی ہو بہار میں جو دل زار شعلہ زار رہا
- (۷) فنا کے دھبہ سے لی کاروان روح بے راہ مثال برق ٹپکتا ہوا غبار رہا
- (۸) مزا نہیں جو گلستان میں چار دن مہمان مسافروں کی طرح موسم بہار رہا
- (۹) کسی نے بھی مری افتادگی پہ کی نہ نگاہ عدم کے لالہ والوں کو میں ہکار رہا
- (۱۰) خیال چاکہ جگر میں کٹی شب فرقہ ستارہ سحری داغ انتظار رہا
- (۱۱) خیال بھی نہ کیا تھے جو اپنے دھیان میں ہم جنوں کے دھبہ میں کوئی ہمیں ہکار رہا

(۱) م - خبر تو راع مرے دل کی خوب لی تو نیسے ص ۲۸
میں انتظار میں اور وہی انتظار رہا

(۲) ق - سائط

(۳) ق - سائط

(۴) ق - سائط

(۵) م - مگر یہ داغ ہے دل سے جو یادگار رہا - ص ۲۸

(۶) ق - سائط

(۷) ق - فنا کے دھبہ سے ہے کاروان لی راہ - گدا

(۸) ق - سائط

(۹) م - بتا دے اے جوش کاروان کہ آہ کے ساتھ - ص ۲۸

(۱۰) م - کسی - ص ۲۸

(۱) ہوا کہیں نہ زکی بزم بار میں سر-بیز
چمن میں دور سے جون سبزہ مزار رہا

جب فصل گل سے مرے شہید چمن کیا	شہر چراغ لالہ خونین گلن کیا
(۲) کیا قہر اے نقان دل غسٹہ تن کیا	برہم مزاج فخرہ خاطر شکن کیا
قسمہ الہ گئی کہ دل تلخ کام کو	مشتاق ہوسہ لب شہوین دھن کیا
(۳) ہم گڑی نگاہ تو چشمک ادھر ادھر	بہدا بہ چشم شوخ سے کیا بانگین کیا
(۴) کیوں گرد یاد بہر شہید غلام ناز	کافور خاکہ دامن صحرا گلن کیا
(۵) زلفوں سے کافور، گاہریشان کیا دماغ	آنکھیں دکھا کے نشہ جادو ہون کیا
میں تابیوں سے دل کی قیامتیں آج کی	برہم مزاج فخرہ خاطر شکن کیا
(۶) مثل چراغ سبج اڑا یا فروغ مہر	جلوہ جو تو سے او شکنی پورن کیا
(۷) رونا بہ ہے کہ دیدہ تو سے کرے شرار	طوفان بہ ہے کہ خون جگر موجزن کیا
(۸) آتش دہی ہون مرے دل کی بھڑک اٹھی	مدد کے بعد یاد جو داغ کہن کیا

(۱) م - زکی فراق کی تابو سے ہوئے پو بھی
چمن سے دور مرا سبزہ مزار رہا

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - ساقط

(۷) ق - ساقط

(۸) ق - ساقط

- (۱) دل خستگان عشق ۲ گر ماضی نہیں
بہلا سا آسمان ہے کون پوہن کیا
- (۲) فہرہ ہے دلیری میں نظر بندیاں جو کہن
آنکھوں ہے تیری نقشہ جادو ہرن کیا
- آوارہ خون نسیم، ہین خانہ بدوش ہم
گوہا مقام ہے سروہانی وطن کیا
- اک ایک دانت اس ۴ مٹی زیب دیکھ کر
ہم ہے کمان کہن میں سہیل بن کیا
- (۳) پنہان زکی ہے خانہ معنی نگار میں

لطف زبان شاعر شہین سخن کیا

- (۴) چمن میں جاگے لعلی ہم ہے بار بار کیا
لم ہزار کیا مام بہار کیا
- (۵) ہوائے خم ہے بگولا مرا غبار کیا
مثال توت ہوا نختہ مزار کیا
- (۶) بلند دل کے ٹڑپے ہے جو غبار کیا
ہوا ۴ توت مرا توتہ مزار کیا
- (۷) مثال شمع بہ کی اشک و آہ کی خاطر
کہ سرکا طرہ بنایا گلے کا ہار کیا
- (۸) دکھائے بار کی افشان چنی جہن ہے بہ رنگ
کہ ماہتاب کی جادو کو زریگار کیا
- (۹) پہنائیں قیرون گزخون کی بدھیان اس ہے
اور اشک رشک ہمارے گلے کا ہار کیا
- (۱۰) فک کے اشک کرے چشم تر کے دامن پر
جو غندہ لب سافر ہے شرمسار کیا

(۱) م - دل خستگان عشق کے خم سے نہ تھا جو کام ص ۲۹

بہلا لک ہے اپنا عہ پوہن کیا

(۲) م - ساقط

(۳) م - تربہ بھی ہے سرور خیابان میں اے زکی

گر ہے شہید لب کا کلا ہے کلن کیا ص ۲۹

(۴) ق - ساقط

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - مطلع

(۷) ق - ساقط

(۸) ق - بہ شب دکھائی اس افشان جہن ہے بہار - گدا

(۹) م - سر شک رشک - ص ۵۰

(۱۰) ق - ساقط

- (۱) چھٹا یہ سوز دل سے لہو ۲ توارہ
 تڑپ تڑپ کے ہوا خوبنور ۔ یہ تابی
 بہ خار خار جنوں سے بہار دکھلائی
 خیال وصل ہوا تو وصال کی سوچیں (۲)
 دل شکنہ کو تشنہ شور وحشت سے (۳)
 نہیں ہے دم کو ہمیں تاب ہے قراری کی (۴)
 ذرا تو سوچئے دل میں یہ کیا تہامت ہے
 زبان حال کے یاروں کا دیکھا یہ انداز
 (۶) کہا جو ہم نے دل غصہ جان کو شوق گداغ
 (۷) گئے شور جو مضامین سوز دل سے زگی
 قلم نے شعلہ کاغذ کو شعلہ زار کیا

- (۱) ق - ساقط
 (۲) م - وہیں وصال ہوا وصل کے تصور میں - س ۵۰
 (۳) تشنہ - برا کہنا - ملامت کرنا
 (۴) ق - ساقط
 (۵) م - حاشیہ پر " توار " تحریر ہے - س ۵۰
 (۶) ق - ساقط
 (۷) م - شور کرا کے مضامین سوز دل سے زگی
 قلم نے شعلہ کاغذ کو شعلہ زار کیا

دل سے نہاک حرف شکایت زبان سے تھا	(۱) سب طرفہ اغتلاط ۲، دلستان سے تھا
آخر یہ ہاشکنتہ اسی کاروان سے تھا	(۲) کیوں کر خبر نہ لیتے مرے دل کے درد و غم
(۳) چہرے کا زرد رنگ جو درد نہان سے تھا	ہوشیہ راز کو مرے سمجھا وہ نہ جین
ظاہر معلوم دائم دل آستان سے تھا	آہیں ہمارے، بن گئے ستارے اڑیں جو راہ
شعلہ بلند گردہ کاروان سے تھا	آتش قدم جو برقی سے تھی ہوئے پھون
چرچا جو حشر کا مرے شور و فغان سے تھا	افسردگی لیے چہل کہ وہ بھی مٹا دیا (۴)
شکوہ بہار سے نہ گلہ باغبان سے تھا	(۵) حالت میں اپنی گرم فغان تھا میں ہم صبر
(۷) شکوہ جو ہم کو اس پہ نا مہربان سے تھا	(۶) لانا نہ تھا زبان پر خبروں کے دو پرو
آنکھوں سے قہر لطف کا فخر زبان سے تھا	(۸) رنجش میں ہم سے ان سے رہے طرفہ اغتلاط
یہ بھی خبر نصیب کہ کہ علاقہ جہان سے تھا	(۹) ہے خود ہیں وقت مرگ ہم ایسے حال میں
چرچا نہان نہان مرے درد نہان سے تھا	شورش سے بات کھل گئی دورہ کہاں کہاں

(۱) م - ہم - ص ۱۹

(۲) ق - ساقط

(۳) م - چہرہ - ص ۱۹

(۴) م - پگھر - ص ۱۹

(۵) ق - ساقط

(۶) لم - لانا نہ تھا قہر کے آگے زبان پر - ص ۱۹

(۷) م - جو دل میں - ص ۱۹

(۸) ق - ساقط

(۹) م - اتنے جہان میں - ص ۱۹

(۱) کہا دن وہ تھے کہ دل کو مرے تھی تباہ کی کہا لطف تھے کہ شوق اسے امتحان سے تھا
(۲) فیرون نے کہیں جو آگے بہان شریف زکی
(۳) معلوم کچھ کہا کہ اشارہ کہاں سے تھا

خوں داغ سے گردن بھی خبردار ہوا نہ تو سامنے جب کھنچ گئے تلوار ہوا
خون سے آبلہ ہاتھوں کے جوشین نقش قدم دشت پر خار مری آنکھوں میں گلزار ہوا
مہر و الفت میں تو پگنائے زمانہ ہوئے ہم میرے وصال میں بگاہ وہ ستم گار ہوا
جہانکا دیکھ لیا ہم نے جھروگون میں اسے اپنی طالع کا افق روزن دیوار ہوا
(جب) جگر چاک ہوا سورت صبح شب وصل جام غور شد مرا دیدہ خوبار ہوا
عستہ جانوں کا ہوا سینہ گل میں مدفن چشم لرگیں میں مزار دل بھار ہوا
ہوگئی جان ہوا دیکھتے ہی صورت بار زہر لائل ہمیں کہا شربت دیدار ہوا
میں تو سو جان سے قربان رہا تھو بہ مگر تو مرے حال سے ظالم نہ خبردار ہوا
میرے دھڑکے بار سے ہوسہ کی طلب کی ہم نے کہا ہی میرے خواست ادا مطلب دشوار ہوا
ہے قیامت کہ ٹپکتا ہی رہا تادم حشر جو کوئی یسمل تیغ نگہ بار ہوا
(۴) سینہ کی چھٹی رکت کا پڑا اور میں جوعکس ہار چھپنے کا وہاں موتیوں کا ہار ہوا

(۱) ق - ساقط

(۲) م - آگے کہن - ص ۱۹

(۳) م - ہوا - ص ۱۹

(۴) م - ساقط

- (۱) لڑ کٹھن میں تصور میں نگاہیں اس سے اور مزا یہ ہے کہ میں بھی نہ خبردار ہوا
تھا جو مکہ مکہ ہار کا آنکھوں میں خیال آئینہ دیکھ کے حیران دل بیمار ہوا
- (۲) حسن دیدار ہے آنکھوں میں مرا جلوہ نما شعلہ نور نظر آتش دیدار ہوا
جی میں آتا ہے پڑھوں اور بھی اشعار زکی
- اس غزل سے تو شکستہ نہ دل زار ہوا
- (۳) کہا کہا میں نے کہ گالی کا سزاوار ہوا ہات کہا منہ سے نکالی کہ گتہ کار ہوا
دل مرا لیے کے تو مشہور طوح دار ہوا اب تو اے جان مرے جی کا طلب کار ہوا
- (۴) دلخراشی اثر سبزہ رخسار ہوا جوہر آئینہ کیا جوہر زنگار ہوا
ہال بھیکے ہوئے ہاتھوں سے نہوڑا اس نے شعلہ رنگ حنا زور دھوان دھار ہوا
- (۵) کچھ ہار میں اپنے سے ہوا تازہ جنوں سایہ پر ہون کا مجھے سایہ دیوار ہوا
روشنی عرس میں نرہاد کے سمجھا لیتا اسے آگ سے شہر چراغان سا جو کہسار ہوا
- (۶) دل ہوا شورش سودا سے پریشان خاطر خاطر آ شفته مگر طرہ طرار ہوا
شب میں روتا جو دھا مل کے گلے سے اس کے تار اشکوں کا مرے موتیوں کا ہار ہوا

(۱) م - ساقط

(۲) ق - ساقط

(۳) م - چھڑکی - ص ۵۱

(۴) ق - ساقط

(۵) م - یہ شعر غزل نمبر ۶۶ میں درج ہے - ص ۵۱

(۶) م - بھیکے ہالوں کو جو ہاتھوں سے نہوڑا اس نے - ص ۵۱

(۷) م - کچھ ہار میں بیہوشی مرے دل کو آسپہ - ص ۵۱

(۸) ق - ساقط

- (۱) اک جہان ہے کہ نہیں لطف نگہ سے آگاہ
ایک مین ہون کہ ترا گشتہ دیدار ہوا
- دل کے داغوں سے جو دکھلائیں بہارین پس مرگ
نہقہ تیر مرا نہقہ گلزار ہوا
- میری جانب سے وہ بگناہوئے عیاری و مین
کوئی دیوانہ ہوا اور کوئی ہشمار ہوا
- آنکھیں ملتا ہوا حیران سا اٹھا فرہاد
خواب شیرین مین جو لذت چش دیدار ہوا
- (۲) کون جدا ہم سے ہوا اے دل غارہ کر جان
کون خطا ہم سے تو اے بار و لادار ہوا
- (۳) سبزہ رنگوں کی محبت کے مگر مین یہ مزے
زہر قاتل جو ہمیں شریہ دیدار ہوا
- (۴) ہر سخن مین تجھے دھکا تھا تکلف کا خیال
بات کہنا بھی ترے سامنے دشوار ہوا
- (۵) پلہل نہہ سرا تھا چمنستان مین زکی
آگے کوچے مین ترے سورت دیوار ہوا
- (۶) اک کے داغوں سے جگر شہر چراغان ہوگا
(۷) شیشہ دل چمنستان پرستان ہوگا
- (۸) لالہ زار اک کے ہوس داغ نمایان ہوگا
عرس مجنون ہے تو گلزار نمایان ہوگا

(۱) ق - ساقط

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) م - ہم بھی اور کہیں دل کو لگا دین گئے زکی
س ۵۲
گر انہیں غیروں کی الفت سے سروکار ہوا

(۶) م - جب کہ - س ۵۲

(۷) ق - چمنستان گلستان -

(۸) ق - ساقط

- (۱) جلوہ آرا جو کبھی داغ نہاں ہوگا
دل کا آئینہ گلستان سے پرستان ہوگا
- (۲) بے قراویٰ ہے مانند بکولے کے غبار
پس محمل کوئی مجنوں بہاں ہوگا
- (۳) اشک سے ہوگا ہزاروں کا جگر خونِ اپ کے
اشک شبنم کا اگر عط کریمان ہوگا
- (۴) چشم تر میں نہ چھپے کی نگہ سوختہ یان
شعلہ شمع نہ ٹانوس میں پنہان ہوگا
- (۵) دھوم ہے عرس کی مجنوں کے بہاؤں میں
لالہ زار اپ کے برس شہر چراغان ہوگا
- (۶) شکی بون ہیں وہی روئے صنم پر جو بندھیں
آئینہ دیکھ کر سورت بر، حیران ہونا
- (۷) دل کا ارمان نگ جائے گا اے شورجنوں
بار کے ہاتھ سے جب چاک کریمان ہوگا
- (۸) یہی عالم ہے تصور کا تو آخر اک روز
شیشہ ٹانوس خیالی کا پرستان ہوگا
- (۹) جس کو ہوگی ہوس ہوسہ لب شیریں سے
مثل لڑھاد وہ ناکام پشیمان ہوگا
- (۱۰) ہوسین دل کی نگ جائیں گی اے شورجنوں
موسم گل میں اگر چاک کریمان ہوگا
- (۱۱) طبع دل جو ہیں ہے تو اٹھیں گے بہتان
یہی رونا ہے تو سن لوگے کہ طوفان ہوگا

(۱) ق - ساقط

(۲) م - جو بگولا نظر آتا ہے تو ہوتا ہے گمان ص ۵۲

(۳) م - پس کا نلہ مجنوں بہاں لا ہوگا

(۴) م - ساقط

(۵) م - ساقط

(۶) م - ساقط

(۷) ق - ساقط

(۸) م - آرزو ہوسہ کی ہوگی لب شیریں سے جسے - ص ۵۲

(۹) م - حیرتیں - ص ۵۲

- (۱) گر بھی زلف پریشان کا رہا دھیان زکی
دیکھنا طرہ تحریر پریشان ہوگا
- (۲) گردون پر آفتاب صحر تھرتھرا اٹھا
(۳) کھا کھا چمک کے طائر رنگ حنا اٹھا
(۴) ہنس ہانڈہ مری خاکہ سے باد صبا اٹھا
(۵) جس طرح برک گاہ کوئے کہو یا اٹھا
(۶) گھونگھٹ تو اپنے مکھڑے سے ظالم نڈرا اٹھا
(۷) کیا کیا دمک چھڑکے سے اس کے مڑا اٹھا
(۸) دل میں تو اپنے درد نہاں بار ہار اٹھا
(۹) یہ طائر خیال جہان سے اٹھا اٹھا
(۱۰) کس نے کہا کہ نازبہ سے وہا اٹھا
- جس وقت شور اپنے دم سرو کا اٹھا
ہاتھوں سے اس بری سے بچائیں جو نالہاں
آوارگی کا اب نہیں مارے رہا دماغ
یوں عشق نے اٹھا ہی لیا دل کو دھماکا
مشاق سے قرار حین دیدار کے نعرے
چٹکارے بھر رہا ہے لب زخم دل ہنوز
ضبط نفس سے فرصت شور و فغان نہ دی
دل سر ہو گیا ہے زمانہ کی سر سے
اے دل تو اپنے شوق سے ہے مغلایہ رنج

- (۱) م - حال اپنا ہے یہ آشفہ تو عالم میں زکی
س ۵۲ کیا کوئی زلف پریشان کا پریشان ہوگا
- (۲) م - غور شد صبح حشر وہیں تھرتھرا اٹھا . ص ۵۲
- (۳) م - اٹھکلیوں سے اس نے ص ۵۲
- (۴) م - شعلہ سا بن گئے - ص ۵۲
- (۵) م - باقی - ص ۵۲
- (۶) م - مشت غبار سے مریے ہانڈا اٹھا - ص ۵۲
- (۷) ق - ساقط
- (۸) ق - ساقط
- (۹) م - زمانے - ص ۵۲
- (۱۰) ق - ساقط

نہرے شہید نازکی بخشش کیے واسطے آہن سب ہین کہتے تو دست دما اٹھا
(۱) مین ہو گیا سحر طہش دل سے ہے قرار پہلو سے میرے بار جو ہو کر خدا اٹھا
(۲) یا تم کی جاشی لب حشر سے لیے زکی
یا ہوسہ لب تمکین کا مزا اٹھا

آئینہ ہاون کے جس دم خون سے تر ہو گیا دشت کا اک ایک لڑہ شکل اٹکر ہو گیا
(۳) جلوہ عکس لب دلدار سے دیکھا یہ رنگ ریزہ باتوں آئینہ کا جوہر ہو گیا
دشت وحشت مین اٹھا جو لڑہ اپنی خاک سے آسمان تک جانے جانے شکل اختر ہو گیا
اس سے نورنگ جہان کے راز روشن کرچہ ہوں جام جم کیا دل کے آئینہ کا ہمسر ہو گیا
بار پہلو سے اٹھا اور ہو گئے ہم سے قرار کیا نہایت آگنی کیا تہر دل پر ہو گیا
شب تصور جو پرستان کے چراغان کا بندھا شمع دایوس خیال اک ایک اختر ہو گیا
پردہ چشم و حیا تھے مانع لطف و خیال کیا حجاب چشم جون صد سکندر ہو گیا
ہے گمان آثار خونریزی کے ظاہر مین کہ آج حالہ آفوش مین وہ مہر ہیکر ہو گیا
ہزم پکرتگی (مین) کیا کیا رنگ تھے پیش نظر دل پہ حیرت یہ ہوئی طاری کہ شفق رہو گیا
کوئی دیوانہ ہوا کوئی بنا شکل ہری کوئی ہے دل باختہ اور کوئی دلیر ہو گیا

(۱) م - ہم سے قرار ہو گئے دل کی طہش کے ساتھ
س ۵۲ پہلو سے بار اپنے جو ہو کر خدا اٹھا

(۲) م - خون - س ۵۳

(۳) م - کا - س ۵۴

(۴) م - جلوہ عکس لب گل ہو گئے نورنگ سے - یہ شعر غزل نمبر ۱۱ مین درج ہے س ۵۴

(۱)
اس غزل سے و اشدہ خاطر ہو کون کر اے زکی
جلوہ گر ہمیشہ نظر منعمون خوشتر ہو گیا

روز شور سے لڑی اپنے دل پر ہو گیا	داغ حسرت آفتاب روز محشر ہو گیا
(۲) سن گئے ہوسہ کی طلب خاموش دلیر ہو گیا	خوس قسمت سے گویا لعل پتھر ہو گیا
(۳) اس نے ہونٹوں میں دہائی مارسی زلف سیاہ	مصحف جان بخش کیا نص کا منتر ہو گیا
کون بھلا اہل نظر آشفہ خاطر ہوتی ہو	وحشی زلف ہو، دیوانہ کیون کر ہو گیا
(۴) عین حیرت میں چراغان ہیں شرار اشک سے	دیدہ کیا آئینہ دار ہزم اختر ہو گیا
آتی ہے شورش سے کچھ ہوئے پریشانی مجھے	چاک دل کیا کوچہ زلف معطر ہو گیا
(۵) چھٹی رنگ سے مائی گئے ہوئی سے آفتاب	جام زمین ہاتھ میں شیشہ کا ساغر ہو گیا
(۶) من گئی قالین چمن اس گل بدن گئے پاؤں سے	فرش مغل سائبہ قدسی مشہور ہو گیا
عکس سے ہوئی گئے مالا کی سنہرا، دن پہ وان	تھا عرق جو آب زر سو آب کوہر ہو گیا
گیسوئے مشکین تراشے اس بہت کا فر ہے آہ	ہکے قلم دفتر پریشانی کا امیر ہو گیا
کہند داغ عشق میں شورش کوئی طوفان ہے	آتش دہرینہ میں پیدا سمندر ہو گیا

(۱) م - و اشد - ص ۵۲

(۲) م - بطالع غزل نمبر ۷۱ - ص ۵۲

(۳) م - ناز سے - ص ۵۲

(۴) م - شورشوں سے آتی ہے ہوئے پریشانی مجھے - ص ۵۲

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - ساقط

- (۱) سبزہ خط مورچہ کے عارض دلیر پہ ہے
مورچہ شاید کہ آئینہ کا جوہر ہو گیا
- (۲) لوتے ہیں لخت دل مژگان خون آلودہ پر
نوش کانٹوں کا مگر پھولوں کا بستر ہو گیا (۳)
- (۴) خط میں جو تحریر تھا دل کی پریشانی کا حال
نامہ پر اپنا تباہی کا کیوتر ہو گیا
- (۵) شکل جنت بن گیا داغوں کے پھولوں سے جگر
دیدہ کرپاں شبیہ حوض کوثر ہو گیا
- (۶) سینہ پہ اس سم تن کیے ہے پسینہ کی بہار
چاندنی کا گھیتہ وان پھولوں کی چادر ہو گیا
- (۷) سبز باغ دھر سے ہم رنگہ کا عالم زکی

واہ کیا دھوکے کی فلی چرخ اختر ہو گیا

- ہم نے کیا چشم تصور میں گلستان باندھا
خانہ آئینہ میں شہر چراغان باندھا
- جب خیال اثر طوہ پہچان باندھا
ہم نے ہر شعر میں مضمون پریشان باندھا (۸)
- تارے آتے ہیں تار تار سے بلا کے سوطار
چرخ اوزق نے مگر تودہ طوفان باندھا
- (۹) صبح محشر سے ہوئی سینہ سپر چاک کی شرط
چشم نے توج کے طوفان سے دامن باندھا

- (۱) م -- ساقط
- (۲) م -- پہکان - ص ۵۲
- (۳) م -- بہان - ص ۵۲
- (۴) م -- خط میں ہم نے جب لکھا دل کی پریشانی کا حال - ص ۵۲
- (۵) م -- داغوں سے پھولوں کے - ص ۵۲
- (۶) ق -- ساقط
- (۷) م -- اس لب گل رنگہ پر آتے جو اشعار زکی
مقطعہ ص ۵۲
- ہوئے گل ہو کر سخن جامہ سے باہر ہو گیا
- (۸) م -- م -- ہم نے اشعار میں - ص ۵۵
- (۹) م -- سحر حشرے کی اہلے دل چاک نے شرط - ص ۵۵

لئے جاتا ہے مگر جذبہ محبت سوئے صبر
(۱) زور پر اپنے تو نازان ہے تو دیکھیں گے بھلا
تو نے کون رخسہ سترائے وہ گنجان باندھا
(۲) دانو ہم نے جو کوئی اے بل دوران باندھا
کافرستان کو تصویر میں پرستان باندھا
جپ کے مکھڑے کو تیرے مہر درخشان باندھا
خبر ہے آپ نے کون گوشہ دامان باندھا
مٹل غورشد سحر دستہ کو بیان باندھا
(۳) عشق نے داغ دل اور جا کے جگر کا مضمون
(۴) شوخ مضمون زکی زلف سخن میں ہے اسیر
(۵) دام تصویر میں آہوئے بہان باندھا

ردیف - پ -

دل ہے فروغ آتش دیدار کا سب
(۶) میں ہوں تمہاری گرمی بازار کا سب
(۷) جلدی میں کچھ بیان کیا برق آہ نے
پوچھا جو اضطراب دل زار کا سب
(۸) جو سر میں شب تھادیہ ترکا ادھر دھیان
وہ ہار موتیوں کا ہے اس ہار کا سب

(۱) م - ساقط

(۲) دانو - پہنچ

(۳) ق - عاشق - سہو گناہ

(۴) م - ہم نے جا کے جگر و داغ درون کا مضمون - ص ۵۵

(۵) م - شوخ مضمون ہے زکی زلف سخن کا پابند - ص ۵۵

(۶) م - کسی کی گری - ص ۸۲

(۷) م - ساقط

(۸) م - ساقط

- (۱) چھڑکا جو زخم دل پہ نہ کہ حسن سبزنے
پایا خواش مرہم زنگار کا سبب
- (۲) اس تند خو سے آج ہوئیں ہیں لڑائیوں
بستر پہ درمیان ہے یہ تلوار کا سبب
- (۳) ہم کو ہے اس سے ہم سخی میں مزا دوچند
دکت ہے وان جو بات کی تکرار کا سبب
- (۴) آنکھیں چراگئے شرم سے لہجوں نگاہ کی
سمجھئے وہ حیرت : دل بیمار کا سبب
- (۵) ہریوں سے آج کل ہے بہت بڑھ چلا تھا کہ
بوجھو نہ اضطراب دل زار کا سبب
- (۶) آٹا ہے رنگ اس کو مہیہ کے نام سے
اے دل بھی ہوا قند بار کا سبب
- (۷) بیمار چشم بار سے معلوم کہجئے
مجھ سے نہ بوجھئے مرے آزار کا سبب
- (۸) ہم ہیں ہوائے زلف پریشان سے شاد کام
سودا ہوچوں سرور خریدار کا سبب
- (۹) دو دن کی زندگی پہ ہیں کیا جوش اور خروش
سہر جہان ہے خندہ گلزار کا سبب
- (۱۰) حسن سخن سے اپنے سمجھئے کہ ہے زگی
غریبوں کا عشق غریب اشعار کا سبب

- (۱) م --- ساقط
(۲) م - ساقط
(۳) م - حاصل ہے ہم کو ہم سخی میں مزا دوچند - ص ۸۴
(۴) ف - سمجھا
(۵) ق - ساقط
(۶) ق - ساقط
(۷) ق - ساقط
(۸) م --- ساقط
(۹) م - ساقط
(۱۰) م - حسن سخن سے رمز بہ پائیے کہ اے زگی - ص ۸۵

دل میں ہے عشق پانہ خاکستر آفتاب
نہلا ہے دل کا داغ کہ نیلور آفتاب
کافی صفائیے دل کو ہے اک ساحل آفتاب
آئینہ سحر کا ہے روشن کر آفتاب
اس و عشق طبع پہ اس درجہ اسلئے جان
ہم پردہ زمین پہ ہیں گردون پر آفتاب
اس زلف و رخ کے عکس تجلاتے حسن سے
(۱) مالا تو شکل حالہ بنے گوہر آفتاب
ہر صبح داغ دل پہ عری چشم بد سے دور
(۲) تارے - سپند کہچھے اور مجر آفتاب
وہ حسن شرمکین ہے جھروکوں میں جلوہ گر
سایہ محل کا دھوپ ہے اور منظر آفتاب
محفل میں حاسدون کی نہ ہو کچھ ہزاروں
کون کو ہو شمع انجمن شیر آفتاب
افس جو دل جلون کی دم صبح آہ سرد
بے اختیار گلاب الہا نعر نعر آفتاب
سرکشگی کو داغ جگر سے قیام کیا
کشتی کا آسمان کی نہ ہو لنگر آفتاب

دیکھو زکی کہ بزم حرمیان عشق میں

یہ نقرہ بہالہ ہے جام زر آفتاب

ردیف -

سروشک سرخ بنے دیدہ پر آب میں سادہ
خط شعاع ہوئی جام آفتاب میں سادہ

(۱) م - مالہ ص ۸۵

(۲) ق - گل

(۳) اسپند - کالا دانہ جس کو نظر بد کے دفع کے لئے

جلاتے ہیں اور نام ایک پہاڑ کا بھی ہے

(۴) مجر - انگلیں

(۵) شیر - چمکادو

- (۱) کہ دل کی لہر سے ہے نشہ شراب میں سادہ
 وہ دیکھے گیسوئے سالی کے بیچ و تاب میں سادہ
- (۲) وہ مگر زلف جو سافر میں جلوہ گر دیکھا
 خط شعاع بنی جام آفتاب میں سادہ
- (۳) طہش ہے دل کو مگر شور اشک خونین سے
 یہ شکل برق ہے کہ تیرا اضطراب میں سادہ
- (۴) ندی میں بہتی ہیں لہریں وہ گیسوئے خم دار
 اٹھا کے سر کو چلے جیسے موج آب میں سادہ
- (۵) نہایتہ رمز ہوئے گندھلی سے یہ معلوم
 کہ شوم طرہ پہچان سے ہے حجاب میں سادہ
- (۶) دکھا کے ہجر کی شب موج رشک نے یہ رنگ
 کہ پھوٹے آئے نظر دم کو چشم خواب میں سادہ
- جواہر علق ہوا زلف کے خیال میں گل
 کہ رات ہوئے چشم آفتاب میں سادہ
- بجھائے گاوش بزگان نے کانٹے بستر پر
 خیال زلف نے چھوڑے ہیں جامہ خواب میں سادہ
- (۷) یہ اس کے کانوں کے کچھوں پہ زلف لہرائی
 کہ نہوتے آئے نظر موتیوں کی آب میں سادہ
- (۸) ہزاروں آنکھیں ہیں اس کے ستاروں سے روشن
 شب فراق کے آگے ہیں گھر حساب میں سادہ
- موتے یہ بھی تو نہیں چھوڑی سبہ نجی
 نکلتے ہیں لحد قابل عذاب میں سادہ

(۱) م -- کہ دن پھر آئے نظر نشہ شراب میں سادہ - ص ۸۵

(۲) ق -- ساقط

(۳) م -- ساقط

(۴) ق -- ساقط

(۵) م -- لہریں جو زلف کی لہرائیں اس کے بندوں پر

ص ۸۶

نہوتے آئے نظر موتیوں کی آب میں سادہ

(۶) ق -- آنکھ

(۷) ق -- ہے

(۱)
وہ شوخ بال بٹائیے لگا جوانی میں سیاہ مست ہوئیے موسم شباب میں سادہ
دل نگار میں ہے بیچ و تاب آہوں کا یہ لہر کھاتی ہیں ہا تھکے گلاب میں سادہ
خیال زلف کی لہروں سے نشہ میں سوجھی کہ اس نے چھوڑ دیے محفل شراب میں سادہ
جہین یہ عکس ہے ابرو کاملہ پہ زلف کا عکس کہ ماہتاب میں عکس ہے آفتاب میں سادہ
(۲)
زنی لکھیے جو تصور میں زلف کے اشعار
خط شکستہ بنیے صفحہ کتاب میں سادہ

ردیف - - -

شمع بزم سے خودی ہے فم کے دیوائے کی بات برق عالم سوز ہے دل کے پری خانے کی بات
(۵) (۶)
آشکارا ہے لب ساقی سے پہنائے کی بات وہ نشے کی انکھڑیاں کہتی ہیں مہنائے کی بات
(۴) (۷)
ہم اکیلے روئیے ہیں اور بزم برہم ہوگئی آہ اے شمع سحر ہے یہ تو مرجانی کی بات
(۹) (۸)
طور پر جو بھر ہوس ہے جلوۂ دیدار کی یاد ہوگی وادئی امن کے دیوائے کی بات
(۱۰)
لاہنے دیوانوں کو پرہان آتا رسوا کرتی ہیں شمع ہر محفل میں کہہ دہتی ہے پروائے کی بات

(۱) م - بنیے - ص ۸۶

(۲) م - کہ کس نے - ص ۸۶ ۴ - عکس - بچھو - نام آفہویں برج کا آسمان پر جو یہ شکل

(۳) م - رقم کروں یہ منامین وصف زلف زکی (۸۶ ص ۸۶)
کہ سطر سطر بنیے صفحہ کتاب جہین سادہ

(۵) م - مطلع - ص ۸۶

(۶) م - انکھڑیاں متوالہان کہتی ۰۰۰ ص ۸۶

(۷) م - برہم ہوئی بزم نشاط - ص ۸۶

(۸) م - حشر - ص ۸۶

(۹) م - طور پر کہوں اشتہاق جلوہ دیدار ہے - ص ۸۶

(۱۰) م - ساقط

- (۱) حسن کی رسوائیوں سے چین نا بردہ ہوا
(۲) اڑنے اڑنے طاق پر بیٹھی ہری خانے کی بات
(۳) من ہوں اور تو ہو اگر فصل چین کی بزمین
(۴) رشک سے کرتا ہے دل اپنا جگر بھی چاک چاک
(۵) عشوہ خون ریز سے گھلتا ہے مضمون تندہ
(۶) دوستی اور دشمنی کے رنج و راحت سے چلتے
(۷) کان میں جس کے بڑی غم سے تڑپا اٹھا زگی
(۸) ہرق پر سینہ سخن ہے اپنے افسانے کی بات
(۹) نہیں بھان دے اے یہ عیار درست
(۱۰) نہ سنی فصل رھائی کی خبر آہ کبھی
(۱۱) مہ و غور شیدہ میں دیدار کے منظر تحقیق
(۱۲) خار خار غم فرہاد سے اے شور جنوں
(۱۳) بال و پر مرغ چین نے گئے سوہار درست
(۱۴) شگ ٹارون کی ہے جون روزن دیوار درست
(۱۵) کیا عجب کر نہ رہے دامن کہسار درست

(۱) م - چین یہ ابور ہے نشے سے حسن کے وہ شعلہ خو - ص ۸۶

(۲) م - طاق بیٹھی یہ ہری خانے کی بات - ص ۸۶

(۳) م - تم کہو قصہ ہمارا بزم حسن و عشق میں

گل کہے روداد بلبل شمع پروانے کی بات

(۴) ق - ساقط

(۵) م - غمزہ خون ریز نے پیدا کیا دل سے تپاک - ص ۸۷

(۶) م - سیکھ کر ہرق - ص ۸۷

(۷) م - ہر گل نورستہ کا دل خون ہوتا ہے زگی
ص ۸۷

سن کے بلبل کی زبان سے اپنے غم کھانے کی بات

(۸) م - رہے کس طرح پھر امید دل آزار درست - ص ۸۸

(۹) م - کبھی اپنی ہوئی گلہانہ رھائی نہ سنی

بال و پر اپنے نفس میں ہوئے سوہار درست ص ۸۸

- (۱) دلخراش کے جو طالب جگر افکار ہوئے
 جرج اخگر نے کہا مرہم زنگار درست
- (۲) شدت شوق رہائی سے جو تباہ نہ دام
 نہ رہے مال و ہر مرغ گرفتار درست
- (۳) ہر طرف پھرتے ہیں سرگشتہ بکولے کی طرح
 جن کو ہے بے سروپائی سے سرورگار درست
- (۴) مین بہ کہتا ہوں کہ اب شبستہ دل چور ہوا
 ہنس کے کہتا ہے وہ عیار جلا کار درست
- (۵) وصل کی رات تو آخر ہی ہوئی جانی ہے
 اور ابھی ہوئے ہیں وان کہسوئے ہم دار درست
- (۶) شورش داغ جگر سے ہوئے آنسو شقی
 اب تو ہوسائے لگی چشم کھر بار درست
- لب شہین سے ملا نقد مکرر کا مزا
 ہوئی لکھتے ہیں جو وان بات کی تکرار درست
- عید کے چاند کی صورت ہے بہان زخم جگر
 کسے ابرو کی بڑی ہے کہیں تلوار درست
- ہار سے موتیوں کے اشک مسلسل کی ہے شوط
 جیتنا اس کا ہے دشوار مگر ہار درست
- (۸) چشم گرہان ہیں زکی اشک سے نہروں کی شبیہ
 دل کو داغوں نے کہا صورت گلزار درست

(۱) م - دل خراش کا زمانے میں جو دیکھا چرچا - ص ۸۸

(۲) م - تابیے - ص ۸۹

(۳) م - وجد کرتے ہیں وہ سرگشتہ بکولے کی مثال - ص ۸۹

(۴) ق - ساقط

(۵) م - کرچی شوق میں بیتابی دل کام تمام - ص ۸۹

(۶) م - اثر داغ درون سے ہوئے آنسو شقی - ص ۸۹

(۷) م - مین - ص ۸۹

(۸) م - اشک سے دیدہ تر خون کا دریا ہے زکی
 {
 دل پر داغ بھی ہے صورت گلزار درست
 ص ۸۹

(۱)

راہ کو کس دل سے چھوڑوں دامن کسوتے دوست

صبح کن آنکھوں سے دیکھو آفتاب روئے دوست

ہو گئی برباد شاید وان ہمارا، شب خاک

کچھ تبار آلودہ آتی ہے نسیم کوئے دوست

(۲)

کون زلیخا جذبہ اللہ جو دامن گیر ہو

وادئ کمان سے بھرے کاروان ہوئے دوست

(۳)

اڑ گئی دل کی طہش سے نیند بھی اپنی کہ راہ

بالش پر کی جگہ تھا زیر سر زانوئے دوست

خاک ہوئے سے مرے ہے اس کے خاطر پہ غبار

عکس دل ہے جلوہ گر آئینہ ہے پہلوئے دوست

(۴)

کہتے ہیں ممکن نہیں ہو کر خسوف ماہ نو

میں یہ کہتا ہوں کہ کیوں کر ہے سبہ ابروئے دوست

(۵)

کیا چمن میں باسمن کے پھول سوسن کا کھلا

یا ہوا بند تھا سے نکل گون پہلوئے دوست

(۱) م - ہاتھ سے چھوڑوں نہ شب بھر دامن کسوتے دوست
{ تا صبر آنکھوں سے دیکھوں آفتاب رائے دوست ص ۸۷

(۲) م - جذبہ رشک محبت اے زلیخا چاہئے
{ دشت کمان سے بھرے ناکاروان ہوئے دوست ص ۸۷

(۳) م - خواب راحت دل کی بچائی سے اڑ جاتی ہے صاف
{ گر ہو جائے بالش پر زیر سر زانوئے دوست ص ۸۸

(۴) خسوف - چاند کو کہن لگنا - زمین میں دھند جانا

(۵) م - یہ - ص ۸۸

- (۱) دل ہمارا ہی نہیں لغزے سے اس لیے خون کیا
- (۲) آفت جان جہان ہے تو کس جادوئے دوست
کچھ سرا سیمہ سا اللہ ہاؤن آتا ہے نثار
خط گراہا نامہ پر پھولا نشان کوئے دوست
زخم دل کی شکل چشم منتظر ہے دیکھنے
اور کیا کیا گل کھلاوے تو کس جادوئے دوست
چومنا اس ک طواف عشق میں ہے فرض میں
سنگ اسود حال ہے اور کیمہ ہے ابروئے دوست
وصف زلف یار ہے جادوئگا ہون کو بستد
سننے ہیں آہوئے کئے قصہ کہوئے دوست
(۳) طاق بستان پر یہ تسدہ کی طرح دکھتی ہے
مطلع دیوان مہدی، مطلع ابروئے دوست
(۴) روشن دھیرے چراغ مزہ پر تمام رات
دکھلائے اشک سوخ سے جہر تمام رات
(۵) شہین لبوں کی یاد میں آئے چراغ سے ستون
کاشے کوئی پہاڑ سے کھون کر تمام رات

(۱) ق — ساقط

(۲) ق — ساقط

(۳) م — طاق بستان پر اسے کھون کر کوئی دکھتے دیکھی

مطلع دیوان اگر ہو مطلع ابروئے دوست ص ۸۸

(۴) م — دیکھتے سر شک سوخ کے جہر تمام رات - ص ۸۷

(۵) م — کھون - ص ۸۷

- (۱) ہوگا سحر کو خانہ دل قارت نگاہ
(۲) ناموس عشق کرتے ہیں جوہر تمام رات
(۳) سرمہ لگا کرے عید کی شب کو وہ سو رہا
(۴) اشکون کا تار شام سے رہتا ہے صبح دک
(۵) محل میں خوش دماغ جوہم سا نہ تھا کوئی
(۶) گھڑیاں کلی ہیں سخت کھٹن انتظار میں
(۷) دن بھر پلائے جان رہا شام کا خیال
(۸) تھانتظار آمد محضر تمام رات

ہم کو تو باد زلف نہایت ہے اے زکی

سوتا ہے جہن سے کوئی کیون کرتا ہر

- (۱) کچھ ان روزن ہے راشد پر دل افکار کیا ہوا
(۲) جہن میں کیوں شکستہ ہے دل انکار کیا ہوا
(۳) دیا ہے جام مے کا لب سے جموٹا کر کے ساقی نے
(۴) وہ کانپ پوچھتا ہے مجھ سے آنکھوں کے اشارے سے
(۵) کہہ کا کیوں نہیں سینے میں غم کا خار کیا ہوا
(۶) ہوئے ہیں بند ستون کے لب گفتار کیا ہوا
(۷) کہ کیوں حیوان ہے چشم تو کس بیمار کیا ہوا

(۱) م - ٹھہری ہوئی ہے دل کی خرابی تو صبح پر - ص ۸۷

(۲) م - ہاوس عشق کرتی ہے - ص ۸۷

(۳) ق - آنسو

(۴) م - گھڑیاں کھٹن کھٹن شب ہجران بار کی - ص ۸۷

(۵) ق - ساقط

(۶) م - دیا کیا جام مے لب سے لگا کر اپنے ساقی نے - ص ۹۱

(۷) م - ہوئے کیوں بند ستون کے - ص ۹۱

(۸) ق - ہاتون

- (۱) مگر دیوانہ بن گئے میرے خودوں کی نقل کرتا ہے
(۲) مہ نو ابروئیں خون ریز کا کیا رنگ اڑاتا ہے
(۳) مرے دل کو ہوا دھڑکا کہو صاحب کہ ان روزوں
(۴) گرہان مثل گل کیوں چاک ہے فرمائیں صاحب
(۵) یہ کیوں زلف حواس آشتگی رکھتی ہے اے کافر
(۶) ہوائیں رنگ پشانی ہے چہرہ پر اداس سے
(۷) نگاہ شوق کو جون برق سے تابی قیامت ہے
(۸) کسی سے کچھ تصور میں کیا کرتے ہیں کچھ ہم یہ چمکے چمکے ہلنے ہیں لب گفتار کا باعث
(۹) سبب کیا ہے کہ ہر دم فتنہ خاطر دھتے ہو جاوے کسی سے راز دل کہتے نہیں زنتار کا باعث

- (۱) م - مگر مضمون اڑاتا ہے یہ ساغر کے چھلکیے کا ص ۹۱
(۲) ق - ساقط
(۳) م - مرے دل کو یہ دھڑکا ہے کہ میرے تابی نہ ہو مجھ کو ص ۹۱
(۴) م - کچھ پگڑے تیرے اطوار - ص ۹۱
(۵) م - یہ کیوں زلف دوتا آشتگی رکھتی ہے بوجہ کیا (ص ۹۱)
یہ کیوں زولیدہ ہیں گیسوئے عنبر بار کا باعث (ص ۹۱)
(۶) م - مکھڑے - ص ۹۱
(۷) م - گرہان مثل گلی کیوں چاک دھتا ہے سبب کیا ہے (ص ۹۲)
سلسل اشک دھتے ہیں گلے کا ہار کا باعث (ص ۹۲)
(۸) م - نگاہ شوق کو کیوں برق آسا ہے قرار، ہے ص ۹۲
(۹) م - بنی ہیں ابر کوہر بار - ص ۹۲
(۱۰) م - کسی سے کیا تصور سے کیا کرتے ہو کچھ بائیں (ص ۹۲)
ہیں آنکھیں بند اور جنبش میں ہیں اے بار کا باعث (ص ۹۲)
(۱۱) ق - ساقط

کسی کہو نہ لے کر بھرتے ہو لذت کے چنگارے یہ آپ ہی آپ اٹھائے ہو مرنے دلدار کا نام
 نہیں جب دیکھتا ہوں بندھن آنکھوں کو رکھتے ہو یہ پندھان بھید کون کرتے نہیں اظہار کا نام
 کچھ ایسی بات کہ ہے ڈرتے ہو تم جس کے کہنے سے زبان پر لا نہیں سکتے ہو کچھ گفتار کا نام
 جو کچھ تم پر گزرتا ہے میں انہی مژوں سے واقف ہوں بھلا پھر مجھ سے کرتے ہو عبت انکار کا نام
 فریبت کچھ پڑھیں شاید کسی نے یا کیا جادو (۱)
 ہوئے دیوانہ سے تم اے پری رخسار کا نام
 (۲)
 ہیں سورت تمہاری تھی ذرا آئینہ تو دیکھو دگر کون ہو گئے اب کون سبھی اطوار کا نام
 (۳)
 نہ شوخی میں بناوٹ ہے نہ جتنوں میں لگاوٹ ہے نہ غیروں سے رکاوٹ ہے نہ ہم سے ہمار کا نام
 (۴)
 اثر جذب محبت کا اس سے ہو گیا شاید
 زگی کے عاشقانہ پڑھتے ہو اشعار کہا نام

راز پوشیدہ کے ہیں درجے اظہار عبت دل مراد دیکھتے ہیں محرم اسرار عبت
 دے کے دل تجھ کو بہت میں نے اٹھائے ہیں مرنے (۶)
 (۷)
 دل بھل کو نہیں حوصلہ قربانی کا عبت کا چاند ہے وہ ابروئے شمدار عبت
 (۸)
 جلوہ رہ گزری گام نہ آوے زہار
 ہم ہیں سودا زدہ کوچہ و بازار عبت

(۱) فریبت - افسون - منتر - دعا

(۲) م - دیوانہ و ش - ص ۹۲

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) م - تکلف پر طرف سب کچھ سہی پر یہ تو فرماؤ - ص ۹۲

(۶) م - ہے تو اے جان مرنے جی کا طلب گار عبت - ص ۹۲

(۷) م - دل بھل کو نہیں تاب کہ قربان ہو جائے - ص ۹۲

(۸) م - جلوہ رہ گزری و اشد خاطر نہ دکھائے - ص ۹۲

(۱) لطف نگارہ نہیں دیدہ حیرت زدہ کو لن ترانی نہ جتا جلوہ بیدار ہے
(۲) تپش بھل بھٹاب کی منظور ہے میر حشر پرواہ کرے شوخی رفتار ہے
اے فلاک داغ جگر گوہر تاباب نہ تھا گل غور شید کیا طرہ دستار ہے
سرمہ آلودہ نگہ لب معشوق ہے میر زخم دل بند نہ رکھے لب گفتار ہے
نائدہ کہا ہے بھلا خون جگر کھائے سے خاطر بار سے ہے خاطر اغیار ہے
(۳) دل خواشی کو بہانہ ہے خط سبز کی یاد یاد کون ڈھونڈے ہیں مرہم رنگار ہے
(۴) دل افسردہ تپش کانہیں مشتاق زگی شور مچر نے کہا خواب سے بیدار ہے

آتش لگی ہے مرغ چمن کے سخن میں آج ہے طرہ بہار پریشان چمن میں آج
بند تھا ہے تیل ہے اس کے بدن میں آج سوسن کا گل کھلا چمن باس سخن میں آج
(۵) جنگاریاں سی اڑی ہیں اپنے سخن میں آج گویا ستارہ ریز زبان ہے دھن میں آج
ہنسنا ہے وہ کہ ہونٹوں پہ سرخی ہے بان کی آتش لگی ہے خرم ہری چمن میں آج
(۶) چھینٹا جگر کے داغ کو دیکھے ہیں بار لوگ کافور کون جھڑکتے ہیں میر کے نغمہ میں آج

-
- (۱) م۔۔۔ ذوق - ص ۹۲
(۲) م۔۔۔ تپش بھل جانیاز دل سے منظور - ص ۹۲
(۳) م۔۔۔ دل خواشی کے لئے ہیں خط سبز کی یاد - ص ۹۲
(۴) م۔۔۔ دل افسردہ نہ تھا رنج و الم کا مشتاق (مطبوعہ بین بہ شعر بھی موجود ہے لیکن چونکہ مقطعہ خواب راحت سے کہا حشر نے بیدار ہے) کا مضمون بھی یہی ہے اس لئے یہ بھی شعر جو دونوں دیوانوں میں موجود تھا دخول متن کیا گیا۔ مرتب
(۵) م۔۔۔ مطلع ص ۹۲
(۶) م۔۔۔ بعد مرگ - ص ۹۲

(۱) گل گشتہ کی جوہوتی ہیں تیاربان (ہان
(۲) تاشیر عشق کی ہے زمانے میں حشر دک
(۳) ہم سے لڑاکے آنکھ جراتا ہے کیا نگاہ
مٹی کا رنگ ہے دردندان مار ہو
ہیں سب کیے زرد رنگ کہ آیا وہ شعلہ رو
باد آگنی بہار جو دیونہ عشق کی
(۵) شاید کیا ہے خون کسی سے قرار کا
فریبت کی اپنے دم ہے خبر جو نسیم نے
ہونٹوں پہ شوخ کیے دردندان کی ہے چمک
(۶) دیکھا کسی کی جمدین گویا مہاف سرخ
ہچکی لگی ہوئی ہے زمین جوش کوبہ سے
(۷) سودا سے کیا دماغ پریشان ہوا زگی
آشفگی ہے زلف نسیم سخن میں آج

(۱) ق - ساقط

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - شعلہ سا اٹھا ہے

(۵) ق - ساقط

(۶) م - دیکھا کسی کی جمد کو ہے یا مہاف سرخ - س ۹۴

(۷) م - سودا سے - س ۹۴

- (۱) بیچ و تاب دل ہے ظاہر صورت زنجیر موج
آنسوؤں سے آنکھ میں ہے آئینہ تصویر موج
- (۲) آنسوؤں سے آنکھ میں ہے آئینہ تصویر موج
شکل زنجیر طلا آتی نظر زنجیر موج
- (۳) سہل سے اشک شب غم کے اڑا یا اس نے لہنگہ
دل میں دیتا ہے جو کھڑا نالہ شیکر موج
- (۴) شور غم نے مٹائی قدر سہل اشک کی
ہائی ہائی شورشوں سے ہو گئی تو تیر موج
- (۵) ڈیڈ ہائے آنسو آئے عین حیرت میں نظر
دہدہ حیران بنا آئینہ تصویر موج
- ہمرہ اشک روان جاتا ہے پہچان دود آہ
ہان در آئے کاروان ہے نالہ شیکر موج
- ڈوبنے والوں کے دل سے ہو جھٹے اس کا مڑا
حیرت زہر آب ہے آب دم شمشیر موج
- لہو لے دریا میں کر اس جسد ژرین کا مہاں
جون شرار ہوق ہوئے آتشین زنجیر موج
- جز رومد سے کشتی عمر ان کی ہے گرداب میں
بخت دریا بھر گئی الٹی ہوئی تقدیر موج
- شورشین آہ و فغان کی ہیں جنوں کی لہر سے
نالہ و فریاد رھتے ہیں گریبان گیر موج
- (۶) شمع رویوں کے نہایت سے ہے دوبا شعلہ وار
ہو گیا شہر چراغان خانہ زنجیر موج
- تار اشکوں کے جد لہرائے خیال زلف میں
چشم حیران ہو گئی آئینہ تصویر موج

(۱) م - بیچ و تاب غم ہے دل میں صورت زنجیر موج (ص ۹۲)
آنسوؤں سے آنکھ میں ہے آئینہ تصویر موج (

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) ق - ساقط

(۶) م - شعلہ وار - ص ۹۲

(۷) م - پن گیا - ص ۹۲

(۱)

ناح سر ہر دکھتے ہیں فیض خموشی سے جناب از گئی ہے نالہ و فریاد سے فوہر موج

چشم ترکا اشکفونین یہ گھا جھکڑا تمام سر اڑاتی ہے حباب بحر کا شمشیر موج

(۲)

جانے والے روکے سے کب دھرتے ہیں زگی

ہاؤں دریا کا وہ روکے حلقہ زنجیر موج

(۳)

تھپے میان معنی اقوار سے انکار کے پنج ہم نے سمجھے سٹن نامہ ہر بار کے پنج

(۴)

رشدک نے اشک مسلسل کا گریبان پکڑا کہ گلے میں ہیں پڑے موتیوں کے ہار کے پنج

(۵)

گرتے ہیں جلوہ نما شام و شفق کا تیرنگ زلف میں الجھے ہیں گلزار جو دستار کے پنج

(۶)

بہشتو ہے اسے شوریدہ سری سے سروکار دل جو سمجھا ہے تو، طرہ طوار کے پنج

(۷)

وصل کی شب جو کئی زلف کے سلجھائے ہیں دل بہ الجھا کہ وہ سمجھا تب عمار کے پنج

(۸)

وہ گئی چشم فسون ساز تفاظل پرداز لے اڑے دل کو موئے زلف ہری مار کے پنج

(۱) م - فصل - ص ۹۵

(۲) م - جانے والے تھد سے کوئی بھی بھرتے ہیں زگی - ص ۹۵

(۳) م - صاف اقوار کے پردے میں ہیں انکار کے پنج (مطالع ص ۹۵

کھا بناوٹ سے کھلیے شوخی گلزار کے پنج)

(۴) م - رشدک سے اشک کی لڑیان ہوں گلو گہر بہان (ص ۹۵

وان گلے میں جو پڑیں موتیوں کے ہار کے پنج)

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - ساقط

(۷) ق - ساقط

(۸) ق - ساقط

بیچ و تاب دل آشفته بھی سرما رہا نہ چلے زلف کے سودے میں غریبار کے بیچ
 آہ سوزان سے سروکار جو اپنا ہے مدام کھل گئے دل پہ کسی طرۂ طوار کے بیچ
 آہ شہکیر ہے بادل کا دھوان باغیچہ بخت سادپ لہرائے ہیں با گیسوئے خمدار کے بیچ
 کرتے ہیں جلوہ نما شام و شفق کا عالم زلف میں الجھے ہوئے چہنش دستار کے بیچ
 بیچ و تاب دل عاشق کے سوا اور کہیں تا قیامت نہ کھلے شوخی و رفتار کے بیچ
 نہیں منظور غم زلف کی خاطر شکی ورنہ ہم (خوب) سمجھتے ہیں یہ سرکار کے بیچ
 سادپ لہرائے ہے چھائی بہ جہانے ہیں نظر اس کے سینہ پہ پڑے گیسوئے خمدار کے بیچ
 چاک چاک دل عشاق کی مصراع ہے کیا جن کے رکھے ہیں جو سر پر تری دستار کے بیچ
 (۲)
 بیچ و تاب دل آشفته ہے منظور زکی
 ہیں یہی زلف سیاہ بہت عیار کے بیچ

(۳)
 کرتا ہوں سر گل دل افکار کی طرح توکس کو دیکھتا ہوں تو بیمار کی طرح
 پیدا ہوں لعل گوہر شہوار کی طرح ہر سے جو اور دیدہ خونبار کی طرح
 دلکش ہے اپنے پاؤں میں زنجیر کی صدا خلخال سے اڑاتے ہیں جھنگار کی طرح
 (۴)
 (۵)
 عاشق مزاج مجھ کو سجدہ کر ہر اک حسب کرتا ہے ناز و غمزہ میرے بار کی طرح

- (۱) م — جو رہتا تھا مدام — ص ۹۵
- (۲) م — بیچ و تاب غم دوری سے ہو بہتاب زکی
 جس کو غوش آئے ہوں اس ۲ کل خمدار کے بیچ ص ۹۵
- (۳) م — گل گشت کہچھے دل افکار کی طرح { ص ۹۶
 توکس پر آنکھ ڈالتے بیمار کی طرح
- (۴) م — دلکش خیال زلف میں زنجیر ۲ ہے فل { ص ۹۶
 خلخال سے جو ملتی ہے جھنگار کی طرح
- (۵) ق — ساقط

ہے خوبصورتوں کے بہار جمال سے نختہ زمین ہند کا گلزار کی طرح
لذہ سے وہ گئے دل زخمی کے لب کھلے ہاتھوں سے اس کے چھوٹ کے سوار کی طرح
گیا کچھنے خیال مکان بلند کا جاتی ہے عمر سایہ دیوار کی طرح
ہوا نہیں ہے کچھ مجھے گوہنِ سوورتین سرواب غشکہ لب ہون میں تلوار کی طرح
اللہ ہے غرور کہ یہ لن ترانیاں ^(۱) جلوہ دکھا کے آتش دیدار کی طرح
چنگاریوں سے تم کے ستارے چمکتے ہیں ^(۲) دل کے دھوئیں میں ہے جو شب تار کی طرح
اے رائے دام زلف پریشان سے چھوٹ کر ^(۳) یہ تاب دل ہے مرغ گرفتار کی طرح ^(۵)
اس سبز خط کی یاد میں ہوتی ہے دل خواش سبزہ کی لہر مرہم زنگار کی طرح
داغوں سے ہم نے شہر چراغان کیا جگر دیکھے جو دل کی گویٰ بازار کی طرح
لکھے جواب اشک سے ابرو کے وصف میں ہر فقرہ آیدار ہو تلوار کی طرح
وارفتگان زلف کی زنجیر دے جواب ^(۶) خلخال وہ جو لاتی ہے جھنکار کی طرح
گل ریز اپنا خامہ آتش زبان درا مرغ چمن کے غنچہ منقار کی طرح
لطف سخن سے جہر بکنا ہون میں زگی ^(۷)
لعل و گہر نہ ہون مرے اشعار کی طرح

(۱) م - دل کو عیش خیال ہے قصر بلند کا - ص ۹۶

(۲) م - غرور کہ ہیں لن ترانیاں - ص ۹۶

(۳) ق - ساقط

(۴) م - پھندے میں دام زلف کے ہے جب سے مبتلا - ص ۹۶

(۵) م - آشفہ - ص ۹۶

(۶) ق - ساقط

(۷) م - آرائشوں سے کام نہیں کچھ ہمیں زگی
(جوہر سے اپنی زیب ہے تلوار کی طرح)
ص ۹۶

سوز سخن ہے معنی جاگہ جگر کی شرح
 گویا مذاق ہوسہ بہ پیغام ہے جواب
 زلف سخن ہے ذرۂ پہچان کی ترجمان
 (۱) صدری تن ہے سبقت پر غم کا حاشیہ
 ہووے زبان خار سے گویا ہر آبلہ
 گویا زبان محوم اسرار چاہئے
 دیکھا جہان کے ہم بے سہاء و سہید کو
 تیر نگاہ بان لب معشوق ہو گیا
 آنکھوں کے شوق دید سے دل ہو گیا ہے داغ
 دل کو سرور ہوتو کہیں گہنگی کا غم
 (۲) اے وائے بے خودی مجھے معلوم کچھ نہیں
 جوہر کی قدر گھٹتی ہے۔ معنی شناس سے
 رونے سے آشکار ہے خجلت نگاہ کی
 تا موشگافان ہون سخن میں ترے زکی
 لکھ ہو قلم سے دکنہ زلف و کمر کی شرح

مطلع ہے آفتاب کا دھڑ سحر کی شرح
 ۱۔ بھید کو ہے بستہ زبان نامہ ہر کی شرح
 نازک خیال ہیں کسی موئے کمر کی شرح
 (۲) ہے شمس بازو مرے داغ جگر کی شرح
 کہئے اگر مصیبت پائے سفر کی شرح
 نامہ ہے بے شعوری پیغام ہر کی شرح
 ہے صاف صاف نسخہ شام و سحر کی شرح
 (۳) یہ ہے غوغائی لب زخم جگر کی شرح
 سینے کے گل ہیں غوغائی باغ نظر کی شرح
 ہے صبح عید عشرت ہوانہ سر کی شرح
 بوجھوں میں کس سے مال دل بے غم کی شرح
 فہم سخن ہے نسخہ علم و ہنر کی شرح
 آنسو کا تار ہے مرے دامان تر کی شرح

(۱) صدری — عربی زبان میں فلسفہ کی مشہور کتاب

(۲) شمس بازو — عربی زبان میں فلسفہ کی مشہور کتاب

(۳) ق — تھی

(۴) م — دہن — ص ۹۸

- (۱) دیکھے جو داغ کے دل بیتاب کی طرح
 ہو آفتاب چشمہ بیتاب کی طرح
- (۲) شب اضطراب دل تھا جو بیتاب کی طرح
 تڑپا کہا میں بھل بیتاب کی طرح
- (۳) دشت جنوں کی خاک پہ دیکھے بڑے ہوئے
 بیرون کے سائے جادر بیتاب کی طرح
- (۴) اشکوں سے چشم زار میں ناسور کر دیئے
 ان موتیوں کی آب ہے نیزاب کی طرح
- اس لعل لب کی جھوٹی ہے داروئے جوش خون
 رنگین شراب شربت غلاب کی طرح
- دکھتے ہیں دل میں کائناتوں کو ہاؤں کے آبلے
 ملتے ہیں دشتوں سے ہم احباب کی طرح
- (۵) دل میں بسی ہیں جو لب شہرین کی لذتیں
 غفلت ہے کوہ کن کو شکر خواب کی طرح
- دل بستہ کوئی اس میں رہے خاک چین سے
 دور جہان ہے چرخ میں دو لاپ کی طرح
- (۶) بے ساختہ ہیں صاحب دولت سیاہ مست
 دکھتا ہے مال نشہ میں تاب کی طرح
- (۷) ہری میں آنکھ کھول کے دیکھا تو کچھ نہ تھا
 تھا موسم شہاب مگر خواب کی طرح
- داغ جگر کے نور سے روشن ہو بعد مرگ
 جادر کن کی جادر بیتاب کی طرح
- حیرانی نگاہ سے ہے اضطراب دل
 آئینہ دار چشمہ بیتاب کی طرح
- (۸) حسرت سے دل کا خون ہوا اے زکی غیوش
 قدر سخن ہے گوہر تاباں کی طرح

- (۱) م - تنقید ہوا گر دل بیتاب کی طرح (ص ۹۷)
 رنگ روان ہو چشمہ بیتاب کی طرح (ص ۹۷)
- (۲) م - دیکھے بڑے ہوئے تھے جنوں کی خاک پر (ص ۹۷)
- (۳) م - اشکوں سے چشم زار میں ناسور پڑ گئے (ص ۹۷)
- (۴) م - دل میں بسی جو ہے لب شہرین کی چاشنی (ص ۹۷)
- (۵) دو لاپ - چرخ - گوارا
- (۶) ق - ساقط
- (۷) ق - ساقط
- (۸) م - آخر تڑپ تڑپ کے زکی سرد ہو گئے (ص ۹۷)
 ارمان دل کے بھل بیتاب کی طرح (ص ۹۷)

(۱)

تازہ رکھتا ہے بہار جگر انگاری جوخ دل خراشی کو تہمت ہے بہ رنگار جوخ

صاف رکھتا ہے گدورت میں دل آزاری جوخ رنگ آئینہ دوران ہے بہ رنگاری جوخ

دل میں صبح شب وصال آگ لگا دیتا ہے چھوڑ دیتا ہے جو خورشید کی چنگاری جوخ

آشکارانہ سخن دسہ سخاوت کھولیں پردہ اور میں کرتا ہے کہہ ہار جوخ

(۲)

بہ بھی دیکھا کہ غضبفون نے اشعابا کی طرز عشق کے ہوجھ کو سمجھا تھا بہت بھاری جوخ

تو سن حرص کے ہر کڑ نہ برابر نکلا گوستاروں سے بنا سبزہ دہاری جوخ

اس میں ہے دفن کوئی سینہ فلک غم عشق مقبرہ ہے بہ جہان گنبد رنگاری جوخ

کہا تہمت ہے کہ اک ہل جوہر آدھ لکے (۳) فتنہ خفتہ کو دے چشمہ بیداری جوخ

دل وارستہ کو یہ خواستہ رکھے محروم عام تقسیم کرے جب غم ناداری جوخ

مہ و خورشید کے لائے طہق سم و طلا (۵) سرے جوہر کی جو کرتا ہے خریداری جوخ

ہر سحر طرز شفق سے بہ بیان ہے مدام چشم خورشید کو سکھلائے ہے خونخواری جوخ

(۶) — کون زکی دل کو ہزاروں سے بہ کرتا ہے اسیر

کرکے سبزہ میں بہان دام گرفتاری جوخ

(۱) م — تازہ رکھتا ہے سدا طرز دل انگاری جوخ - ص ۹۸

(۲) یہ بہت ہی فرسودہ مضمون ہے جس کو طارس و اردو شعرا نے کثرت سے استعمال کیا ہے

چنانچہ حافظ شیرازی فرماتے ہیں -

آستان ہار امانت نتوانست کشید

قرعہ ظال بنام من دیوانہ ردد

(۳) م - کہیں - ص ۹۸

(۴) ق - ساقط

(۵) م -- طہق سم و طلائی مہ خورشید نے آئے (ص ۹۸)
جوہر دل کی جو کرتا ہے خریداری جوخ

(۶) م -- سید مرغ دل دارستہ طہقت کو زکی (ص ۹۹)
ہے نہ سبزہ نہان دام گرفتاری جوخ

نازک خیال ہے مرے نعل سخن کی شاخ ہے برگ گل حورو قلم با سخن کی شاخ
 مجنون کے داغ دل ہوں گل اس عشق پہچان کے ہوں شاخ بید میں ہوگر ہون کی شاخ
 گل خوردہ ہاتھ کی مرے کر خاک سے اگے گلدستہ بن کے دیکھے نہال چمن کی شاخ
 آنکھوں میں اس کی سرمہ دہالہ دار ہے ہونے لگی نمود فزال سخن کی شاخ
 روشن ہے اپنے سینہ میں دیویدہ داغ عشق بن میں ہے شمع بزم چنار کہن کی شاخ
 اس جھد عنبرین کے جو خم کا ہو بیچ و تاب مرقولہ بن کے نکلے فزال سخن کی شاخ (۲)
 کوئی ہے زخم سینہ پہ تیغ دوسر کا کام اس دست نازنین میں گل با سخن کی شاخ
 اس دست و پا کو زہر ہے بعد شباب بھی ہرگز نہ بد تراش ہو سرو کہن کی شاخ

پانی کے بدلے دیتا ہے جو خون دل زگی

سر سبز شاخ گل سے ہے نعل سخن کی شاخ

نشان زہست جو ہے نقش آب کے مانند نام آملہ ہین ہم شباب کے مانند
 زمانہ ہے گزراں موج آب کے مانند بہار جاتی ہے عہد شباب کے مانند
 بنائیں خاک سے اپنی جو ذریے جن جن کو تو جام ہو قدح آفتاب کے مانند (۵)
 دل گرفتہ میں گویا سخن کی ہو ہے نہان بہ غنچہ ہے دھن لاجواب کے مانند (۶)
 چوڑیں پھون سرخ تو ٹپکتا ہے بدن کا تیرے پسینہ گلاب کے مانند

(۱) م -- مجنون کو باد طرہ لیلیٰ ہو تازہ گر - ص ۹۹

(۲) م -- مرقولہ - ہالون کا گھونگر

(۳) ق -- ہین

(۴) م -- لہو سے دل کیے ہے بھٹا اپنا جو مصور

(۵) ق -- کے تمام آملہ ہین ہم شباب کے مانند (مصرعہ سخن بھی مطبوعہ میں موجود ہے ص ۱۰۰)

(۶) م -- گرفتہ دل میں ہے گویا سخن کی ہونہان - ص ۱۰۰

- (۱) وہ گل نہ خنجر نہ پھل نہ آب و تاب چمن
(۲) تیرے نہانے سے دریا بنا ہے چشمہ نور
(۳) ہونے نہ حسن سے لب تشنگان غم سراپا
بسا خیال جو آنکھوں میں اپنی اس گل کا
(۴) نگاہ بھر کے جو دیکھا تو ہو گیا معلوم
(۵) غزان میں باغ ہے بزم خواب کے مانند
حباب ہیں قدح آفتاب کے مانند
بہ آب و تاب ہے موج سراپ کے مانند
سر شک سرخ ہیں عطر گلاب کے مانند
(۵) کہ جام جم ہے طلسم حباب کے مانند

زکی جو اشدہ مسلسل کے پاندے مضمون

صفا سخن کی ہو موی کے آب کے مانند

- (۶) خیال بار سے ہے چشم عمر بند
(۷) دل مشتاق ہے غم کا نظر بند
(۸) دھائی ہمسفروں کو مبارک
(۹) مزا رکھتا ہے پیغام زبانی
(۱۰) شکایت سے ہوتی باہم ندایہ
(۱۱) ہری شیشے کے اندر ہے نظر بند
(۱۲) ڈھلتا ہے طہش کو مرغ پر بند
(۱۳) نفس میں ہم دھبے سے بال و پر بند
(۱۴) کہ ہونے ہیں لب پیغام پر بند
(۱۵) ادھر خاموش ہم ہیں وہ ادھر بند

(۱) م - شہنم - ص ۱۰۰

(۲) م - دشر - ص ۱۰۰

(۳) م - شعلہ - ص ۱۰۰

(۴) م - نگاہ بھر کے جو دیکھا تو بہ ہوا ظاہر (مطبوعہ میں دونوں شعر درج ہیں ص ۱۰۰)
کہ ہے طلسم جہان کا حباب کے مانند

(۵) ق - حباب - سپہ کباب

(۶) م - مین - ص ۱۰۰

(۷) ق - شیشے میں ہوتی ہے -

(۸) م - مبارک ہم سفروں کو دھائی ص ۱۰۰

(۹) م - لب جانان سے کیا کہتا ہے پیغام - ص ۱۰۰

(۱۰) م - ہوتی دونوں طرف شکوؤں سے عجلہ - ص ۱۰۰

دوائے درد دل سنتے ہیں تاباں
سہا آدھ میں بیش ۴ انداز
نکاشا دیکھ نیرنگ جہان کا
ترے دانتوں سے جھپکے چشم انجم
ہوا کیا راز پنہان آشکارا
نشان دل میں رکی ضبط نفس سے
سحر غورشد کو دیکھا تو سمجھے
میں زہون کی محفل میں دکھائے
مٹا ہا پہ قلم نقش محبت
نہ ہو مرہم سے ناسور گہر بند
نفس میں ہا ہے عنقائے نظر بند
ذرا آنکھیں تو کر اے سے غم بند
جواب رخ میں ہوں شمس و قمر بند
کھلا ہے خط زبان نامہ بر بند
ہوا کرتے ہیں جون آئینہ کر بند
کہ تھے خاکستر دل میں سررہند
بہار مجلس حیران نظر بند
کہ خط موقوف راہ نامہ بر بند

(۱)
مرے آگے زکی جون شمع خاموش

چمن میں ہو غزلخوان سحر بند

(۲)
خط کا آغاز ہوا عارض دلدار کے گرد
جدول سبزہ کھجے صفحہ گلزار کے گرد

(۳)
ہالہ خط نہیں غورشد رخ بار کے گرد
نگہ سوختہ ہے آتش دیدار کے گرد

(۴)
چشم محبوب سے تصویر کھول کی جو ہے
بھنورے آنکھوں کے دھین روزن دیوار کے گرد

(۵)
خار خار دل پر داغ کی آتی ہمیں باد
دیکھتے کانٹے جو لگے باغ کی دیوار کے گرد

(۱) م - زکی کر ہو اداس میں سخن سنج ص ۱۰۱

(۲) م - جدول سبزہ ہے با صفحہ گلزار کے گرد - ص ۱۰۱

(۳) م - ہے دھوان ہو کے نظر آتش دیدار کے گرد - ص ۱۰۱

(۴) م - چشم جانان سے بنے گروہ کھول کے مانند - ص ۱۰۱

(۵) ق - ساقط

ایک ہم ہیں کہ تر، ایک کے ہیں شیدا ورنہ
 (۱) مگر گردن کی ہے زنجیر طلائی کا پیر
 کب نصیحتان سخن پھرتے ہیں تکرار کے کرد
 یا ہے تحریر سنہری تر تلوار کے کرد
 سر پستان پہ سیاہی کا نشان ہے ظاہر
 (۲) گوہر معدن خوبی کی یہ مالا ہے مگر
 سینہ پر مگر ترے موتیوں کے ہار کے کرد
 پھر کیا رنگ شفق اور گہر ہار کے کرد
 (۳) شدت گریہ سے مژگان ہوئی کہا شعلہ نشان
 (۴) دل کو کھیرے ہوئے ہیں تازہ مشامین زگی
 لاکھ یوسف ہیں یہاں ایک خریدار کے کرد

(۵) گم ہے مگر جہان سے نام و نشان درد
 (۶) گویا غموش ہے جوس کاروان درد
 شوریدگان عشق کا عالم ہے اور ہی
 (۷) یعنی زمین غم کی ہے اور آسمان درد
 پیدا ریاض عشق میں خونیں جگر ہوئے
 (۸) دل اور غنچہ ہم سبق بوستان درد
 (۹) مٹ جائے یاں سے آفت جان جہان ابھی
 مہمان کوئی دم کا ہون میں نیم جان درد
 (۱۰) ہے ملک دل میں عشق فرستادہ خدا
 معراج اس میں کی ہے تالا مکان درد

(۱) م - مین - ص ۱۰۱

(۲) م - بے تکلف ہے یہ ملک گہر حسن و صفا - ص ۱۰۱

(۳) م - ہونین - ص ۱۰۱

(۴) م - دل کو کھیرے ہوئے معشوق مشامین ہیں زگی - ص ۱۰۱

(۵) م - آہ و فغان کے ساتھ نہیں کچھ نشان درد - ص ۱۰۲

(۶) ق - ساقط

(۷) م - خونیں جگر ہیں گلشن میں دل فگار - کذا

(۸) م - ساقط

- (۱) محفل میں نور ہرق تجلی ہو جلوہ گر
کھٹے زبان شمع سے گردِ داستانِ درد
- جو گل کھلا سو چاکہ جگر ہی نظر پڑا
ہے نعل بند باغِ جہان باغیانِ درد
- کانٹا سا کچھ جگر میں کھٹکنا تھا رات بھر
(۲) ڈھونڈھا سحر کو ہم نے تو پایا نشانِ درد
- گلزارِ غم کو نالہ سوزانِ بے آگ دی
(۳) سوزِ جگر نے پھونک دیا آشیانِ درد
- جو دلفگارِ غم دینِ زبانِ ان کی لال ہے
(۴) فتنہ کہیں تو کیا کہیں رازِ نہانِ درد
- (۵)

وان بیٹھتا ہے تاشِ فروشِ جگر زکی

بازارِ عیش میں سو سنی ہو دکانِ درد

- رقصِ بھمل کا تماشہ نہ ہوا میرے بعد
(۶) دشتِ وحشت میں کوئی بگولا نہ اٹھا میرے بعد
- گف انوسو ملے گا وہ صدا میرے بعد
خون ہوگا جگر رنگہ حنا میرے بعد
- نکھتہ گل نے ستر بھر نہ کیا میرے بعد
(۷) پا بہ زنجیر رہی موجِ صبا میرے بعد
- قطرہ زنِ وادی پر غار سے اے شبنم زار
(۸) آئیے کا ظلمہ آہلہ پا میرے بعد
- لالہ ردیوں کا جگر غم سے مرے داغ ہوا
(۹) تازہ گل باغِ محبت میں کھلا میرے بعد
- (۱۰)

(۱) م - ہوا انجمن میں دھڑ کی جھوٹ کا اک سٹان
(۱۰۲) م - کھٹے زبان حال سے گر داستانِ درد

(۲) م - دل جگر - ص ۱۰۲

(۳) م - دیکھا جو صبح گاہ تو پایا نشانِ درد - ص ۱۰۲

(۴) م - سوزِ درون - ص ۱۰۲

(۵) م - جو غم سے دل فگار دینِ ان کی زبان ہے لال - ص ۱۰۲

(۶) م - دشتِ وحشت میں بگولا نہ اٹھا - ص ۱۰۲

(۷) م - مطلع

(۸) ق - پائے زنجیر

(۹) م - قطرہ زنِ وادی پر غار میں جونِ شبنم زار - ص ۱۰۲

(۱۰) ق - ساقط

- (۱) مریں میں اپنے بیابان کے پگولوں کو ہے وجد
(۲) باغ تصویر میں پھر گل نہ کھلا میرے بعد
(۳) نظر آئے نہ کہیں دیدہ حیوان میں سرشک
(۴) مریں، مقسوم سے عالم میں ہوئی ہے ناہاب
(۵) جذب اللہ کی دکھائے دل خونین تاثیر
(۶) زودیا بار ہے کھف بات زبان پر لا کر
(۷) نہ سنا غار بیابان کا زبانی پھم
(۸) لالہ صحرا میں اکا ہے سب اس کا ہے ہیں
(۹) سغن اپنا ہے زگی کان نمک شور جہان
(۱۰) بار پڑھ پڑھ کے افغانین کے مزا میرے بعد
(۱۱) دل، مجروح کو ہے زہر غم بار لذیذ
(۱۲) لطف رکھتی ہے عجب عالم بدستنی میں
(۱۳) بان لب زخم کو ہے مرہم رنگار لذیذ
(۱۴) کڑک لعل لب ساقی سرشار لذیذ

(۱) م - غم کا وحشت کدہ سن سان رہا میرے بعد - ص ۱۰۲

(۲) م - جو - ص ۱۰۲

(۳) م - ساقط

(۴) م - اپنی تسک سے جہان میں وہ ہوئی ہے ناہاب - ص ۱۰۲

(۵) ق - ساقط

(۶) م - زودیا اس نے مرے نام زبان پر لا کر - ص ۱۰۲

(۷) ق - ساقط

(۸) م - سغن اپنا جو نمک شورجٹوں ہے تو زگی - ص ۱۰۳

(۹) م - دل بھل کو یہ ہے - ص ۱۰۳

(۱۰) م - کہ - ص ۱۰۳

(۱۱) م - بدشوی میں عجب لطف سے دیتی ہے مزا - ص ۱۰۳

- (۱) تلخ کاموں کو کوارا نہیں درمان زہار
ہے مگر درد غم عشق کا آزار لذیذ
- (۲) بار سے ہم سختی میں ہے عجب لطف کی بات
شاید ہوسہ کو ہے لذت گفتار لذیذ
- (۳) تلخ باتوں میں ہے جاشنی لطف سخن
ہے جو شیریں دہن و لعل شکر بار لذیذ
- دل میں ہوسہ کا مزہ ہے کہ دم حسن طلب
گالہاں بھی ہیں تری شوخ دل آزار لذیذ
- اپنے بیمار کو مکھڑا تو دکھاؤ اے جان
تلخی مرگہ میں ہے شربت دیدار لذیذ
- (۵) خون فرہاد نے کی تازہ حلاوت پیدا
آپ شیریں سے تو تھا چشمہ کہسار لذیذ
- لب معشوق مرے دل میں نظر آئے ہے تو
کیوں نہ ہو ہوسہ لعل لب سوار لذیذ
- کبھی ہوسہ کی حلاوت نہ اٹھائی ہم نے
گالہاں دینے کو ہیں لعل لب بار لذیذ
- لب ہونے بستہ خوشی (کے) مزے سے گویا
کہ ہوا ہے دہن زہدہ گلزار لذیذ
- (۶) شور چٹکاروں کی مدد میں زکی دیکھ کہ ہے
لب شوخ نمکین سے مرے اشعار لذیذ
- اب کے اداسیاں ہیں فغان ہزار ہر
آشفگی ہے زلف حواس بہار ہر
- آخر خیال عشق ہے انجام کار ہر
فش ہے نگاہ نشہ مستی خمار ہر
- (۷) کیا کچھنے نگاہ خزان و ہار ہر
کیا اعتبار ہستی ہے اعتبار ہر

(۱) ق - ساقط

(۲) م - بار سے ہم سختی میں بہ ہوا ہے کہ ہوں (۱۰۲)
شوق کے ذوق سے کیفیت گفتار لذیذ

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) م - سے - س ۱۰۲

(۶) م - شور اٹھائے ہیں زکی بزم میں چٹکاروں کے - س ۱۰۲

(۷) م - مطلع - س ۱۱۶

- (۱) جزی سے ہے سخن کی روانی جو آشکار
گویا زبان قلم کی ہے خنجر کی دھار ہے
- سیلاب سے بلند ہے لڑھاد کی صدا
ماتم ہے کوہ کن کا مگر کوہسار ہے
- (۲) جون خاطر صبا ہمیں آوارگی نہیں
دامن بھی مارتے ہیں تو دل کے تبار ہے (۳)
- (۴) مانند شعلہ دیدہ غوبار ہوگئی
جب ویکٹری بندھی کف پائے نگار ہے
- (۵) مژگان اشکبار کی دیکھیں جو شورشیں
کہا اوس پڑ گئی دل اور بہار ہے
- (۶) رنگ حنا سے معنی آشوب کھل گئے
جب آنکھ پڑ گئی کف پائے نگار ہے
- شورجنون میں گاوش مژگان اشکبار
نشتہ لگاتے ہیں رنگ اور بہار ہے
- دیکھو بہار داغ جگر کی یہ گرہاں
گل ریز کا کمان ہے زبان ہزار ہے
- لوٹا ہے اس نئے حسرت دیدار کا مزا
محشر کا خون دل ہے نگہ انتظار ہے
- (۸) اٹھا ہے گردباد جو صحرائے عشق سے
سہواً برس گئے روٹا ہے اپنے تبار ہے
- صورت کی ہو ہے ران تو معنی کی بان شمع
صطر کلاپ صدائے ہو خون ہزار ہے

- (۱) ق - - - - - بین ۲۱ مرے سخن سے میان ہوشگاہان
- (۲) م - - - - - مثل صبا نہیں ہمیں آوارگی سے کام - ص ۱۱۴
- (۳) ق - - - - - اپنے غبار
- (۴) ق - - - - - ساقط
- (۵) ق - - - - - ساقط
- (۶) م - - - - - ساقط
- (۷) م - - - - - لوگئے نگاہ حسرت دیدار کا جو لطف
(۱۱۴ ص { محشر بھی فتن ہو اس طیش انتظار پر
- (۸) م - - - - - صحرائے عشق سے جو بگولا کوئی اٹھا
(۱۱۴ ص { روتا رہ اور بن گئے ہمارے تبار ہے

فہرہا سحر پر وعدہ دیدار ک قرار
آئی قیامت اور شب انتظار پر
(۱)
پڑھتا ہوں اور بھی غزل تازہ اے زکی
ہے آج کل تو باغ طہمت بہار پر

وان پورھن مین شبنم گل ہے بہار پر
ہین موتیوں کے ہار جو پھولوں کے ہار پر
(۲)
افسردگی ہے تازہ دل ہے قرار پر
پیرا نہ سر ہے داغ جوانی بہار پر
(۳)
خورشید صبح خون مین ڈوبا ہوا نہیں
جوہر کیا ہے دل بے شب انتظار پر
(۵)
وان حسن جلوہ کر ہے لباس سلبد مین
با جاندنی کا ہے یہ نشاط بہار پر
(۶)
زیبا ہے گل سے چہرہ پر اشان چین کا
ہے جاندنی مین باغ نشاط بہار پر
لائی بہار گوندہ کے پھولوں کی جادوین
برہان چڑھائیں شمع ہمارے مزار پر
کیا دیکھتا ہے جلوہ طلاوس بے خبر
ہان وجد کر بہار نشاط نگار پر
دو دن رہی نہ فصل چین کی بہار حیف
یہ داغ رہ گیا جگر لالہ زار پر
جنگو جو شب کو اڑیے ہین مجھ کو یہ سوچ ہے
لائے نکال کر مجھے دل کے شراب پر
دل مین گدورت آئینہ رویوں سے آگئی
کیا خاک پڑ گئی تفس بے غبار پر

(۱) م - پڑھتے ہین اور بھی غزل اک تازہ ہم زکی
(۱۱۴ ص {
ہے آج کل جو شوق طہمت بہار پر

(۲) م - حسرت مین جوش فم ہے دل بملوار پر - مطلع ص ۱۱۴

(۳) ڈوبا ہوا ہے خون مین جو آفتاب صبح - ص ۱۱۴

(۴) م - کس بے - ص ۱۱۴

(۵) ق - ساقط

(۶) م - چلی چلی - ص ۱۱۸

تنہا ہے ہری آہ سے مصروف زہر خند
آتا ہے کر یہ خندہ شمع مزار پر
صبا دے لے قد سے نہ چھوڑا ہزار حیف
بہل تپا گئے مریں کئی مار مار پر
(۲) باد آگیا جو وصل کی شب لطف انتظار
روبا میں ہاتھ رکھ گئے دل بے قرار پر
فلک میں دل پسند ہیں بے اعتباریان
بہ جبر ہے کہ چھوڑ دیا اختیار پر
محشر میں باد کو گئے شب ہجر کا مزا
نڑھا میں ہاتھ رکھ گئے دل بے قرار پر
(۳) دیکھو شبہ دیدہ تو کا مرے زکی
خاک کھجکا ہے صندھ ابرہاد پر

خس ہے نگاہ شوخی انداز ناز پر
میں لوٹتا ہے فزہ عاشق نواز پر
کھا کھا ہیں قہر فزہ عاشق نواز پر
کھا لن ترانہاں ہیں کہ نازان ہے ناز پر
(۴) موج نسیم کہتی ہے سودا کیوں میں آج
جھکڑا بڑھا ہے قصہ زلف دراز پر
(۵) ہے بان سیاہ کارٹی اعمال اس نذر
نقش سپہ جہن سے بڑا جا ناز پر
مژگان کے موقلم سے جمال بہار کی
کھینچیں شبہ دیدہ نثارہ ناز پر
حسن و جمال سے تجھے نسبت اگر نہیں
(۶) پھر اعتراض کر لئے آئینہ ساز پر

(۱) م -- تڑپ تڑپ کے موٹی - ص ۱۱۷

(۲) ق - ساقط

(۳) م -- دل فتنہ ہو تو فعل چمن ہیج ہے زکی
(۱) راشد سے طبع کی ہے خزان میں بہار پر
ص ۱۱۸

(۴) م - تکرار بڑھ گئی شب فرقت کی حشر سے - ص ۱۱۸

(۵) م -- بان ہے سیاہ کارٹی اعمال سے یہ حال - ص ۱۱۸

(۶) م -- ہے وجہ اعتراض ہے - ص ۱۱۸

(۱)

کیون کر مین دل مین داغ محبت چھپا سکون جب بار ک نال ہو افشائے راز پر
ہم دل پہ کھینچتے ہیں وہ کافذ پہ شکل دوست ہم ہیں حقیقتوں پہ تو مانی مجاز پر

(۲)

گر ہے میں روش تو قیامت ہی آئے گی یہ ناز ہے تو قہر ہے جان نیاز پر

دل کو ہو اشتیاق تماشاً تو کھینچے فرمائشیں زمانہ سیرتہ ساز پر

(۳)

دنگن سخن جا دل سے نکلتا ہے اے زگی

خون ہے زبان خامۂ معنی طراز پر

(۴)

شمع ٹائوس نیر گل کھائے ہیں پروائے پر واہ کیا نور برستا ہے بری خانے پر

ہوئے ساقی سے عجل واہ رے کم ظرفی دل ہوشہ لب کی طلب پہلے ہی بھانے پر

(۵)

غم سے ہے اس کا تن زار جو مانند ہلال انگلیاں اٹھتی ہیں ظالم ترے دیوائے پر

دھوم دیوائے اڑائے ہیں پروادون کے شمع محفل کو لگا دیتے ہیں پروائے پر

(۶)

خوب روہوں میں بھونکی ہوئی پھرتی ہے نگاہ کوئی دیوانہ ہے عاشق ہو بری خانے پر

(۷)

کچھ بھی تھا مرغ چمن کر ترے دل میں انصاف نہ کہے اپنی حقیقت مرے افسانے پر

(۱) م — گن طرح دل مین داغ محبت رہے نہان (۱۱۸ ص)
باعث ہو آہ و نالہ جو افشائے راز پر ()

(۲) م — گر ہے روش میں تو قیامت بھا ہوئی - ص ۱۱۸

(۳) م — مضمون سوز دل کا اثر دیکھنا زگی - ص ۱۱۸

(۴) م — شمع نیر پردہ مین گل کھائے ہیں پروائے پر - ص ۱۱۲

(۵) م — ہو گیا اس کا تن زار جو مانند ہلال (۱۱۲ ص)
اے بری اٹھتی ہے انگلی ترے دیوائے پر ()

(۶) م — ہوں مین دیوانہ کہ شیدا ہوں بری خانے پر - ص ۱۱۲

(۷) ق — ساقط

- (۱) آپ بہ سوچے کہ بناوٹ کی لگاوٹ ہے تیرے
مدتوں بھولے رہے ہم تیرے بارائے ہر
- (۲) اتنی تاثیر تو کی درد سے دل کے آخر
آگئی ہمار کو رقت مرے ہر جانے ہر
- کیا اڑا ہا ہے کہیں طرز دل خانہ بدوش
زلف کافر جو ہریشان ہے تیرے شانے ہر
- دل کو ر اشد ہو جہان ہے وہی گلزار جنان
نہ تو موقوف ہے گلشن ہر نہ ویرانے ہر
- داغ ہوتا ہے اسی غم سے دل زار کہ ہائے
شمع ہندس دیتی ہے ہروائے کے جل جانے ہر
- کھج گیا مرصہ بہتہ آپ وہ مزا دور گیا
جان کون شمع سحر دیتی ہے ہروائے ہر
- (۳) اپنا دیوان رہا اب دک جو ہر اگندہ زگی
نہا بہ موقوف طبیعت ہی کے آجانے ہر
- (۴) کھینچا سخن کی تیغ کو ہم لیے فسان ہر
چنگاریاں سی اڑتی ہیں گویا زبان ہر
- مرغ چین ہزار کہے داستان ہر
راز نہان غنچہ نہ لائے زبان ہر
- اقتدا ہے اپنی خاک سے وہ رہ کے گرد باد
ہم ہیں کہیں زمین پہ کہیں آسمان ہر
- (۵) خون ہو گئی ہے آہ دل سے قرار میں
بجلی گری ہے ٹوٹ کے ہارے کی کان ہر
- (۶) ہم کو بھی ہے غرابی احوال ہر گھٹا
نازان اگر ہیں دل کے خریدار آن ہر
- مضمون عاشقانہ تجھے یاد چاہئے
دکھتے ہیں طوط غنچہ گلستان زبان ہر
- آلودہ غون سے روئے شفق صبح و شام ہے
خونین دلوں کا عکس پڑا ہے جہان ہر

(۱) م - تھی دہریے - ص ۱۱۲

(۲) ق - ساقط

(۳) م - ہریشان - ص ۱۱۲

(۴) فسان - ایک قسم کا پتھر جس پر چھری وغیرہ تیز کرتے ہیں دندی میں جس کو سان کہتے ہیں -

(۵) م - شوخی ہے اس نگاہ کی اس دل سے گرم جوش - ص ۱۱۳

(۶) ق - ساقط

(۱) طرز خرام ناز سے وان حشر ہو چلا دیکھیں قیامت آتی ہے کس کس کیے جان پر
 ہے لوح لم کے ساتھ بکولا غبار لبس معراج نقش پا کو ملی ہے نشان پر
 ترک و ظا ادھر سے جو تابہ کسی کو ہے ہم کو بھی کچھ کمان ہے کس بدگمان پر
 بلبل کی خاموشی سے جو ستمان ہے چمن کیا کیا ادا مہمان ہیں دل باغیان پر
 (۲) فریاد کو تو ایسی ہی کہتا ہے اے زکی
 گل نے ہزار نالہ اٹارے ہیں کان پر

جی لوٹتا ہے لطف جہان خراب پر فاش ہے نگاہ سہو طلسم حباب پر
 بھٹی ہے روئے بار کی زرین نقاب پر سورج بکھن لگی ہے گل آفتاب پر
 فصل بہار چار من دن میں ہوا ہوئی بہ داغ رہ گیا دل عہد شباب پر
 معنی کا لطف خاک ہے صورت شناس کو بلبل نہ ہے قرار ہو عطر کلاب پر
 جدول کھچی ہے سرخی غوناب اشک سے ہے لوح داغ دل مرے لم کی کتاب پر
 (۶) جی بھر گئے سہر شبنم و گل خاک دکھائے دو دن کو ہے بہار چمن آب و تاب پر
 (۷) گیا منہ کے ہمسری وہ کرے حسن بار سے ہیں جھانک لاف سی رخ ماہتاب پر

- (۱) م - تنہ خرام ناز سے ہے امتحان پر - ص ۱۱۲
 (۲) ق - م - خاموشی - سہو بکتابہ
 (۳) م - کیا تفرقہ ہوا ہے ہر ترک اے زکی (ص ۱۱۲)
 (۴) م - کچھ نہیں صورت - ص ۱۱۹
 (۵) م - نہ ہو فریاد - ص ۱۱۹
 (۶) م - شبنم کی طرح سہر چمن خاک دکھائے (ص ۱۱۹)
 اک دم کو ہے بہار چمن آب و تاب پر (ص ۱۱۹)
 (۷) م - بتوائے منہ تو اپنا کہ دور و دور سے - ص ۱۱۹

(۱)

ہے دل غراش خندہ دیدان نہایتے بار

نیز آپ کا گمان ہے موی کے آپ پر

گیا جام سے حریفوں کو دیتا ہے بے غور

مشی کی ہے دھڑی لب گنریگ پر جی

ہے جلوہ گر جو عالم تصویر حسن بار

سیدھی ہوئی نہ طالع وازون مری کبھی

گو رات دن ہے دور جہان اتلا آپ پر

ہین زلف و رخ کی یاد سے آنکھوں میں اشک خون

جن جاہتا ہے داغ دل زار کی زگی

نصیر کھچنے ورق آفتاب پر

نظر کر بار بار اس شوخ کے دونوں میں کا گل پر

تہمت دم بھڑکنا ہے اس انداز تماثل پر

تجلی غم کی ہے نازک خیالوں کے تحمل پر

یہ کیوں اترا ہے منہ آشفتگی کیسی ہے کا گل پر

بجھی ہے چاندنی گویا غراش نکبت گل پر

یہ کیوں اترا ہے منہ آشفتگی کیسی ہے کا گل پر

اداسی گل بہ چھائی ہے پریشانی ہے سنیل پر

(۱) ق - دیدان نہایتے بار

(۲) م - دیتا ہے جام کا تو حریفوں کو بے غور - ص ۱۱۹

(۳) وازون - نامبارک - اونداھا - الٹا

(۴) م - شہاب - ص ۱۱۹

(۵) م - نظر کر دم بدم دلدار کے رخسار و کا گل پر - ص ۱۲۱

(۶) ق - ساط

(۷) م - مہان نازک خیالی پر ہے جلوہ طبع روشن کا
(۸) م - بجھی ہے چاندی مہتاب روش نکبت گل پر

کہیں کر فائدہ پہنچا ^{دینا} شہید تیغ ابرو کا (۱)
 زیادہ کھینچو سہی بھی اے اہل نظر قل پر
 بہارستان کا عالم بھی نہ پابارنج سے خالی (۲)
 جگر خون تو گل تر پریشانی ہے سنبھل پر
 ہوس دنیا کی جوہر گری ہے ضبط تحمل پر
 بہ ہے انداز شوخی کا کہ تنگ آتا جو غوی سے
 غضب ہے ناز و غمزہ پر قیامت ہے تلافی (۳)
 دم خنجر سے اس کو اہل دل تشبیہ دیتے ہیں بہت دشوار ہے تابہ اتر نا عشق کے بل پر
 لب لعل و رخ و زلف واد محبوب پر غش ہون طبعیت لالہ و گل پر ہے نہ شمشاد و سنبھل پر
 نگہ سے نیم بسمل کر کے پھر انجان ہو جانا قیامت دم پھڑکتا ہے اس انداز نجاہل پر
 ہوا دیوانہ زلف پریشان کیا دل انسردہ اداسی ہے جو زنجیر جنون کی شیون و فل پر
 یہی چرچے گلستان جہان میں ہر کہیں دیکھے نہ گل پر حسن کچھ موقوف ہے نہ عشق بلبل پر
 بلائیے جان ہے شرط آدمیہ اہل معنی کو (۴)
 زکی دل کا ہمارے خون ہے سیر و تحمل پر
 ہزاروں بار تم کدا کھا کرے ہم بے چشم گریبان پر نکالا ہے جگر اور رکھ دیا ہے خار مژگان پر
 وہاں محبوب ہو نابان ہے طوفان چشم گریبان پر وہاں سر ہے گریبان میں یہاں آفتہ گریبان پر
 بلا گردان شفق ہے چہنی ہوشاک جاتان پر ستارہ صبح کا قربان ہے کوئیے گریبان پر (۵)

(۱) ق - ساقط

(۲) ق - ساقط

(۳) م - بل - س ۱۲۱

(۴) م -- زکی شہین سخن کا اپنے طوطی بولتا سن کر (۱)
 اداسی چھا گئی ہے بلبل شہراز و آمل پر (۲) س ۱۲۱

(۵) کوئیے گریبان - گریبان کی گھنڈی

(۱) تری پوشاک آبی پر گمان ابر ہوتا ہے
 جمعہ بچوں کی دکھتی ہے گارے طرف دامان پر
 (۲) وہیں جون مطلع غور شد نقش لوح ترہے ہو
 دل نادان کو قہد زلف مشکین قہر و آفت ہے
 (۳) قہامتہ ہے نہ چھٹا شام کو طفل دبستان پر
 سبہ بختی کی آفت کو مین سمجھا وصل کرواتوں
 (۴) خیال زلف ۲ دھوکا ہوا زلف پریشان پر
 ہزاروں دارہین صحرائے وحشت غزالفت مین
 مری وحشت سے دھوکا دھوکا جادونکا ہون کو
 جنون آسپ بہونچائے لگا شہر پرستان پر
 دیا ہے سوز دل سے کسوٹ خاکستری ہم کو
 پتنگا جل کے قمری ہو گیا سرو چراغان پر
 غضب ہے تلخ ابرو پر قہامتہ چمن بیشانی
 محرم کا ہلال آیا ہلال عبد قربان پر
 جنون کیا گل کھلاتا ہے گہاؤں سے غزالون کے
 نشان جون فتنہ تصویر ہے رنگہ بہان پر
 (۵) لکنا وصل کی فرقہ مین دل پر یہ غضب لائی
 خیال زلف طرہ ہو گیا خواب پریشان پر
 (۶) بہان پتھر کے پتلے بنتے ہیں تصویر بھون کی
 طلسم دند کا نقشہ ہے نیونگ پرستان پر
 غزل پر ہم غزل پڑھتے ہیں محفل مین زگی ورنہ
 خزان سے ہے اداسی باغ مین ہر گہ غزلخوان پر

(۱) م - بندہ کی لہر دامان پر - ص ۱۲۰

(۲) ق - رہے

(۳) م - لوح دیوان - ص ۱۲۰

(۴) کسوٹ - جامہ پوشیدنی - لباس

(۵) ق - ساقط

(۶) م - عجب مٹی کی برہان بنتی ہیں بان نور کی صورت - یہ شعر مطبوعہ مین غزل نمبر ۱۴۵

مین درج ہے - ص ۱۲۱

نگاہ ہار ہے داغ جگر پر چشم کرمان پر
 بچھائے تو فلک تقدیر سے تم کے بھایان پر^(۱)
 خسوف ماہ کا دھوکا ہے غلط و غسار تہاں پر
 لندہ ہے چمن ابرو پھر نقشہ سرخ سندل کا
 ہوا آواز وان سبزہ کامین اس خم سے موتا ہون
 جنون کے دشت و حشت عزیز من ہاؤں کے چھالوں سے
 رہائی زلف سے پائی تو دل آغوش میں تڑپا^(۵)
 مثال جوہر آئینہ موج بحر حیرت ہے
 کسی کیے چشم و لب سے بزم میں جو تذکرہ آیا
 خط عارض لئے جاتا ہے آج تو تاب غوں کو
 جو مجنون ماہ رو بہون کے تھپن وان خاک کے پیوند
 مسی زمیوں کا عالم دیکھ کر آئینہ خانہ میں
 بہار عشق سے دھو کر اسے شہم کے پانی سے
 لکھا دیوان زکی کا خون سے اورال گلستان پر

(۱) ق - کیے - مطلع

(۲) ق - ستاروں کا کہن تابہ مسی مالیدہ دندان پر

(۳) م - خون چھڑکی ہے - ص ۱۲۱

(۴) م - یہ خون ٹپکا ہے - یہ شعر نزل نمبر ۱۴۴ میں درج ہے - ص ۱۲۰

(۵) م - رہائی زلف سے پاک پریشانی ہوئی دل کو
 چھٹا دلدار کا دامن تو ہاتھ آیا کرمان پر
 (ص ۱۲۰)

شمیم زلف ہے دوش صبا پر
کہ ہے کالی بری، نغمہ ہوا پر
سباہیں ہے جو سرخی پر نمایاں
دھوان ہے شعلہ رنگ حنا پر
اگر بان مزدہ فصل چمن لائے
صبا کو دون زبرد کے لگا پر
طہش سے روح کا آخر ہوا کام
دل بسمل ٹپٹا رہ گیا پر
ہزاروں کو جو پاتا ہے ہوا خواہ^(۱)
دماغ رکھتے گل ہے ہوا پر
جگر خون ہے کہ ناحق خون دل سے^(۲)
کھین طوفان نہ ہو دزد حنا پر
تغافل پر غریبیں لوٹتا ہے^(۳)
دل و جان ان کی جان باز، کے قربان^(۴)
خدا را کام فیصل کر دل آرا^(۵)
ہوئیں رسوائیاں جو خون دل سے
کمار عشق باز، مین کسی سے
نگاہ طہش سے دیکھا منم نے
لگایا ہم نے دل شرط وٹا پر
قیامت اضطراب دل ہے آخر
فصل آہا دل درد آشنا پر
نظار کر ابتدا سے انتہا پر

(۱) ق - دیکھا ہے

(۲) م - یہ دل خون ہے کہ خون ہوئے سے دل کے
(۱۱۶ ص { نہ ہو طوفان کسی دزد حنا پر

(۳) م - سمجھتا ہوں مین رمز فزہ ایہ جان - ص ۱۱۶

(۴) ق - ساقط

(۵) ق - ساقط

(۶) م - فصل آہا وہاں آن دادا پر - ص ۱۱۶

(۱) زکی پروانے کے ملتے جو ہم کو
فروغ شمع کو دینے لگا ہر

لڑی ہے ہری آہ سے گردن کو ڈال کر	خورشید حشر گہند جو پھینکے اجمال کو
ایرو کے مال مال ہر افشان گلال کر	کل کون شفق سے جوہر تبیع ہلال کر
(۱) عار، ہے طبع صاف سخن سے تو کہہ متین	کر سہل منتع ہے تو فکر محال کر
(۲) فضیلت بہت ایروئے جاناں کو روئے دین	تبیع ہلال ہری کے قالب میں ڈھال کر
(۳) نوک مزہ پہ لغت جگر میں دھرے ہوئے	کانٹوں پہ رکھ دیا ہے گلچہ نکال کر
لائین جواب مصرعہ موزون آہ کا	بجلی کو اضطراب کے سانچے میں ڈھال کر
(۵) سر سبز چاہے گلشن غیبت تو زہر کھا	آپ حیات کا نہ غصہ سے سوال کر
(۶) آنکھوں میں کھینچ شکل جہان صورت حباب	آئینہ خیال طلسم مثال کر
(۷) دیوانہ بن یہ میرے ہیٹ دھیان ہے تجھے	اے صفت ناز اپنی طرف تو خیال کر
(۸) کہتی ہے دل سے موج تبسم کہ شاد ہو	نیزہ میں رمز ہے کہ طہمت بحال کر

(۱) زکی پروانگی ہائے جو دل سے ()
۲ — تو شمع - سن کو دینے لگا ہر ()

۱۱۶

(۲) ق — ساقط

(۳) ق — ساقط

(۴) م — لغت جگر میں نوک مزہ میں چھوے ہوئے ()

کانٹوں میں رکھ لیا ہے گلچہ نکال کر ()

(۵) م — سر سبز چاہے بات تو غیبت سے زہر کھا - م ۱۰۵

(۶) ق — ساقط

(۷) م — عاشق کی بے خودی سے تو ہلکا ہوا ہے کیا - م ۱۰۵

(۸) م — کہتی ہے موج خندہ کہ ہاں کھد سوال - مطلع م ۱۰۵

بھر کر نگاہ دیکھ تماشاً حباب کا ہے آرزوئیں وصل تو شوق وصال کو
(۱) اپنی زبان سے بڑھ مرے اشعار اے پری لطف سخن کو معنی سحر حلال کو
عمرین گزر گشتیں ہیں کہ مشتاق وصل کو رکھتا ہے بار باتوں میں باتوں میں حال کو
(۲) راز نہان عشق ہوا عاشق اے زگی
(۳) محبوب ہون میں بات زبان سے نکال کر

بدر کو صدقے جبین پر اے مہ تابان کو تیغ ابرو پر ہلال عید کو قربان کو
(۴) دیدہ عاشق میں اے حسن سی زہب آن کو بزم آئینہ محل کو مجلس حیران کو
(۵) لہج کرنا کر تکلف ہے خدائے جان کو غور کے صدقے میں ہیں ہمارے ہمین قربان کو
(۶) گشتہ دیدار سے آنکھیں جھڑنا واہ واہ قہر ہے مکھڑا چھپانا جان کو پہچان کو
بار کے روئیے گلابی کو مسجد دیوان حسن بیت ابرو کو تصور مطلع دیوان کو
حسن کا سرنگ دکھلا اے بہار داغ عشق لالہ صحرا نشین کو ترکہ داغستان کو
آہلوں کے گوہر کم گشتہ پائے قہس نے (۸) سینہ کی غریبہاں میں خاک بہا ہاں جہان کو
رکھتی ہے افسردگی دست جنوں کو تمام تمام شوق گشتا ہے گریبان چاک تا دایمان کو

-
- (۱) م - دلکش مرا کلام زبان سے نکال کر - ص ۱۰۵
(۲) م - راز نہان عشق زگی عاشق ہو گیا - ص ۱۰۶
(۳) م - آہ - ص ۱۰۶
(۴) ق - بزم آئینہ مجلس حیران کو - مصرع نا موزون ہے کتا بہ کی قلمی معلوم ہوتی ہے
(۵) ق - ساقط
(۶) م - صدقے میں ہیں - ص ۱۰۷
(۷) ق - ساقط
(۸) غریبہاں - چھلنی

دیکھ خوبوں کی حفاقی انگلیاں اے چشم زار پنجدہ مژگان لہو سے پنجدہ مرجان کو
 موج طیز حسن چہرے کو تبا اے رشک حور جون سدھ کانون کو اپنے مونیوں کی گان کو
 کہتے سنتے کی نہیں کچھ بات اے ہلہل خموش لال غنیموں کی زبانیں ہیں گلون کے گان کو
 اصطلاح عشق میں وہ شعر ہیں ناخن بدل نکلے ہیں الماس دہڑے جو کلیجا چھان کو
 ہے غلب نا آشنائی کشتہ دہدار سے قہر ہے انجان ہونا جان کو پہچان کو
 ہے جگر پر داغ بھی اور دل سے اٹھتا ہے روان تو بھی اے رشک چمن ظاہر ہیں سامان کو
 منہ کا غارہ مل گیا ہونٹوں پہ مس کی دھڑی لالہ طارش کو تبا اور لب کو نافرمان کو
 آسمان کو دیکھ کر سمجھنے لگی ہم نبرہ روز
 سو گیا ہے بہت منہ پر نیلی چادر تان کو

اک شور تازہ ہو طیش دل کو دیکھ کر محشر تڑپ اٹھے تیرے ہسل کو دیکھ کر
 ہسل کو تیغ ناز سے ہے کیا تھاک دل جن ٹوٹتا ہے فیض قاتل کو دیکھ کر
 کیا بدگمانیاں ہیں غزالان دشت کو مجنون کے پاس شاہد محفل کو دیکھ کر
 کیا مثل جم ہے جام کا مشتاق ہے خبر فحش ہو نگاہ ساقی محفل کو دیکھ کر
 بجلی کا دم پھڑکنے لگا اضطراب سے تیغ نگاہ بار کے ہسل کو دیکھ کر

(۱) ق۔۔ اصطلاح عشق میں اشعار رکھتے ہیں انہیں - گدا - سہو کا بہت

(۲) م۔۔ بان جگر پر داغ ہے اور - ص ۱۰۴

(۳) م۔۔ پیدا - ص ۱۰۴

(۴) م۔۔ کو ص ۱۰۴

(۵) م۔۔ کیا کیا ہیں بدگمان غزالان دشت بچہ - ص ۱۰۴

(۶) م۔۔ ہے خود ہو چشم ساقی محفل کو - ص ۱۰۴

- تھرا اٹھے نزال بہا ہاں قدس کے (۱)
 ہنس ہنس کے چٹکوں مہا رانی ہے کہا بہار
 آوارگان عشق کی منزل کو دیکھ کر
 نالان ہوائے گل میں فنا دل کو دیکھ کر
- مثل اہلے دیکھتا نہیں کوئی وہ مسہ ناز (۲)
 لطیف نگاہ چاہ کی چٹوں سے ہاگیا
 آئینہ دیکھتا ہے جو محفل کو دیکھ کر
 عاشق سجدہ کیا وہ مرے دل کو دیکھ کر
- نہ شمع ہے نہ شیشہ نہ ساقی نہ جام ہے
 آہا جو زور و شور لب کور کا خیال
 دل خون ہوا خرابی محفل کو دیکھ کر
 دل تھر تھرا اٹھا لب ساحل کو دیکھ کر
- بمحل کی طرح دل جو تپتا ہے خون میں
 منسود کا مقام بہت دور ہے ابھی
 جوہر کہا ہے فیضہ لائل کو دیکھ کر
 مرنے ہیں بار پہلی ہی منزل کو دیکھ کر
- آنکھیں تو چار کچھو مجھوں کے سامنے (۳)
 محبوب چاہتے ہیں کہ چاہے ہمیں زکی
 آہا ہے کون شاہد محفل کو دیکھ کر
 مرنے ہیں بار پہلی ہی منزل کو دیکھ کر
- برہوں نے غصہ کیا ہے مرے دل کو دیکھ کر
 (۴)
 تڑپا ہے دور ہزم سے بھان کوٹ کر
 چمکا ہے برق سا دل دیوانہ کوٹ کر
- (۵)
 چھوڑ جہان سے دل دیوانہ کوٹ کر
 بال پری ہوا پر پروانہ کوٹ کر
- سرف نظر ہوا دل دیوانہ کوٹ کر
 آنکھیں بنیں طلسم پری خانہ کوٹ کر
 (۶)
 لٹکے جو کوٹ جائیں تو وان ہوں دھان زخم کھلتے ہیں بھید رشتہ بارانہ کوٹ کر

(۱) ق - ساقط

(۲) ق - ساقط

(۳) م - معشوق ص ۱۰۵

(۴) م - رہتا ہے - ص ۱۰۶

(۵) م - مستانہ - ص ۱۰۶

(۶) م - راز - ص ۱۰۶

زخمِ جگر کی خاک سے کیا کیا کھلے ہیں گل
منہ صبح کو تو کھول دئے ظالم کے رات بھر
(۱) اپنے گلے سے ملتا ہے جو ٹوٹتا ہے ہاتھ
(۲) گزرا جو عہدِ عشق غمِ آبادِ دل ہوا
دیکھے اگر بہارِ دل داغدار کی
شیشہ میں غم تراش کر کوہِ کن کو تھا
کہتے ہم اس کو ہرگِ گلِ شمع صبح کا
ہم رنگِ آج لیلیٰ و مجنون کا ہے مقام
(۳) نقشے تو چشم و دل سے یہ دیکھے جہان میں
ظالم نہ توڑ دل کو کہ ملنا محال ہے

لا لہ اکا ہے چشم کا پیمانہ ٹوٹ کر
بھٹکا پھرا ہے شمع سے پروانہ ٹوٹ کر
اپنا کہیں بھی ہوتا ہے بیگانہ ٹوٹ کر
حسرتِ کدہ بنا پہ پری خانہ ٹوٹ کر
جون لالہ آئے ترکسِ مستانہ ٹوٹ کر
بجلی گری نہ گنگر کا شانہ ٹوٹ کر
(۴) کرنا لگن میں جو پر پروانہ ٹوٹ کر
دیوانہ بن گیا ہے سب خانہ ٹوٹ کر
اب دیکھیں کیا ہو شیشہ و پیمانہ ٹوٹ کر
ملتا نہیں ہے گوہرِ یکہ دانہ ٹوٹ کر

دیکھو دل شکستہ زکی ہو گیا خراب

وحشت سوا بنا ہے یہ غم خانہ ٹوٹ کر
(۵) ہامال ہوں تو اس کفِ پا کو نہ ہو خیر
(۶) دل خون ہو تو رنگِ حنا کو نہ ہو خیر
(۷) دھوکے میں خوب کام نکلتے ہیں اے جنون
دل ایک ہے یہ زلفِ نونا کو نہ ہو خیر

(۱) ق - ساقط

(۲) ق - ساقط

(۳) گنگر - منار

(۴) ق - دیکھیں یہ صورتیں سو گردن سے دیکھتے - کذا

(۵) م - ہامال غم کے اس ص ۱۲۳

(۶) م - ہو اور ص ۱۲۳

(۷) م - اے یہ خودی نکلتے ہیں دھوکے میں خوب کام - ص ۱۲۳

- (۱) درہے ہے جس کے تو اسے عالم کاغوش کیا
 ہمیشہ قدم سے رو ہلنا کو نہ ہو خبر
 (۲) دل کو ہے اپنے کام روا ہے ادائیاں
 دھڑکا یہ ہے کہ آن دارا کو نہ ہو خبر
 (۳) پردہ میں آنکھ لڑی ہے جنوں سے ولے
 بہ خوف ہے کہ شرم و حیا کو نہ ہو خبر
 (۴) پنہان بہار وادی وحشت ہے بے قرار
 بارب کہیں چمن کی ہوا کو نہ ہو خبر
 (۵) ہوانہ سر ہے عشق جوانانہ پر کہیں
 بہشت دوتا سے زلف دوتا کو نہ ہو خبر
 (۶)

پنہان شمیم گل کو اڑا لائے زگی

(۷) اس لطف سے کہ باد صبا کو نہ ہو خبر

- (۸) عشق کی تہمت ہزاروں سے لگائی ہے بہار
 کیا ہنسی میں نکپت گل کو اڑائی ہے بہار
 دل جلون کی خاک سے کیا گل کھلاتی ہے بہار
 جامدین پھولوں کی تہوں پر چڑھائی ہے بہار
 سبز پتوں سے شہیدان چمن کے زخم پر
 مرہم زنگار کے پھائے لگائی ہے بہار
 پچھلے داغوں سے جگر پرہیز نشان باقی ہنوز
 دیکھتے اب کے ہوس کیا گل کھلاتی ہے بہار
 (۹) گچ کی فصل چمن کے دھوم ہے اے باغبان
 آج تو جن بھرکے رولین ہم کہ جاتی ہے بہار

(۱) م - ہستی - ص ۱۲۳

(۲) م - رہتی ہیں دل کو کام روا کیج ادائیاں - ص ۱۲۴

(۳) م - اس رشک حور سے - ص ۱۲۴

(۴) م - پر ڈر یہ ہے - ص ۱۲۴

(۵) م - دل بستگان الفت صبا دین اسیر - ص ۱۲۴

(۶) م - ہوانہ سر لو شوق جوانانہ گرم ہو - ص ۱۲۴

(۷) م - رنگ - ص ۱۲۴

(۸) م - چٹکیوں میں خندہ گل کو اڑائی ہے بہار - ص ۱۱۰

(۹) م - آمد فصل خزان کی دھوم ہے گل زار میں (

بھرکے جن رولین آخر تو جاتی ہے بہار (

زلف لہلی کی طرح بھجان ہے کاموج صبا
 حسن گل کی آگ بھڑکائی ہے گلشن میں نسیم (۱)
 آشیائے عدلیہوں کے جلاتی ہے بہار
 (۲) ہجر میں اس گل بدن کے ہیج ہے سامان عیش
 حسرت اے جوش جوانی ملت جاتی ہے بہار
 (۳) کیا خزان میں پوچھتا ہے نشہ شورش کی بات
 زندگی باقی رہے ساقی پھر آتی ہے بہار
 کس جگر سوزی سے داغ عشق ملتا ہے زنگی
 کیا گریبان چاک ہوتے ہیں کہ آتی ہے بہار

ہے خیابان چمن گنج شہمدان بہار
 (۴) کہتے ہیں صباد کو پہونچا ہے فرمان بہار
 (۵) دل جلون کی خاک سے پھولا گلستان بہار
 شہر خاموشان ہوا شہر چراغان بہار
 آج اے مرغ چمن ہے عید قربان بہار
 غاطر آشفته کو جون حلقہ زنجیر ہے
 جنبش موج صبا زلف پریشان بہار

(۱) م -- صبا - ص ۱۱۰

(۲) ق -- ساقط

(۳) ق -- ساقط

(۴) م -- ہے اسیر ان نفس کے حق میں فرمان بہار
 { ص ۱۰۹
 (جھوٹ جائیں قید سے سب ہوئے قربان بہار

(۵) م -- ترہمن ہیں خستہ جانوں کی خیابان بہار
 { ص ۱۰۹
 (شہر خاموشان ہے کیا شہر چراغان بہار

(۱)

حشر برہا کر گلستان میں کرے شورجنون ہاتھ ہو مرغ چمن کا اور گریبان بہار
لالہ زار اب کیے برس کر ہو بہان اچھے نسیم مشہد مجنون پہ روشن کر چراغان بہار
خوب روہوں کو ہے پابندی فرور حسن کی بوسہ گل کیے لئے ہوزوں ہے زندان بہار
اے شمع گل کفن بہوشہدان بہار دامن موج صبا دے یا گریبان بہار

(۲)

ہم سبق بلب کو دیتے ہیں کتاب عشق کا طفل غنچوں کو بڑھاتے ہیں گلستان بہار
آنکھ الیہ ہے نصیب عشق اگر گلزار پر لن توانی کہہ اٹھیں پوشیدہ زریان بہار
آشیان بلب کا پھولوں سے بنائیں گے ضرور اب کیے ہم اے بانہاں ہیں میر سامان بہار
عین حیرت میں ولیے لوگس کے ہوا یہ میں ہم اب بھی آنکھوں سے بجا لاتے ہیں فرمان بہار

(۳)

چینی پوشون کا عکس آنکھوں میں شکل شملہ ہے ہے نگاہوں میں بسی سیر پرستان بہار
بلبلوں کو بھی ملے گی سیر کی پروانگی کہتے پھولوں کا ہوا شہر چراغان بہار
خاک مہدی کو کیا گل گشت غویان کا مقام

(۴)

تا قیامت ہے مری گردن پہ احسان بہار

پہ شوق لعل مس زہب میں ہے داغ نظر کہ اشک آتے ہیں جون لعل شب چراغ نظر
جو سیر آتش دیدار سے ہو داغ نظر دکھائے دہدہ تر کو بہار باغ نظر

(۵)

(۱) م - حشر کا دن جب کہ ہوگا شورش فرہاد سے (ص ۱۰۹)
ہاتھ ہے مرغ چمن کا اور گریبان بہار (

(۲) ق - ساقط

(۳) م - مگر - ص ۱۰۹

(۴) م - زکی - ص ۱۰۹

(۵) م - تو آئیے سوزدرون سے بہار باغ نظر - ص ۱۲۴

- (۱) مثال شمعین ساتی کی انکھڑیاں روشن
چو دل میں سوز غم ہو تو چشم ہو خوباں
کہا ہے آنکھوں کے رستہ سے گاروان سرشک
- (۲) یہ شیخ کا مشرب اٹھائے آنکھوں سے
- (۳) جو طفل رشک کو دے غسل اصطہاغ نظر
- (۴) کچھ آج آئے ہے وہ ترکہ بددماغ نظر
- (۵) جہن کارنگہ ہوائی ہے انکھڑیاں مغبور
- (۶) کہ مرد مکہ شب تارہک ہے چراغ نظر
- (۷) فروغ نشہ وہاں ہے سیاہ مستی میں
- (۸) زکی شکفتہ مضامین نہ ہوں جو دیوان میں

ورق ورق سے نہ آوے بہار باغ نظر

- (۹) (۸) پہونچا ہوں اگر میں تری چوکھٹ کے برابر
- (۱۰) کیوں گردل مشتاق کہے گا 'مہ' تو کو
- (۱۱) بھلی ہن گری ٹوٹ کے چٹ پٹ کر برابر
- (۱۲) ابھرے ہوئے سپہ کی تیرے پٹ کے برابر

(۱) م - جو دل میں شور مہان ہو تو آنکھ ہو گل رنگ - ص ۱۲۴

(۲) م - ساقط

(۳) اصطہاغ - فوطہ دیا - رنگنا

(۴) ترکہ - معشوق

(۵) م - بسا بہ آنکھ میں دل کے دھوئیں میں داغ درون (ص ۱۲۴)
(۶) کہ مرد مکہ شب و بھور ہے چراغ نظر

(۷) مرد مکہ - آنکھ کی پتلی

(۸) م - زکی شکفتہ مضامین بھرے ہوں دیوان میں (ص ۱۲۴)
(۹) توصیف صفحہ سے آئے بہار باغ نظر

(۱۰) چٹ - فوراً

(۱۱) پٹ - کواڑ - ہندی لفظ ہے

(۱۲) کیوں کر مہ تو کو دل مشتاق سمجھتا - ص ۱۲۶

- وان پھول کے بستریہ ہیں کیا چمن کی بندگان
(۱) کھرمین تیرے جاتے ہیں زمین جوم کے اے شوخ
کا انجمن حور دکھائے گا مجھے صبح (۲)
لبش چنے تار عصا سے یہ غور عید
وہ آئینہ سا چہرہ ہوا شعلہ کا بوس (۳)
دیکھ اے طہش دل کہیں میرے چمن نہ کرنا
دل رشک سے تڑپا کہ جگر جا کہ نہ تھا حیف
بان روز سبہ ہے مہکتا دیک کے ماند
میرے تابی دل کیا کہوں اس وقت زکی آ
سوٹا ہے لپٹ کر جو وہ کروٹ کے برابر
ہو چمکے ہوئے زروں سے اگر خاک کی سیر (۴)
شب جوتی پردہ میں داغ دل غمناک کی سیر (۵)
تو نہ غوش آئے کبھی انجم اگلاک کی سیر
صبح آئینہ ہوئی سہنہ صند جا کہ کی سیر

- (۱) م - ہوشام و سحر جوم کے جاتے ہیں زمین وان
جب مہر و بہ آجائے ہیں جوکھٹ کے برابر
(۲) م - تمہیں - ص ۱۲۶ (۳) جھیر گھٹ - پلنگ - خالص ہندی زبان کا لفظ ہے
(۴) گریں سے تیرے شعلہ رخسار کی ہو سرد ص ۱۲۶
آجائے اگر چاندنی جوکھٹ کے برابر

(۵) مدد مادہ - بوسلی میں چھ خاص راگ مانے گئے ہیں اول بھرون - دوم مالکوس - سوم ہڈول چہارم
دیک پنجم شہراگ اور ششم میگہ راگ مدد مادہ بھرون راگ کی بوسلی راگن ہے اسکا
رنگ طلائی ہے پشانی کشادہ ہے ابھوتا رنگ ہیں چشم گلاب ہیں بلند ہیں اوسط اندام
ہے زور لباس پہنتی ہے پشانی برزخانی نقشہ ہے اور جوان ہے حسن ہے نوعر ہے اور دریا
کے کنارے بیٹھ رہی ہے عمر اسکی کم ہے اسکی آواز زین ما - پا - دھا - نی - ما -
رے - گا - راگ بھرون گوارا دکھائے مہلون میں گا یا جاتا ہے اس کے گائے کا وقت صبح سے لے کر ۱۱
۲

بھرون چڑھے دکھوتا ہے - بھولا لہ سلان بوسلی - واجد ملی - ص ۲۳ - ۱۲۲

(۶) سورٹ - یہ لفظ اصل میں "سورٹ" ہے یہ میگہ راگ کی دوسری راگن ہے اسکا رنگ سورج ہے کشادہ اور ہیں
چشم آہو ہے نگاہ ہمیشہ پنچ رہتی ہے اوسط اندام ہے قد میانہ ہے پوشاک سفید پہنتی ہوئی رہتی ہے
یہ راگن دہس کی ہم شکل ہے عمر اسکی ہے اسکی آواز زین ما - پا - دھا - نی - ہیں یہ راگ
ساون اور بھادون میں بہر رات باقی رہنے سے صبح دکھ کا پا جاتا ہے - بھولا لہ معدن بوسلی
واجد ملی - ص ۱۲۴

(۷) م - انجمن کے ہوئے زروں سے یہ ہے خاک کی سیر ص ۱۲۴ (۸) م - صالح - ص ۱۲۴
کہ غوش آگئی کہ مجھے انجم اگلاک کی سیر

آئی افیون کے طرہ سے ہمیں نکہت زلف
جس ٹپٹا ہے پڑا شوخی رفتار کے ساتھ
باد خمیازہ^(۱) سے بے چین ہوئے
چشم انجم کی طرح عین تماشا ہو اگر
مثل خورشید سحر جوہر معنی پایا
گرم نظارہ^(۲) شب و روز مہ و مہر کو دیکھ
تاب دیدار نہیں دیدہ حیرت زدہ کو
سافر خون ہوئے جون داغ جگر دیدہ تر
حال پر اپنے ہے رقت کہ جگر ہے بانی^(۵)
دن کو خورشید ہے اور شب کو ستارے روشن
صبح فصل چمن اس کو نہ خوش آئے زہار
لالہ داغ جگر کا ہے اثر اس میں مگر
جہان آنکھوں میں جو مشتاق تماشا آئی
سانی مست کو خمیازہ کی سوچھی ہے تونگ

لہر گالی کی ہوئی نشہ توہاک کی سیر
برق جان سوز ہے رقص پہ جالاک کی سیر
ہم نے دیکھی جو گلستان میں کہیں تاک کی سیر^(۲)
عالم نور کرے انجمن خاک کی سیر
دیکھی آنکھوں سے جو داغ جگر چاک کی سیر^(۳)
چشم روشن ہے تو گردش افلاک کی سیر
کس طرح دیکھتے حسن ہے بے باک کی سیر
دیکھی آنکھوں سے جو اس چشم غضب ناک کی سیر
صورت ابر میں کیا خاک کرون خاک کی سیر
دیکھ لیے پھر کے نثار گردش افلاک کی سیر
جس نے دیکھی ہو مرے سینہ صد چاک کی سیر
کہ ہوئی زہر مجھے نشہ توہاک کی سیر
عالم روح ہوئی دیدہ غمناک کی سیر
عالم نشہ میں دیکھے ہے مگر تاک کی سیر^(۶)

(۱) م -- سے ہم لوٹ گئے - ص ۱۲۲

(۲) م -- نشہ شوق سے دلکش پہ ہوئی تاک کی سیر - ص ۱۲۲

(۳) ق -- ہم نے دیکھی جو قلم کے جگر چاک کی سیر - گدا

(۴) ق -- ساقط

(۵) م -- حال پر اپنے بہ روتا ہے کہ دل ہے بانی - ص ۱۲۲

(۶) تاک -- انگور کا درخت

طہش دل سے کھلی شوخی رفتار منم رقص ہنسل میں ہے رقص یہ چالاک کی سیر
 اے زکی حسن مٹاے دل حیرت زدہ سے
 ہم کو آئینہ ہوش جوہر اوراک کی سیر

جنون نے گل مہاکر خاک اڑا کر بہا بان رکھ لیا سو یہ اٹھا کر
 (۱) بہار شوق کا جلوہ دکھا کر یہ بہا بان لیے گشتیں دل کو اڑا کر
 کرون تفسیم بیت ابروئے بار ہلال عید کا مصرعہ ملا کر
 بہا بن خون کی نہریں ان لبوں نے (۲) دلون کے قتل پر ہیڑا اٹھا کر
 لکھون مضمون چشم ترکے اشعار بیاض کاغذی ابری بنا کر
 (۳) شہید ناز کے لاشہ کو رکھنا لحد میں فرش پھولوں کا بچھا کر
 چھپا ظلمت میں آپ زندگانی دھڑی مٹی کی ہونٹوں پہ جما کر
 نہ پائے غستہ جان مجد سا جوڑ ہونڈ ہے فلک خورشید کی مشعل جلا کر
 (۴) کھلا ہستی کا پردہ جن کے دل پر وہ بیٹھے زندگی سے ہاتھ اٹھا کر
 تھاک دل کے دھڑکے سے زکی رات
 پسینہ آگیا جی سن سنا کر

(۱) م - غضب میں شوخ کی جادو نگاہیں - مطلوبہ - مطلع ص ۱۲۲

(۲) م - ہمارے قتل پر - ص ۱۲۲

(۳) م - شہید لب کا لاشہ دفن کرنا
 (۴) لحد میں فرش پر گل بچھا کر

(۲) ق - ساقط

غم کے مزے سے ہے دل ناشاد ہے خبر
 تڑپے مسجد کے وان دل ناشاد ہے خبر
 اے راز حسن و عشق خیردار دیکھنا
 زلف حواس پاؤں کی زنجیر ہوگئی
 جب ہوش آگیا تو کہاں ہے خودی کی بات (۲)
 ہے خواستہ جوائی ہے دل بہتہ ہوائے شوق (۴)
 معنی نگار ہم ہیں وہ صورت نگار ہیں
 ہے قابی اصری سے ہوتا ہے دل میں تنگ (۶)
 نہ کہ و بد جہان کی ہوا نہیں ہمیں
 کہا جانے ہوسہ لب شیریں کے لطف کو
 دل کی طہش سے پہلے ہی اڑ جانے ہیں حواس
 مشتاق تھے عدم میں طلسم جہان کے
 عشاق کے تڑپنے کی ہوا ہے کیا اسے (۷)
 بھولا جہان کو فکر سخن میں تو اے زکی
 کچھ بات اور بھی ہے تجھے یاد ہے خبر

(۱) م - ہے - ص ۱۲۳

(۲) م - تاب - ص ۱۲۳

(۳) م - تھے - ص ۱۲۳

(۴) م - ہے خواستہ ہوا ہے فغان کی ترنگ ہے - ص ۱۲۳

(۵) م - معنی - ص ۱۲۳

(۶) م - ہونے لگا تپش سے اسیروں کے دل میں تنگ
ص ۱۲۳

کیا اس مزہ سے ہے دل صبا ہے خبر

(۷) م - کیا لطف ہے قواری عشاق سے اٹھائے
ص ۱۲۳

دل کے مزے سے ہے یہ بیداد ہے خبر

واشد ہو دل کو عارض دلدار دیکھ کر
(۱)
دل خون ہوا ہے سوئے نگہ بار دیکھ کر
(۲)
ہے مضحکہ جہان میں جو ہو مشق ہے مقام
اشد جائیں گے کلی سے تری پس نہ ہو غم
ہے تاب ہو گئے روح زلیخا نے آہ کی
(۳)
تائید درد دل کا جو مجھ کو ہوا گمان
(۴)
ہوسے گئے شوق میں جو مرا دل ہوا ہے خون
(۵)
کیا عیب ہو گیا نہیں معلوم ان دنوں
فصل چمن کا غم سے جگر خون ہو گیا
گردون دون کو دیکھ رہے ہم جگر نگار
(۶)
اہل نظر کو ہے خبری عیب ہے زکی
(۷)
پینا شراب عشق خیردار دیکھ کر

(۱) م - دل خون ہوا وہ ابھوئے خمدار دیکھ کر

ص ۱۰۸

سوچیں قضا کھچیں ہوئی تلوار دیکھ کر

(۲) م - ہے محل - ص ۱۰۸

(۳) م - جو کچھ آگیا خیال - ص ۱۰۸

(۴) م - ہوسے کی آرزو میں ہوا دل مرا جو خون

ص ۱۰۸

کیا کیا ہنسا وہ گل سوئے افکار دیکھ کر

(۵) م - معلوم کچھ نہیں ہے کہ کیا عیب ہو گیا - ص ۱۰۸

(۶) ق - بزم جنون میں زکی ہے خبری زہر ہے - گدا مصرع ناموزون ہے - مردب

(۷) م - فحش ہوں کسی پر آپ تو ہشیار دیکھ کر ص ۱۰۸

(۱) ہزار آئینہ قربان ہوں اس سٹائی پر
 یہ طرفہ آن کے فزہ ہے کج ادائی پر
 اے شکستگی رنگ کی ہوائی پر
 یہ لطف ہے کہ وہ نازان ہے ہوائی پر
 یہ لطف ہے کہ لگاؤ بھی ہے لڑائی پر
 گھنٹہ تھا عین اس پہ کی آشنائی پر
 ہوئے درست نہ تا موسم دھائی پر
 تڑپ گیا ہوں تیرے ہاتھ کی سٹائی پر
 کہ فحش ہوں میں کسی انداز میرزائی پر
 ہوئے سیر جہان ہے شکستہ پائی پر
 کہ ہے رسائی اسے عرش کبرپائی پر
 گھنٹہ شیخ کو ہے زہد و پارسائی پر
 ہوا ہے نامہ زکی اس نگار دھنا کو
 لکھوں یہ نازہ غزل کاغذ حنائی پر

ہزار دل ہوں خدا لطف آشنائی پر
 یہ نازہ لطف کے فزہ ہو ہے وٹائی پر
 گمان ہو دل کو جو نالہ کی پارسائی پر
 نگاہ فہر سے بان اپنا کام ہوتا ہے
 یہ فہر ہے کہ غضب میں ہے بہار کا فزہ
 جو غور کی نو بناؤں کی ہیں لگاؤ میں
 رہا قفس میں طہنچے جو کام اسیروں کو
 یہ شوق ہے لب تیغ چوم لون قاتل
 سخن میں رہتے ہیں نازک خیالیوں کے خیال
 اسیر حرص ہے کیا جان ہے سرو سامان
 تڑپ سے نالہ مظلوم کے ڈرو ظالم
 شراب عشق سے ہے کھلے حقیقت کار

- (۱) م - قربان اس ۰۰۰۰۰ ص ۱۱۳
 (۲) ق - ساقط
 (۳) م - ک - ص ۱۱۳
 (۴) ق - ساقط
 (۵) ق - ساقط
 (۶) م - مرا غبار ہے گردش میں گردباد کی شکل - ص ۱۱۲
 (۷) ق - ساقط
 (۸) م - شراب عشق پئے تب کھلے حقیقت کار - ص ۱۱۳

- (۱) حشر میں بھی ہے وہی حسرت۔ بیدار ہنوز
بخت خفته نہ ہوئی خواب سے بیدار ہنوز
- (۲) نہ زلیخا ہے نہ یوسف ہے نہ سودا نہ جنوں
مصر میں شور وہی ہے سر بازار ہنوز
- ہم صفیرانِ قدس نے تو رہائی پائی
ایک ہم ہیں کہ تڑپتے ہیں گرفتار ہنوز
- (۳) بزمِ برہم ہوئی اور اٹھ گئیے میخوار تمام
بر وہی شور و فغان ہے پس دیوار ہنوز
- ترجمہ حسن کا ہے حاشیہ خط سے میان
قابلِ ہوسہ ہے وہ مصحفِ رخسار ہنوز
- (۴) جان کر آپ کو پھر ہم نہیں پہچانتے ہیں
خوابِ غفلت میں ہے کیا دیدہ بیدار ہنوز
- کوچ کی فصل چمن کے ہوئی گلہانگہ خبر
خوابِ غفلت میں ہے کیا ترگس بیمار ہنوز
- سیڑہ خط پہ نہ کیوں عکسِ رخ ہار ہوا
کیوں گلابی نہ ہوئے سیڑہ زنگار ہنوز
- اپنی ہستی ہوئی غور شد لبِ بام ولیے
نہ اٹھے خاکہ سے جون ساہۂ دیوار ہنوز
- (۵) تلخیِ نزع میں ہے لطفِ شکر خوابِ ہمیں
یاد ہے چاشنیِ شربتِ بیدار ہنوز
- (۶) ہوئے جوں شمع سحر ہوئے سہداہنے زکی
نکبتِ زلفِ پری دکھتے ہیں اشعار ہنوز

(۱) م - بختِ خوابیدہ نہیں خواب سے بیدار ہنوز - ص ۱۲۷

(۲) ق - شور وہی

(۳) م - کوئےِ جانان سے نکالے گئے اربابِ جنوں - ص ۱۲۷

(۴) م - ہم پھر - ص ۱۲۷

(۵) م - تلخیِ نزع میں کیوں لطفِ شکر خواب نہ ہو - ص ۱۲۷

(۶) م - شمعِ کافور ہوئی گرچہ زکی ہوئے سہید - ص ۱۲۸

چہچہے فصل چمن کے ہین مجھے باد ہنوز
وہی دل ہے وہی دلبر وہی بیداد ہنوز
عشق ۲ نام و نشان تابہ قیامت ہے عیان
(۱)
عشق دیرینہ مڑے پر ہے کہ ہر دم ہم پر
یہ دہائی کی شکایت ہے صنم سے ہے جا
ہم صغروں نے مڑے فصل چمن کے لوٹے
واد، رجز، مین اٹھتے ہین بگولے اب تک
گرچہ دیرینہ ہوا عالم ایجاد مگر
(۲)
سہل کے شور و نشان سے مجھے معلوم ہوا
(۵)
جذبات دل کا اثر ہے کہ جب آتی ہے بہار
(۶)
لہر کچھ عاشق جانہاز کی کون کر سمجھے
(۷)
خون ہوا شوق رخائی مین تڑپا کر دل زار
فصل گل ہو چکی اور حیف کہ تونے صباد
اب یہ جی چاہتا ہے بارون کو دکھلائیں کیا

کہ وہی گرم نشان ہے لب فرہاد ہنوز
وہی گل ہے وہی بلبل وہی فرہاد ہنوز
کوہ پر ہے اثر تیشہ فرہاد ہنوز
تازہ کرتا ہے صنم وہ صنم ایجاد ہنوز
ہم سے آگاہ نہیں وہ یہ بیداد ہنوز
(۲)
اپک ہم ہین نہ ہوئے قید سے آزاد ہنوز
خاک مجنوں کی ہوئی جاتی ہے فرہاد ہنوز
اک نہ اک بات نئی ہوئی ہے ایجاد ہنوز
(۳)
کہ بہاؤن مین ہے رسم تم فرہاد ہنوز
اڑکے آتی ہے ادھر نکبت فرہاد ہنوز
درد دل سے نہیں آگاہ یہ بیداد ہنوز
نہ گئی دل سے مگر الفت صباد ہنوز
نہ کیا قید قفس سے ہمیں آزاد ہنوز
(۴)
شاعری مین کوئی اپنا نہیں استاد ہنوز

(۱) ق - ساقط

(۲) م - بھی - ص ۱۲۸

(۳) م - ۰۰۰ سے یہ تکلف ہے عیان - ص ۱۲۸

(۴) م - ۰۰۰ ہے جاری تم فرہاد ہنوز - ص ۱۲۸

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - ساقط

(۷) ق - ساقط

(۸) م - نہیں اپنا کوئی - ص ۱۲۸

ہوئے دیوانہ زگی پر سخن آرائی سے

کرد ہیں سبکوں مضمون پری زاد ہنوز

- (۱) پہچان ہے باد زلف میں دل کا دھوان ہنوز
(۲) کافی نہیں گئی ہیں مری بیڑیاں ہنوز
کرتا ہے وجہ میں کیے بگولا غبار قہر
ناز واداسے ہو گئیں دل کی صفائیاں
منہ پر ہے اس کیے سبزہ خط سے وہی غبار
(۳) ہوسہ لیا تھا زور سے میں نے جو ایک دن
تھا ایک دن غبار رہ کا روان عشق
(۴) منزل کہ فنا کا نشان کر سے ہو چھٹے
(۵) آئینہ ہے یہ بات کہ ہم خاک ہو گئے
(۶) دل میں میرے غبار ہے اے بدگمان ہنوز
(۷) لیکن وہی زمین ہے وہی آسمان ہنوز
(۸) ہندوستان ہے عالم جادوستان ہنوز
(۹) پہنے ہوئے ہے زلف پری بیڑیاں ہنوز
آئے ہیں خط کی قید سے دیوانے چھٹ گئے

(۱) م - پہچان ہے دھن میں زلف کی دل کا دھوان ہنوز - ص ۱۲۹

(۲) م - کافی نہیں گئی ہیں - ص ۱۲۹

(۳) م - ہیں - ص ۱۲۹

(۴) م - ہوسہ کبھی لیا تھا بتوں کا جو زور سے
دہتا ہے گالیاں بہت نامہربان ہنوز ص ۱۲۹

(۵) م - فنا کی خبر - ص ۱۲۹

(۶) م - جا کر وہاں پھرا نہ کوئی کاروان ہنوز - ص ۱۲۹

(۷) م - آئینہ ہے کہ خاک میں ہم کو ملا دیا
پھر بھی ہوا نہ صاف تو اے بدگمان ہنوز ص ۱۲۹

(۸) ق - ساقط

(۹) ق - دیوانہ

(۱)

کیا زلک سے ہوئی ہیں زکی ہوشگاہان

ہے شب سے حرف ہوئے مہان درمیان ہنوز

(۲)

ہوا سے لڑتا ہے وہ ترک خانہ جنگ ہنوز

ہوا کے گھوڑے پہ ہے ترک خانہ جنگ ہنوز

(۳)

وہ شعلہ خو کے اڑاتا رہا پتنگ ہنوز

کہ دل میں ہے لب معشوق وہ حد تک ہنوز

جو سینہ دیکھا تو سمجھے کہ دل ہے سنگ ہنوز

پھری ہیں دل میں جوانی کی پرامنگ ہنوز

پڑا ہے رات سے خالی مرا پلنگ ہنوز

نہ دیکھے شمعِ عالم دورنگ ہنوز

کہ اس کی باد میں ہے آہ و پلنگ ہنوز

نشان داغ جگر ہے شرار سنگ ہنوز

جگر خراش جنون ہے فغان رنگ ہنوز

ہماری آہ سے ہوتا ہے دل میں تنگ ہنوز

وہی ہیں پگڑے ہوئے اس کے رنگ لٹکنگ ہنوز

ہوا ہے اب تو کس شمع رو کا پروانہ

مڑے سے پھرتے ہیں سینہ کے زخم چٹکارے

(۴)

صنائے تن سے ترے تھا گمان صنائی کا

(۵)

ہوائے موسم پوری سے ہوں اگرچہ اداس

توڑے فراق میں تڑپا کیا زمین پہ میں

وہی ہے پیش نظر اپنے غم کی یکہ رنگی

جنون تھا کہیں کو چشم و کمر کا لیلی کی

ابھی تلک غم فرہاد ہے پہاڑوں میں

سواد نجد سے پہونچا ہے دور ناقہ مگر

(۱) م - اہل سخن ہزاروں ہوئے خاک پر زکی

ص ۱۲۹

باقی جہان میں ان کے ہیں نام نشان ہنوز

(۲) م - طفل - ص ۱۲۹

(۳) م - اڑاتا پھرتا ہے جو شعلہ رو پتنگ ہنوز - ص ۱۲۹

(۴) م - صنائے تن سے تھا ہم کو ملائمت کا گمان

وہ سینہ دیکھ کے سمجھے کہ دل ہے سنگ ہنوز

(۵) ق - ساقط

- (۱) خزان حسن کا آغاز کچھ نہیں معلوم کہ چور نشہ میں ہے ترک خانہ جنگ ہنوز
(۲) وہی ہے ناز و تلافی وہی ہے آن دادا وہی ہے طرز جوانی وہی ترنگ ہنوز
(۳) شکستہ پانی قاصد کا دل میں دھڑکا ہے و گر نہ پیش نہ کرتا وہ عذر لنگ ہنوز
(۴) بڑھیں ہے ایسی معجونہ فزل کی ہم نے
(۵) کہ بار مشعرے میں دیر سے سینہ ترنگ ہنوز
(۶) باقی ہے اشک و آہ سے دل کا مزا ہنوز ہے آپ و گل میں آتش غم کی ہوا ہنوز
(۷) کہا قہر ہے کہ وصل کی شب ہو چکی تمام میں داستان غم بھی نہیں کہہ جا ہنوز
(۸) قربان تم پہ میں نے دل و جان تو کر دیے اس پر بھی آپ رہتے ہیں مجھ سے خطا ہنوز
(۹) فطرت سے دیکھتے ہیں نہیں آنکھ کھول کر شگل حجاب سر میں بھرا ہے ہوا ہنوز
(۱۰) آغاز خط ہے حسن کا قصہ کیا تمام سودائے عشق کی نہ ہوئی انتہا ہنوز

- (۱) م - خطار نشہ خویش ابھی نہیں آیا
س ۱۳۰
کہ مسہ ناز ہے وہ ترک خانہ جنگ ہنوز
(۲) م - وہی غرور جوانی ۰۰۰۰ س ۱۳۹
(۳) ق - ساقط
(۴) ق - اعجونہ - سہو گناہت
(۵) مشعرے - شعر پڑھنے کی جگہ
(۶) م - کو - س ۱۳۱
(۷) م - قربان ہوں میں صدقے دل و جان تو کر جا
س ۱۳۱
اس پر مجھ سے رہتے ہو بتاؤ خطا ہنوز
(۸) م - میں - س ۱۳۱
(۹) م - آغاز خط سے حسن کا انجام دان ہوا
س ۱۳۱
پر اپنے عشق کی نہیں کچھ انتہا ہنوز

(۱) آشتکی سے ربط نہ چھوڑ اے دل نگار
ہے گل کے ہاتھ میں سر زلف صبا هنوز

(۲) بان دست شوق سے ہے جگر چاک مثل گل
کھولے نہیں ہیں بار بے بند تھا هنوز

قصے تمام ہو گئے فرہاد و تبس کے
اور داستان عشق کی ہے ابتدا هنوز

(۳) کیا ہے دلکش ملاقات ہم سے ہو
بہچاننا نہیں ہے وہ نا آشنا هنوز

زیر فلک فغان سے مرے بعد مرگ بھی
گنبد میں کونجی ہے پڑی بہ صدا هنوز

دک دک کے دل میں خون ہوئیں حسرتیں کو
آتا نہیں زبان پر تیرا گلا هنوز

(۴) غش ہیں صنم کے لطف زبانی پر اے زکی
ہوسہ کا ہم نے کو نہیں پایا مزا هنوز

بہار پائے کہان حسن روئیے بار کی طرز
کہان سے لائے صبا زلف تابدار کی طرز

(۵) بہ عرس میں دل خونیں کے روشنی کے ہیں شہاٹ
سمجھ گیا میں چراغان لالہ زار کی طرز

(۶) بہ نہر خون جو بہاتا ہے ہنشہ فرہاد
اڑتی ہو نہ دم تیغ کو ہزار کی طرز

خط شعاعی خورشید سے نہ آنکھ چلے
بسی نگاہ میں جو آنسوؤں کے تار کی طرز

(۷) زبان غنچہ سوسن غموش رہتی ہے
اڑائے ہے جو مسی زہب لعل بار کی طرز

-
- (۱) م - اے دل نہ چھوڑ ابھی آہ سرد سے - ص ۱۳۱
- (۲) م - دل ہے یہ خار خار تنائے گل کی طرح ص ۱۳۱
- (۳) ق - ساقط
- (۴) م - غش ہوں زکی میں دیو سے پائے نگار ص ۱۳۱
- (۵) م - ساقط
- (۶) م - پناٹا - ص ۱۳۲
- (۷) م - گر - ص ۱۳۲

(۱) ستارہ سحر، سے مجھے یہ حیرت ہے کہ شکل آئینہ ہے چشم انتظار کی طرز
کہیں تو کہا کہیں اور بن کہے نہیں بنتی ہیں ہے مسئلہ جہرو اختیار کی طرز
(۳) مثال نور تجلی ہو ' دل میں اس کا مقام اڑائے ہوا اگر آہ سے نواز کی طرز
رہی جو شعلہ نشان چشم اشک خونین سے مرے نگاہ میں ہے آتشیں انار کی طرز
(۴) سخن سے میرے کئے ہیں عدد جو دل میں زکی

زبان نیز قلم میں ہے ذوالفقار کی طرز

دیکھے جو صفائے لب تقریر کے انداز آئینہ ہوئے - وھر شمشیر کے انداز
حیرت زدہ آنکھوں میں جو اشک شفیق ہیں ہیں پیش نظر شعلہ تصویر کے انداز
لون زور سے میں شمع رخ بار کے ہوسے ہیں باد مجھے شوقی گل گیر کے انداز
لکھا ہے مگر قلم زلف سے مکتوب معلوم ہوئے ہیج کی تحریر کے انداز
تعظیم کے پردے میں بنائے ہیں مجھے آہ میں خوب سمجھتا ہوں یہ توقیر کے انداز
آئینہ ہے دریا سے مجھے شورش سودا ہو موج میں ہیں زلف گرہ گیر کے انداز
وہ ابر میں پوشیدہ ہو یہ دل کے دھوئیں میں بجلی میں کہان نائلہ شب گیر کے انداز
آئے ہیں دیا اس نے ہمیں شربت دیدار یہ ہیں مرض عشق کی تدبیر کے انداز
کی دیر جوائی تو رہا محو تماشا ہم ہانگے قاصد تری تاخیر کے انداز
ہجاء ہے دھوان آہ کا سودائے جنون سے سکھے ہیں مگر نائلہ زنجیر کے انداز

(۱) م - ستارہ سحری کیا نشان حیرت ہے - ص ۱۲۲

(۲) م - صاف - ص ۱۲۲

(۳) ق - ساقط

(۴) م - زکی سخن سے میرے کئے ہیں عدد کیا کیا

ص ۱۲۲

زبان نیز قلم میں کوہا ہے ذوالفقار کی طرز

باتون میں لگا لینے کے ہیں خوب ہی ڈھب یاد
سمجھا میں زکی آپ کی تقریر کے انداز

- (۱) مہر کے تار شعاعیں ہیں شب تار کے پاس
چشم گرہان تھی جو شب دوش و ہر بار کے پاس
جلوہ گر صبح کا تارا ہے شب تار کے پاس
گوئی تم خوار نہیں عالم تنہائی میں
- (۲) زلف محبوب ہے یا طرہ زر تار کے پاس
ہار پھولوں کے دھے موتوں کے ہار کے پاس
وہ در گوش ہے یا طرہ خمدار کے پاس
حال دل کہتے ہیں جاکر درو دیوار کے پاس
- (۳) آئے کو ہری چمک کر تری تلوار کے پاس
اب تو دل ہی وہ رہا طالب دیدار کے پاس
توکسین چشم نہ آویں دل بیمار کے پاس
کچھو دفن مجھے بار کی دیوار کے پاس
- (۴) اس کی آنکھوں سے گمان نظر بد ہے مجھے
طلح طوبی ہے دل زار کو سایہ اس کا
لطف معنی کا ہے نزدیک سخن دانوں کے
آغوش اے دل دیوانہ اٹھائے نہ مزے
- (۵) محفل بار میں کیا جائے نہیں دست بھلا
سبزه رنگوں کی بہاریں ہیں عجیب سبہ خراش
قدر جوہر کی نکلتی ہے خریدار کے پاس
ہم جو کہتے تھے نہ جا شوخ ستم گار کے پاس
- (۶) کہہ رہا ہے یہ نہ کہ مرہم زنگار کے پاس

(۱) م -- ص ۱۲۲

(۲) ق -- یاد رکوش

(۳) م -- طوار - ص ۱۲۲

(۴) م -- گوئی تم خوار نہیں اپنے دل زار کے پاس
نالہ کرتا ہوں میں جاکر درد دیوار کے پاس

(۵) م -- محفل بار میں کیا جائے خالی ہاتھوں - ص ۱۲۲

(۶) م -- سایہ - ص ۱۲۲

(۷) ق -- ساقط

(۸) م -- محبت ہے - ص ۱۲۲

(۱)

دل مجنون سے ہم آغوش ہے لیلیٰ کا خیال شور خلخال ہے زنجیر کی جھنگار کے پاس

(۲)

پاس سے اشد کے مرے پیٹھے جو نزدیک رہے پاس اپنا نہ ہوا اور ہوئے اغیار کے پاس

(۳)

صورۃ شعلہ جوالہ بن برق نگاہ حلقہ بھلی کا جو دیکھا توے رخسار کے پاس

دیکھوں اکہ آن میں کیا زلف و رخ بار کی سیر تب بڑا ہے کہ شب و روز رہوں بار کے پاس

برق جان سوز ہے اے شوخ تو؟ گرجی حسن خون ہوئی جاگے نگہ شعلہ رخسار کے پاس

(۴)

اپ دکہ جہنے رہے درد جدائی میں زکی

شرم آتی ہے کہ کیا جائیے دلدار کے پاس

ہزار گل کا جگر خون ہوا ہزار افسوس

جگر خراش ہوا نالہ ہزار افسوس

ہوئی ہے خاطر آئینہ پر غبار افسوس

نمود خط سے مگدہ ہے طبع بار افسوس

اٹھا نہ داؤی مجنون سے پھر غبار افسوس

ہوا نہ پھر کسی ناقہ گاوان گزر افسوس

(۵)

ہوئی نہ تن سے جدا جان پر قرار افسوس

یہ قہر ہے کہ شب وصل ہوگئی آخر

بھری ہوئی ہے لہو سے زبان خار افسوس

کیا ہے آبلہ پایوں کا حال دل جو بیان

کہ دل شکستہ رہیں ہم سے جان نثار افسوس

خیال کر کے تو ظالم نگاہ نور سے دیکھ

رہی نہ شہنہ زلف ناہدار افسوس

ہمارے پاؤں کی زنجیر آہ ہے کافی

(۱) م - دشت وحشت میں جو ہر لیلیٰ و مجنون یک جا

ص ۱۲۳

شور خلخال ہو زنجیر کی جھنگار کے پاس

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - ساقط

(۴) م - عالم نور تصور کا تماشا ہے زکی

ص ۱۲۳

سیر گزری ہے جو خوبان طرحدار کے پاس

(۵) م - غضب ہوا کہ ۰۰۰ - ص ۱۲۴

- (۱) شب فراق میں پہونچا شباب بہک اجل
 اٹھائے پائے نہ ہم لطف انتظار افسوس
 بہار فصل چمن کچھ نہ دیکھتے پائے
 تمام عمر گئی اپنی خستہ جانی میں
 بہ آئے ہے مجھے رہ رہ کے بار بار افسوس
 ہر نگہ غنچہ وہ ہوتے زکی اگر گویا
 ہمارے حال پہ کرتی زبان خار افسوس
- (۲) جنون نے کوچ کیا چل بسی بہار افسوس
 نہ وہ چمن ہے نہ وہ گل نہ وہ بہار افسوس
 یہ شب حال در گوش میں سحر ہوتی
 تجلیان ہوئیں طور و قہر پہ جلوہ نما
 گئیے شباب کے دن رنج اور مصیبت میں
 ہوا جو خون دل درد آشنا تماثل سے
 مٹا یا سبزہ عارض کو تو نے رشک چمن
 جنون سے ربط چھٹا دل کو ہے پریشانی
 دکھائے دیر تلک چشم خون نشان کی بہار
 تریب وصل کا وعدہ ہے میں پہ مرنے ہوں
- (۳) جگر میں خون ہوئیں حسرتیں ہزار افسوس
 خزان ہے داغ دل زار پر ہزار افسوس
 ستارہ ریز نہیں چشم انتظار افسوس
 اٹھے جدک کے جگر سے نہ بان شرار افسوس
 خزان کے ساتھ کلا موسم بہار افسوس
 زبان بار پہ گزرا ہزار بار افسوس
 لٹی بہار گلستان سبزوار افسوس
 کہ دل شکستہ ہوئی زلف تابدار افسوس
- (۴) رہی نہ زندگی آتشیں انار افسوس
 کہ بس تمام ہوا لطف انتظار افسوس
- (۵) (۴)

(۱) م - شباب - ص ۱۲۲

(۲) م - یہ آتی ہے - ص ۱۲۲

(۳) م - دلون - ص ۱۲۲

(۴) م - میں گزر جاتی - ص ۱۲۲

(۵) م - کہ دل شکستہ ہوئی طبع زلف بار افسوس - ص ۱۲۲

(۱)
شب فراق سحر ہوگئی زکی لیکن
پھری نہ گرد شد دوران روزگار انوس

ریح اٹھائے مین بہ اے غمزہ صبا کہ پس
تبد مین ایسا کہے نالہ و فریاد کہ پس
ہے گلزار ارم دیر غم آباد کہ پس
ہم رہے فصل چمن مین بھی بہ ناشد کہ پس
تبد سے چھٹ کرے اگر فصل چمن دکھو نہون
(۲) عمر پھر جو رو جلا ہم نے اٹھائے لیکن
(۳) ہر دم آنکھوں مین رہن کشتہ دیدار کی روح
(۴) رشک گلزار ارم دھر ہے محبوبوں سے
(۵) عرصہ شادی و غم کو نہیں زنبار قرار
(۶) نہ تو اپنا ہی کیا اور نہ ہمیں پھر دیا
(۷) اے زکی فکر نہ دے ہاتھ سے کرشتہ ہوش
ہاندھئے اسے ہی مضمون پری زاد کہ پس

-
- (۱) م - شب فراق سحر ہوگئی تمام ولے - ص ۱۲۵
(۲) م - کہ قدر جو رو جلا ہوئے اٹھائے ہم نے - ص ۱۲۵
(۳) م - نہ کیا منہ سے کہیں اے - ص ۱۲۵
(۴) م - یہ شعر غزل نمبر ۱۹۶ مین درج ہے - ص ۱۲۶
(۵) م - یہ شعر غزل نمبر ۱۹۶ مین درج ہے - ص ۱۲۶
(۶) م - یہ شعر غزل نمبر ۱۹۶ مین درج ہے - ص ۱۲۶
(۷) م - یہ شعر غزل نمبر ۱۹۶ مین درج ہے - ص ۱۲۶
(۸) م - یہ شعر غزل نمبر ۱۹۶ کا مقطع ہے - ص ۱۲۶

- (۱) کیا میں غریب سے گئے ہیں ستم ایجاد کہ ہیں
(۲) فصل گل میں رہے ہم ایسے ہیں ناشاد کہ ہیں
(۳) حسرتیں دل کی اسیری میں نکالیں ہم نے
جب کھنکھاتا سان پر نہج دل جان سوز کے بعد
(۴) یہ ارم سے گئے کیا کلمہ سنگ دلی
(۵) دم آخر ہمیں صبا دے چھوڑا صد حیف
دیکھ کر حور و ملکہ صل علی کہتے ہیں
دیکھ کر سنگ دلی کو تری اے آئینہ رو
خون کے فوارے سے اڑتے جو لگے دل کے شرار
زندگی ہے تو کبھی قید سے چھوٹیں گے مگر
(۸) گرچہ ظاہر میں خوش سے ہے سروکار ولی
دل کے مشتاق ہیں کیا تازہ مضامین زکی
اپنے عاشق ہیں وہ معشوق پری زاد کہ ہیں
- تو وہ بیداد ہے اے شوخ پری زاد کہ ہیں
حیف یوں مفت کیا موسم فرہاد کہ ہیں
یعنی ایسے ہیں گئے نالہ و فرہاد کہ ہیں
یہ شرر ریز ہوا خنجر بیداد کہ ہیں
ایسی ہیں پھوٹ گئی قسمت فرہاد کہ ہیں
(۶) کیا ہوئے رنج و مصیبت سے ہم آزاد کہ ہیں
ہے یہ کچھ نام خدا حسن خداداد کہ ہیں
پانی ایسا ہوا آئینہ فولاد کہ ہیں
(۷) تھا یہ پرواز میں رنگ رخ فساد کہ ہیں
اس قدر باد کریں گے تجھے صبا کہ ہیں
جان شیریں یہ یہ کچھ ہے غم فرہاد کہ ہیں

- (۱) م - گئیے - ص ۱۲۶
(۲) ق - ساقط - مطبوعہ مطلع - ص ۱۲۶
(۳) م - نکالیں کیا خوب - ص ۱۲۵
(۴) ارم - ایک ملکہ کا نام جو درمیان ایران روم اور فرنگ کے واقع ہے
(۵) م - افسوس - یہ شعر فزل نمبر ۱۹۵ میں درج ہے - ص ۱۲۵
(۶) م - قید مصیبت - ص ۱۲۵
(۷) ق - فساد - سہو کتابت
(۸) م - اسیر - ص ۱۲۶
(۹) م - یہ مقطع نمبر ۱۹۵ میں تحریر ہے - ص ۱۲۵

تیز ہوشعلہ زہانی سے دھن میں آتش
 (۱) پھونک دے شعلہ آواز سخن میں آتش
 سانس ہے شکل تشنگ اپنے دھن میں آتش
 (۲) آہ کی برق سے پھڑکی ہے سخن میں آتش
 شمع محفل ہے کوئی سیم پر سرخ لباس
 (۳) شعلہ رو ہے چمنستان سخن میں آتش
 آئے ہاں داغ جگر دل کے دھوئیں میں پنہان
 (۴) صورت شمس و قمر ہے یہ کہن میں آتش
 شعلہ عشق سے رہتی ہے جوں جوں گریں دل
 (۵) سب عناصر سے ہے افزون مرے تپ میں آتش
 خانہ گور ہوا شہر چراغان بہار
 (۶) دل کے داغوں سے یہ پھڑکی ہے گل میں آتش
 چشم خون میں ہیں آنسو کہ شور پر شبنم
 داغ ہے چاک جگر میں کہ چمن میں آتش
 رشک گلریز میں اعضا مرے جوں شاخ چنار
 گریں عشق نے پھونکی ہے بدن میں آتش
 نیرے ہونٹوں نے کہا ہے جگر لعل کو خون
 دی تسم نے دل برق یمن میں آتش
 داغ دل باد ازل ہے جگر افکاروں کو
 ساتھ لایا کل نورستہ گل میں آتش

(۱) م -- شور آہ سے پھڑکی جو سخن میں آتش (مطلع ص ۱۲۷)
 دم ہوا شکل تشنگ اپنے دھن میں آتش (

(۲) م -- شمع محفل ہے جو وہ سیم گل کون پوش (ص ۱۲۸)
 شعلہ رو ہے چمنستان سخن میں آتش (

(۳) م -- داغ دل رہتے ہیں آہوں کے دھوئیں میں پنہان (ص ۱۲۸)
 مثل خورشید و قمر ہاں ہے کہن میں آتش (

(۴) م -- ہو گیا شہر خموشان میں چراغان کا سماں - ص ۱۲۸

(۵) م -- سے جو روشن ہے - ص ۱۲۸

(۱)	ہوسہ لعل لب بار سے لذہ ہے مجھے	(۲)	شکل گل گہر میں لپٹا ہوں دھن میں آتش
	خستہ جانوں کی غریب کا جواحوال سنا		ہے شفق سے جگر صبح وطن میں آتش
	شور عشق ہے دل میں کہ سلگتی ہے ہڈی		جون رگ سنگ ہر اکہ موٹے بدن میں آتش
(۲)	لب محبوب سے دیکھی یہ تبسم کی بہار		کہ لگی ہے جگر لعل عدن میں آتش
	تیز ہوتا ہے دم سرد سے بان داغ جگر	(۲)	اور بھڑکاتے ہے کافور گلن میں آتش
	سرخ بان سے ہوئی تھر تبسم کی بہار		اور بھڑکی چمن برق بدن میں آتش
	نہ تو لالہ ہے نہ گل ہے نہ فغان ہلہل		آشیان جلتے ہیں اور بھڑکی ہے چمن میں آتش

ظاہرا شعلہ فشان ہے سخن گرم زکی

جون حنا رہتی ہے پنہان مرے تن میں آتش

(۵)	نالہ ہے جوش پر دل آتش بجان خموش	(۶)	مہمان گرم شکوہ ہے اور میزبان خموش
	پوشیدہ ہے وہ گرم سخن اور عیان خموش		جون شمع لالہ ہے دل آتش بجان خموش
(۸)	گیا دور شور فصل چمن سے ہوا ہوا		ہلہل اداس بیٹھی ہے اور باغبان خموش

(۱) م - ہوسہ لعل لب بار کا مشتاق ہوں میں - ص ۱۲۸

(۲) م - لے لپٹا ۰۰۰ ص ۱۲۸

(۳) م - ساقط

(۴) م - بدن - ص ۱۲۸

(۵) م - ساقط

(۶) م - دل - ازردہ جان - ص ۱۲۶

(۷) م - مہمان تو گرم ص ۱۲۶

(۸) م - گویا چمن سے رخصت فصل بہار ہے - ص ۱۲۶

نالہ ہے لاکہ پر جس کا روان خموش	(۱)	مجنون نا توان کو نہیں طاقت و توان
اور میں ہوں آئینہ کی طرح درمیان خموش	(۲)	استاد عشق طوطی دل سے ہے حرف زن
عالم رہا تمام کران نا کران خموش		گرم سخن جو نالہ شب گہرا تھا
پڑھیں دے سوز بلبل آتش زبان خموش	(۳)	ہم ہیں چین میں مرتبہ خوان شہید عشق
ہوئے گہی نہ بلبل ہندوستان خموش	(۴)	و ہتی ہے اس چین میں ہمیشہ بہار عشق
ہوتا ہے رنگ لالہ سے نشان خموش	(۵)	اشکون کے ساتھ جنبش مزگان ہے سدا
آہ و فغان نہ کر دل دیوانہ ہاں خموش	(۶)	ہریون کی انجمن کہیں افسردہ دل نہ ہو
حیرت میں رہ گیا وہ بہت بدگمان خموش		آئیے نکل جو دہدہ حیران سے اشک غون
ہر شرط ہے کہ شمع بھی ہو درمیان خموش	(۷)	معمشوق شرمگین سے ہو خلوت میں لطف وصل
دکھتی ہے مجھ کو حسرت عہد خزان خموش		میں یہ قرار نالہ و فریاد ہوں مگر
باہل ہے گرم آہ و فغان باغبان خموش		سوتاہا ہیں گوش گلون پر نگاہ کر
دیکھا تجھے یہاں اے بہت شہین زبان خموش	(۸)	ہم تلخ کام رہ گئے مشتاق بہک سخن

- (۱) م - نہیں تاب انتظار - ص ۱۲۶
- (۲) م - دل ہے یہ صرف زن - ص ۱۲۴
- (۳) م - سدا جوش پر بہار - ص ۱۲۴
- (۴) م - زبہار ہو نہ - ص ۱۲۴
- (۵) م - افسردہ دل نہ ہو کہیں ہریون کی انجمن - ص ۱۲۴
- (۶) م - شور - ص ۱۲۴
- (۷) م - جس جاہتا ہے بار سے گرم سخن ہوں میں
اس شرط پر کہ شمع بھی ہو درمیان خموش ص ۱۲۴
- (۸) م - مشتاق اک نگہ کے رہے تلخ کام عشق - ص ۱۲۴

ہوس کے حسن کی جو خریداریاں ہیں کرم اک ایک کو دیکھتی ہے زلیخا وہاں غموش
طرز سخن سے لطف اٹھاتے ہیں اے زلی محفل میں بیٹھتے ہیں کہیں ننگہ دان غموش

- (۱) دکھائے پردہ میں لطف بہار گلشن رقص وہ سرخ پوش کرے جب اٹھا کے دامن رقص
کرے مڑے میں جو آکر وہ شوخ بر فن رقص ہوائے شوق سے دکھائے شمع روشن رقص
(۲) جو حسن پار ہو دیو و حرم میں جلوہ نما تو شیخ وجد میں آوے کرے بوجھن رقص
زمین سے تیر کا نقشہ اڑے جدا ہو کر کرے جو ہمسلا، فرقہ کا سنگ مدفن رقص
(۳) صدائے جنتیں بڑگان سے گھونگھروں سے بچیں، یہ پتلیاں جو کریں چشم ترمین چمن چمن رقص
(۴) جو پیرستون میں کہیں عرس کوہ کن ہووے کرے مزار پہ آکر نسیم ارمین رقص
جو بزم ناز میں رقاص ہووے پروا ہو کر دکھائے مشعل رخسار کو کرے روشن رقص
نسیم سہج بھی دیکھتے تو دم بھڑک جائے کرے یہ ہمسلا شیخ ادا کے گلشن رقص
عبان ہو رنگ شفق آفتاب عارض پر کرے جو سر پہ الٹ کر وہ شوخ دامن رقص
وہ شوخ چشم جھروکوں میں انکھایاں چولڑائے دکھائے مرد مک چشم شوخ روزن رقص

(۱) م - وہ سرخ پوش کرے جب اٹھا کے دامن رقص ()
مڑے میں آئے دکھائے بہار گلشن رقص ()

(۲) م - دوست - ص ۱۳۹

(۳) م - خیال اس پت رقاص کا آئے روئے میں - ص ۱۳۹

(۴) م - تو پتلیاں بھی کریں - ص ۱۳۹

(۵) پیرستون - نام بہار کا جس کو فرہاد نے شعل شہین میں تراشا تھا -

مثال برق جمعہ جائے غمزہ کافر
 کرے جو آنکھوں میں اس ہمت کی شوخ چتون و قس
 (۱) عجب تہین طہش دل سے گر ہوئے ہر بھی بگولا بن کے کرے اپنی خاک بن بن و قس
 (۲) عیان ہو آئینہ خانہ میں ناچ ہیوں گا کرے جو آنکھوں میں اپنی وہ شوخ چتون و قس
 نسیم کوئیے صنم سے ادھر جو آئے زکی
 دکھائے وجد میں ہر اک تہال گلشن و قس

دکھتا ہوں اس کے سبزہ و خسار سے غرض ہے زخم دل کو مرہم زنگار سے غرض
 (۳) ہے گشتگو فیہ بار کی تکرار سے غرض اقرار سے ہے کام نہ انکار سے غرض
 (۴) گیا زخم دل پر اپنے چھڑکے دھین نہ کہ حاصل ہے بوسہ لب دلدار سے غرض
 (۵) اغراض جس کو سادہ ملاقات میں بھی ہے (۶) کہا قہر ہے اس آئینہ و خسار سے غرض
 (۷) گریہ و ہر بھی توڑ گئے چھوڑے تو واہ واہ عباد کو ہے جان گرفتار سے غرض
 (۸) کھر میں ہمارے آگے وہ شوخ سو رہا نکلی نہ حیف دولت بیدار سے غرض
 (۹) ہے جان پر توار کو سودائے اشتیاق نہ حشر سے نہ وعدہ دہدار سے غرض

(۱) ق — ساقط

(۲) ق — ساقط

(۳) م — انکار سے نہ کام نہ اقرار سے غرض - ص ۱۳۹ مطلع

(۴) م — زخم جگر پہ اس کے نہ چھڑکے کھی نہ کہ - ص ۱۴۰

(۵) اغراض — چشم پوش کرنا - در گزر کرنا

(۶) م — سے بھی ہو - ص ۱۴۰

(۷) م — کہا لطف ہے - ص ۱۴۰

(۸) م — دلدار - ص ۱۴۰

(۹) م — ہے تاب غم کو ہے سر سودائے انتظار
 { ص ۱۴۰
 { محشر سے نہ کچھ وعدہ دہدار سے غرض

قاصد کے منہ سے لطف ہے بہنام وصل کا یہ ہے مزا کہ دکھتے ہیں تکرار سے غرض
اس ماہ رو کے حسن کو خط نے کہا دوچند دیکھا کہ آئینہ کو ہے رنگار سے غرض
صحرا میں دیکھتا ہے تماشاؔ لہ زار یہ آبلوں کو ہے غلش خار سے غرض
(۱)
یوسف نے کہا تھا زلیخا سے اے زکی
ہرگز نہ رکھ تو شاہد بازار سے غرض

(۲) چہکے کو تیغ ادائیے یہ ہے پھر سے شرط خندہ زخم کرے برقی کی شمشیر سے شرط
(۳)
سوز پتھان کو سخن کی ہوئی تحریر سے شرط دل کے داغوں سے بندھیں شعلہ تصویر سے شرط
تم بھی اے آئینہ رو آگے تماشا دیکھو دل کی حیرت میں ہے آئینہ تصویر سے شرط
ہم نے کہا گھات نہ کی ہو نہ ہوا وصل نصیب خاک نہ پھر کرے گردش تقدیر سے شرط
(۴)
ہو گیا اس غزالوں کو بہانوں سے گرد سرمہ کی یہ تھیں سرمہ تسخیر سے شرط
(۵)
وعدہ و صل ہے بہنام اجل پر موقوف نامہ ہو صاف بیان ہے تری تقریر سے شرط
(۶)
ہاں مددگار ہو اے شور و فغان دل زار شور خلخال کی ہے شیون زنجیر سے شرط
(۷)
بزم تم میں جو ہوئے کم سخن کے چرچے دل حیران کی ہوئی فلجہ تصویر سے شرط
(۸)
سرمہ چشم غزالان ہوئی گرد صحرا خاک مجنوں نے یہ کی سرمہ تسخیر سے شرط

(۱) م - ہر جائیوں کی چاہی میں دل خون ہوا زکی ص ۱۲۰

دکھتے کہیں نہ شاہد بازار سے غرض

(۲) ق - جب کرے - سہو بکاہ

(۳) ق - ساقط

(۴) م - ساقط

(۵) م - قاصدا - ص ۱۲۰

(۶) ق - ساقط

(۷) ق - ساقط

(۸) ق - ساقط

(۱)
 نہ گئیے پیش دل زار کی بہتاں سے سینکڑوں بار ہوئی اس بہتے سے بہر سے شوط
 عشق بازی میں تو نقد دل و جان ہار چکے باندھے وصل کے لہب کی کسی قدیم سے شوط
 قلم نکتہ رقم بیچ میں منصف ٹھہرا جب غموشی کی ہوئی قوت ثقیل سے شوط
 گر شب وصل پریشان نہ ہو زلف حواس دل کی لہروں سے بندھے زلف کرہ کبر سے شوط
 بن گیا تار نظر مثل شعاع غور شد تھی چمک میں جو طلائی تری زنجیر سے شوط
 دخل کیا ہے کہیں نسبت بھی ہے کچھ حرف ہی کیا پنچہ آہ کی اور دامن نائبر سے شوط
 باد اس طرہ پہچان کی مددگار رہے دل کی لہریں جو کہیں نالہ زنجیر سے شوط

(۲)

جلوہ آرا ہو جو روشن گویٰ ذہن زکی

جوہر طبع کرے جوہر شمشیر سے شوط

ہم کو ہے جیتے جی تو چمن کی ہوا سے ربط بعد ثنا غبار کو ہوگا صبا سے ربط
 (۳)
 کیا لطف ہے بہار جنوں کی ہوا سے ربط زلف پری سے کاش کہ ہوگا بلا سے ربط
 گر داغ ہو جگر تو ملے لطف لالہ زار دل خون ہو تو کچھلے رنگ حنا سے ربط
 (۴)
 آخر نہ ٹوٹ جائے تو پہونچے کہاں تلک بے انتہا جو بڑھنے لگے ابتدا سے ربط
 (۵)
 بیگانگی جہان سے قیامت ہے وقت مرگ دشوار کیا چھڑائے بڑے جا بجا سے ربط
 (۶)
 دو دن کو مہربان ہے تو دو روز ہے خدا اس بے وفا سے رہتا ہے یون ہی سدا سے ربط
 (۷)

(۱) م - تھی جو کم ملتے کی اس کاثر ہے بہر سے شوط - ص ۱۲۰

(۲) م - - جلوہ آرا فروغ دل سوزان تو زکی - ص ۱۲۱

(۳) م - مطلع - ص ۱۲۱

(۴) ق - چھوٹ

(۵) م - - مشکل یہ ہے کہ چھوٹے ہیں جا بجا سے ربط - ص ۱۲۱

(۶) م - - دو ہفتہ پھر خدا - ص ۱۲۱

(۷) م - - سے تو نہیں رہتا سدا سے ربط - ص ۱۲۱

روح روان کے اس سے وحشت ہوئی مجھے	دیوانگی ہے آہوئے دشتِ فنا سے ربط
(۱)	
بہجان پر ہم اپنے ہی غش ہیں کہ واہ واہ	بہدا کیا ہے کس پہ نا آشنا سے ربط
جی چاہتا ہے ہم بھی ہوا خواہ عشق ہوں	ہیں ہوئے گل کے گرم نسیم و صبا سے ربط
انجام کار کو بھی ذرا سوچ لیجئے	بہونچائے بہم جو کسی سے نا سے ربط
ہے خود یہ تھے کہ آپ کو پہچانتے نہ تھے	تھے جب کہ اپنے اس پہ نا آشنا سے ربط
(۲)	
دل چھیننے میں سیکھ لے نہ عباربان کہیں	اس دسے نازنین کو ہے نژدِ حنا سے ربط
کا حسن نے حجاب کرے دلفر بہبان	شوخی کی خوبیاں ہیں نگاہِ حبا سے ربط
لہلی سے تہا ہم درسِ دردِ شوق تھا	رکھتے ہیں حسن و عشق بہم ابتدا سے ربط
(۵)	
گر اپنی روح سے تجھے الفت کمال ہے	تو پھر ضرور چاہئے امرِ خدا سے ربط
ایامِ زندگی میں تھے غفلت کے مجھ کو دھیان	رکھتا ہوں مدتوں سے میں عہدِ فنا سے ربط
صحبت میں چند روزگی کیا ہی خلا ملا	گوہا کے جان و تن میں رہا ہے سدا سے ربط
	(۶)
کب ہے یقین کہ عمرِ دورِ روزہ کرے وفا	
کیا کہجئے زگی کسی دہرِ آشنا سے ربط	
(۷)	
نسرودہ دل کو نہ ہو کچھ بہام ہار سے خط	اشائے غنچہٗ یزمرہ کا بہار سے خط

(۱) م - غش ہوں میں انتخاب پر اپنے کہ واہ واہ - ص ۱۲۱

(۲) م - کیوں کر نہ دل اڑانے کی عباربان اڑائے - ص ۱۲۱

(۳) م - ہیں نگہ کا حبا سے ربط - ص ۱۲۱

(۴) ق - تھے

(۵) م - روح ہے محبت تجھے کمال - ص ۱۲۱

(۶) ق - وہی

(۷) م - وصال - ص ۱۲۲

نہ اہم سے نہ سے نہ کچھ بہار سے خط (۱)
 ہزار طرح سے ہے نالہ ہزار سے خط (۲)
 نگاہ روح کا عالم ہے کون دل مشتاق (۳)
 ملا ہا خاک میں اس کی کدورتوں نے ہمیت (۴)
 بہ دل ہو خون تما میں ہوسہ کی کب دک
 تہسم لب شہین سے ہے فروغ سخن
 ہوا جو نالہ لہلی کا وہ ہلا گردان
 جگو کے آہلے جتنے تھے سب کے سب ٹوٹے
 جگر میں خون ہو غم سے مثال رنگ حنا
 جگو کے داغ کا ہم زہر خند بھول گئے (۵)
 پس جو آنکھوں میں کیفیت تجلی طور
 جگو کا داغ ہے مانند شعلہ فانوس
 عجب مزا ہے کہ جس لوٹتا ہے کیا کہنے
 خزان میں کہنے کہ کیا کیا کزرتے دل پہ ملال
 خیال وصل جو دل میں بسا ہوا ہے زکی (۸)
 مزا یہ ہے کہ اٹھائے ہیں انتظار سے خط

جو دل بھی اٹھے تو ہو چشم اشک بار سے خط
 کہ رنگ رنگ میں ہے جلوہ بہار سے خط
 کہ جان زار کو ہے چشم انتظار سے خط
 اٹھائے خوب دل بار کے غبار سے خط
 کہ پائے ہائے حنا بستہ نگار سے خط
 اٹھائے شکرین خندہ شوار سے خط
 اٹھائے قہس نے بیتابی ہزار سے خط (۵)
 ملے ہمیں یہ تیرے موتیوں کے ہار سے خط
 جو پائے دست حنا بستہ نگار سے خط (۶)
 ملا بہ خندہ شمع سر مزار سے خط
 نثر اٹھائے ہر اک سنگ کے شوار سے خط
 تن نزار کو ہے جان پر قرار سے خط
 مری نگاہ میں ہے جو بھی انتظار سے خط
 اٹھائے ہوتے جو کیفیت بہار سے خط

-
- (۱) م - ہزار طرح سے نالہ ہزار طرح سے خط - ص ۱۴۲
 (۲) م - اے - ص ۱۴۲
 (۳) ق - ساقط
 (۴) ق - ساقط
 (۵) م - شوار
 (۶) م - جو - ص ۱۴۲
 (۷) م - جو دل میں خندہ شہین بسا ہو اے فرہاد - ص ۱۴۲
 (۸) م - مرنے میں خوب اٹھائے ہیں انتظار سے خط - ص ۱۴۲

(۱) ہے تکلف ہوہم آغوش دل پروانہ شمع
 اپنی محفل کو نہ سمجھے صحبت بیگانہ شمع
 (۲) اپنی بزم غم کی دیکھیں چشم نئے روشنی
 آستین فانوس ہے اور گرہ مستانہ شمع
 (۳) گل کے چاک پورہن سے کھل گیا راز جنون
 روئے اور ہسنے سے پہچانا کہ ہے دیوانہ شمع
 (۴) دل جگر ہون گوش شادی بزم حسن و عشق میں
 ہو ہر پروانہ باہان نائے نویت خانہ شمع
 (۵) ہجر کی شب رشک سے جلتا ہے داغ انتظار
 کہچھے پھر کبر طرح روشن گر کاشانہ شمع
 (۶) پس تکلف ہر طرف اے اختلاط حسن و عشق
 دل مرا پروانہ ہے اور جلوہ جانا نہ شمع
 (۷) حسن سے اسباب یک رنگی ہے حاصل عشق کو
 شمع کی پروانگی سے ہے ہر پروانہ شمع
 (۸) رات بھر جلتی ہے کیا داغ دل کے رشک سے
 دیکھ کر راشک پری خانہ ہوا کاشانہ شمع
 (۹) اب تو دے جام صبحی ساقی دوران کہیں
 کر چکی معصوم اپنی عمر کا پیمانہ شمع
 ہر پتنگے کے دل صد چاک سے شب تا سحر
 زلف دور آہ کو کرتی وہی کاشانہ شمع
 سبزہ صحرا نشین ہر سال چادر سبز لائے
 اپنی تربت پر چڑھائے آتش ویرانہ شمع
 غیر کے مطلب کی خاطر کرتے ہیں ہم خون جگر
 ہاں سخن فانوس ہے اور معنی بیگانہ شمع
 (۱۰) چون زبان خامہ اے گل گیر کاٹ اس کی زبان
 ہم ہیں گرم گرہ اور ہنستی ہے گستاخانہ شمع

(۱) م - غم - ص ۱۴۲

(۲) م - بزم جاناں میں جو دیکھوں گرمی پروانہ شمع - ص ۱۴۲

(۳) م - پروانہ - ص ۱۴۲

(۴) م - راز نہان - ص ۱۴۲

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - ساقط

(۷) م - حسن نے خود عشق کو تکلیف پکڑنگی کی دی - ص ۱۴۲

(۸) م - مرا - ص ۱۴۲

(۹) م - اپنی زبان - ص ۱۴۲

(۱)

جے نکلے ہو ہم آغوش دل پروانہ شمع

(۲)

اپنے بزمِ فم کی دیکھیں چشمِ ترسے روشنی

(۴)

گل کے چاک پرہن سے کھل گیا راز جنوں

دل جگرہون گوش شاہ عزیز حسن و عشق میں

(۵)

ہجر کی شب رشک سے چلتا ہے داغِ انتظار

(۶)

بس نکلے ہو طوفِ اے اغلاط حسن و عشق

حسن سے اسبابِ بکرتگی ہے حاصلِ عشق کو

رات بھر چلتی ہے کیا داغِ دل کے رشک سے

اب تودے جاں صبحِ ساقی دورانِ کہن

ہر ہنگامے کے دل صد جاگ سے تپتا سحر

سبزہ صحرا نشین ہر سال جا در سبز لائے

نیر کے مطلب کی خاطر کرتے ہیں ہم خون جگر

(۹)

جون زبان خامہ اے گل گہر کاغذ اس کی زبان

اپنی محفل کو نہ سمجھے صحیفہ بیگانہ شمع

آستینِ ظنوس ہے اور گہرے مستانہ شمع

روئے اور ہنسے سے پہچانا کہ ہے دیوانہ شمع

ہو ہر پروانہ بلبلانِ نافرینِ توہ خا نہ شمع

کچلے پھر کس طرح روشن کر کا شا نہ شمع

دل مرا پروانہ ہے اور جلوہ جا نا نہ شمع

شمع کی پروانگی سے ہے ہر پروا نہ شمع

(۸)

دیکھ کر رشک پری خا نہ ہوا کا شا نہ شمع

گرچہ مصور اپنی عمر کا پیمانہ شمع

زلفِ دور آہ کو کرتی رہن کیا شانہ شمع

اپنی فریبہ ہر چڑھائے آتشِ ویرا نہ شمع

بان سخنِ ظنوس ہے اور معنی بیگانہ شمع

ہم ہیں گرم گریہ اور ہنستی ہے گستاخانہ شمع

(۱) م - فم - ص ۱۴۲

(۲) م - بزمِ جاناں میں جود بکھون کریں پروانہ شمع - ص ۱۴۲

(۴) م - پروانہ - ص ۱۴۲

(۴) م - رازِ نہان - ص ۱۴۲

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - ساقط

(۷) م - حسن نے خود عشق کو نکلے بکرتگی کی دی - ص ۱۴۲

(۸) م - مرا - ص ۱۴۲

(۹) م - اپنی زبان - ص ۱۴۲

اس کے مرجانی پہ روتی ہے سحر سے شام تک لیے کے آغوش نظر میں لاشہ پروانہ شمع
وحشت آباد جنوں جون وادی امن بنے جو کرے روشن وہاں داغ دل دیوانہ شمع
(۱)
جلوہ ساقی نے دکھلایا ہے یہ نورنگہ حسن بن کہا دست نگار آلودہ میں بہمانہ شمع
ہزم حسن و عشق میں جب ہووڑگی کرم سخن

اہل دل پروانہ ہوں اور کوئی انسانہ شمع

(۲)
دلون پہ شہفتگی ہے وہ موئے پہچان جمع عجب کہ جمع پریشان ہے اور پریشان جمع
(۲)
یہ پاؤں ہیں کہ تڑپیں جنوں کی زنجیریں نہ ہاتھ ہیں کہ گریں دامن گریبان جمع
جوانس وحشت دیرینہ ہے تو کہو نسیم غبار قہر کریں آہوئے بہیمان جمع
بجا ہے لکھے جو شہجرف سے مرے اشعار کہا ہے خون جگر کھا کے میں نے دیوان جمع
خیال زلف کا قصہ ہے ابھی ہنگور دراز کرے حواس تو اپنے دل پریشان جمع
(۴)
نشان داغ دل قہر صاف روشن ہو جو جن کے کچھے سب ذرہ بہیمان جمع
بہار جلسہ بارانہ باد آتی ہے جو دیکھتا ہوں کہیں محفل پریشان جمع
(۵)
جہان میں آگے کوئی جوہر اپنا خاک دکھائے کہ کھو چلا ہے بہان آگے ابرنسان جمع
(۶)
بدن کے جز ہوں پراگندہ عہد ہیرو میں رہے خزان میں نہ شیرازہ گلستان جمع

(۱) ق۔۔ ساقط

(۲) ق۔۔ دلون پہ شہفتگی ہے اور وہ موئے پہچان جمع

ہوئی ہیں جمع پریشان اور پریشان جمع

(۳) م۔۔ یہ پاؤں میں کہ اڑاتے ہیں خاک تا یہ فلک

(۴) م۔۔ ۰۰۰ کچھ تو ہو روشن - ص ۱۲۴

(۵) ق۔۔ جہان میں کوئی جوہر کو اپنے کو خاص دکھائے - مصرعہ نا موزون ہے -

(۶) ق۔۔ شہاب جائے تو ان پر جنوں کا دفتر ہو -

میں نزل میں مناؤں گا اے زکیٰ ان کو

(۱)

جو اب کے فصل چمن میں ہوئے نزل خوان جمع

تو ماہتاب سے ہو نور آفتاب طلوع

ستارے ہوتے ہیں جون آتشیں حباب طلوع

کریں فلک پہ قبر جون تہ سحاب طلوع

کہ انکھڑیاں سے ہوا نشہ شراب طلوع

کہان وہ دن کہ کریں طالع شہاب طلوع (۵)

کہ دل سے کرتا ہے خورشید اضطراب طلوع

نگاہ سے جو کریں آفتاب خواب طلوع

ہر اک حرف سے ہو نجم آب و تاب طلوع

جو بحر چشم سے ہو غم کا آفتاب طلوع (۷)

قیامت آئے جو ہو نشہ شراب طلوع

جو اپنے دل سے ہو خورشید اضطراب طلوع

(۸)

ہوا ہے غیوت خورشید جون حباب طلوع

(۲) جبین بار سے ہو نشہ شراب طلوع

(۳)

شب فراق میں ہے موج غم گردون

حجاب چشم میں ہے اپنا داغ دل روشن

نگاہ (۴) شوخ کی گرمی سے آشکارا ہے

لباس سرخ وہ خورشید رو کہان پہنچے

بہار روشنی تیرہ روز آتی ہے

نشے کی آنکھیں بت شوخ کی بنیں شفتی

(۶)

جو آب اشک سے مضمون داغ دل لکھتے

بہار ہو شفتی آنسوؤں کی لہروں سے

غضب ہے گرمی حسن اس کے مہر طاری ہر

شکستہ رنگی مہتاب منہ سے ظاہر ہو

دم صبح ہے مہمان دیکھ لے ساقی

(۱) ق - جو ایک فصل

(۲) ق - تری جبین سے کریں نشہ شراب طلوع

(۳) م - موج زن ۰۰۰۰۰۰ ص ۱۲۵

(۴) م - ہوا پہ شوخی برق نگہ سے آئینہ دار - ص ۱۲۵

(۵) م - شہاب - ص ۱۲۵

(۶) م - ۰۰۰ سے احوال سوز دل میں لکھوں - ص ۱۲۵

(۷) م - جو ہجر ۰۰۰۰ ص ۱۲۵

(۸) م - ساغر خورشید - ص ۱۲۵

کیاں پہ ہو کہ رخ بار پر نقاب ہے سرخ سپیدہ دم جو شفق میں ہو آفتاب طلوع

(۱)

شب وصال میں کھولا ہے اے نئے کوہر گوش ستارہ سحری تا کرے شتاب طلوع
جگر کے داغ کی صورت دگر وہ آئیے لگا

زکی جو داغ جگر چاندنی میں ہم دکھلائیں

(۲)

جبیں بار پہ ہو نیر عتاب طلوع

ہے آہ سرد خستہ جگر میں بجائے داغ رخ پھر جائے کیوں نہ چمن سے ہوائے داغ

کھینچے کہیں نہ شعلہ نعل کپڑے داغ

خونین کفن ملا ہے مگر خونی ہائے داغ

فانوس آستین میں ہے شعلہ بجائے داغ

سینہ پہ گل گھلے ہیں ہزاروں بجائے داغ

ہر شاخ سار گل سے ہو نشو و نما ہے داغ

زیبا ہے دست و پائے جنوں کو صنائے داغ

ہے شاہ ملکہ عشق جو فرمان روائے داغ

مہتاب رنگ زرد ہے بان اور سہائے داغ

کس سے کہوں میں شکوہ جو رو جفا ہے داغ

ہے آہ سرد خستہ جگر میں بجائے داغ

جون ہوگ کاہ ہے تن لاغر مجھے ہے ڈر

ہے کشتہ نگاہ کہ لالہ ہے سرخ پوش

ہزم صنم میں عشق تیراں سے فروغ ہے

ہروائے سیر فصل چمن کچھ نہیں ہمیں

گر اشک خون سے اپنے ہو سروانی چمن

فصل چمن کی لالہ و گل سے ہیں خوبیاں

بڑھتا ہے خطبہ مکہ مرے دل کے نام پر

اے آفتاب حسن شب ہجر میں تری

خورشید حشر تو نظر آتا نہیں کہیں

(۱) ق - ساقط

(۲) م -- زکی جو روشنی داغ سینہ ہم دکھلائیں - س ۱۲۵

(۳) م -- سے ہو - س ۱۲۵

(۴) نعل -- بچھونا - فرش رنگین - بساط شطرنج - دستور - روشن

(۵) ق - کہلین -

(۶) سہا - نام ایک باریک ستارہ کا ہے جو نہایت النمش میں ہے بحوالہ لغات کشوری

حسرت زدوں کو تعزیت اس کی ہے فرض عین دل ہے شہید تشنہ لب کر بلائے داغ
آنکھوں میں لالہ زار تماشا ہوا خزان باقی ہے مردمک کی سیاہی بجائے داغ
اس مہ کیے آگے فاش ہوں گی دل کی چورہاں دیکھو شکستہ رنگی دزد حنائیے داغ
احوال چشم تر ہو لب جام سے عیان (۱)
دیوانہ بھون بہار جنوں کا میں اے زکی
دل پر ہے اپنا شاہد کل گون تھائے داغ

(۲)
ہے جستکی میں آندھ غم کا زمانہ باغ دل ہو جو باغ باغ تو پھر ہے زمانہ باغ
(۳) جلوہ جمال سے چشم زمانہ باغ دیکھا بہار حسن سے آئینہ خانہ باغ
(۴) دل ہو شگفتگی سے جو عشرت کا خانہ باغ باشد سے ہو نشاط کی سارا زمانہ باغ
عہد خزان میں کہ لٹے آتشکدہ ہوا کر دن بہار میں تھا مرا آشیانہ باغ
(۵) دل نے خیال بار سے پائی شگفتگی حسن بہار سے ہے یہ آئینہ خانہ باغ
(۶) ہی غنچگی سے گوشہ عزلت رہا سدا یہ دل ہزار حیف کہ صحرا رہا نہ باغ
(۷) عشرت گدہ خیال کا ہے سوز غم سے داغ جلتا ہوا دکھاتا ہے اپنا فسانہ باغ
گل کشت لالہ زار سے سہراب ہے نگاہ ہے اپنے حوض دیدہ تر کا خزانہ باغ
خواہان تو جن کیے دونوں ہیں کہنہ کیچہ کہن ہنگامہ باغیان ستم کر ہنگامہ باغ

(۱) م - بیان - ص ۱۲۷

(۲) م - ساقط

(۳) م - ساقط

(۴) ق - ساقط - مطلع - مطبوعہ

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - ساقط

(۷) ق - ساقط

- (۱) فصل چمن شباب ہے دور زمانہ باغ
ہم دل جلون کا ناخن غم ہو جگر خراش
جس دم ہو گرم نالہ زبان آور چمن
وان لالہ زار داغ جگر کی بہار ہے
ہلک کے زخم سے تاشا ہے داستان
کھلتا ہے یہ تو فنجہ نسیم سرور ہے
فصل چمن میں آج تاشائے تازہ ہے
گل کون لباس بھیس میں ہر یون کی ہے بہار
حسن سخن پہ نور ہرستا ہے اے زکی
کھا روکش ارم ہے یہ رنگین فسانہ باغ
- (۲) اگر آجائے صبا کور غریبان کی طرف
لہلہۃ القدر ہے اس زلف پریشان کی طرف
جائیں کیا آگ لگانے کو ہرستان کی طرف
آئینہ دیکھ رہا مجلس حیران کی طرف
- (۳) بھجئے مشت فہار اپنا گلستان کی طرف
ہے یہ نور تجلی رخ تابان کی طرف
تاب دیدار نہیں اس نگہ سوختہ کو
دیکھ کر عالم تصویر مٹی زہیوں کو

(۱) ق - طفل

(۲) م - ساقط

(۳) م - راشد سے اپنے دل میں ہے نیرنگ خانہ باغ - ص ۱۴۷

(۴) م - آتش طور جو ہو اس رخ تابان کی طرف
(تو شب قدر دھیرے زلف پریشان کی طرف)
ص ۱۴۹

(۵) م - نگہ سوختہ کو لذت دیدار نہیں - ص ۱۴۹

جذبہ شوق دل قہس نے کھینچی جو مہار	راہ لی ناقہ لہلی نے بہان کی طرف
نہ کہیں بھر کے نظر دیکھو اے شورجنون	ظلمہ اشک جگر گوشہ دامن کی طرف
دین و ایمان دل و جان لئے جاگے غریب	کافر ستان غم زلف پریشان کی طرف
(۱) دل نہ ہو شورش وحشت سے جو مانوس کہیں	دیکھنا بھر ہے عین چشم غزالان کی طرف
(۲) نجد میں اٹھتے ہوئے آئے بگولے جو نظر	وہ کئے دیکھ کے ہم کشید گردان کی طرف
(۳) اس دیرینہ جو ہے خاک سے دیوانوں کو	دکھت گل چلی آتی ہے بہان کی طرف
(۴) ہوس ہوسہ میں ہوتا ہے دل کہا بہتا	(۵) دیکھ رہتا ہوں جو میں اس لب خندان کی طرف
(۶) بار ہا آتش غم سے جو تنہا رہتی داغ	اب نظر بھول کے جاتی نہیں ارمان کی طرف
ظلم اشک اپنے جلے ہیں سوئے گلزار نگاہ	جائے ہے لشکر دیوانہ پرستان کی طرف
شب تاریک ہے اور دام بلا آفت جان	(۷) دل آشفہ نہ جازلف پریشان کی طرف
(۸) غور کا نقش قدم خار الم سے نہیں کم	جائے کس دل سے کوئی کوچہ جانان کی طرف
(۹) زہر خند لب ساغر نے کیا شرمندہ	آنکھ بھر کے کہیں دیکھا جو بہان کی طرف

تھے جو دیوانہ کر آہوئے شہری کے زکی

ہم بھڑکتے نہ پھرے کوہ و بہان کی طرف

(۱) ق - ساقط

(۲) م - خاک مجنون سے بہان میں بگولے جو اٹھے - ص ۱۴۹

(۳) م - اور دیرینہ ہے وحشت سے جو دیوانوں کی - ص ۱۵۰

(۴) ق - ساقط

(۵) ق - ساقط

(۶) م - دل نہ جا دیکھ کسی زلف پریشان کی طرف - حاشیہ پر مصرعہ متن بھی تحریر ہے ص ۱۵۰

(۷) ق - ساقط

(۸) ق - ساقط

- (۱) آنکھوں کے آگے لپکتی کیا کیا بہار حریف
 کیا کیا مٹے جہان کے نقش و نگار حریف
 حریف ہی ہو گیا غیر وصل ہار حریف
 (۲) کن کن کے دن امید میں کاٹا تھا سال بھر
 (۳) آواز عشق ہی میں ہوا کام ہر تمام
 (۴) حسن طلب سے اپنے ہوئے آپا کیوں خط
 (۵) سوزدرون آہ کی پیرانہ سر غیر سرد
 (۶) غجلیت سے دیکھ سر پہ گریبان ہو موج و شک
 (۷) فرصت و داع شوق کی بھی اک ذرا نہ دی
 (۸) کیا کیا مزا اٹھا کے نگاہوں نے غون کیا
 سورج خوشی کی زیر فلک خاک دیکھتے
 (۹) اک آن بھی ہوا نہ گل زخم دل ہوا
 (۱۰) کھلے لطف کبھ نہ اٹھائے ہزار حریف
 ہر عکس سمجھے مطلب آئینہ دار حریف
 گل ہے چراغ داغ جوانی ہزار حریف
 دل تھا نہ حسن ہار کا آئینہ دار حریف
 ہر رنگ ہے یہ آئینہ روزگار حریف
 تلوار تھی نہ ہار کی زہر آبدار حریف

- (۱) م - دیکھو نہ آگے ۰۰۰۰ ص ۱۵۰
 (۲) م - کانا تھا اس خیال میں دن کن کے سال بھر
 ص ۱۵۰
 سو روز عید بھی نہ ہوئے ہم نگار حریف
 (۳) ق - ساقط
 (۴) ق - ساقط
 (۵) ق - ساقط
 (۶) م - غجلیت سے کیوں نہ سر بگریبان ہو موج و شک - ص ۱۵۰
 (۷) م - فرصت ملی نہ رخصت شوق وصال کی - ص ۱۵۰
 (۸) م - کیا کھینچے زمانہ گل زخم دل ہوا - ص ۱۵۱

دشت جنوں کی بھول گئیے داستان غم لکھن نہ آملوں نیے زبان بند خار حیف
(۱)
حسن طلب سے مرہن گئیے آپ سوج میں سمجھے نہ خاکہ مطلب آئینہ دار حیف
(۲)
مضمون پاس باندھے ہیں میں نے جو اے زکی

اشعار دیکھ کر میرے کہتے ہیں بار حیف

(۳)
خون زبان خامہ غنچہ دھن پہ حرف آبا نگار خانہ رنگین سخن پہ حرف
وہ موج خندہ ہے کہ چلیے آنکھ برق کی دانتوں کی وہ چمک کہ سہل ہیں پہ حرف
شرمائیے مجھ سے آنکھ لڑائیے ہوئے اگر ڈرتا ہوں میں نہ آئیے تیرے بانگین پہ حرف
ہے اب تلک بھی صحبت بیمار غم کا دھبہ لکھتے ہیں بار خاکہ شفا سے کفن پہ حرف
ہم گستاخ جو خوش دماغ نہ ہو بزم میں کوئی آجائے رکھتے ہیں گل پہرہن پہ حرف
نازک بد پہ ہیں تیرے ہارے رنگے یا ہو قلم سے لکھے ہیں برگ سخن پہ حرف
لیتا ہے نام ہے ادب عشق سے بھید شہین سخن سے آئیے لب کوہ کن پہ حرف
قدر جنوں ہے شہر پرستان حسن میں لیلیٰ کرے نہ تھیں کے دیوانہ بن پہ حرف
سیدھا ہے جو مجھ سے نو آموز رنج سے (۶)
دکھلا کے روئے بار پر آشفتگی کا رنگ کما آئیے واز گوئی چرخ کہن پہ حرف
لف سیاہ رکھتی ہے سوج کہن پہ حرف

(۱) م - ۰۰۰۰ سے میرے گئے

(۲) م - مضمون پاس ہائے ہیں دیوان میں جو اے زکی ص ۱۰۱

اشعار میرے دیکھ کے کہتے ہیں بار حیف

(۳) م - خون ہے ۰۰۰ ص ۱۴۸

(۴) م - ہم سے جو بد دماغ نہ ہو بزم میں کوئی - ص ۱۴۹

(۵) م - لکھتے ہیں - ص ۱۴۹

(۶) واز گون - نا مبارک - منحوس - الفا

(۷) ق - ساقط

ہلکے ہزار رنگ سے شور و فغان کرے لیکن مزا بہ ہے کہ نہ آوے چمن بہ حرف
خوش رنگ بھل بہ روح ٹڑھتی ہے شوق سے ہوسہ نہ لپچتی تو ہے سبب ذوق بہ حرف
وحشت کی اپنے کچھ خبر ان کو مگر نہیں شہر غزال کرتے ہیں بن کے ہون بہ حرف
کون اے زکی خوش ہے کچھ منہ سے دے جواب
(۱)
کرتی ہے شمع گرم سخن انجمن بہ حرف

ہین دیدہ و دل جلوہ تنویر کے مشتاق حیرت ہے کہ آئینے ہیں تصویر کے مشتاق
ہم زلف سخن کے ہیں جوازِ نچویر کے مشتاق ہین سلسلہ طرہ تحریر کے مشتاق
(۲)
گشتہ ہوا پارہ بھی تو آخر کو ہے پھر کیا کیا خاک ہوس رکھتے ہیں اکسیر کے مشتاق
آنکھوں سے جو دیکھا ہے نمائشِ تجلی ہین طور و قہر سرمہِ تسخیر کے مشتاق
(۳)
کس لطف سے آغوش میں کھینچا ہے اسے تنگ کھا حلقہ فتراک تھے نخچیر کے مشتاق
پہلے تو دل و جان کو تھا شوقِ تما اب شور و فغان رہتے ہیں تاثیر کے مشتاق
دن اپنے تو ہر گز نہ پھرے کون طہشِ دل تا حشر رہے گردشِ تقدیر کے مشتاق
کون کر دل بیتاب پہ لگتا ہے نشانہ ہین سب قدر اندازِ نیر کے مشتاق
ہم غمزدہ خون ریز کے ہیں تشنہ دیدار رہتے ہیں جو آپ دم شمشیر کے مشتاق
(۴)
اے لشور جس نجد سے جلد کی گزرتا ہین گرم طہشِ نالہ شب گہر کے مشتاق

(۱) م ۔ رکھتی ہے ۰۰۰۰ ص ۱۲۹ (۲) قدر انداز ۔ و تیرا ندا جس کا تیر نشانہ سے کہیں خطا

نہ کرے

(۲) م ۔ گشتہ ہو جو سبب تو کیا عبر ابد ہے ۔ ص ۱۵۲

(۳) م ۔ شوق ۔ ص ۱۵۲

(۵) م ۔ اے شور جس جلد گزرتے کا نہ کر قصد ص ۱۵۲

اپنے خود ہیں ابھی نالہ شب گہر کے مشتاق

(۱) اے نامہ رسان کہہ کوئی پہنام زبانی
ہم ہیں لب دلدار کی تقریر کے مشتاق
(۲) خلخال کا اس رشک بڑی کے جو بندھا دھیان
دیوانے ہوئے نالہ زنجیر کے مشتاق
(۳) شوریدہ سری سے ہیں اسیری کے گرفتار
ہم زلف گرہ گیر کی زنجیر کے مشتاق
(۴) اس گل کے تصور سے نہیں دل کو تسلی
دیوانے نہ ہوں شمع کی تصویر کے مشتاق
کہا جانتے کہ ملکہ کو راہی وہ ہوئے آہ
تھے نالہ و فریاد جو تاثیر کے مشتاق
(۵) چون شمع جو محفل میں زکی گرم سخن ہو

منہ دیکھ رہیں کوئی تقریر کے مشتاق

(۵) آوارگی سے لوق نہ سیر چمن سے شوق
ہے ان دنوں مگر مجھے فکر سخن جیسے شوق
(۶) گلزار کی ہوس نہ ہوائے چمن سے شوق
رکھتا ہوں وصل شاہد گل پھرہن سے شوق
(۷) مضمون خوش ہے وصل بہ سیم تن سے شوق
نازک دماغ رکھتے ہیں ہوئے سخن سے شوق
(۸) لکھتا ہوں خط میں جو اسے مضمون رنگدار
ہوکر لہو ٹپکتا ہے طرز سخن سے شوق
(۹)

- (۱) م - قاصد کوئی پہنام زبانی تو سناوے
س ۱۵۲ ہم ہیں لب جان بخش کی تقریر کے مشتاق
(۲) ق - ساقط
(۳) م - مشتاق کا کچھ کام تصور سے نہ نکلیے
س ۱۵۲ دیوانے ہوں کیا شعلہ تصویر کے مشتاق
(۴) م - جس ہزم میں کہتے جو زکی حال دل زار
س ۱۵۲ منہ دیکھ رہیں خوبی تقریر کے مشتاق
(۵) م - گردش سے دشت کی ہے نہ سیر چمن سے شوق
س ۱۵۲ دیوانگی میں اب ہے سواد سخن سے شوق
(۶) م - ۰۰۰۰ عشق بہت گل بدن سے شوق - س ۱۵۲
(۷) م - خیال - س ۱۵۲
(۸) م - رنگین سخن جو خط میں لکھوں اس نگار کو - س ۱۵۲
(۹) م - لطف ۰۰۰۰۰ - س ۱۵۲

جس دن سے آفتاب جدلی ہوا طلوع
 ار گل بدن کو ہے شعلی پورھن سے شوق
 بہارہ بہار میں شورجنوں ہے بان
 رکھتے ہیں بعد مرگ بھی چاک کن سے شوق
 قطع کلام کا اسے کیا ہوا خیال
 دریافت جو کیا مرے طرز سخن سے شوق
 (۱)
 اے گل بدن! بدبو ترے ہم کو گل ہیں داغ
 دل خون ہو جو رکھتے ہوں سر چمن سے شوق
 (۲)
 ہے اپنے اپنے حال کو زیبائش لباس
 خارا سے ہم کو اندر اسے گل بدن سے شوق
 (۳)
 بن کر فغان ہوس مرے ہوشوں پہ آئی ہے
 ہو کر لہو شیکتا ہے کام و دھن سے شوق
 سرخی سے اس کی جان کہ رکھتی ہے اب تلک
 ارض کی خاک خون دل کوہکن سے شوق
 اے شمع حیف داغ نسا کسے دکھائیں
 خون ہو گیا ہے برھتی انجمن سے شوق
 (۴)
 دانستہ ہم سے بار کی ترجیح نہیں نکھ
 اس ترکہ کج کلاہ کو ہے بانگین سے شوق
 (۵)
 پابند بان ہیں صاف بناوٹ کی پر لباس
 صافی نگاہ رکھتے ہیں سادہ چلن سے شوق
 (۶)
 سیر زمانہ کرتا ہی پھرنا ہے رات دن
 اب تک مٹ نہیں دل چرخ کہن سے شوق
 (۷)
 ہوتی ہے پنجگانہ نماز اے زکی قبول
 رکھے زبان اگر صفہ پنجتن سے شوق
 (۸)
 بان دم سرد ہے داغ جگر، پر عاشق
 (۹)
 کہا اداسی ہے ہواغ سحری پر عاشق

(۱) م - اے گل بدن - راق میں تیرے ہے گل بھی خار - ص ۱۵۲

(۲) م - - - - - زیبا ہر اک لباس - ص ۱۵۲

(۳) م - ذوق - ص ۱۵۲

(۴) م - ہوں کیون نہ ہم کو ترجیحے منامین دل پسند - ص ۱۵۲

(۵) ق - ماقط

(۶) م - ہوتی ہیں پنج گانہ نمازین زکی قبول
 ص ۱۵۲

دل کو اگر دھے صفہ پنجتن سے شوق
 (۷) م - نفس سرد - ص ۱۵۲

(۸) م - کہ - ص ۱۵۲

- (۱) نشہ شوق ہے مشتاق نگاہوں کا تری روح دیوانہ ہوئی جان پری پر عاشق
- (۲) دل تو بہتاپ ہے اور طاقت پرواز نہیں من ہوں ار حسرت ہے بال و پری پر عاشق
- مس آلودہ لب ہار ۲ مشتاق ہوں میں دل سے ہوں رنگ عقیق جگری پر عاشق
- جلوہ پر تو غور شد یہ بہتاپ ہے غش سہم تن کیوں نہ ہوں پوشاک زری پر عاشق
- (۳) سایہ کو غیر سمجھ کر کبھی دینے نہیں راہ کیا تجلی ہے تری جلوہ گری پر عاشق
- غش ہوں میں سبزہ گلزار کے لہرائے زہر کھاتا ہے جو ہو سبز پری پر عاشق
- حسن پرواز یہ دیکھا کہ دل و جان ہوئے طائر رنگ کی ہے بال و پری پر عاشق
- غوش قدون کے لب گل رنگہ جو دیکھے ہیں کبھی دل و جان سے ہوں عقیق بنی پر عاشق
- (۴) اپنے محبوب سے بہتر کوئی دنیا میں نہیں کہیں دیکھا نہیں پروانہ پری پر عاشق
- (۵) دل کو پہلے ہی سنا تھا کہ سرسودا تھا اب خبر ہے کہ ہوا ہے خبری پر عاشق
- (۶) زلف جانان کو بھی سودا ہے پریشانی کا کیا میرے دل کی ہے شوریدہ سری پر عاشق
- (۷) شکل عفتا ہوئے جوہر کے خریدار زکی
- رہ گئی خلق جہان ہے ہنری پر عاشق

(۱) م — نشہ شوق ہے مشتاق نگاہ خونین ص ۱۵۲

روح دیوانہ ہے کیا جانتے پری پر عاشق

(۲) م — دل اڑا جاتا ہے اور طاقت پرواز ہے طاق - ص ۱۵۲

(۳) م — سایہ قد کو یہ سمجھا ہے کہ ملتی نہیں راہ - ص ۱۵۲

(۴) م — معشوق - ص ۱۵۲

(۵) ق — ساقط

(۶) ق — ساقط

(۷) م — گرچہ دنیا نہ ملی صاحب جوہر کو زکی ص ۱۵۲

پر ہنر مند نہ ہوئے ہے ہنری پر عاشق

- (۱) آخر کہیں تو ہوگا اثر دل کی جاہ کا
 مجھ سے غم رہے گا مگر سے مراہار کب تلک
- (۲) گلدستے تو بنائیں گل کھا کے دیکھتے
 بہ ہانہ ہوں گلے کے تیرے ہار کب تلک
- (۳) شور و فغان سے تیرے ہیں غمخوار سخت تنگ
 بہ اضطراب اے دل بیمار کب تلک
- کہوں ہم صغیر شوق دھانی میں دیکھتے
 تڑپا کہیں کے ہم سے گرفتار کب تلک
- (۴) منظور قتل ہے تو عیت دیر کیا ضرور
 ظالم دکھائے گا مجھے تلوار کب تلک
- (۵) تاجند گرم نالہ رہی عندلیب زار
 عشرت قوا بنے گا چمن زار کب تلک
- حسرت سی دل میں آئی ہے بہ زہر کھائیں
 آنکھوں کو تیری دیکھتے بیمار کب تلک
- (۷) باد شب وصال میں ہر صبح اے زکی
 جون آفتاب دیدہ خونبار کب تلک
- (۸) دل کو بچائے رنج سے کوئی کہاں تلک
 ہے بہ ہوا زمین سے لے آسمان تلک
- شورش ک زور ہے دل گرم فغان تلک
 نالہ کا شور ہے جبر گاروان تلک
- سودائے زلف ہار کا بھر سلسلہ ہے کم
 آباد ہے بہ کوچہ دل ناتوان تلک

- (۱۱) م — آخر کہیں تو ہوگا اثر جاہ کا اثر { یہ شعر نزل نمبر ۲۲۱ میں درج ہے - ص ۱۵۶
 مجھ سے غم رہے گا مرا ہار کب تلک
- (۲) م — گلدستہ ہم بنائے ہیں گل کھا کے دیکھتے
 بہ ہانہ ہو گلے کا تیرے ہار کب تلک
- (۳) ق — غم خوار تیرے شور و فغان سے بہ تنگ ہیں
 فریاد و نالہ اے دل بیمار کب تلک
- (۴) م — بھلا
- (۵) ق — ساقط
- (۶) ق — آنکھوں سے تیری دیکھتے
- (۷) م — کہوں
- (۸) م — خورشید سا ہو دیدہ خونبار کب تلک - ص ۱۵۷
- (۹) م — اڑا ہے - ص ۱۵۷

- (۱) لاہا کوئی نہ کچھ خبر وادہ، عدم
پہونچا کوئی نہ قافلہ میرے نشان تلک
- (۲) تا حشر پھر اٹھے گا نہ ہرگز مرا غبار
مر مر کے جا پڑا سو تیرے آستان تلک
- (۳) اشکِ روان چلین تو نکل جائے تن سے روح
راہ غبار ہے سفر کاروان تلک
- جون برق بے قرار جگر داغ ہو گیا
نالہ تڑپ کے دل سے جو آیا زبان تلک
- مر جائیں قید میں بھی اگر ہم سے خستہ جان
گروڑ کے روح جاہی رہے گلستان تلک
- زندہان سے مصر میں مہ کھان کا جلوہ گاہ
پہونچائے یہ خبر نہ کوئی کاروان تلک
- ہونٹوں تک آتے آتے جگر خون ہو گیا
(۴) پہونچی نہ دل کے درد کی نوبت بہان تلک
- (۵) نکلے بدن سے جان تو بکورو ہو دل سے صاف
پیدا غبار ہے سفر کاروان تلک
- اے مرغِ روح اس سے نہ ہوتا تو ہم سفر
(۶) پروازِ طیرِ عشق کی ہے لا مکان تلک
- کوئی سبیل ایسی ہو اے جان بے قرار
پہونچے خبر تو اس بہت نا مہربان تلک
- گرم تلاش ہم رہے آرام و چین کے
ڈھونڈھا کیا جہان میں ہم سے جہان تلک
- غم میں تڑپ تڑپ کے دل زار خون ہوا
پہونچے نہ یہ خبر کہیں اس بدگمان تلک
- (۷) دل کی طرح قلم کا جگر چاک ہو گیا
لکھے زکی شکایتِ دوران کہان تلک

(۱) م - فا - ص ۱۵۷

(۲) م - کا نہ وان سے مرا غبار - ص ۱۵۷

(۳) ق - نکل جائے روح سے

(۴) م - پہونچی نہ دردِ عشق کی نوبت بہان تلک - ص ۱۵۷

(۵) ق - حاقط

(۶) م - ہوتا - ص ۱۵۷

(۷) م - دل کی طرح قلم کا جگر چاک ہے زکی
لکھے کوئی شکایتِ دوران کہان تلک

- (۱) عشق کے داغ سے بھڑکی دل بہتا ہوا آگ
ہوئی ہا دل میں ہے ہا ہے دل بہتا ہوا آگ
- (۲) دل ہو سر گرم فغان ہو کہ نہ ہو تاب طہش
دیکھ کر اس کو مرا داغ جو بھر چکا
- (۳) لب شہین کے یہ ہے بان کی سرخی کا خیال
گل کھلے دیکھے تو یاد آئے ہیں داغ جو
- ساز کے سوز سے ہے شعلہ آواز عیان
دیدہ تر میں ہے اشکوں سے چراغان بہتا ہوا
- (۴) جلوہ گر حسن منم آئینہ دل میں ہوا
ذریعے ہیں خاک بیابان میں شرر کے مانند
- (۵) کس طرح خشک نہ ہوں ہجر کی شب کہ آنسو
آہاں مزہ ترکی نہ آئی کچھ کم
- (۲) ہے تہمت کہ لگی چشمہ سیلاب میں آگ
اشک خون چشم میں ہا چشمہ سیلاب میں آگ
- دود دریا سے اٹھے گرجہ نہ ہو آب میں آگ
چاند جل جائے لگی چادر بہتا ہوا آگ
- کہ بھڑکی نظر آتی ہے شکر خواب میں آگ
کہ چھپائے ہے ہر اک گلبن شاداب میں آگ
- شکل گل روز ہے کیا ناخن مضراب میں آگ
عکس خورشید سے چہرہ طرح لگے آگ میں آگ
- مشتعل ہو کئی کیا چشمہ سیلاب میں آگ
بھڑک اٹھے نہ کہیں چادر بہتا ہوا آگ
- نکدہ سوختہ ہے دیدہ ہے خواب میں آگ
سوز غم نے وہ لگائی دل بہتا ہوا آگ
- (۴)

- (۱) م — عشق کی لاگ سے — ص ۱۵۸
- (۲) م — ہوا سوزان سے — ص ۱۵۸
- (۳) م — دل مرا دیکھ کے ہوتا ہے شب ہجر میں داغ — ص ۱۵۸
- (۴) م — جناب — ص ۱۵۸
- (۵) م — جلوہ حسن منم آئینہ دل میں ہوا
شعلہ پرواز ہوئی چشمہ سیلاب میں آگ
نوٹ — متن اور حاشیہ کے دونوں شعر مطبوعہ میں موجود ہیں چونکہ مفہوم ایک ہی ہے
اصلی صرف ایک کو داخل متن کیا — مرتب
- (۶) م — کس طرح خشک نہ ہو جائیں یہ آنسو شب ہجر — ص ۱۵۸
- (۷) م — سوز فرقت سے جو بھڑکی دل بہتا ہوا آگ — ص ۱۵۸

(۱) قطرہ ہر اشک کا اپنے ہے شرر کے مانند دیکھ لے جس نے نہ دیکھی ہو کہیں آپ بیٹی آگ
اشک آنکھوں میں ہے اور اشک میں ہے سوز جگر دیکھ لو آگ میں سیلاب ہے سیلاب میں آگ
(۲) سوز فرقہ سے جو اٹھتے ہیں مرے دل سے شرر روشن آتی ہے نظر اشک کی خونخوار میں آگ
اے زکی اپنا قلم شعلہ نشان ہے گویا
غم سے جون برق لگی ہے دل بہتاب میں آگ

نازک خیالیوں میں عجب ہے سخن سے رنگ شکل حنا ٹپکتا ہے برگ سخن سے رنگ
(۳) اے شمع بزم عشق جو مہتاب داغ دل کافور ہو گیا ہے رخ انجمن سے رنگ
فصل خزان نے آن کے تاراج کر دیا ہلہل سے نالہ دل سے نشاط اور چمن سے رنگ
چشم زمانہ گلشن آشوب بن گئی دیکھا یہ رقص شاہد گل بہرہن سے رنگ
دیرینہ دوستی میں ہیں کیفیتیں کمال داغ کہن اڑائے شراب کہن سے رنگ
(۴) پھیکا ہے رنگ حسن کہ خط کی ہوئی نمود ملا ہوا ہے دھوپ کا سورج کہن سے رنگ
دل خون ہو تو راشد خاطر کا ہے مزہ ظاہر ہے خندہ گل خونین گلن سے رنگ
سر کے لہو سے نقشہ بھی کھینچا مگر ہنوز شیریں کے قصر کا نہ بنا کوہ کن سے رنگ
(۵) سامان عیش ہم کو مہیا سفر میں ہے غربت کی شام لیتی ہے صبح وطن سے رنگ

(۱) م - موج میں اشک کی ہے سوزنہاں شعلہ نشان - ص ۱۵۸

(۲) ق - ساقط

(۳) م - مہتاب داغ دل جو ہوئی شمع بزم عشق - ص ۱۵۹

(۴) م - اڑتا ہے خط سے روئے بہت گل بدن سے رنگ
مطلع ص ۱۵۹

پھیکا ہو جیسے دھوپ کا سورج کہن سے رنگ

(۵) م - سامان عیش کا ہے میسر سفر میں بھی
ص ۱۵۹

غربت کی شام اڑائے جو صبح وطن سے رنگ

ہے لاجواب اس در دندان کی مسلک نظم
 تن زیب کو ہوئی ہے تن نازنین سے زیب
 بہرہ بہار مین ہو جلوہ گر مدام^(۲)
 خوشبو چمن نثار کرے زلف بار ہر^(۳)
 اس چشم نازنین سے جو تشبیہ دون کبھی^(۴)
 اے گل ذرا شہید تبسم کی شان دیکھ^(۵)
 عشاق سے جہان مین جوانوں کو زیب ہے^(۶)
 کیوں کر ملائین مصرعہ ہرق بدن سے رنگ
 ہے جلوہ گر بدن کا ترے گل بدن سے رنگ^(۱)
 لے ہوئے پھر ہن جو ترے پھر ہن سے رنگ
 زلفین خراج لہتی ہیں مشک ختن سے رنگ
 ٹپکے حنا کی طرح گل باسمن سے رنگ
 پیدا ہے مثل پھر ہن گل کفن سے رنگ
 ہر گل اڑائے نالہ مرغ چمن سے رنگ
 منقار سرخ اس کی ہو گل ریز اے زکی
 طوطی اڑائے کر مرے رنگین سخن سے رنگ

کچھ نیا رنگ بہار اے دل افکار نکال^(۷)
 چمن زخم جگر سے گل بے خار نکال
 گر نہیں تاب فغان لے تو دم سرد سے کام
 آہ کانٹا تو جگر سے دل بیمار نکال
 جمع خاطر ہے جو بے بال و ہری سے میرے^(۸)
 دے بھی صیاد قفس سے مجھے ہر بار نکال
 صورت شمس و قمر جلوہ گری کا ہے جو شوق^(۹)
 اے ہری بام بہ کھڑکی سربازار نکال

(۱) م - اس پھول سے بدن کا کھلا گل بدن سے رنگ - ص ۱۵۹

(۲) م - ۰۰۰۰ مین ہو جائے جلوہ گر - ص ۱۵۹

(۳) م - حسن - ص ۱۵۹

(۴) ق - ساقط

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - ساقط

(۷) م - (تازہ تر رنگ) - ص ۱۶۰

(۸) م - مری بے بال و ہری پر جو نہ ہو خاطر جمع - ص ۱۵۰

(۹) م - عہوش اسودائے تماشا ہے اگر مدتظہر - ص ۱۶۰

طرزِ ادا تو بھی لبِ زخم سے چٹکاروں کی
 گنتے ہوسوں کا ہے دنیا تجھے منظور بھلا (۱)
 دے تو اے خاطر دیوانہ جہان کو دھوکا
 سبزہ رنگوں کی محبت میں دل زخم نصیب (۲)
 ضد یہ لگت ہے کہ اصوار سخن ساز نہ کر (۳)
 حشر کو عرصہ ہے اور مجھ کو نہیں تاب طہش
 کوچہ بار میں ہوائی طرح خاک نشین
 طہش دل رہے آباد کہ پھر بھی توڑے
 ہے اگر برقی تجلی کا تماشا منظور
 اشک ہرچند کے مانع ہے زلیخا لہکن
 دیکھ لے حلقہ ماتم میں قیامت کا سمان
 اپنی خوبی پہ اسے ناز بہت ہے اے دل (۴)
 دل کے داغوں سے اٹھا برقی تجلی کا مزا (۵)
 کوئے جانان میں جو دھنکے کی ہوس ہے اے دل (۶)
 منہ جو کھولا ہے تو شور اے دل سوطار نکال
 بات کچھ منہ سے تو اے دل کے خریدار نکال
 دل سے کھینچ آہ تو زنجیر سے جھنگار نکال
 زہرِ غم سے ہوس مرہم زنگار نکال
 بات ہونٹوں میں دہائی ہے کہ تکرار نکال
 منہ سے ظالم نہ ابھی وعدہ دیداد نکال
 حسرتیں دل کی تو اے سایہ دیوار نکال
 بال و پر لائے اگر مرغ گرفتار نکال
 آہ اے سوختہ آتش دیداد نکال
 اب تو دل سے یہ خیال اے جگر افکار نکال
 مہ کمان کا جنازہ سر بازار نکال
 ڈھونڈ کر ہان کوئی معشوق طرح دار نکال
 حسرت اے سوختہ آتش دیداد نکال
 زیر دیوار فغان منہ سے نہ زنبہار نکال

(۱) م - عوش لطف زبانی ہے یہ لہنا کہ نہیں - ص ۱۶۰

(۲) م - دل خستہ جگر - ص ۱۶۰

(۳) م - سخن ساز کی - ص ۱۶۰

(۴) ق - ساقط

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - ساقط

(۱) دیکھنے کی تو خطا ہو چکی ثابت مجھ پر
سر جھکاتا ہوں میں غجلت سے تو تلوار نکال
(۲) ہا غضب دور کر اس شوخ کے پتھر دل سے
ہا الہی دل فشاں سے ہا بہار نکال
شکل فرہاد زکی کوہ کی ہے آسان
کھود کر دل سے کوئی مطلب دشوار نکال

جلوہ دیدار سے آئینہ سان جوہر نکال
چون گل خورشید اشک اے چشم نملوفر نکال
جستجوئے عشق کیے اے کوہ کن جوہر نکال
آب شیریں جس میں ہوا بسا کوئی پتھر نکال
(۳) لعل و گوہر کی تمنا دل سے چشم تر نکال
ذرت ہائے دشت غم سے گنج ہاد آور نکال
عشوہ خون ریز کہتا ہے کہ قتل عام کر
غزوہ کافر کی چشمک ہے کہ خان خنجر نکال
جادو مہتاب کیا دشت جنوں میں چاہئے
اے فلک کوئی مزار قبر کی چادر نکال
دیکھ لے اشک مسلسل میں کتھے لذت جگر
لعل و گوہر کی تمنا دل سے چشم تر نکال
دو آخر ہو چکا اب کیا چھپانا ہے ضرور
ساقی دوران غم جمشید کا ساغر نکال
جن کے دل میں خار غم کا ہو اثر اے جندلاب
لائیں وہ کلیان پرو کی صورت نشتر نکال
جمع کر جن جن کے ذریعے اے نسیم کوثرے دوست
خاکساروں کی لحد سے گنج ہاد آور نکال
نخل غم کے پھول پھل کی ہے نگہبانی ضرور
اضطراب روح کا کھٹکا دل مضطر نکال
چہرہ رشک قبر پر خط سے حرف آجائے گا
(۴) سادہ روش میں نہ مثل آئینہ جوہر نکال

(۱) ق — ساقط

(۲) ق — ساقط

(۳) م — مطلع - ص ۱۶۱

(۴) م — سادہ رو ہو کر نہ شکل آئینہ جوہر نکال - ص ۱۶۱

(۱) اضطرابِ دل کو اے شوقِ رہائی دے خبر
پھر اسمانِ قدس لائے ہیں بال و پر نکال
وصل کی شب کو خطر ہے چشمِ ہدکا اے سحر
کر ستاروں کو پسند اور مہر کے مجھ نکال^(۲)
گردلِ بہتاب کا چاک جگر سینا ہے تو
اے رفو کر تار تار دامنِ محشر نکال
یا نظر کو جلوہ دیدار سے تصویر کر^(۳)
حضرتِ نظارہ یا اے چشمِ تر باہر نکال^(۴)
دل میں بلبل کے اثر ہو سوزِ غم کا گرکھن^(۵)
لختِ دل آہ و فغان میں لائے وہ اگر نکال
ہم کو دکھلا اے زگی اشکِ مسلسل کی لڑی
آنکھ سے تارِ نظر جونِ رشتہ گوہرِ نکال

کھائے جگر پہ لالہ صحرائے داغِ گل
جس دم مزارِ قیس کا دیکھا چراغِ گل
ہم ہوشِ باختہ ہیں کہ ساقی ہے بے خبر^(۶)
خاموش ہیں حریف کے شمعِ ابلاغِ گل
آہا ہے انجمنِ میں وہ خورشیدِ جلوہ کاش
اے دمِ ہوائے شوق سے ہوتا چراغِ گل
نیرنگِ روزِ گار کے دیکھے نہیں ابھی^(۷)
سیرِ بہار سے ہے بہت باغِ باغِ گل^(۸)
شاید گندھین کی تربتِ مجنون کی چادرین
کرتا ہے جمعِ دامنِ ہر داغ و زاغِ گل
جا اے سوائے باغ کے دل ہے بچھا ہوا^(۹)
گل ہو چراغِ گل کے ہوشِ شمعِ داغِ گل

(۱) م - ساقط

(۲) ق - کا

(۳) م - چاکِ سینہ کا اگر سینا ہے تو اے نجدِ گر
دل لگا کر تار تار دامنِ محشر نکال
ص ۱۶۱

(۴) ق - ساقط

(۵) ق - ساقط

(۶) م - ساقی ہے غش کے ہوش کا اپنے چراغِ گل - ص ۱۶۲ - مطلع

(۷) م - نہیں ہیں رنگ - ص ۱۶۲

(۸) م - عہدِ بہار میں ہے ص ۱۶۲

(۹) م - غون ہو ہوائے باغ کے دل ہو چلا اداس - ص ۱۶۲

(۱) شوخی کی وہ چمک ہے کہ بجلی بھی منہ چھپائے
 دامن کی وہ چمک کہ دکھائے چراغ گل
 فصل جن میں دیکھتے کہا کہا قیامت آئے (۲)
 گرم فغان ہزار ہے نازک دماغ گل
 بے تاب ہو کے سر پہ صبا کہا اڑائے خاک
 نالان ہے عندلیب کہ رخصت ہوئی بہار (۳)
 گلشن میں کہا کہیں گے چراغان ہم اے نسیم
 کھمڈا ہوا دھواں ہے کہ شہر چراغ گل
 رنگ سخن سے اپنے گلستان میں اے زکی (۵)
 منظر عندلیب ہو اور باغ باغ گل

یونہی ہے جو وعدہ و اقرار آج کل
 مرجائے گا یہ تشنہ دیدار آج کل
 ہے شوخیوں پہ حسن طوح دار آج کل
 بال ہری ہے طرہ دستار آج کل
 لڑتی ہے بے دھڑک ننگہ بار آج کل (۵)
 سن لیجئے کہ چل گئی تلوار آج کل
 سنسان سا ہے مصر کا بازار آج کل (۴)
 کہا ہو گئی وہ گرمی سودائے حسن و عشق
 اے ہوئے گل جو شوق رہائی میں رہا (۸)
 نکلے تڑپ کے جان گرفتار آج کل

(۱) م -- شوخی تری چمک کی اڑاؤے فروغ برقی ص ۱۶۲

(۲) م -- کہا کہا دکھائے رنگ - ص ۱۶۲

(۳) م -- نالان ہے عندلیب کہ ہے رخصت بہار ص ۱۶۲

غم کی ہوا صبا ہے کہ گل کا چراغ گل

(۴) م -- کہا ہم خزان میں آگے لکائیں گے اے نسیم

فصل بہار میں ہیں جو سینہ کے داغ گل

(۵) م -- اپنے سخن کے رنگ سے کلزار ہیں زکی ص ۱۶۲

ہلہل کا دل شگفتہ ہے اور باغ باغ گل

نوٹ -- مطبوہہ میں دونوں شعر موجود ہیں

م (۶) م -- مطالع - ص ۱۶۲

(۷) م -- کیوں ہے - ص ۱۶۲

(۸) م -- اے ہم صغیر شوق رہائی تو یوں رہا

تو مرنے میں یہ غم کے گرفتار آج کل

اک سبزہ رنگ پر ہوئے عاشق ہم ان دنوں
(۱) ملتا نہیں جو بار کی محفل میں ہم کو بار
ہے دل خراش مرہم رنگار آج کل
شور شور ہے پر دیوار آج کل
در پیش ہے یہ منزل دشوار آج کل
(۲) ہستی سے حشر تک ہے خرابی کا ہر مقام
کھر سے مرے جو بار نے عزم سفر کیا
کیا آرزوئے سر گلستان کرے وہ خاکہ
(۳) ہے مال و ہر ہے مرغ گرفتار آج کل
اس گل کو دیکھتا ہے بہت جھانک جھانک کے
(۴) کھوتا ہے آنکھ اوزن دیوار آج کل
جادو نگاہ فکر میں تیرے ہیں اے زگی
رہتا تو ہوشیار غروردار آج کل

(۵) یوں ہی رہا اگر سحر و شام آج کل
اے جان بے قرار نہ گھبراؤ کہیں
(۶) اک بوسہ کی طلب پہ ملین گالیان ہزار
گیا رسم و راہ مہر و وفا میں خلل پڑا
اے وائے بے خود، مجھے معلوم کچھ نہیں
(۷) ہے ان دنوں بہت وہ غلط مجھ سے ہم نشین
سن لیجئے کہ اپنا ہوا کام آج کل
آتا ہے انتظار کا پیغام آج کل
میں قدر کر قدر ہوئی دشنام آج کل
ہر بات میں وہ دینے ہیں الزام آج کل
ہک رنگ ہوئی ہیں سحر و شام آج کل
(۸) ہے ان دنوں بہت وہ غلط مجھ سے ہم نشین
وان جاگے لیجئے نہ مرا نام آج کل

(۱) م - ملتا نہیں ہے بزم صنم میں کسی کو - بار - س ۱۶۲

(۲) م - ۰۰۰۰۰۰ فم و رنج ۴ مقام -

(۳) م - کر - س ۱۶۲

(۴) م - تاکہ - س ۱۶۲

(۵) م - یوں ہی رہیں گے گر سحر و شام آج کل
سن لو گئے تم کہ اپنا ہوا کام آج کل

(۶) م - ۰۰۰۰۰۰ نہ گھبراؤ فراق میں - س ۱۶۲

(۷) م - ہیں - س ۱۶۲

- (۱) - دنیا و حشر کا ہے یہ کچھ دغدغہ کہ ہے خواب و خیال راحت و آرام آج کل
 آئے وہ رشک نہ تو تماشا بہار ہے سیریں ہیں چاندنی میں لب بام آج کل
 (۲) آرائشوں کو شوق نہایت ہے ان دنوں ہوتے ہیں دلیری کے سر انجام آج کل
 افسوں کا اس طرف سے جو ہے اس پری کو وہم لکھ کر جلائے ہے وہ مرا نام آج کل
 (۳) عالم میں قتل عام کی مشہور ہے خبر کل گون لباس ہے وہ کل اندام آج کل
 دنیا سے پختہ مغز جنوں صاف اٹھ گئے عشاق رکھتے ہیں طبع خام آج کل
 (۴) اے کل بہار حسن کوئی دن میں ہے تمام آواز خط کا دیکھو انجام آج کل
 وعدہ وفا کی راہ مگر ہو گئی غلط ہونے لگی جو وان سحر و شام آج کل
 جنوں سے قہر کی ہوئی شرط وفا تمام جھڑکی تو صبح و شام ہے دشنام آج کل
 (۵) قاتل ہیں تیری فکر کے اہل سخن زکی
 مشہور ہے جہان میں ترا نام آج کل
 لطف سخن سے ہے نفس پرے غبار دل جوہر شناس رکھتے ہیں آئینہ دار دل
 (۶) ہر رنگہ میں دکھائے ہے کیا کیا بہار دل اے عندلیب سچ ہے کہ اکہ دل ہزار دل

(۱) م - بھادے نہ بوجھ کچھ کہ ترے ہجر میں رہے - ص ۱۶۲

(۲) م - آرائشوں کے شوق ہیں وان ان دنوں کمال - ص ۱۶۲

(۳) م - گلہانگہ ہے خبر - ص ۱۶۲

(۴) م - کوئی دن کو ہے ہوا - ص ۱۶۲

(۵) م - سلطان شاعروں کا جہان میں تو ہے زکی
 ص ۱۶۲ ہے کشور سخن میں ترا نام آج کل

(۶) م - ہر رنگہ میں دکھائے تماشا بہار دل - مطلع - ص ۱۶۲

- (۱) تڑپا گیا جو خون شدہ انتظار دل
تا روز حشر خاک نہ سوا میں ہے قرار
وان سنگ دل ہے اور بہان ہے قرار دل
ہرگز نہیں یقین کہ صحبت ہوا ہو
- (۲) ہوگا موٹے پر اپنا چراغ مزار دل
مژگان تر چڑھانین کی پھولوں کی چادرین
آہ و فغان نسیم ہے مشت غبار دل
گرچہ ہے درد و غم کا بیابان شور عشق
- (۳) تیشہ اڑائے سنگ سے جائے قرار دل
شیرین جو ہے ستون میں کرے کوہ کن کا کام
جوڑی کا کچھ حنا کی نکالے کا تار دل
خون کر دیا نگاہ کو اس کی تلاش میں
- جانا کدھر ہے اوشتر ہے بہار دل
محمل نشین کا قابو وہ آیا نگاہ کر
ہے آفتاب سوختہ انتظار دل
جا کہ جگر ہے صبح شب ہجر کی مثال
- میں جانتا تھا پہلے کہ ہے جان ہار دل
آخر قمار عشق میں جان اس نے ہار دی
بیمار کیوں تو بیٹھا ہے بے روزگار دل
کوچہ میں دلہروں کے سنن ہے نگاہ داشت
- گیا چھینتا ہے خامہ جادو نگار دل
پہان ہمارے طرز سخن پر ہیں بے قرار
گلزار جا کہ جا کہ جگر میں ہے خار دل
دکھتا ہے تیشہ غم کی طرح چھریں سے شوق
- گلزار سے شکستہ ہو گیا داغ دار دل
سیر چمن سے راشد خاطر نہیں ہمیں
اورمان ہے کہ خون ہوا ہے قرار دل
فرصت نہ دی تپاک نے اظہار حال کی

(۱) م -- پہلو میں تھا جو سوختہ انتظار دل - ص ۱۶۴

(۲) م -- یہ - ص ۱۶۴

(۳) م -- فرہاد کو جو خندہ شیرین دہیان آئے - ص ۱۶۴

(۴) م -- کوچے - ص ۱۶۵

(۵) م -- عیش - ص ۱۶۵

(۶) ق - ساقط

(۷) ق - ساقط

(۱)

اہل صفا کی طبع میں ہرگز نہ ہو غبار آئینہ ہے کہ صاف ہوا آئینہ دار دل

(۲)

سورہار باغ کی پروا نہیں زکی

گل زار چشم زار ہے اور لالہ زار دل

(۳)

جو غبار دشت جنون اٹھے تو خیال وحشت اٹھائے دل

جو خبر ہو جوہر نذر سے تو شور نظر سے گرائے دل

ترے لعل لب کے خیال میں غم زندگی جو مٹائے دل

(۴)

گو مذاق لطاف سے جی اٹھے کہ مڑے جہان کے اٹھائے دل

(۵)

یہ شوار ہرق ہے جان گسل کہ گداز تیغ برائے دل

(۶)

یہ جواغ حور ہے مشتعل کہ سواغ آبلہ پائے دل

(۷)

دل زار پر یہ غبار ہے کہ غبار خاطر بار ہے

یہ کدورت آئینہ دار ہے کہ رہے یہ خاک صفا دل

(۸)

مجھے تلخ حسنی دھر ہے غم عشق جی پہ تہر ہے

مجھے آپ خضر بھی زہر ہے کہ بلائے جان ہے فنائے دل

(۱) ق -- ساقط

(۲) م -- پروا ہے کہا زکی - ص ۱۶۵

(۳) م -- جو شوار سوز نورا اٹھے تو مذاق شعلہ اڑائے دل ص ۱۶۵

جو خبر ہو جوہر نذر سے تو نار سے ہو گرائے دل

(۴) م -- تو مذاق لطاف سے فش پہ ہو کہ مڑے جہان کے اٹھائے دل - ص ۱۶۵

(۵) م -- یہ شوار تالہ ہے جان گسل کہ گداز روح برائے دل

(۶) م -- داغ ہے ص ۱۶۵

(۷) م -- دل زار پر بھی بار ہے کہ غبار خاطر بار ہے - ص ۱۶۶

(۸) م -- غم زہست جان پہ تہر ہے - ص ۱۶۶

یہ بہار عشق کے ہیں اثر کے خزان کا رنگ ہے جلوہ گر
گل باغ داغ ہے شعلہ در شعلی ہے رنگ حنائی دل
کہیں مڑ گئی ہے نظر مگر خم تیغ ابھڑے بار پر
یہ ہلال عید ہے جلوہ گر کے نشان زخم ہوائی دل

کہیں دوستی کا مڑا نہیں کوئی آشنائے صدا نہیں
(۱) گل میں ہوئے وفا نہیں کوئی کیا کسی سے لگائے دل
یہ زلال خضر ہے موجزن کے مذاق جان ہے شکر شکن
یہ بہار بار ہے یا سخن یہ سروس ہے کے (۲) صدائے دل

ہوئے راہی درد کے قافلے کے جٹوں کے دشت میں دیر سے
نہ غبار اٹھنے ہیں ہر سے نہ طیش میں سوز درائے دل
یہ طیش رہی دم نزع تک کہ سوا میں سر کو ٹپک ٹپک (۳)

مری جان کو یہی دہی کھٹک کہ ہوا نہ خار بجائے دل
(۴) اسی درد سے ہے زگی غمین کے بہار ہے نہ خزان کہیں
نہ وفاق حسن ہے دل نشین نہ لقا ہے جان نہ بقاء ہے دل

رنگ خونین ہیں مرے دیدہ خونبار کے پھول یا چنے ہیں چمن جلوہ دیدار کے پھول

(۱) م -- مذاق لعل شکر شکن - ص ۱۶۶

(۲) م -- نوائے دل - ص ۱۶۶

(۳) ق -- ساط

(۴) م -- اسی رنج سے ہوں زگی غمین کے بہار ہے نہ خزان کہیں
نہ شمع غنچہ ہے دل نشین نہ لگائے گل نہ بتائے دل
ص ۱۶۷

(۱)	عرق شرم میں ڈوبا دل خونیں جس دم
رشتہ شہنم ہوئے غور شہد کے دستار کے پھول	چشم لیلی کے تصور میں عجب کہا ہے اگر
خاک مجنوں سے اکہن نوکس بیمار کے پھول	خلق کے سنگ ملامت سے نہن ہم کو گلہ
گل شبلی ہین مگر بار و قاردار کے پھول	گرم صحبت جو ہوئے ہلہل جان سوز کے ساتھ
اور ہر کالہ آتش ہوئے گلزار کے پھول	ہم نوا بان چمن آتے ہین سر گرم فغان
گھر میں صہاد کے ہین مرغ گرفتار کے پھول	زخم دل باد خط سبز میں ہے رشتہ بہار
(۲)	غسل صحت کی انہیں کرتے ہے چمن میں شادی
گل سر سبز ہوئے سیڑیہ رنگار کے پھول	کیج نظر عیب کو بھی اپنے ہنر جانتے ہین
شہنم آلودہ جو ہین نوکس بیمار کے پھول	(۴)
(۳)	ہجر میں اشکوں سے ہم نے جو دیا ہے پانی
ہووین آہوئے چمن دیدہ بیدار کے پھول	(۵)
کیا دکھاتے ہین بہارین درد و دیوار کے پھول	دل افسردہ سے کیا شب کو ہم آغوش رہا
صبح مرجھائے ہوئے کیوں ہین تیرے ہار کے پھول	(۶)
ہن کٹے شور و فغان مرغ گرفتار کے پھول	سوز دل سے جو اڑہن خون جگر کی چھٹین
گل غور شہد بنے ہین تری دستار کے پھول	(۷)
ہوئے تصویر کا عالم درد دیوار کے پھول	جلوہ گر طرہ زرتار ہے جون خط شعاع
	(۸)
	تیرے کوچہ میں نگاہ دل حیران جو پڑی

(1) م - 41 - ج 174

(۲) م - گل - ۴ ۱۶۸

(۳) م - ہوٹن پھو چمن دبدہ ہندار گئے پھول - کذا ص ۱۶۸

(۲) م - به شعر قزل نمبر ۲۳۵ میں دوں ہے - ص ۱۶۸

— १ (५)

* * * * *

— १ (८)

● ● ● ● ● (A)

- (۱) لالہ اور دستہ نگارین میں ہے جام بلور
 بادہ ہو عکس سے لعل پہ سے غوار کے پھول
 (۲) آئینہ سا ہے جو ترا سینہ اور رشک چمن
 عکس آتے ہیں نظر موتیوں کے ہار کے پھول
 (۳) سرمئی آنکھ کا کشتہ ہون میں اے فصل چمن
 قہر پر میری چڑھا ترکس بیمار کے پھول

رنگ و بو تازہ ہے کہا حسن معانی سے زکی
 گل/ہین میرے گلشن اشعار کے پھول

- دیکھے ہر کالہ آتش تیرے ہار کے پھول
 کہ ہوئے مثل شرر زخم دل زار کے پھول
 (۴) طالع نورین قہر دل زار کے پھول
 ہون چراغان مزار آتش دیدار کے پھول
 کشتہ چشم تغافل ہون میں اے باد بہار
 میری مشہد پہ چڑھا ترکس بیمار کے پھول
 پاؤں رکھتے ہی نہیں اب تو زمین پر زنبار
 کس قدر سر پہ چڑھے ہیں تری دستار کے پھول
 جلوہ حسن سے اک نور کا عالم ہو بہار
 گل خورشید بنے ہاتھ میں دلدار کے پھول
 ہنسنے دھننے ہیں گل زخم جگر سے ہر آن
 لب معشوق ہیں گویا لب سوٹا کے پھول
 (۵) دیکھ لے آگے میرے اشک مسلسل کی بہار
 جس نے آنکھوں سے نہ دیکھے ہون تیرے ہار کے پھول
 (۶) طائر باغ تجلی ہے جو پابند جہان
 ہیں ستارے قفس مرغ گرفتار کے پھول
 سرخ لب ہان سے جب دیتے ہیں اے غنچہ ذہن
 رنک دکھلاتے ہیں کیا کیا تری، گفتار کے پھول
 شکل گلدستہ بنے دستہ حنا بستہ ہار
 خون عشاق سے جوہر ہوئے تلوار کے پھول

(۱) (۱) ق -- ساقط

(۲) ق -- ساقط

(۳) ق -- ساقط

(۴) م -- ذرہ خاکہ بنیں قہر دل زار کے پھول - ص ۱۶۷

(۵) م -- یہ شعر غزل ۲۲۲ میں درج ہے - ص ۱۶۷

(۶) م -- ہے گرفتار جہان - ص ۱۶۷

ہوئے گل آتی ہے خوشبو کا گھورا لے کر
تالہ آبلہ ہایوں کا جو گزرا ہے کوئی
خون فرہاد کی تاثیر چلی جاتی ہے
(۱) مثل آئینہ جو دیکھا ہے ترا صاف بدن
رشک کہتا ہے زلیخا تجھے یوسف کی قسم
ہنستے گھر بستے ہیں اے مرغ چمن کہتے ہیں
شکل پروانہ دل زار ہے ان پر قربان
دل کا آتش کدہ کہا خانہ زنجیر ہوا
(۲) جلوہ دست نگارین نے دکھایا نیرنگ
(۵) ترکستان کے تماشے سے دل اس کا نہ کھلے
(۶) رنگ و بو کچھ ہو ہر اسے دل آویز کہان
(۷) پھول نوکس کے ہوں خوشبو کا گھورا گل تر
(۸) یزم میں احد سے گزر جائیں جو ستون کے تھاک
موسم گل میں جو ہوں نوکس بھار کے پھول
بکہ قلم خار بہا ہاں ہوئے گل زار کے پھول
دکھتے ہیں خندہ شیریں وہی کہسار کے پھول
شکل تصویر ہیں پوراہن گل کار کے پھول
(۲) لہجے پائے نہ کوئی مصر کے بازار کے پھول
تو بھی ہوشاد اگر ہنستے ہیں گل زار کے پھول
طرہ شمع ہیں گویا تری دستار کے پھول
(۳) جون شرار اڑتے ہیں کیوں شورش جھنکار کے پھول
ورق گنجفہ ہاتھوں میں ہوئے ہار کے پھول
جس نے دیکھے ہوں وہاں روزن دیوار کے پھول
ہو نہ زنبار برابر بدن بار کے پھول
ہوں چمن میں جو تیرے عاشق بھار کے پھول
دست و پا جائیں نہ کیوں ساقی سرشار کے پھول
(۹) داغ پنہاں سے زگی واشد خاطر نہ ہوئے
شور سنگ نہ ہوں دامن کہسار کے پھول

- (۱) م - شکل - ص ۱۶۹ (۲) م - مین - ص ۱۶۹
(۳) م - جون شرار اڑتے ہیں کیوں شور سے جھنکار کے پھول - ص ۱۶۹
(۴) م - ۰۰۰ نگارین کا یہ دیکھا نیرنگ - یہ شعر غزل نمبر ۲۲۲ میں درج ہے
(۵) ق - ساقط
(۶) ق - ساقط
(۷) ق - ساقط
(۸) ق - ساقط
(۹) م - خاطر معلوم - ص ۱۶۹

(۱)
 تڑپتے رہے ہلکے مرنے رہے ہم مگر دم محبت کے بھرتے رہے ہم
 شب وصل جو نچھ کو ہم نے نہ چھوڑا تیرے روٹھ جانے سے ڈرتے رہے ہم
 (۲) اشعائے بہت سے مرنے زندگی کے بہت نچھ پہ اسے شوخ مرنے رہے ہم
 (۳)
 شب آنے میں قاتل کے جود پر گزری تجھے اے اجل باد کرتے رہے ہم
 (۴) پہ سودا دل تنگ میں تھا سما یا کہ کوزہ میں دریا کو بھرتے رہے ہم
 (۵)
 خیال اس کے دل میں ہمارا نہ گزرا جدا اپنے جن سے گزرتے رہے ہم
 (۶)
 وہاں رات کچھ تذکرہ تھا سخن کا
 زکی کو بہت باد کرتے رہے غم

گو نہیں اپنے اختیار میں ہم پر تڑپتے ہیں انتظار میں ہم
 (۷) جلتے ہیں عین وصل بار میں ہم لالہ ہیں موسم بہار میں ہم
 (۸) خاکساری پسند ہو تو اسے نامہ لکھیں خط غبار میں ہم

- (۱) م - ک - ص ۱۷۷
 (۲) م - بہت زندگی کے مرنے ہم نے پائے - ص ۱۷۷
 (۳) م - جان - ص ۱۷۷
 (۴) م - کیا - ص ۱۷۷
 (۵) ق - ساقط
 (۶) م - زکی تذکرہ شب جو تھا وان وٹا کا ص ۱۷۷
 تو دل کو بہت باد کرتے رہے ہم
 (۷) م - تنگ دل ہیں وصال بار میں ہم ص ۱۷۶
 غنچہ ہیں موسم بہار میں ہم
 (۸) م - خاکساری پسند ہے جو اسے ص ۱۷۶
 خط لکھیں تو خط غبار میں ہم

(۱) سخن اپنا بلند ہے پس مرگ
ہین سدا گنبد مزار میں ہم
(۲) وعدہ وصل کل وصال پہ ہے
غار ہین چشم انتظار میں ہم
(۳) عشق میں رنگ زرد ہے منہ کا
ہین خزان موسم بہار میں ہم
(۴) اس گدورت پہ یہ صفائے سخن
مگر آئینہ ہین غبار میں ہم
دم کے مہمان ہین باغ ہستی میں
پھول ہین آتشیں انار میں ہم

کھا کہیں دیکھ کو کسی کو زگی
(۵)
رہے اپنے نہ اختیار میں ہم

ہر چند گناہ گار ہین ہم
رحمت کے امیدوار ہین ہم
ہر رنگ میں جون بہار ہین ہم
ہر سنگ میں جون شرار ہین ہم
(۶)
دل خون ہے یہ بقرار ہین ہم
کھا کشتہ انتظار ہین ہم
مردوب ہے تو خطوں کی رنجش
شہدائے خط غبار ہین ہم
(۷)
کھا رنگ ہے زر نثار منہ پر
ترے ہی تو جان نثار ہین ہم

(۱) م - شور اپنا بلند ہو پس مرگ
ص ۱۷۶

ہون سدا گنبد مزار میں ہم

(۲) م - وصل کل کا وصال پر ہے قرار - ص ۱۷۶

(۳) م - عشق میں رنگ زرد دکھتے ہین - ص ۱۷۶

(۴) م - ... میں - ص ۱۷۶

(۵) م - نہ رہے اپنے اختیار میں ہم - ص ۱۷۶

(۶) م - ہے کہ ... ص ۱۷۶ مطلع

(۷) م - ... ص ۱۷۶

اے حشر خبر شباب لہنا
آئیے گا قرار گر نہ اے جان
روئے میں عجب بہار دیکھی
اے بہک اجل شباب چلنا
ہے بوج صبا ہوائے شورش
گالی کا نہ جانو ہم کو مشتاق^(۱)
پائے میں مزے جو داغ دل سے
تنہائی پر اپنی روئے ہیں آہ
ہو خاک سے اپنی لالہ پیدا
خونین جگر بہار ہیں ہم

اک آن کی زبست پر زگی آہ

برواز ہن جون شرار ہیں ہم

تنگ آئیے ہیں بہت نالہ و فریاد سے ہم
دل دھپ جائے کمارے ہون جو فریاد سے ہم^(۲)
رخصہ اب چاہتے ہیں خاطر صبا سے ہم
حشر آجائے جو غافل ہون تری باد سے ہم^(۴)
ہم کو طفلی سے رہا حسن پرستی کا خیال
سہی عشق ہی پڑھتے رہے استاد سے ہم^(۵)

(۱) م - ہوسہ کا وہ سمجھے ہم کو مشتاق
ص ۱۷۶

گالی کے امیدوار ہیں ہم

(۲) م - کہا - ص ۱۷۶

(۳) م - جوہون ۰۰۰۰ ص ۱۷۷

(۴) م - قہر ۰۰۰۰۰ ص ۱۷۷

(۵) م - چھٹ پن - ص ۱۷۷

- (۱) لذتِ غم سے عدم میں کہیں آگاہی نہ تھی
(۲) اپنی فہمید سے ہیں آپ ہشمان کے حائے
(۵) آتشیں موج کریں چشمہ شہرین میں روان
تو نہ تڑپائے گر اے شوقِ رہائی تو کہیں
(۶) ہم صفیروں کو مبارک ہو چمن کی سیریں
غیر قافلہ کم شدہ ہم سے پوچھو
(۷) نقشِ صورت میں اگر قصدِ معانی وہ کریں
کیون نہ اے شمعِ سحر خاکِ اشعارے ہیں مزے
(۹) ہم نوابانِ چمن کے نہ سنئے شور و فغان
وقتِ دل پہ بھی حاصل جو نہ ہو طرزِ صفا
(۱۰) شوقِ فرہاد و فغان دل میں بھرا تھا لیکن
- (۲) لیے چلے باتِ نئی عالمِ ایجاد سے ہم
(۴) آشنا کیوں ہوئے اسے بہت بیداد سے ہم
تیز آدین جو شرِ تہشہ فرہاد سے ہم
آشنائی نہ کریں الفتِ صباد سے ہم
گل کھلاتے ہیں فتن میں لبِ فرہاد سے ہم
چلے آئے ہیں ابھی دشتِ غم آباد سے ہم
(۸) جھین لین چٹ سے قلمِ مانی و پہڑاد سے ہم
اشک اور آہ سر تو نالہ و فرہاد سے ہم
مرتے مرتے ہیں کہتے رہے صباد سے ہم
پانی پانی ہوں رخِ خنجرِ فولاد سے ہم
دل گرفتہ ہی رہے غزہ صباد سے ہم

- (۱) م - رنج و راحت سے - ص ۱۷۷
(۲) ۰۰۰۰ تازہ مزہ عالم - ص ۱۷۷
(۳) م - اپنی فہمید سے ہیں سخت پریشان کہ حیف - ص ۱۷۸
(۴) م - جلاد - ص ۱۷۷
(۵) م - سے - ص ۱۷۷
(۶) م - تماشائے بہار - ص ۱۷۸
(۷) م - نقشِ صورت میں جو معنی کا ارادہ وہ کریں - ص ۱۷۸
(۸) م - ۰۰۰ صاف قلم ۰۰۰ - ص ۱۷۸
(۹) م - خوب - ص ۱۷۸
(۱۰) ق - ساقط

(۱)

اپکے ہمدرد نظر آئے ہے عالم میں زکی
کیون کر الفت نہ کریں خاطر نا شاد سے ہم

(۲)

نہیں تاب کہ دیکھوں جمال منم مجھے اپنے ہی دیدہ وری کی قسم
مجھے حسن کی جلوہ گری کی قسم مجھے عشق کی پردہ دری کی قسم

(۳)

نہ ہو قاصد بار تو چین بہ چین ابھی اپنا خیال ہے اور کہیں

(۴)

ابھی ہوش کی اپنے خبر ہی نہیں مجھے عالم پر خبری کی قسم

تیرے عکس جمال کا ہے یہ نشان کہ بہ دیدہ تر ہوئے شعلہ فشان

میرے شبشہ دل میں ہے داغ نہان تیرے عارض رشک پری کی قسم

(۵)

نچھے کچھ نہیں حیف خیال ذرا کہ تڑپا گئے ہوئی پری جان ہوا

دل زار کا ملت میں خون ہوا مجھے آہ کی ہے اثری کی قسم

(۶)

تیرے ہاتھ حنائی جو آئے نظر تو چمک گئے برق سے داغ جگر

(۷)

ہوئے شعلہ فشان میرے دیدہ تر خون شفق سحر کی قسم

(۱) م - کوئی ہمدرد زکی عالم فرقہ میں نہیں ص ۱۷۸

کیون کر الفت نہ کریں پھر دل نا شاد سے ہم

(۲) م - مجھے غویں دیدہ وری کی قسم - ص ۱۷۲

(۳) م - رخ حسن - ص ۱۷۲

(۴) م - غم عشق - ص ۱۷۲

(۵) م - کہ خیال ہی را ہے اور کہیں - ص ۱۷۲

(۶) م - تمہیں بہ بھی خبر کہ حواس نہیں ہمیں نشہ ہے خبری کی قسم - ص ۱۷۲

(۷) م - مجھے حیف نہیں ہے خیال ذرا - ص ۱۷۲

(۸) م - دست - ص ۱۷۲

(۹) م - چین - ص ۱۷۲

(۱)

دل غم زدہ مجھ سے بھی کہہ تو کہیں کہ ٹپٹا ہے شوق سے میرا بھی جس

(۲)

کہیں دیکھا ہے خواب میں بار کو بھی تجھے لذت ہے خبری کی قسم

میری طرح اٹھادے تو شرم و حیا کہ خیال بھی ننگہ کا دل میں نہ لا

میرے پاس سے آج کی رات نہ جا تجھے اپنے ہی جلوہ گری کی قسم

تجھے دیکھنے آتی ہے خلق جہان ترے عاشق زار ہزاروں مہین بان

کوئی دیکھا ہے مجھ سا بھی خستہ جان تجھے میری ہی دیکھا وری

(۳)

ذکی بندہ کہجٹو اپنا ذہن کہ مزے پہ ہے گرم بہار سخن

ترے شعر میں روح شمیم چمن مجھے شوخی ہال بری کی قسم

میرے دل کو نگاہ سے خون نہ کر تجھے اپنی ہی خونین نظری کی قسم

تجھے نشہ جلوہ گری کی قسم تجھے شوخی جان بری کی قسم

تجھے غنچہ و گل ہی کے ہو کی قسم تجھے خستہ دلون کے لہو کی قسم

تجھے شیشہ و جام و سیو کی قسم تجھے عالم ہے خبری کی قسم

تجھے عارض رشک قمر کی قسم تجھے شعلہ داغ جگر کی قسم

(۵)

تجھے اپنی شوخ نظر کی قسم تجھے میرے ہی دیدہ وری کی قسم

(۱) م - سہی - ص ۱۴۲

(۲) م - دیکھتا - ص ۱۴۲

(۳) م - ابھی کہجٹو بند زکی نہ دھن کہ فراق کے ساتھ سے لطف سخن ص ۱۴۲

ترے شعر میں روح سخن ہمہ تن مجھے شوخی ہال بری کی قسم

(۴) م - میرے دل کا نگاہ سے خون نہ بہا مجھے اپنی ہی جلوہ گری کی قسم

ص ۱۴۲

تجھے نشہ ہے خبری کی قسم تجھے شوخی جان بری کی قسم

(۵) م - تجھے شوخی برقی نظر کی قسم تجھے گرمی جلوہ گری کی قسم - ص ۱۴۲

تجھے منتظرون کے نگہ کی قسم نہ ہے وادی نجد کے (۱) رہا کی قسم
 تجھے لیلیٰ کے درخت سپہ کی قسم تجھے قہر کی جامہ دری کی قسم
 تجھے یوسف ہوئے سخن کی قسم تجھے عاشق سوختہ تن کی قسم
 تجھے دامن چاکہ جگر کی قسم تجھے شوق کے شعلہ دری کی قسم
 تجھے دیدہ شعلہ نشان کی قسم تجھے خندہ زخم نہان کی قسم
 تجھے لالہ سوختہ جان کی قسم تجھے خستہ ہے جگری کی قسم
 تجھے لالہ داغ درون کی قسم تجھے خار سے نشنہ خون کی قسم
 تجھے باغ و بہار جنون کی قسم تجھے شورش جامہ دری کی قسم
 تجھے کچھ بھی خیال ہے رشک قمر کے مواز میں یہ خستہ جگر
 (۲) کوئی دم تو مزار پہ میرے ٹھہر تجھے شمع دم سحری کی قسم
 (۳) نہ کر اتنا زکی جگر اپنا لہو کہ نہ ذوق سخن ہو نہ شوق نہ تو
 ترے شعروں سے آتی ہے خون کی ہو مجھے تیری ہی ہے جگری کی قسم
 (۵) کچھ قیامت ہو مگر وصل دلارام سے کام نہک و بد کوئی کہے اپنے ہمین کام سے کام
 ہوس ہوسہ میں ہے لذت دشنام سے کام تلخ گاہی ہے گورا کہ ہمین کام سے کام

(۱) م - رہ - ص ۱۴۲

(۲) م - ۰۰۰۰ خاک چمن کی - ص ۱۴۲

(۳) م - کوئی دم مری خاکہ پہ آگے ٹھہر - ص ۱۴۵

(۴) م - نہ کر اتنا زکی دل زار کہ خون پہ ذوق سخن ہے مذاق زہون

ص ۱۴۵

ترے طرز سے آتی ہے ہوئے جنون مجھے

(۵) م - ہم کو ہر حال میں ہے اس سے خود کام سے کام - ص ۱۴۰

()

لب قاصد سے اٹھاتا ہوں مزا باتوں کا
(۲۱) بیچ و تاب غم شورش پہ رہی واشد دل
دل مشتاق کو ہے بوسہ نہ پہنچام سے کام
ہم اسپروں کو پڑا کشمکش دام سے کام
تیرہ روزی کے سوا اور نہ دیکھا کچھ بھی
(۲۲) ہم حریفوں کو کیا اس نے زمین پر پیدا
(۲۳) تنگہ آکر ہوئے بوسہ پہ وہ آخر راضی
(۲۴) عشق کا داغ جو پیرانہ سری میں چمکا
آگیا خوش ہمیں چوٹی کا تری سرخ مہاف
(۲۵) تادم مرگہ فراق اس کا گوارا ہی نہیں
(۲۶) شمع ساعد ساقی جور ہی جلوہ نما
(۲۷) ہم تو آغوش تصور میں ہوئے ایسے کم
(۲۸) شہرت نام سے آتا ہے مجھے تنگہ زکی

سچ تو ہے عاشق بدنام کو کیا نام ہے کام

(۱) م - بیچ و تاب غم گیسو سے ہے جو دل کو لگاؤ
ص ۱۴۰
ہم اسپروں کو نہیں کشمکش دام سے کام

(۲) م - رنگ - ص ۱۴۰

(۳) م - اس لئے خاکہ سے پیدا ہوئے ہم غم کے حریف - ص ۱۴۰

(۴) م - بوسے - ص ۱۴۰

(۵) م - تادم مرگہ جدائی کو گوارا نہ کیا - ص ۱۴۰

(۶) ق - ساقط

(۷) ق - ساقط

(۸) م - شہرت نام سے ہے سخت مجھے تنگہ زکی

ص ۱۴۰

واقعی عاشق بدنام کو کیا نام سے کام

- (۱) موئے پہچان میں وہ ہے موئے کمر کا عالم
(۲) چون شب تار میں ہو تار نظر کا عالم
(۳) دیکھ تو اشک سے اس دہدہ تر کا عالم
(۴) تھا جو دھڑکا دل بسمل سو تڑپنے سے کھلا
(۵) سبب اس کا تو فقط وہیں کہیں ہے
(۶) دیکھے اشک شفیق ہم نے جو صبح شب وصل
(۷) ہو گیا خلصہ دہرینہ میں کیا تنگ جہان
(۸) ہے ہنر کرتے ہیں جوہر مرے آگے ظاہر
(۹) شفق صبح شب وصل کی دیکھے جو بہار
(۱۰) دل کے داغوں سے جوہے شہر چراغان شب ہجر
(۱۱) دیکھوں آنسو شفیق رنگ جو صبح شب وصل
(۱۲) آفتاب آئے نظر داغ جگر کا عالم
(۱۳) آہر عالم ہستی میں گدھر کا عالم
(۱۴) سنگہ چون لعل کو دکھائے شور کا عالم
(۱۵) اور ہی رنگ پہ ہے دہدہ تر کا عالم
(۱۶) ہو گیا رشک پرستان مرے گھر کا عالم
(۱۷) آفتاب آئے نظر داغ جگر کا عالم
(۱۸) موشگافی مرے انداز سخن میں ہے زکی
(۱۹) میں نے دیکھا ہے کسی زلف و کمر کا عالم

- (۱) م - زلف پہچان میں یہ ہے موئے کمر کا عالم - ص ۱۷۱
(۲) م - جو - ص ۱۷۱
(۳) م - گرم آنسو مری آنکھوں سے تو دیکھ اے گل رو - ص ۱۷۱
(۴) م - پہ - ص ۱۷۱
(۵) م - لعل کو سنگہ دکھائے ہیں شور کا عالم - ص ۱۷۱
(۶) م - یہ شعر فزل نمبر ۲۴۰ میں درج ہے - ص ۱۷۲
(۷) ق - ساقط
(۸) ق - ساقط

(۱)	گر نہ دیکھا ہو کہیں شمع سحر کا عالم	دیکھ لے آگے مرے داغ جگر کا عالم
(۲)	گرمی بزم صنم دیکھ کے جون رشتہ شمع	رشتہ روح میں بھیے تار نظر کا عالم
(۳)	اپنے دم سے ہیں زمانہ میں سخن کے چرچے	ہم نے آباد کیا علم و ہنر کا عالم
(۴)	ہوجھنے کم گشتہ ملک عدم کی خبریں	ادھر آجائے جو بھولے سے ادھر کا عالم
(۵)	شمع گل ہو گئی اور بزم خرابی ہے خراب	کس کو دکھلائیں اب داغ جگر کا عالم
(۶)	بہ بنے ہیں ترے دندان لب و لعل کی شکل	کہ خریدار ہوا لعل و گہر کا عالم
(۷)	دست و پا کانپا اٹھے زلزلہ آہ سے یوں	باد صرصر سے ہو جون شاخ شجر کا عالم
(۸)	خاک ہو کر بھی رہا میں تو زمین کا پیوند	تا قیامت مرے پہلو سے نہ سر کا عالم
(۹)	جلوہ گر رات جو بان گنتی ہے، زاد ہوئے	ہو گیا شکل پرستان مرے گھر کا عالم
(۱۰)	کس لطافت پہ ہیں گدازائے ہوئے وہ بستان	زور ہے نخل جوانی کے ثمر کا عالم
(۱۱)	لالہ و گل ہی یہ موقوف نہیں اے دم صبح	ونگہ اڑاتا ہے مرے داغ جگر کا عالم
(۱۲)	منزل ملک عدم کا نہ کھلا کچھ احوال	بہ غلط کو ادھر آیا ہے ادھر کا عالم

(۱) م -- جس نے دیکھا ہی نہ ہو شمع سحر کا عالم ص ۱۴۱

دیکھے آکر وہ مرے داغ جگر کا عالم

(۲) م -- یہ شعر غزل نمبر ۲۳۹ میں درج ہے - ص ۱۴۱

(۳) م - خرابیات خراب - ص ۱۴۱

(۴) م -- کوئی - ص ۱۴۱

(۵) م -- دست و پا لرزہ میں ہیں زلزلہ آہ سے یوں ص ۱۴۲

(۶) م -- جو - ص ۱۴۲

(۷) م -- خاک ہو کر بھی زمین کا ہی میں پیوند رہا - ص ۱۴۱

(۸) م - ۰۰۰ رات بھان - ص ۱۴۲

(۹) م -- آمد فصل - ص ۱۴۲

(۱۰) ق -- ساقط

(۱)

مسکن اور فتنہ محشر کا جو تھا کعبہ دل تا قیامت مرے پہلو سے نہ سر کا عالم
کیون عیت رنج اٹھاتا ہے تو اے مشت غبار
اے زکی خاک ہوا علم و ہنر کا عالم

(۲)

عالم نور ہے کہا جلوہ گری کا عالم کہ بھینھو کا سا ہے وہ چہرہ پر، کا عالم
چرخ اخضر میں ہو خورشید درخشان جس طرح گورے منہ پر ہے یہ پوشاک ہری کا عالم
مسی آلودہ لب یار کی ہے یاد مدام دل پہ ہے نقش عقیق جگر، کا عالم
دل صیاد کو کچھ رحم نہ آیا زنتار دیکھا اے آہ تری ہے اثری کا عالم
نشہ میں چور ہوا وہ بہت طناز جورات (۳)
موٹے زولیدہ سے بان کھلتی ہے سودہ زدگی وحشت آباد ہے شوریدہ سری کا عالم
سادہ (۴) رویوں کی بہاروں کا تماشا دیکھے جس نے دیکھا نہ ہو شمع سحری کا عالم
گوھر علم و سخن آج ہے جو ذرہ خاک (۵)
ہے نگاہوں میں پرستان کہ دیکھا ہے کہیں (۶)
کوتی جالی کی تری دیکھ کے اے رشک قمر (۷)
ہے حجابانہ ہوا جب وہ بہت بادلہ پوش (۸)
ہے خودی سے مرے دل کی وہی ہوگا آگاہ (۹)
جس نے دیکھا ہو کہیں ہے خبری کا عالم

(۱) ق - ساقط

(۲) م - مکھڑا - ص ۱۴۲

(۳) م - طہار - ص ۱۴۲

(۴) ق - سادہ رویوں کی بہار تماشا دیکھے -

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - ساقط

(۷) ق - ساقط

(۸) ق - ساقط

(۱) ذرہ خاک سے ہے جو معنی ہے قدر
کہ خریدار ہوا ہے ہنری ۲ عالم
(۲) شوخیوں سے ہے بہان ہال ہر مصراع
کہ نظر میں ہے کسی رشک ہری ۲ عالم
نہ اسیری ہی رہے گی نہ طہش دل کی زگی
باد رہ جائے گا ہے ہال و ہری ۲ عالم

کہا ہا لہو نے جوش دل ہے قرار میں
(۳) یہ فہش ہے بہان مزہ اشکار میں
(۴) خورشید حشر ہار سے کہنا کہ ہے وٹا
(۵) کہہ دے نسیم چشم غزالان شہر سے
(۶) دل خون کوے جو شوق ہم آغوش صنم
(۷) شور جنوں ۲ رنگ اگر ہاتھ آگیا
(۸) مضمون ہے دل خراشی مشتاق وصل ۲
(۹) بخت سپاہ قیس پہ دیکھو پڑی ہے خاک
(۱۰) اس سینے پر ہے رنگ پسینے ۲ جہنم
(۱۱) تاروں ۲ ہو فروغ شب لا جو رد سے
مچھلی حنا کی دیکھ کے دست نگار میں
موتی بھرے ہیں دامن ایر بہار میں
عموین گزر گئیں ہیں ترے انتظار میں
تائیر گرد سرہ ہے اپنے غبار میں
آئیے شمیم غنچہ ہمارے کنار میں
ڈکڑے کوہن گے اب کے گریبان بہار میں
ہیرے ۲ تاکہ ہے جو گریبان کے تار میں
آلودہ زلف ناقہ لیلی غبار میں
ہوہاس موتیا کی ہے چہنے کے ہار میں
مسی ہی زیب دہتی ہے دندان ہار میں

(۹) م - ساقط
(۱۰) م - ساقط
(۱۱) م - ساقط

(۱) ق - ساقط
(۲) ق - ساقط
(۳) م - ساقط
(۴) م - ساقط
(۵) م - ساقط
(۶) م - ساقط
(۷) م - ساقط
(۸) م - ساقط

پیرانہ سر ہوئے ہوسہش پھر ہوئی ہم کو ترنگہ نشہ کی سوچھے خمار میں
(۱) کچھ برق جلوہ سے نہ فقط کوہ کن چلا داغ شوار ہے دل ہر کوہسار میں
کہتا ہے رشک عشق کہ کہتے نہا کے بات جب بار تنگہ ہار کو کھینچے کنار میں
(۲) چھائی سے مت لگا اسے اے غیوت چمن دل ہین گندھے ہوئے تیرے پھولوں کے ہار میں
(۳) گروہ مسیح ناز سے ٹھکرائے سنگ کو جگنو کی طرح جان پڑے ہر شوار میں
(۴) دل میں جو اس پری کے کہیں اکبا خیال بجلی چمک گئی نگہ انتظار میں
(۵) تارکے شب میں برق نثار آتی جلوہ گر زلف سیاہ الجھے جو گوئیں کے ہار میں
(۶) آئینہ ہے کدورت خاطر کا رنگ ڈھنگ خط بار نیسے لکھا ہے جو خط غبار میں

(۷) ہان دیکھنا زکی مری آتش زبانان

کیا کیا چمک ہے خامۂ جادونگار میں

(۸) نشہ شوخی کی لہریں ہین نگاہ بار میں آبداری، قہر ہے اس برق کی تلوار میں
(۹) داغ مہ روہوں کے غم سے ہین دل افکار میں یا ہین تختے چاندی کے دامن گلزار میں
وہ مسی آلودہ لب ہین آئینہ میں جلوہ گر لا جو ردی لعل ہین اس جوہری بازار میں

(۱) م - کچھ برق جلوہ سے نہ قہر ہے فقط چلا ص ۱۹۰

ہر سنگ ہر شوار ہے ہر کوہسار میں

(۲) م - رشک چمن اسے نہ لگا اپنے سینہ سے ص ۱۹۰
دل عاشقوں کے ہین تیرے پھولوں کے ہار میں

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - ساقط

(۷) م - پوشیدہ رشک سرخ میں ہے رنگ رخ زکی ص ۱۹۰

ہان کچھ نہیں تمیز خزان و بہار میں

(۸) م - برق دم تلوار میں - ص ۱۹۰

(۹) م - مہ وشنوں کے غم سے ہین داغ اس دل افکار میں

یا ہین تختے چاندی کے عرصۂ گلزار میں ص ۱۹۰

میں بہت مشتاق وصل اور وہ بہت نازک مزاج
 ہر کسی کو اپنا عالم خوب آتا ہے نظر^(۱)
 (۲) یہ اشارا تھا کہ رسوائی کے رخنے بند کر
 اے بت خورشید رو نور بدن سے ہے تیرے
 (۳) پھر ہوئے ہونے لگے زخم جگر عشاق کے
 (۴) سوخن خون لب معشوق کی تاثیر سے
 حسن کے عالم میں ہے جون آفتاب آسمان^(۵)
 (۶) دیکھتے ہی شکل اس کی خون ہوا دل اے زکی
 (۷)

زہر قاتل کا مزا تھا شربت دیدار میں

عمر گزری انتظار بار میں
 (۸) مر گئے ہم حسرت دیدار میں
 (۹) گم ہے تیری خط سے حسن بار میں
 تیغ ناز آلودہ ہے زنگار میں

- (۱) م - خوش تر ۰۰۰۰ - ص ۱۹۰
 (۲) م - یہ کتابہ ہے کہ رسوائی کا رخنہ بند کر
 پڑھ کے خط اس نے جو دکھا رخنہ دیوار میں ص ۱۹۰
 (۳) م - - - - - نور سے اپنے بدن کے دیکھ اے خورشید حسن - ص ۱۹۰
 (۴) م - - - - - پھر ہوئے ہونے لگے عشاق کے داغ جگر ص ۱۹۰
 پھر لباس فصل گل رنگے گئے زنگار میں
 (۵) م - ساقط
 (۶) م - ہے تمہیل خورشید سحر - ص ۱۹۰
 (۷) م - - - - - جان سے گزری زکی دیکھا جو حسن ستر رنگ
 زہر قاتل کیا ولا تھا شربت دیدار میں ص ۱۹۰
 (۸) م - - - - - مر گئے - ص ۱۹۱
 (۹) م - ساقط

- (۱) لخت دل ہیں آنسوؤں کے تار میں لعل ہیں کہا موتوں کے ہار میں
 نزع میں لطف شکر خواہی ملا کہا مڑا تھا شریعت دیدار میں
 اپنی وحشت ہے نہ کہ شور جہان شور ہے زنجیر کی جھنگار میں
 (۲) در پر آکر اس نے دکھلائی جو شکل جان آتی صورت دیوار میں
 (۳) تیشہ لہر اڑتی ہیں جو جنگاریاں بچلیاں ہیں دامن کہسار میں
 (۴) شور محشر جلد لے آکر خو درد اٹھا ہے دل بیمار میں
 (۵) دل پر ہے آئینہ روہوں کے ہاتھ لعل آیا جوہری بازار میں
 (۶) ہو نہ اس سے چار چشم اے آئینہ منہ نہ دیکھ آئینہ زخماں میں
 (۷) اضطراب روح پر غش ہوں زگی

جی تپتا ہے فراق بار میں

- ساقی ک عکس چین چین ہے شراب میں موجیں ہلال ہیں تدح آفتاب میں
 (۸) پوشیدہ راز و ہر ہے چشم پر آب میں جام جہان نما ہے طلسم حجاب میں
 (۹) اس شرمگین جمال پہ اللہ رے غرور کیا لن ترانیاں ہیں نقاب حجاب میں

(۱) م - بلن ہیں مسلک اشک میں لخت جگر ص ۱۹۱

لعل ہیں وان موتوں کے ہار میں

(۲) م - آگے در پہ اس نے دکھلائی جو شکل - ص ۱۹۱

(۳) م - ساقط

(۴) م - ساقط

(۵) م - آہل دل آئینہ روہوں کے ہاتھ - ص ۱۹۱

(۶) م - ساقط

(۷) م - دھل میں غجلت اٹھانے کو زگی

ہم دھے زندہ فراق بار میں ص ۱۹۱

(۸) م - ساقط

(۹) م - پر - ص ۱۹۱

- (۱) دیکھی جو ہسلون کی ترے آہ میرے قرار
(۲) مرنے ہوں انتظار میں اے کش نامہ پر
(۳) بھلی چمک گئی نگہ اضطراب میں
(۴) عارض ہے شعلہ لب میں مس زہب شوخ کی
(۵) دریا میں وہ نہایتے تو فانوس کی مثال
(۶) سوخ و سفید رنگ کی اس کے کھچے شہسہ
(۷) اٹھتے ہیں گرد باد ہمارے غبار سے
(۸) یان آنسوؤں میں ہے اثر سوز دل عیان
(۹) منہ پر وہ زلف بکھری ہے اور نشہ کا طلوع
(۱۰) ہے راز دہر دہدہ تر میں زکی عیان
(۱۱) جام جہان نما ہے طلسم حباب میں
- اک ایک آہلہ ہے آتش زبان دہن میں
(۱۱) شہین کو حال آئے گر عوس کوہکن میں
(۱۰) ہو اہل درد تڑپے جون برق انجمن میں

- (۱) م - ساقط
(۲) م - مرنے ہیں انتظار میں ہم کش نامہ پر - ص ۱۹۱
(۳) م - لانا - ص ۱۹۱
(۴) م - اس شعلہ رو کے یہ مسی آلودہ لب نہیں - ص ۱۹۱
(۵) م - ساقط
(۶) م - تلخی سے آشکار ہے تاثیر زہر غم - ص ۱۹۱
(۷) بلبیل کے اشک کا ہے اثر کیا گلاب میں
(۸) ق - ساقط
(۹) م - راز نہان ہے دہدہ تر سے زکی عیان - ص ۱۹۱
(۱۰) م - ہے سوز غم گرمی - ص ۱۹۲
(۱۱) م - ساقط
(۱۲) ق - حالت

- (۱) رخت سفر ہمارا ہمراہ ہے عدم سے
 آوارگی تو اپنی تقدیر میں لکھی ہے
 آتش زبانوں پر کہا پھولتی ہے ہلہل
 عشاق ک تپہنا کیا دیکھتا ہے ظالم
 (۲) بستر پر اہری کے شاید بسے تھے جو صبح
 دیرینہ سوز دل سے ہے تازہ گوی رشک
 حسن گزشتہ اس ک پھر تازہ رنگ لایا
 دیرینہ عشق دل میں پھر تازہ رنگ لایا
 (۳) خوشبو تیرے عرق کی اے گل بدن جو مل جائے
 آئینہ خانہ میں شب تا صبح جو بٹھا
 (۴) مضمون آہ سوزان مہدی اگر پڑھیں ہم
 بجلی کی طرح تڑپے گویا زبان دھن میں
 (۵) م - رخت سفر بھی اپنا ہمراہ دھا عدم سے
 غنچہ کی طرح آئیے لہٹے ہوئے کفن میں
 (۶) م - مہمان ہیں گوئی دم کے مثل سخن وطن میں - م ۱۹۲
 (۷) م - ساقط
 (۸) م - ساقط
 (۹) م - ساقط
 (۱۰) م - ساقط
 (۱۱) م - ساقط
 (۱۲) م - ساقط
 (۱۳) م - ساقط
 (۱۴) م - ساقط
 (۱۵) م - ساقط
 (۱۶) م - ساقط
 (۱۷) م - ساقط
 (۱۸) م - ساقط
 (۱۹) م - ساقط

(۱) م - رخت سفر بھی اپنا ہمراہ دھا عدم سے
 غنچہ کی طرح آئیے لہٹے ہوئے کفن میں

(۲) م - مہمان ہیں گوئی دم کے مثل سخن وطن میں - م ۱۹۲

(۳) م - ساقط

(۴) م - ساقط

(۵) م - دیرینہ سوز دل ہے اور تازہ آہ سوزان - م ۱۹۲

(۶) ق - ساقط

(۷) ق - ساقط

(۸) ق - ساقط

(۹) ق - ساقط

- (۱) سنجاف لالہ کون ہے وان زرد پھون مین
 - (۲) مین عاشقون کے لاشے پیراہ چمن مین
 - ہستی و ہنستی مین کچھ فرق ہم نہ سمجھیں
 - (۳) آبی نقاب دیکھا منہ پر جواس ہری کے
 - (۴) افتادگی سے ہم مین پامال آشنائی
 - (۵) شام و شفق ۲ عالم عالم کو ہے دکھائے
 - ہوا ہے کس کو ہم سے خونین دلوں کی شاید
 - (۶) شیشہ نے پتھروں سے جنگاربان اڑائیں
 - (۷) گہون باد زلف پہچان قہر، ہمیں بتایا
 - (۸) خاکہ شفا ہمیں ہے بیمار عاشقی کو
 - (۹) ہم لئے کے دل بغل مین بزم ستم مین آئے
 - کدن سا ہے دکھانا چہرہ وہ چنیں رنگ
 - کلفا کھلا ہوا ہے صد برگ کے چمن مین
 - پھولوں پہ یوں ہے شبنم کا نور جون کفن مین
 - شکل حباب اپنی آنکھیں کھلین کفن مین
 - بجلی تڑپا رہی ہے لہ بادل کے پھون مین
 - جون سبزہ بیابان بیگانہ مین وطن مین
 - پان و مہی کی رنگت اس کے لب و دھن مین
 - شیشہ کی ہچکچوں سے ہو باد انجمن مین
 - شیرین ہے جلوہ آرا خارا کے پھون مین
 - کیون رشتہ محبت باندھا ہمیں کفن مین
 - اومن کی خاکہ رکھدو فرہاد کے کفن مین
 - شیشہ چھپا کے لائے ہریوں کی انجمن مین
 - سونہ سنگد کی ہو پھیلی ہوئی ہے تن مین

- (۱) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۴۰ میں درج ہے - ص ۱۹۲
- (۲) م - ساقط
- (۳) م - خونِ ناب دل ہماری آنکھوں میں جلوہ گر ہے - ص ۱۹۲ یہ شعر غزل نمبر ۲۴۰ میں درج ہے -
- (۴) م - ساقط
- (۵) م - ساقط
- (۶) م - تیشہ سے پتھروں کے جھنگاریاں اڑائیں - ص ۱۹۲ یہ شعر غزل نمبر ۲۴۰ میں درج ہے
- (۷) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۴۰ میں درج ہے - ص ۱۹۲
- (۸) م - " " " " "
- (۹) م - " " " " "
- (۱۰) م - چمکا - ص ۱۹۳
- (۱۱) م - سو گند کی بو مہکی - ص ۱۹۳

جو آب زر پسینہ غیب میں ڈھل کے آیا سونے کی کان نکلی گویا چہ ذقن میں
(۱) فرقت کی شب زکی کے دود جگر سے دیکھو
تاریک داغ دل ہے یا چاند ہے کہن میں

جلوہ دست نگاہیں جو بسا آنکھوں میں حسن محبوب ہے کیا جلوہ نما آنکھوں میں
شمع فانوس ہوا رنگ - نا آنکھوں میں دیکھتا ہے کہ اٹھاتا ہوں مزا آنکھوں میں
(۲) ہو ہے غنچہ میں نہان یا ترے ہونٹوں میں ہنس (۳)
مزل دل میں گزرتی جو رہی شوخ نگاہ مدتوں رمہ غزالوں کا رہا آنکھوں میں
عکس ہونٹوں کا ترے پر ہے سبہ مستی کو (۴) اے مسی زہب تو سرمہ نہ لگا آنکھوں میں
صف مزگان شفق عکس سے ہے شہر چراغ جو چمن میں نہ ہوا تھا سو ہوا آنکھوں میں
(۵) طہش نبض کا دل میں ہے ہمارے کھٹکا (۶) خار ہے جنبش مزگان کی صدا آنکھوں میں
(۷) نشہ سے ہو گئیں ساقی کی نگاہیں خونخوار تو نے اے جان پری قہر کیا آنکھوں میں
(۸) دل کا خون کر کے چراتے ہو نگاہیں ہم سے جو رہاں کرتے ہو کیوں جان بھلا آنکھوں میں
ذوق دیدار سے بے خود ہوں کہ معلوم نہیں لطف ہے دل میں سما یا کہ مزا آنکھوں میں

(۱) م - - مقطعہ غزل نمبر ۲۴۰

(۲) م - - غنچوں - ص ۱۸۸

(۳) م - - قید - ص ۱۸۸

(۴) م - - او - ص ۱۸۹

(۵) م - - شفی رشک - ص ۱۸۹

(۶) م - - طہش نبض کا ہے دل میں ہمارے کھٹکا - ص ۱۸۹

(۷) م - - نشہ سے ہو گئیں اس بیت کی نگاہیں خونخوار - ص ۱۸۹

(۸) م - - ہے

کس سے پوچھوں میں کہاں ڈھونڈھوں کدھر کدبکھوں دل کوہریوں نے لیا صاف اڑا آنکھوں میں
 نشہ عشق کی لہروں سے دوبالا ہے ترنگ
 لکھ بسی رہتی ہے وہ زلف دوتا آنکھوں میں
 دلکش کوہین تری شوخ نگاہیں جادو
 اثر سرمہ تسخیر ہے کیا آنکھوں میں
 (۱)
 لطف نظارہ مگر خون ہوا آنکھوں میں
 کرتے ہیں صبح شب وصل جو آنسو شفی
 فصل گل کا کوئی کانٹا نہ کھیا آنکھوں میں
 (۲)
 سرخ ڈورے ہیں کہ جھابا ہے سمان آنکھوں میں
 دل میں ہے کاوش مزگان سے جو گلکاری زخم
 شورش اشک سے چھن چھن کی صدا آنکھوں میں
 (۳)
 اک ستارہ سا چمکتا ہے پڑا آنکھوں میں
 شفق صبح پہ ہے شان صبحی ساقی
 کھل گیا سرمہ کے ڈورے سے نشا آنکھوں میں
 (۴)
 اب سبب کیا ہے کہ کانٹا سا کھڈکتا ہے زکی
 پتلیوں کا ہے مگر ناچ کہ ہوتی ہے بلند
 (۵)
 یہ وہی دل ہے کہ رہتا تھا سدا آنکھوں میں
 گوہر گوش صنم کا جو تصور ہے مدام
 (۶)
 (۷)
 (۸)

(۱) ق - ساقط

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - ساقط

(۷) م - جو - ص ۱۸۹

(۸) م - کے - ص ۱۹۲

جب اٹھا لطف زبانی کا مزا باتوں میں دل پہ چڑھا کہ ہوئی جان ہوا باتوں میں
 رنگ سو طرح کے تقویر میں بدلے ہم نے (۱) یہ کافر نہ کھلا پر نہ کھلا باتوں میں
 ہوں تو سو طرح کی ہم بات بناتے ہیں مگر (۲) بات یہ ہے کہ دل آہیں گنا باتوں میں
 اس طرف دیکھنے سننے کہ میں کہا کہتا ہوں آپ مصروف ہیں افکار سے کیا باتوں میں
 اس کی چوری کی نگاہوں سے جگر خون ہوا دل نے کام اپنا کیا اور میں رہا باتوں میں
 اپنے دل کی کوئی کہا بات کہے کھل کے بھلا تم تو ہو جاتے ہو افسے جان خطا باتوں میں
 جو کہ ہیں پردے کی باتیں نہیں ان کا توجہ دیاؤ آپ نے کیا یہ نکالی ہے جا باتوں میں
 ہم سخن ہوتے ہوئے ہم سے وہ شرماتے ہیں بعد چپ رہنے کا معلوم ہوا باتوں میں
 یہ سنم ہے کہ محبت سے گدورت ہے وہاں (۵) یہ غضب ہے کہ غضب ہونے لگا باتوں میں
 رو برو ہار کے کچھ بات زکی کہہ نہ سکے (۶)
 آپ کا ذہن ذو کا دیکھ لیا باتوں میں

تیرے دیوانوں کے ماتم میں کوئی گریبان نہیں خانہ زنجیریں بھی نالہ واقفان نہیں
 ہو دھوان سوز جگر کے ساتھ یہ امکان نہیں (۷) عاشقوں کے باغ میں لالہ ہے نافرمان نہیں
 موج طوفان خیز ہے اشک دل نالان نہیں شور محشر ہے صدائے جنبش مڑگان نہیں

(۱) م — کہے — وہ بڑی وحش نہ کھلا ۰۰۰۰ — ص ۱۹۳

(۲) م — ۰۰۰ — میں بات بناتا ہوں مگر — ص ۱۹۳

(۳) م — بات تو یہ ہے ۰۰۰۰ — ص ۱۹۳

(۴) م — مشغول — ص ۱۹۳

(۵) ق — ساقط

(۶) م — ۰۰۰ — بات بن آئی نہ زکی — ص ۱۹۳

(۷) م — داغ — ص ۱۸۴

- (۱) ہو گئی لاکھوں سے آلودہ بہت پہوند خاک
شہر خاموشان میں کیا کیا مجلس حیران نہیں
- (۲) عید ہے اٹھار کو اور ہم تو رہے قربان نہیں
لشکر خونخوار ہے کویا صف مژگان نہیں
- وادی کھن سے آتی ہے دو اے درد دل
مصر میں شاید طہیب عشق کی دوکان نہیں
- (۳) کو چکے سر زمین و آسمان جون برق ہم
اپنے درد سے فراری کی کہیں درمان نہیں
- (۴) چشم ظاہر میں نہ ہو سوز درون سے آشنا
سنگ میں کوہ قہر کے آتش پنهان نہیں
- بان تلک آنے کی اے ظالم تجھے فرصت کہاں
کون سا دن ہے کہ تو غیروں کے گھر مہمان نہیں
- (۵) اے زکی ہے لطف رونے کا نہ ہنسنے کا مزا
مے نہیں ساقی نہیں بجلی نہیں باران نہیں
- (۶) جلوہ بار ہے داغ دل ناشاد نہیں
جان شیریں ہے یہ روح تن فرہاد نہیں
- سبب و اشد خاطر ہمیں کچھ یاد نہیں
ذوق فریاد نہیں خاطر صبا د نہیں
- (۷) مدتوں سیر گلستان عدم کی ہے مگر
وائے اے یہ خبری اب ہمیں کچھ یاد نہیں

- (۱) م - ہو گئیے کیا کیا مٹی آلودہ لب پہوند خاک - ص ۱۸۴
- (۲) م - عید ہے شہروں کو اور ہم بار بر قربان نہیں - ص ۱۸۴
- (۳) قی - کہاں
- (۴) م - چشم ظاہر میں نہیں سوز درون سے آشنا - ص ۱۸۴
- (۵) م - کون سا گھر ہے کہ تو غیروں کے گھر مہمان نہیں - ص ۱۸۴
- (۶) م - لطف رونے کا نہ ہنسنے کا مزا بھی کچھ نہیں - ص ۱۸۴
- (۷) م - ساقط

دل افسردہ نہیں خاطر ناشاد نہیں	اپ کے وحشت کا مزا کچھ نہیں ہاروں کے بغیر
ہے نصیبوں کا گلہ شکوہ صیاد نہیں	ہم گرفتار ہیں بے مال و بری کے پابند
جان شیریں کا قلق ہے غم فرہاد نہیں (۱)	شمع کا داغ ہے ماتم نہیں پروانہ کا
کار گریبان اثر نشتر فساد نہیں	خلش ناخن غم ہے رگہ جان کو درکار (۲)
دل کہان بھول اٹھا ہوں مجھے کچھ یاد نہیں	کوچہ بار کا آجائے ہے رہ رہ کے خیال
دم کی فرصت بھی تہ خنجر بیداد نہیں	رائے حسرت کے رہے جاتے ہیں دل میں ارمان (۳)
ایسے دیوانے ہم اے شوخ بری زاد نہیں	دفعۃً دین و دل و جان و توان صبر و قرار (۴)
کچھ بھی اس ہستی موهوم کی بنیاد نہیں	عمر صد سالہ کو دیکھا تو ہے دم کے مابند (۵)
شور سنگ ہے پر تیشہ فرہاد نہیں	کوئی عاشق نہ رہا جلوہ گری کا مشتاق (۵)
شغل فرہاد میں کچھ خاطر صیاد نہیں	دل بہلتا ہے اسیروں کا فغان سے گویا (۵)
رگہ مزگان تو کہیں نشتر فساد نہیں	کیوں یہ فوارہ خون دیدہ تر سے چھوٹا

(۱) ق۔۔ فساد۔۔ سہو گناہ

(۲) م۔۔ دیر سے کچھ خبر خاطر ناشاد نہیں صبح مطلع ص ۱۸۲

(۳) م۔۔ دفعۃً دین و دل و جان تاب و توان صبر و قرار۔ ص ۱۸۲

(۴) م۔۔ عمر صد سالہ گزرتی ہے پس اک دم کے مثال

ص ۱۸۲ خاک اس ہستی موهوم کی بنیاد نہیں

(۵) م۔۔ اب وہ باقی نہ رہے جلوہ گری کے شیدا

ص ۱۸۲ پر شور سنگ تو ہیں تیشہ فرہاد نہیں

(۶) م۔۔ دل بہلتے ہیں۔ ص ۱۸۲

(۱)
اے زکی آن پر مرنے ہوں بقول حافظ
کچھ مین دیوانہ معشوق ہری زاد نہیں

اپنے دل پر جو ہاتھ دھرتا ہوں	ہمیشہ حشر باد کرتا ہوں
آہ کس سے کہوں کہ مرنے ہوں	(۲) دم بہ دم آہ سرد بھرتا ہوں
اپنے سایہ سے آپ مین ڈرتا ہوں	(۳) کبھی سایہ ہوا تھا ہریون کا
دور مجنوں کو باد کرتا ہوں	(۴) دیکھ کر ہزم خوش نگاہوں کی
مین تو مصحف پہ ہاتھ دھرتا ہوں	(۵) نہیں منہ دیکھ کے محبت بان
جن نہ بگھرے تو مین بگھرتا ہوں	باد مین طرہ پریشان کی
یہی کہہ دیجھو کہ مرنے ہوں	اور کچھ کا کہوں پر اے قاصد
جان سے اپنے مین گزرتا ہوں	تم بھی طرز جفا سے در گزرو
کہ محبت کا دم مین بھرتا ہوں	(۶) دم آخر تلکہ دھے دم سرد

دیکھتا ہوں جمال یار زکی
جس طرف مین نگاہ کرتا ہوں

- (۱) م - اے زکی آن کا شہدا ہوں بقول حافظ
کچھ مین دیوانہ خوبان ہری زاد نہیں ص ۱۸۲
- (۲) م - ہر لذی آہ سرد بھرتا ہوں - مطالع ص ۲۰۴
- (۳) م - سایہ ہریون کا جو ہوا تھا کبھی - ص ۲۰۴
- (۴) م - دیکھ کر گردبار دشت جنوں - ص ۲۰۴
- (۵) م - نہیں منہ دیکھنے کی محبت بان - ص ۲۰۴
- (۶) ق - ساقط

(۱) حسن محبوب پہ شاید کہ نظر رکھنے ہیں

سنا ہے توڑتے ہیں شہسہ دل کو عشاق (۲)

(۲)
دل سے تعجب مجھے اے شمع یہ ہے

(۲) نامہ بر سے خبر بار جو ہو چکی تو کہا

(۵) جلوہ زلف و رخ بار ک بے جاھے خیال

(۶)
دیکھنے غور سے میرے بھی خیال نازک

(۷) لب و دندان سے کسی کے انہین کہاوتوں سے

نہند کہوں ان کی اڑاتا نہیں عبرت کا خیال

لطف اشعائے بہن نگاہوں میں ہم آغوش ۴

حشر میں جوشِ ندامت سے ہیں نہیں آنکھیں

دل میں ہے شوق تو کچھ دور قیامت بھی

آئینہ آٹھ بہر پیش نظر رکھتے ہیں

راء دن آزه اهر شمس و قمر رگهتے هين

کیا غضب کرتے ہیں پتھر کا جگر دکھتے ہیں

کس طرح سبک نہان دل میں شور رکھتے ہیں

آپ کچھ ہوش کی بھی اپنے غم، دکھتے ہیں

ہجر کے دن بھی کہیں شام و سحر، گھنٹے ہیں

آپ کا ہال سے باریک کر، گھٹسے ہیں

آپ و تاب اسی کہان لعل و گہر، کھنٹے ہین
(۸)

بستر خواب پہ جو باش ہو دکھتے ہیں
(۹)

صورۂ آئینہ ہم صاف نظر رکھتے ہیں

یہی دونا ہے کہ ہم دامن تر دکھتے ہیں

زیست هر تو هوس عمر دگر، گهتر هین

(۱) م -- جلوہ حسن صنم پر جو نثار دکھتے ہیں

۱۸۵

روز و شب آنکہ ادھر شمس و قمر رکھتے ہیں

(۲) م - ۰۰۰ شیشہ دل شوخ نگاہ - ص ۱۸۵

(۳) م - بہ شعر غزل نمبر ۲۶۰ میں درج ہے - ص ۱۸۶

۱۸۶ " " " " " - f (r)

(۵) م - دیکھنے کے خاکہ زمانے کے سیاہ اور سفید - ص ۱۸۵

(۶) م - میرا - - - شعر غزل نمبر ۲۶۰ میں درج ہے - ص ۱۸۶

(٤) م -- لب و دندان صنم سر انهن کما دون تشبيه - م ١٨٥

(۸) م -- زیر سبب خواب میں جو بالاش پر دگھترہ ہیں - ۱۸۵

1A5 - 97 - 1 (9)

دیکھتے رہتے ہیں ہر یون کی وہ رونا دل کو
(۱)
قدیر ہے ہودہ طرازی کی جہان میں ہے زکی
ہے حقیقت میں سخن کا جو ہنر رکھتے ہیں

ہمیشہ ناخن غم دل خراش رکھتے ہیں
بہ غم نہیں کہ جگر پاش پاش رکھتے ہیں
غم معاد نہ فکر معاش رکھتے ہیں
(۲)
لحد پر آئے ہے تلقین کے لئے محشر
ہم اپنے چین کی ہر دم تلاش رکھتے ہیں
گلون کے دل میں سما ہا خزان کا یہ دھڑکا
زمین میں جب ترے بسمل کی لاش رکھتے ہیں
ہزار رنگ سے مرغ چین گلستان میں
کہ خار خار الم دل خراش رکھتے ہیں
جمال بار کی خاطر ہے میں نہیں زنجار
بلند زمزمہ دور پاش رکھتے ہیں
جو کچھ نصب میں ہے ہر طرح ملے گا ہمیں
اگرچہ ہم نگہ خوش قماش رکھتے ہیں
غم ہزار نہیں باغبان تجھے تو نہ ہو
عیت جہان میں تلاش معاش رکھتے ہیں
نشان خاک دل زار خاک ہو پیدا
ہزار گل ہیں کہ سینہ خراش رکھتے ہیں
سمجھ کے داغ تنہا کو گوہر تاپا
جنون کے دشت میں لاشوں پہ لاش رکھتے ہیں
(۳)
جمال بار کی نظروں میں کب سمائے ہیں
ہم اپنے دھیان میں غم کی تلاش رکھتے ہیں
(۴)
وہ رنج و راحت دنیا سے رہتے ہیں آزاد
اگرچہ ہم نگہ خوش قماش رکھتے ہیں
(۵)
عدم کے ملک میں جو ہود و پاش رکھتے ہیں

(۱) م - مقطوعہ غزل نمبر ۲۶۰ اس میں در مقطع ہیں - ص ۱۸۶

(۲) م - بار - ص ۱۸۷

(۳) م - ہیں - ص ۱۸۷

(۴) ق - ساقط

(۵) ق - ساقط

- (۱) اگرچہ حال دل زار ہم نہیں کہتے زبان حال سے ہر راز فاش رکھتے ہیں
- (۲) خیال بار مین دھتی ہے بے خودی ہم دم تو اپنے حال مین اپنی تلاش رکھتے ہیں
- جہان کے رنج سے کچھ غم نہیں زکی ہم کو
- سخن سا ہم نفس غم تراش رکھتے ہیں
- شکستہ دل ہیں کہ خاطر اداس رکھتے ہیں ہوائے پاس پہ زلف حواس رکھتے ہیں
- بہار حسن صنم دیکھتے ہیں غور سے ہم کہ پاس خاطر مضمون شناس رکھتے ہیں
- فریب عشق کا نہرنگہ آشکارا ہے تیرے شہید جو خونین لباس رکھتے ہیں
- (۳) رقیب ہونے کا ہم سے مگر ارادہ ہے ہمیشہ آپ جو آئینہ پاس رکھتے ہیں
- ہمارے پاس تک آنا بھی کچھ ضرور نہیں جو آپ ایسا ہی غیروں کا پاس رکھتے ہیں
- خیال زلف کے مضمون ہوشگافی کو سمجھتے ہیں جو پریشان حواس رکھتے ہیں
- (۴) مگر نہ ہوگا انہیں کچھ خطر خرابی کا جہان مین قصر جو محکم اساس رکھتے ہیں
- کسی کے سامنے جانے سے دل مین دھڑکا ہے یہ رنگ فق ہے کہ چہرہ اداس رکھتے ہیں
- سمجھتے ہیں تری عیارہوں کی باتوں کو کہ ہم طبیعت معنی شناس رکھتے ہیں
- (۵) سنائو) شوخ تغافل شعار کو کوئی ہمارے شعر جو مضمون پاس رکھتے ہیں

(۱) ق - ساقط

(۲) ق - ساقط

(۳) م - رقیب ہونے کا عاشق سے کیا ارادہ ہے - ص ۱۸۶

(۴) م - نہیں خرابی ہستی کا کچھ خیال ان کو ص ۱۸۶

محل جہان مین جو محکم اساس رکھتے ہیں

(۵) م - یہ فق ہے رنگ کہ ۰۰۰ ص ۱۸۷

(۶) م - سنائیں بار تغافل شعار کو کیوں کو

ص ۱۸۷

ہم اپنے شعر جو مضمون پاس رکھتے ہیں

(۱)

شب وصال میں ہم دل اداس رکھتے ہیں مثال زلف پریشان حواس رکھتے ہیں

(۲)

ہو ان کی خاک سے پیدا بہار لالہ و گل شہید عشق جو غونی لباس رکھتے ہیں

ہلو طبع کہاں دکھ بیان کروں کہ زکی

بلند فکر خلاف قیاس رکھتے ہیں

(۳)

حسن کو سہزہ رخسار سے سم کہتے ہیں سہزہ خط کو خضر سبز قدم کہتے ہیں

(۴)

مژہ سوختہ ہے غیوت گلزار خلیل چشم خونین کو مرے باغ ارم کہتے ہیں

(۵)

بکہ قلم عشق کے حالات بیان ہوں اس سے سینہ و آہ کو ہم لوح و قلم کہتے ہیں

(۶)

مذہب عشق میں اس منہ کی جو کھائی سوگند اس کو ہم مصحف ناطق کی قسم کہتے ہیں

(۷)

اے تری نور تجلی کے جہان جلوہ سری چشم خورشید کو وان فرش قدم کہتے ہیں

موج دریا کے مقابل ہے بہان سہل سرشک مژہ تر کو مرے ساحل سم کہتے ہیں

آج مشہور ہے بان آہ کی بجلی ۲ فروغ تیغ خورشید قیامت ہے علم کہتے ہیں

بات کیا کہتے بہان کوئی سخن فہم نہیں کھاتے ہیں خون جگر شعر جو ہم کہتے ہیں

(۱) ق - ساقط - مطبوعہ مطلع ص ۱۸۶

(۲) ق - ساقط

(۳) م - ہی - ص ۲۰۱

(۴) م - نگہ سوختہ ہے صورت گلزار خلیل
ص ۲۰۱

دل پر داغ کو ہم باغ ارم کہتے ہیں

(۵) م - ان سے ہوتے ہیں بیان عشق کے کیا کیا آثار

(۶) م - مژہ و چشم - ص ۲۰۱

(۷) م - مذہب عشق میں سوگند رخ بار کو لوگ
ص ۲۰۱

فی المثل مصحف ناطق کی قسم کہتے ہیں

(۸) م - ہو جہان برق تجلی کی تری جلوہ گری - ص ۲۰۱

(۹) م - نور - ص ۲۰۱

ہیشوائی کو کہو گرم اٹھے مجنون کاغبار

اپنے خامہ ۲ زکی اس نے اڑایا ہے جو رنگ

شاخ گل بن کو گلستان میں قلم کہتے ہیں

(۱)

بھنی صد چاکہ جگر شکل نفس کرتے ہیں

دل سے ہم سر چین ۱ کے برس کرتے ہیں

ہم کمان شعلہ آواز جرس کرتے ہیں

گرم آتی ہے پس نازلہ اشک جو آہ

ہم جو اس مصحف رخسار کو مس کرتے ہیں

اپنی آنکھوں سے لگا لیتے ہیں ہرجوم کے ہاتھ

(۲)

ہم عیت بار کے ملنے کی ہوس کرتے ہیں

نگہ سوختہ کو طاقت دیدار نہیں

چمستان دل صد چاکہ نفس کرتے ہیں

رنگ فرہاد خوش آیا ہمیں بکرتگی میں

اب تلک داغ جگر طور و قہر کرتے ہیں

جلوہ حسن کی اک بار جو دیکھی ہے ہمار

رات دن تذکرہ تیرا ہی تو پس کرتے ہیں

اور کیا دھیان ہے اے وعدہ فراموش ہمیں

۱۰ ہیں دیوانے جو وحشت کی ہوس کرتے ہیں

قہر اور رامل و فرہاد نے لوٹے یہ مڑے

ڈرتے ڈرتے بدن بار کو مس کرتے ہیں

کہیں کچھ ہو نہ کدورت بھی آتا ہے خیال

باد ہم صحتی شعلہ و خس کرتے ہیں

اپنی اور اس کی ملاقات جو ہوتی ہے کبھی

(۳)

اک نفس کو بھی کمان لاکھ برس کرتے ہیں

شوق دیدار میں ہیں ہم جو قہامت ہیں تاب

(۴)

نالہ کرتے ہیں تو اب باد جرس کرتے ہیں

حسرت اے پائے شکستہ کہ گیا نازلہ دور

(۵)

تن عشاق ہری زاد جو مس کرتے ہیں

شووشہ دل میں اٹھاتی ہیں جلون کی لہریں

(۱) م - نفس - ص ۲۰۱

(۲) م - ہم عیت - سر پرستان کی ہوس کرتے ہیں - ص ۲۰۱

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) ق - ساقط

جن کو ہوتا ہے بہت شوق غزل خوانی ک
اے زکی (ایک) غزل ہر نہن پس کرتے ہیں

کیا نمان کرتے ہیں کیا ضبط نفس کرتے ہیں
حسرت اے شوق کہ ہے ناقہ لیلیٰ کا خیال
(۱) ہم جو ہیں گشتہ دیدار قیامت مشتاق
زندگی خاک اسیران نفس کرتے ہیں
آہ اے نالہ کہ ہم باد جوس کرتے ہیں
ایک لفظ کو گمان لاکھ برس کرتے ہیں
دل و جان ہیں تو غم عشق کا رکھتے ہیں خیال
(۲) تیشہ فرہاد سے لیے کر جو اڑاتے ہیں شرار
(۳) دیکھتے اب کے بہار آتے تو کیا رنگ دکھاتے
خون ہو دل اور سخن آتے زبان پر کیا حرف
اپنی آنکھوں میں جو مرزا منشون ک ہے خیال
دل سے تاب قیامت کا نمائشا دکھلا
کیا بنا دیتے ہیں دیوانہ ہم آغوشی کا
پھر تڑپنے کا ہوا شوق رھائی میں خیال
محفل ہار میں ہیں شمع سحر ہم تو زکی
ہات ایک منہ سے جو کہتے ہیں تو پس کرتے ہیں
باد کیا کیا چمن نقش رنگار آتے ہیں
اہل دل کے جو نظر کہتہ مزار آتے ہیں

(۱) م - ساقط

(۲) م - تیشہ فرہاد سے ہم لیے کر جو اڑاتے ہیں شرار - ص ۲۰۲ بہ شعر غزل نمبر ۲۸۵ میں درج ہے

(۳) م - بہ شعر غزل نمبر ۲۸۵ میں درج ہے - ص ۲۰۲

وقت آتی ہے جو سنتا ہوں کہ یاد آتے ہیں	گوہر اشک مگر بہر نثار آتے ہیں
(۱) تنگ کہوں جان سے ہم سینہ نگار آتے ہیں	زندگی ہے تو بہر ایام بہار آتے ہیں
دل ہے مجھ سے ہم دیکھ غزل خوان چمن	ہم وہ ہیں ایک کہ کہتے ہیں ہزار آتے ہیں
یاد کرتے ہیں جو فرہاد کی ہم کوہ کنی	اشک آنکھوں سے نکل مثل شوار آتے ہیں
(۲) نظر آتے ہیں نہیں تار شمع غور شید	آپ بہتے ہوئے کوئی کئے جوہار آتے ہیں
ہزم عشق کدہ دہر سے جان خراب	ہم سبہ بخت سبہ مست خمار آتے ہیں
(۳) عرس مجنون میں بہان سے بکولے کی طرح	وجد کرتے ہوئے مستون کے غبار آتے ہیں
(۴) منزل دہر میں ہم ملک عدم سے چل کر	ہیں کچھ ایام مصیبت سو گزار آتے ہیں
کہیں شیشہ کا گمان ہو نہ پری زادون کو	لے کر ہم ساتھ دل آئینہ دار آتے ہیں
آگے اک دم کو بہان آگ لگا جائے ہمار ہے	داغ دے جانے کو ایام بہار آتے ہیں
اس کی محفل میں پہونچتا تو ہے دشوار مگر	ہم جو اس راہ سے ہیں صبر و قرار آتے ہیں
(۵) اس کی آواز سناتے ہیں کہ دل کو اپنے	(۸) پس دیوار کھڑے ہو کر آتے ہیں

(۱) م - مطلع - ص ۲۰۳ - ۲۰۴

(۲) م - بہار - ص ۲۰۳

(۳) م - ہم سمجھتے ہیں اسے تار شمع غور شید - ص ۲۰۳

(۴) م - کا - ص ۲۰۳

(۵) م - عرس مجنون ہے کہ صحرا میں بکولے کی طرح - ص ۲۰۳

(۶) م - دہر - ص ۲۰۳

(۷) م - ہم صدا اس کو سناتے ہیں کہ دل کو اپنے - ص ۲۰۳

(۸) م - زیر - ص ۲۰۳

- (۱) پاک الفت میں کہاں رنج و کدورت کا نشان ہے مٹا خاکِ دلون میں جو غبار آئے ہیں
- دل میں خون ہوئی ہیں کیا کہا ہوسین آہ زکی
- (۲) جب نظر ہم کو عزیزوں کے مزار آئے ہیں
- (۳) گر ہم جواب مطلع ابھو رقم کریں
- مطلع شرارہ ریز لکھیں آپ زر سے ہم
- (۴) سودائے عشق مصر کا بازار گرم کریں
- نامہ سے رمز ہوسہ بہ پیغام ہو عیان
- کم گشتہ دل کی ہیں بہ تلاشین کہ اشک سے
- (۵) بیٹا اگر ہو چشم تو ہم اپنا رہ نہا
- پے اعتباریوں سے جو پروں کے دل ہوں خون
- کاسہ کس کے سرکا جو دیکھیں کہیں ہر آپ
- (۶) جلوہ دکھائیں آپ جو حسن و جمال کا
- ہم قلم و لفظا، زبان قلم کریں
- خط شعاع کو خط زرین رقم کریں
- یوسف بنائیں دل کو خریدار ہم کریں
- گر لب سے جائے نقش نگین آپ تم کریں
- (۵) ہم قافلہ روانہ ملک عدم کریں
- افتادگی کی راہ میں نقش قدم کریں
- ہم اپنا سینہ داغون سے باغ ارم کریں
- بیٹا اگر ہو چشم تو ہم دیدہ تم کریں
- پیمانہ چشم آئینہ کا جام جم کریں

(۱) ق - ماقط

(۲) م - جب نظر سوختہ جانوں کے مزار آئے ہیں - ص ۴ ۲

(۳) م - ہم رنگ - ص ۲۰۴

(۴) م - سودائے حسن و عشق ۲ چرچا بہ ہم کریں - ص ۲۰۴

(۵) م - قافلے - ص ۲۰۴

(۶) م - بیٹا ہو چشم زار تو ہم اپنا رہ نہا - ص ۲۰۴

(۷) م - گر جوہر جمال دکھائیں بہ شوخ چشم - حاشیہ پر تحریر ہے - ص ۲۰۴

- (۱) مجنون ۵۱ کے عرس میں داغوں سے اشک کے شہر چراغ دامن صحرائے غم کریں
- (۲) بندہ کا چاہ میں ہے تمہارے بس اک خیال صاحب و ظا کریں کہ جفا و ستم کریں
- (۳) حاصل کیے جو تار نظر طرح ہو قلم پردہ پر آنکھ کے تری صورت قلم کریں
- (۴) گردن جھکائے دون میں تمنا میں قتل کی تیغ نگاہ ناز اگر وہ علم کریں
- (۵) منظور ہو جفا ہے تکلف میں لطف کے صاحب ستم کریں مگر الفت نہ کم کریں

لکھیں جو وصف دست نگاہیں ہار کا
شاخ حنا کے ہاتھ زکی ہم قلم کریں

- خدا ہے گل ہوں نہ قربانی بہار ہوں میں خزان کے منہ کے لئے رنگ زر نثار ہوں میں
- (۶) جدا خزان سے نہ بیگانہ بہار ہوں میں چمن سے دور نہ کر سوز مزار ہوں میں
- لکھا فنا نے کہ سرگرم انتظار ہوں میں بہام حشر ہے مجھ کو کہ ہے قرار ہوں میں
- (۷) جہان میں لالہ وقت کا غبار ہوں میں زکی گذشتہ زمانے سے یادگار ہوں میں
- (۸) تری نگاہ کا ساقی امیدوار ہوں میں کہ چور نشہ میں آلودہ خمار ہوں میں

(۱) م - آجائے دل میں خوشی جوش تو ہم اشک سرخ سے - ص ۲۰۵

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) ق - ساقط

(۶) م - خزان سے غیر نہ بیگانہ بہار ہوں میں - ص ۱۷۹

(۷) ق - ساقط - مطبوعہ مطبع - ص ۱۷۹

(۸) ق - ساقط

- (۱) سپاہ کار ہون عاجز گناہ کار ہون میں
 ترے کرم کا الہی امیدوار ہون میں
- (۲) اجل سے پہلے وہ آجائے تو نثار ہون میں
 اسی خیال میں اے شوق انتظار ہون میں
- (۳) جو اس ہری سے تصور میں ہم کنار ہون میں
 ہوا ہو جان کہ مزے سے بدن فشار ہون میں
- (۴) ملو ملو نہ ملو اختیار ہے لیکن
 توار مجھ سے نہ کرنا کہ ہے قرار ہون میں
- اشھا ہون خاک (کے) پہلو سے ہر نہین معلوم
 کہ گردبار ہون یا گہند مزار ہون میں
- ہزار شکر کہ ہون خاکسار عشق مگر
 ہزار حیف کہ دل کا ترے غبار ہون میں
- اکی ہے ترکش شہلا مزار سے میرے
 ہنوز خاک میں بیمار انتظار ہون میں
- وہ کی شرط سے بیٹھا ہون تم بٹائیے کو
 مزار قہس پہ لہلی کا سوگوار ہون میں
- ہوئے لالہ و گل خاک ہو اسیری میں
 کہ پر شکستہ گل خستہ دل فگار ہون میں
- (۶) یہ تو بہ کریں سے شرمندگی ہوئی تو بہ
 کہ ہر بہار میں ساقی سے شرسار ہون میں
- (۷) مزے وصال کے لوٹے فراق میں کہا کہا
 اجل کے صدقے ہون قربان انتظار ہون میں
- (۸) چین میں سیڑ ہا مال گرچہ ہون لیکن
 نظر میں گل کے کھٹکنا یہ ہون کہ خار ہون میں

(۱) ق - ساقط

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - ساقط

(۴) م - ہے میرے جان - ص ۱۸۰

(۵) م - کہ ہر شکستہ جگر ۰۰۰ - ص ۱۸۰

(۶) ق - ساقط

(۷) ق - ساقط

(۸) ق - ساقط

- (۱) گلہ نہیں جوہرا آشیان چمن میں جلا
 یہ داغ ہے کہ جگر خستہ بہار ہوں میں
 (۲) زمانہ حال سے کرتا ہوں یہ صدا فرہاد
 نہایتہ راز محبت کا پاسدار ہوں میں
 (۳) یہ ناتوان ہونکہ تاب طہش نہیں زنبہار
 لہامہ آئے جو مشاق انتظار ہوں میں
 (۴) یہ زرد رنگی عشاق پر ہوں جان سے خدا
 کہ ہوش باختمہ رنگہ زر نگار ہوں میں

چمن میں آن کا مہمان ہوں زکی گویا

(۵)

ہوا کیے گھوڑے پہ جون ہوئے گل سوار ہوں میں

(۷)

کیا تماشا ہے چراغان ہے ہری خانوں میں

(۶)

داغ روشن ہیں دل زار کیے کاشانوں میں

(۸)

سبیل آئے ہیں پہاڑوں سے بجا بانوں میں

تہن کو گریہ فرہاد سے ہوتی ہے خبر

(۹)

خطہ ہند کو گئیے ہیں پرستانوں میں

بان جو محبوب دُور آئے ہیں پرہوں کی مثال

(۱۰)

صبح تک بحث رہی جا کہ گریبانوں میں

دیکھ کر رنگہ جو محفل کا ہنسا راحہ رہ گل

(۱۱)

شمع کی آگ اثر کرتی ہے پروانوں میں

گرفتِ حسن سے ہے داغ دل عاشق زار

(۱) ق - ساقط

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) م - کہ ہوش باختمہ رنگہ زر نگار ہوں میں - ص ۱۸۰

(۶) م - ہے - ص ۱۹۲

(۷) م - کیا چراغان کیے تماشا ہے ہیں ہری خانوں میں - ص ۱۹۲

(۸) م - تہن کو شورش فرہاد کی جاتی ہے خبر - ص ۱۹۵

(۹) م - شعلہ رو بان دُور آئے ہیں جو پرہوں کی مثال - ص ۱۹۵

(۱۰) م - وہ - ص ۱۹۵

(۱۱) م - شعلہ - ص ۱۹۵

(۱۲) م - شمع کی لاگ سے خون گری ہے پروانوں میں - ص ۱۹۵

(۱) سب نکالے چمنستان کے ہیں اے فصل بہار
نہا مگر سبزہ بیگانہ ہی بیگانوں میں
مگر اس رشکِ قمر کا اگر ہو جلوہ نہا
عالم نور ہوں آئینے پری خانوں میں
صاف ہوتا ہے غبارِ ہر محل کا گمان
(۲) جب بگولے کہیں اٹھتے ہیں بیابانوں میں
باق باقی ہے اور الفت کے وہ چرچے نہ رہے
یہ مزا جوشِ جنوں کا ہے جوشِ بہار
(۳) کوئی باقی نہ رہے تارِ گرِ بیابانوں میں
اک جہان کا تو بگانہ ہے مری جان مگر
(۴) اک جہان کا تو بگانہ ہے مری جان مگر
(۵) نہیں سودا زدہ زلفِ پری زاد زکی

ہوئے درد آتی ہے اشعار کے دیوانوں میں

(۶) ممکن نہیں کہ واشدِ خاطر ہو باغ میں
ہو اور ہی بس ہے ہمارے دماغ میں
(۷) اٹھتا ہے جوشِ خون جگر داغ داغ میں
کما کیا بہار لالہ ہے اس عشقِ باغ میں
جلوے ~~جوشِ~~ و شون کا دل داغ داغ میں
کما چاندنی کی سیر ہے مہتابِ باغ میں
(۸) کالے کا من ہے چوٹی میں اس کی مہافِ سرخ
یہ خوبیاں کہاں گھر شبِ چراغ میں

(۱) م - گل و ریحان تو بگائے ہیں گلستان کے نسیم - ص ۱۹۵

(۲) م - نظر آتے ہیں بگولے جو بیابانوں میں - ص ۱۹۵

(۳) م - شورِ جنوں - ص ۱۹۵

(۴) م - اک تم ہو کہ بگائے ہو جہان کے اے جان - ص ۱۹۴

(۵) م - مریے اشعارِ زبان پر ہیں جو مریوں کے زکی
ص ۱۹۴

اپنی وحشت کا ہے کہا شورِ پری خانوں میں

(۶) ۰۰۰۰ ہے مریے اب دماغ میں - ص ۱۹۶

(۷) م - اڑتا ہے رنگِ خون کا دل داغ داغ میں

ص ۱۹۶

ہولی کی یہ بہار ہے اس عشقِ باغ میں

خونین دلون کے داغ جگر کا جو رنگ اڑائے	ہو لطف کر یہ غندہ شمع اباح میں
(۱)	
ہزم صنم میں دیدہ تر ہے کھر فشا	گویا یہ ہوتی جھیل ہے اس عشق باغ میں
ہے بھیس میں بگولے کے آوازہ دشتہ دشتہ	سرکشتگی ہے کس کی تلاش سراغ میں
مجنون کے خونِ دل سے جو سیرا بیان نہیں	کھلتے ہیں کیوں یہ لالہ و گل زاغ و داغ میں
(۲)	
دل خستگان عشق کی تربت سے کہا اگا	ہوئے پرشتگی ہے جو لالہ کے داغ میں
(۳)	
گیا خوبصورتوں کو ہے شوق لباس زرد	آرائشیں بسنت کی ہیں حسن باغ میں
سر مغزی سے روشنی طبع ہے زگی	
ہے روغن دماغ ہمارے چراغ میں	
شمع رو آئینہ میں جلوہ دکھا دیتے ہیں	آگ پانی میں اسی طرح لگا دیتے ہیں
(۴)	
مصرعہ آہ کا ہم رنگ ملا دیتے ہیں	برق سا مطلع برجستہ اڑا دیتے ہیں
(۵)	
چہرہ ہنس کر وہ دم قتل دکھا دیتے ہیں	خون بہا دیتے ہیں یا خون بہا دیتے ہیں
(۶)	
طفل غنچوں کی ہنسی پر دل نادان نہ پھول	چشموں میں یہ ہزاروں کو اڑا دیتے ہیں
(۷)	
لب جان بخش کی تیرے ہے جو تقریر لطیف	میرے اشعار تیرے منہ سے مزا دیتے ہیں

- (۱) م - گوھر نشان ہے ہزم تہان میں یہ چشم زار - ص ۱۹۴
- (۲) م - دل خستگان عشق کی ہے خاک کا اثر - ص ۱۹۴
- (۳) م - ہرہوں کے ہے لباس نسبتی کی کیا بہار - ص ۱۹۴
- (۴) م - مصرعہ آہ فغان سے جو ملا دیتے ہیں - ص ۲۰۵
- (۵) م - ہنس کے مگھڑا جو دم قتل دکھا دیتے ہیں
خون بہا دے کے مراخون بہا دیتے ہیں - ص ۲۰۵
- (۶) م - طفلک غنچہ کی ہنسی پر نہ پھول اے بلبل - ص ۲۰۵
- (۷) م - لب جان بخش سے جانان کے ہے تقریر لطیف - ص ۲۰۶

- (۱) زلف کی باد میں حاصل ہے بہان طول امل
 اسے دیوانوں کی زنجیر بڑھا دیتے ہیں
- خبریں فصل چمن کی نہ اسیروں سے چھپا
 نغمہ کو گل کی قسم اے باد صبا دیتے ہیں
- تبد کرتے ہیں قضا و قدر اے اہل نظر
 خاک میں چاند سے شکون کو چھپا دیتے ہیں
- دور ہوتے ہیں تو اے عہد فراموش کہیں
 (۲) یہ کہ قلم نقش محبت کو مٹا دیتے ہیں
- دے کرے ہوسہ کی زبان پہلے تولیتے ہیں وہ دل
 صاف پھر باتوں ہی باتوں میں اڑا دیتے ہیں
- ہوتے ہیں باد فراموش کے چرچے جو وہاں
 (۳) اپنے دل کی اسے ہم باد دلا دیتے ہیں
- ہزم میں برق تجلی نظر آجائے ہے صاف
 شمع رو چہرہ سے کھونٹکھٹ جو اٹھا دیتے ہیں
- کھول دو عقدہ ذل زلف کو سلجھا کر صنم
 (۴) اہل دل بندے اسیروں کے چھڑا دیتے ہیں
- ہم جو ہوتے ہیں زکی فکر سخن میں مصروف
 (۵) یہ کہ قلم دل سے غم و ہر مٹا دیتے ہیں
- مے گل رنگ جو ساقی نے بھری شیشہ میں
 (۶) عکس عارض سے ہوتی جان پری شیشہ میں
- دل میں ہے خون کے مٹے ہے غیری شیشہ میں
 (۷) پتلی آنکھوں میں ہے یا گالی پری شیشہ میں
- سبز رنگت کی تیرے عکس سے ہے سرسبزی
 (۸) مے گل رنگ ہو جون رنگ ہری شیشہ میں

- (۱) م - زلف کے دھبان میں لازم ہے بہان طول اجل - ص ۲۰۶
- (۲) م - یہ کہ قلم نقش وفا دل سے مٹا دیتے ہیں - ص ۲۰۶
- (۳) م - اپنا دل دے کے ہم اس پہ کو بھلا دیتے ہیں - ص ۲۰۶
- (۴) م - وہ
- (۵) م - غم دنیائے دلی دل سے مٹا دیتے ہیں - ص ۲۰۶
- (۶) م - پتلی - ص ۱۹۵
- (۷) م - لب میں وان موج تبسم ہیں کہ گل برگ میں لو - ص ۱۹۵
- (۸) م - سبز رنگت سے جو ساقی کے عیان ہو نہ رنگ
 (۱۹۵) م - یہ کہ قلم دل سے غم و ہر مٹا دیتے ہیں

(۱)

پھول ہو رنگ عقیق جگری شیشہ میں
صاف روشن ہے مئے جلوہ گری شیشہ میں
شمع فانوس میں جلتی ہے پری شیشہ میں

آہستہ ہوائِ دیدہ وری شیشہ میں

ہر تو افکن ہے جو وہ خوش نظری شیشہ میں

(۲)
خشک منزی کا زمانہ میں ہے کہا دور زکی

نہ تو ساغر میں ہے اور نہ پری شیشہ میں

(۳)

وہ بہت نہائے اگر ہے حجاب پانی میں

اگر نہائے وہ مسہ شہاب پانی میں

در آئے بار اگر ہے حجاب پانی میں

اگر ملائے وہ گل کون شراب پانی میں

عبان ہے کرہ سے نیرنگ روزگار کی سیر

اگر تیرے لب و دندان کا عکس پڑ جائے

مٹائے شورشِ رقتے سے صاف ہوش و حواس

بدن کو مل کے نہائے جو وہ گل رہا

بہارِ حسن کی لہروں سے کہا تاشا ہو

مٹائے تن سے ہو موتی کی آب پانی میں

تو آشکار ہو ہوئے شراب پانی میں

تو نہرِ ترانے لگے آفتاب پانی میں

(۵)

حجاب ہون قدح آفتاب پانی میں

بندھا ہوا ہے طلسم حجاب پانی میں

تو آب و تاب ہو کیا لاجواب پانی میں

جانوں سے عقل کی دھولی کتاب پانی میں

تو آئے نکبتِ عطر گلاب پانی میں

بختانِ ہند جو ہون ہے حجاب پانی میں

(۱) م - مثل - ص ۱۹۵

(۲) م - ہو - ص ۱۹۵

(۳) م - دیدہ و دل سے زکی مٹ گئے شورش کے مئے ص ۱۹۵

اب نہ مسافر میں نہ ہے نہ تری شیشہ میں

(۴) م - وہ بہت در آئے - ص ۱۹۶

(۵) م - ہو - ص ۱۹۶

(۱) روان ہے گشتی دل شور اشک میں کوئیکر
جہاز چلتے نہیں ہے حجاب پانی میں
(۲) روا روی پہ جہان کی نگاہ رکھنے کو
(۳) شہبہ چشم بنے ہیں حجاب پانی میں
کسی کی زلف کا عکس آئینہ میں دیکھا ہے
کہ موج کھاتی ہے یوں پہج و تاب پانی میں
(۴) عرق میں تر وہ جبین ہو تو ہم بھی سمجھیں
(۵) ہوئے تھے لب و دندان کے عکس سے پیدا
(۶) بدن کے نور سے دریا ہو چشمہ خورشید
(۷) وہ رشک حور جو ہو ہے حجاب پانی میں
(۸) کسی کی یاد میں روپا جو رات بھر میں زکی
تمام بھیکہ کیا جامہ خواب پانی میں

جلوہ گاہ حسن میں شمع تجلی بن گئیں
وہ نشلی انگڑیاں میں تماشا بن گئیں
سیرین کلیوں کی ہمیں سامان سودا بن گئیں
شوخیان شہر غزالوں کی تماشا بن گئیں
شور وحشت میں جو پونچھے اشک چشم زار سے
(۹) دھجیاں دامن کی شکل موج دریا بن گئیں
رہنما جذب محبت کو ہے داغ انداز
دل گشتی پر ہیں جداگانہ وہاں آن و ادا
(۱۰) شمع راہ کا روان چشم زلیخا بن گئیں
آفتاب جس کو ہمارے آہ کیا بن گئیں

- (۱) م - ہے حساب - ص ۱۹۶
(۲) م - ۰۰۰۰ - کرنے کو - ص ۱۹۶
(۳) م - بنے ہیں آنکھ کی صورت حجاب پانی میں - ص ۱۹۶
(۴) م - عرق نشان وہ ۰۰۰ - ص ۱۹۶
(۵) ق - ساقط
(۶) ق - ساقط
(۷) م - کسی کی یاد میں روپا جو رات بھر میں زکی - ص ۱۹۶
(۸) م - اسباب - ص ۱۹۸
(۹) م - دھجیل دامن ترکی موج دریا بن گئیں - ص ۱۹۸
(۱۰) ق - غمزہ و چشمہ ادا و آن کیا کچھ نہیں -

- شب جو تھی بزم پرستان میں کہیں نہوش کی یاد (۱)
 صورتِ خورشید چمکا جو بہانِ داغِ جگر
 روزِ محشر فی المثل شبِ ہائے یلدا بن گئیں (۲)
 آنکھیں سے کی جو رجعتِ وان نگاہِ شوخ نے (۳)
 دل کی شورش نے یہ کچھ بخشا تصور کا مزا
 بزمِ خوبان میں رہا جو اس ہری کا انتظار (۴)
 مہ و شون کی آنکھیں ہن تماشائے یلدا بن گئیں
 مینِ حیرت میں غزلِ خوان دیکھ کر ہم کو زکی (۵)
 بلبلین خاموش تصویروں کی گویا بن گئیں
 دو گھڑی کچھنے کس طرح سے آرام کہیں (۶)
 کیا ہو پابندِ تعلقِ دل ناکام کہیں
 صبدِ لاغر ہون مری جلدِ خیر لے صباد (۷)
 طہشِ دل سے قہامت ہے یہ دھڑکا مجھ کو
 کس جگہ ڈھونڈھے اے غیبتِ خورشید تجھے
 ٹھہرے ہمن ہوسہ کے افرادِ لبِ ساقی سے (۸)
 ہجو اور وصل ہے یکساں ترے یہ تابوں کو
 فی الحقیقت کہ نہیں مزلِ آرام کہیں

(۱) م - ساقط

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) م - بلبلین تصویر کی خاموش گویا بن گئیں - ص ۱۹۸

(۶) م - کوئی دم کچھنے کس طور سے آرام کہیں - ص ۱۹۸

(۷) م - طہشِ دل سے قہامت ہیں دھڑکا ہے کہ ہائے - ص ۱۹۸

(۸) م - لیجئے ہوسہ کا وعدہ لبِ ساقی سے مگر - ص ۱۹۸

(۱۰)

خٹکی رکھتے ہو کون اتنی زکیر اے جان شایق ہوسہ بھی ہے ٹاہل دشتام کہیں

ہے دھڑک کھول دیا نامہ ہر بار نیے راز

ہوں بھی کہتا ہے زبانی کوئی پیغام کہیں

اس لعل لب سے حیف نہ حاصل کی آرزو یہ داغ ہے کہ خون ہوئی دل کی آرزو

(۲)

ٹاٹل کے ڈر سے بات بھی منہ سے نہ کہہ سکا ہونٹوں میں خون ہوئی دل بھسل کی آرزو

(۳)

مجنون کے جذب دل نے تماشا دیکھا دیا صحرا کی سیر تھی یہ محفل کی آرزو

ہے بحر عشق میں ہوسر وصل جون حباب بان در کنار ہے لب ساحل کی آرزو

(۴)

دل کھول کے تڑپ نہ سکے ہم سے نیم جان نکلی نہ حیف غمزہ ٹاٹل کی آرزو

آئی لب فغان پہ تنائے ہوسہ حیف کن حسرتوں سے ساتھ میں شامل کی آرزو

آن وادا و غمزہ دلکشی کی سیر میں کیا کیا بھٹکی بھرتی ہے اس دل کی آرزو

مشتاق دید ہے کہ جھپکی نہیں ہلکے آنکھوں میں ہے مگر دل بھسل کی آرزو

(۵)

ہونٹوں میں رہ گئی تیرے بھسل کی آرزو حسرت یہ ہے کہ خون ہوئی دل کی آرزو

(۶)

ہروانہ کو ہے جلتے کی پروانگی وہاں کہا شمع کو ہے گرمی محفل کی آرزو

(۷)

نالا آشنا ہے غمزہ ٹاٹل تباہ سے غم ہے کہ خون نہ ہو دل بھسل کی آرزو

(۱) ق - ساقط - مطبوعہ منظمہ - ص ۱۹۸

(۲) م - ٹاٹل کے منہ سے آہ نہ نکلی ہزار حیف ص ۲۲۱

کیا کیا پھڑکے خون ہوئی بھسل کی آرزو

(۳) م - مجنون کے جذب شوق سے کیا کیا مزاحما ص ۲۲۱

جب دل کو گئے اڑے لب محفل کی آرزو

(۴) م - دل کھول کر تڑپ نہ سکا نیم جان شوق ص ۲۲۱

پوری ہوئی نہ غمزہ ٹاٹل کی آرزو

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - ساقط

(۷) ق - ساقط

سیکھے زگی سے آن کے آتش زبانہاں
ہو شمع کو جو کوہِ محفل کی آرزو

جان شیرین کی محبت دے دل ناشاد کو عشق نے پتھر سے توڑا تیشہ فرہاد کو
ہر طرح اس سے تعلق ہے دل ناشاد کو برقی دامن گیر کہتے ہیں کسی کی یاد کو
زخم سینہ سے دل حیران کو نسبت کچھ نہیں ہلہل تصویر کیا جائے لب فرہاد کو
سبز خط میں خال مشکین دیکھ کر کہتے ہیں یاد سہزادی میوزا ہندوئے حسن آباد کو
تیز ہون نے عشق کی کاٹا ہے کیا غم کا پہاڑ خون میں سر کے بجھا کر تیشہ فرہاد کو
لاکھ حسرت میں بھی لائے خوب روہوں کا خیال خرمین جان پر گرایا ہم نے برقی یاد کو
ہر سخن پرواز کہوں کر ہو سکے معنی تراش مثل آذر کون صورت کر کہے بہزاد کو
ہوسکی ہر گز نہ اس پر کارگر کوئی بلا غم کی بجلی نے کیا پتھر دل فرہاد کو
خون^(۱) کیا دل میں ہماری حسیلہ فرہاد کو عشق ہے اے میرے قراری غمزہ صہاد کو

قہر ہے برجستہ مضمون یاد کرنا اے زگی

غم سے تڑپانا قیامت ہے دل ناشاد کو

آپ و تاب حسن آفت ہے دل ناشاد کو چشمہ شیرین کا پانی زہر ہے فرہاد کو
اور بھی کامل کیا میرے وحی صہاد کو واہ اے مرغ چمن دیکھا تری فرہاد کو
کہا اوگت^(۲) مئی کی سوجھی اس ہے بیداد کو مجلس حیران بنایا عالم ایجاد کو
گل کے آنے کی خبر ہے مزدہ اے جان اسیر رسم شادی مرگہ آتی ہے مہارکاد کو

(۱) ق - ساقط

(۲) م - مطلق - ص ۲۱۲

(۳) اوگت -

- (۱) جوش مے سے لالہ کون ہے ترکس جادوئے دوستہ ترکہ داغستان کیا ہندوئے حسن آباد کو
جان شیریں اس مین ہر صورت سے آجانی مگر بہہ تراشی کا ہنر آتا نہ تھا فرہاد کو
جی سے ہم گزریے اگر شوق رہائی ہے یہی بہ تڑپنا ہے تو چھوڑا الفت صباد کو
بہ غموشی ہے تو شوخ سنگ دل کے روئے روئے، اب کیے ہم پتھر سے پھوڑیں گے لب فرہاد کو
خوش کیا رنگ تفاعل ہم بسمل چھوڑ کر میری ہے تابی خوش آئی غمزہ صباد کو
ہر خلائی سے ملائم ہو گیا وہ سنگ دل عکس ہے مانی کیا آئینہ فولاد کو
(۲) وہ وا بہ کیا کیا اے تفرقہ پرداز چرخ دی جدائی جان شیریں سے تن فرہاد کو
(۳) ایک عالم سے کہا ہم نے کمارہ اے زکی
اب نہیں پروا کسی کے خاطر آزاد کو
(۴) ہم دم جان سوز پایا نالہ دم ساز کو طور کی بجلی مین سمجھا شعلہ آواز کو
صورت شق القمر تشقہ (سے) ہے آئینہ دار اپنی پشانی دکھا دے منکر اعجاز کو
(۶) چورہاں خون دل عاشق کی ثابت ہو گئیں دیکھنا دزد حنا کے رنگ کی پرواز کو

(۱) م - نشہ ہے وہ ترکس جادو بنائے لالہ کون - ص ۲۱۲

(۲) ق - ساقط

(۳) م - جب زمانے سے کہا مطلق کمارہ اے زکی
پھر ہے کہا پروا کسی کے خاطر ناشاد کو
ص ۲۱۳

(۴) م - ہم دم و دلسوز - ص ۲۱۵

(۵) م - عشق ہے اے سوز فرتہ شعلہ آواز کو - ص ۲۱۵ حاشیہ پر تحریر ہے

(۶) م - کی ظاہر ہو گئیں - ص ۲۱۵

خون سے اس کشتہ کے ہوئے نزا کہ آتی ہے
(۱)
میں قراروں کو مزا لطف سخن کا قہر ہے
نہم ہمسمل کشتہ دیدار ہوں میں غستہ جان
ہاوجود ضد حسن و عشق اے اہل تمیز
شبہ ساعت کی صورت گردش دوران رہی
جمع زر کر کے کہیں ہوئے ہیں دون ہمت فنی
موشگافی معنی خط صنم میں ہم نے کی
(۲)
خون کوتا ہے جگر کو دل نگاروں کے زکی

جون شمیم غنچہ پنہان دل میں رکھتا راز کو

زلف کرتی ہے پریشان دل سودائی کو
رنگ ہے پان و مسی پرگہ یہ کس دھوکے میں
(۳)
تاپ دیدار سے جون شمع ہوا نور نگاہ
غمرو بختی کا لگایا ہے جبین پر ٹیکا
دیت ہر چادر مہتاب بچھا کر پیشے
جب تیرے درد کش عشق کو سونپا نہ خاک
(۴)
انکھڑیاں دیتی ہیں چشمک مری رسوائی کو
چوم لہتے ہیں دھن کی تیرے زیبائی کو
شوق نے آگ لگا دی مری بینائی کو
آج تشہیر کیا ہے تری سودائی کو
(۵)
کام فرماتے ہیں مجنون تیرے موزائی کو
کنید کور کیا کنید مینائی کو

(۱) م - یہ شعر اسی غزل میں دو بار تحریر ہے - ص ۲۱۵

(۲) م - سیدھا - ص ۲۱۶

(۳) م - خون کوتا ہے دل افکار کو اپنے زکی
ص ۲۱۶

غنچہ سان دل میں چھپایا سوز غم سے راز کو

(۴) م - شعلہ در آتش دیدار سے ہے نور نگاہ - ص ۲۲۰

(۵) م - وحشی - ص ۲۲۰

اے ہری پام پر آ چاند سی تصویر دکھا
(۱) آئینہ خانہ ہستی میں تجلی ہے تری
نقش دیوار بنا چشم تماشا کی کو
عالم نور کیا انجمن آرائی کو
پہر سے اشد کے بھلا جائیے کیا حشر میں خاک
(۲) بے قراری ہے قہارے غم تنہائی کو
ہر طرح حشر تلک بان تجھے رہنا ہے زکی
جان لیے کج لحد گوشہ تنہائی کو

لکھتا میں حال دیدہ گریان جو بار کو
(۳) رنگ صفا خوش آئے ہے اپنے غبار کو
کھینچا بھل میں تنگ فغان ہزار کو
(۴) لکھتے جو حال دیدہ غم دیدہ بار کو
کنا قلم رگ مزہ اشک بار کو
آئینہ کہتے ہیں مری لوح مزار کو
لہرا گئی جو موج ہوائے بہار کو
تو کہتے قلم مزہ اشک بار کو
(۵) گل بانگ کہتے ہیں جو فغان ہزار کو
شیشہ جو سمجھیں وہ دل آئینہ دار کو
گل کر گئی صبا مری شمع مزار کو
(۶) آہ سحر نے داغ جگر کو بچھا دیا
اے آفتاب حشر تجھے رشک ہے تو ہان
(۷) خون کر نگاہ سوختہ انتظار کو

-
- (۱) م - جلوہ بار نے آنکھوں کے ہری خانہ میں
ص ۲۲۰
عالم نور کیا شعلہ بینائی کو
- (۲) م - یہ شعر غزل نمبر ۳۰۵ میں درج ہے - ص ۲۱۵
- (۳) ق - ساقط
- (۴) ق - ساقط - مطبوعہ میں یہ شعر غزل نمبر ۳۰۴ میں بھی درج ہے - مصرعہ ثانی میں فرق ہے
کہتے قلم رگ مزہ اشکار کو - ص ۲۱۴
- (۵) م - ہر یوں کے دل میں ہم سے نہ ہوں کیوں گدورتیں - ص ۲۱۵
- (۶) م - یہ شعر غزل نمبر ۳۰۵ میں درج ہے - ص ۲۱۵

(۱) پنہانِ سجدہ کے داغ دل کوہ کن کا راز
دل میں جھپا کے رکھتے ہیں پتھر شوار کو
(۲) دیوہہ القین ہیں تو محشر کے روز بھی
لازم ہے اپنے دل سے تھاکہ اضطراب کو
(۳) آفتہ ہے دماغ کہ برہم مزاج ہے
باد صبا نہ چھڑے ہمارے تبار کو
(۴) واسطہ اب وہ کرنے لگے کج ادائیاں
سمجھے مگر تھاکہ دل سے قرار کو
(۵) اکہ دل کے گرد دھڑے ہیں مضمون بہتہ زکی
ہوتی ہے ایک گل کی محبت ہزار کو

(۶) مشعل بنا کے داغ دل سے قرار کو
ڈھونڈھا کیا میں لطف شب انتظار کو
تڑپا دیا نگاہ دل سے قرار کو
ڈکڑے کیا جو بار نے پھولوں کے ہار کو
حالم میں حسن کے ہے جوانی کچھ اور ہی
عطر گلاب کہتے نہ عطر بہار کو
طرہ میں اس کے زلف پریشان کی لہر ہے
ترباکہ دفع کیوں نہ کرے زہر مار کو
آجائے گر شبہہ کئی کھمن کمال
کھینچوں حجاب چشم پہ تصویر بار کو
حیرت ہے یہ کہ آج ٹپکتے نہیں سرشک
کیا ہو گیا ہے دیدہ اختر شمار کو
شہین نے کوہ کن کی تسلی کے واسطے
سکھلا دیا ہے رنگ (۷) تسم شوار کو
دل خستگان عشق کا مدفن ہے کربلا
خورشید حشر کہتے ہیں شمع مزار کو

-
- (۱) م - کہا جانتے ہیں سوز دل کوہ کن کا راز
دل میں پنہان جو رکھتے ہیں پتھر شوار کو
ص ۲۰۸
- (۲) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۰۵ میں درج ہے - ص ۲۱۵
- (۳) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۰۴ میں بھی درج ہے - ص ۲۱۴
- (۴) ق - ساقط
- (۵) م - مضمون کا مجموعہ زکی دل کے گرد ہے - یہ غزل نمبر ۲۰۴ کا مقطع ہے - ص ۲۱۵
- (۶) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۱۲ میں بھی درج ہے - ص ۲۰۷
- (۷) م - طرز - ص ۲۱۵

(۱) ہرجائی بن ہے عادت خوبان شوخ طبع
آوارگی خوش آنے شمع بہار کو
(۲) محفل میں دلہروں کے میں جانا ہوں اے زکی
آغوش میں چہا کے دل سے قرار کو

ہر طرف پھرنا زبون ہے شوخ چشم بار کو
چاہئے پرہیز گردش مردم بیمار کو
تیز سرمہ نے کیا تیغ نگاہ بار کو
کھا فسان ہے سنگ طور اس برقی کی تلوار کو
کر دیا جادو نگہ نے خیرہ چشم بار کو
ہو گیا سایہ پوی کا مردم بیمار کو
دیکھ لون محو تماشا گر جھروکوں میں اسے
ترکس تصویر سمجھوں روزن دیوار کو
پھول کے زخموں کا مرہم خوب بنتا ہے اگر
رنگت ان کانوں کے سبزہ کی ملی زنگار کو
جنہش دامن کے ساتھ اٹھتی ہے بے تابوں کی خاکہ
چاہئے عاشق نوازی غمزہ دلدار کو
کشتہ تیغ نگہ پر لطف پنہان ہے ضرور
کوہ کن کیا جانتا ہے لذت گفتار کو
پوچھئے ہر روز سے شہرین زبانی کا مزہ
باد ہوگا جوہر آتش زبانی خار کو
آہلہ پایوں کا ہے فہرہ قدم بوس کمال
دیکھتا ہوں شمع آلودہ چمن میں صبح گاہ
دہتے ہیں کیا فصل صحت ترکس بیمار کو
لطف سے بے تابی دل تیز ہوتی ہے زکی
اک قیامت ہے تسلی میرے قاسم دار کو

(۱) م - اصل میں "چشم" اور حاشیہ پر "طبع" تحریر ہے - ص ۲۱۵

(۲) م - یہ غزل نمبر ۲۰۵ کا مقطع ہے - ص ۲۱۵

(۳) م - رنگ - یہ شعر غزل نمبر ۲۰۳ میں درج ہے - ص ۲۱۴

(۴) م - صباد - ص ۲۱۴

ہم نے وحشی بن کے دیکھا کوچہ و بازار کو	قبس صحرا کو کیا اور کوہ کن کہسار کو
(۱)	
اس بنے سے پوچھنا قاسد مکان بار کو	چاندنی کہتے ہیں کس کے سایہ دیوار کو
سرمہ کا دنبالہ ہے زہندہ چشم بار کو	جون معائے ناتوانی مردم بھلاؤ کو
سہرے سینہ کی دمک ہے دیکھائے غورشید حسن	ہار گوئی کا بنایا موتیوں کے ہار کو
(۲)	
ہوسہ لپٹا ہے خدنگ ناز کے زخم جگر	کیا لب معشوق سمجھا ہے لب سوطار کو
(۳)	
گشتہ تیغ نگہ پر لطف پنهان بھی تو ہو	چاہئے عاشق نوازی دیدہ خونخوار کو ^(۴)
(۵)	
گشتہ ابرو کی جنبش پھر گئی آنکھوں میں صاف	جب کہ وہ دم سا زدم دینے لگا تلوار کو
(۶)	
نالہ مرغ چمن سے اڑتی ہیں جنگاریاں	رکھ دیا تخت ہوا پر تختہ گل زار کو
(۷)	
رنگ ملتا ہے کسی خلخال کی آواز سے	سن کے اے شور جنوں زنجیر کی جھنگار کو
(۸)	
آگئی کالی گھٹا میں گوند بجلی کی نظر	ؤلف میں الجھا جو دیکھا طرہ دستار کو
(۹)	
کام دل دیتا ہے کیا کیا ظالموں کو آسمان	دل خراشی سے ملین سر سبز بان رنگار کو
(۱۰)	
اس بہ غورشید روئے روزنوں میں جھانک کر	کردیا عین تجلی سایہ دیوار کو

(۱) م - مطلع - ص ۲۱۲

(۲) م - ہوسے - ص ۲۱۲

(۳) ق - ساقط

(۴) م - غمزہ - حاشیہ پر تحریر ہے - ص ۲۱۲

(۵) ق - ساقط

(۶) م - نالہ مرغ چمن سے اڑ جلی گل کی ہوا ص ۲۱۲

تخت پر یوں کا بنایا تختہ گل زار کو

(۷) م - رنگ ملتا ہے جو اس خلخال کی آواز سے ص ۲۱۲

شورش افزا کہتے ہیں زنجیر کی جھنگار کو

(۸) م - گوند - ص ۲۱۲

(۹) م - جھانک کر غورشید رویوں نے جھڑکوں میں دلا

ص ۲۱۲

کر دیا برق نظر ہر روزن دیوار کو

خاکسار عشق واقف ہے قراری سے نہیں
کشتہ سہاگ سمجھو کشتہ دیدار کو
آئینہ میں حسن دلبر کا تماشا گرم ہے
میر کا بازار دیکھا جوہری بازار کو
عکس دندان کے اثر سے ہے صفائی اس میں یا
آپ گوہر میں بچھایا ہے تری تلوار کو
دور کونے کو شان خون سر فرہاد کا^(۱)
چشمہ شہین نے دھوا دامن کہسار کو
اے زکی دیکھے جو حیرت میں ہمیں گرم سخن
بلبل تصویر کھولے غنچہ منتظر کو

کہن آسپ نہ پہونچے دل مستانے کو
ساقیا چھوڑ نہ شمشہ کے پری خانے کو
جاہئے حشر کا دن ہجر کے افسانے کو
وصل کی رات ہے باتوں میں گزر جانے کو
تھی نہ حرقہ دل صد چاک سے کوشانے کو
کیا شب وصل ہی تھی زلف کے سلجھانے کو
تو بھی ہو جلوہ نما آئینہ دل میں کہ شمع
گرتے ہیں شہر چراغان پر پروانے کو^(۲)
آپ و دانہ تو کیا قید میں صیاد نے بند
اشک بہنے کو دھے خون جگر کھانے کو
دھیان آتا جو ہمیں اپنی تنک ظریفی کا^(۳)
باغ میں سبزہ بیگانہ کہاں رہتا ہے
دور ہستی میں طلسمات کا عالم دیکھا
دیکھ کر شکل تری آئے ہے پرواز میں رنگ^(۴)
خاطر افسردہ نہ ہو زلف کے سودے میں ولا
محفل بار میں کیوں بار ہے بیگانے کو
جام جمشید کیا عمر کے پیمانے کو
نہند اڑ جائے ہے سن کر تیرے افسانے کو
وحشہ آباد نہ کر دل کے پری خانے کو

(۱) قی - کو -

(۲) م - ہے - ص ۲۱۰

(۳) قی - ساقط

(۴) م - دیکھ کر حال مرا آئے ہیں پرواز میں ہوش
نہند اڑ جاتی ہے سن کر میرے افسانے کو
ص ۲۱۰

(۱) اس طرف دیکھ کے شرماتا ہے وہ رشک بری شمع آغوش میں جب لپٹی ہے پروانے کو
(۲) اس کی آنکھوں میں جو ہے شکل تری جلوہ نما دیکھتے آتی ہیں پروان تری دیوائے کو
دل سے تاپ مرا رنگ ملائے جو زکی
مصرعہ آہ پڑھے برقی کے ٹپائے کو

شگفتہ دل میں ہے کہا عشق پنچتن کی ہو
(۳) عجیب لطف خموشی میں ہے سخن کی ہو
صبا کی لہر میں ہے زلف پر شکن کی ہو
لباس سرخ میں ہے سرد سیم تن کی ہو
کئی ہے باغ تلک لا مکان کی بہ گل بانگ
ہوائے شوق اڑاتی ہے دل سے حسرت مرگ
کوش بتاؤ کہ محبوب کا نشان ہے کہاں
شرار عشق کی گوی سے اپ تلک ہے سموم
بس یہ سیم پروں کی نزاکت آنکھوں میں
کسی کے رنج سے ہم کو خوشی نہیں زہار
ہوائے باغ جنان پر دل حزن فش ہے
ستہد ہوش ہی رہتا ہے وہ گل رہتا

کہ رشک دکھت گل ہے مرے سخن کی ہو
کہ لا جواب ہے اس فتنہ دھن کی ہو
چمن سے آتی ہے بوسہ کے پھون کی ہو
بس ہے پھون گل میں باسن کی ہو
کہاں کہاں نہ اڑی گلشن سخن کی ہو
جگر کی آگ سے کافور ہو گلن کی ہو
(۴) بھٹکتی پھرتی ہے گمان میں پھون کی ہو
ہوائے کوہ میں کہا خون کوہ کن کی ہو
کہ اشک سرخ میں ہے عطر باسن کی ہو
جگر کو خون کیے نافہ سخن کی ہو
کہ اس چمن سے مجھے آئے ہے وطن کی ہو
کہ سادہ پن میں نکلتی ہے بانگین کی ہو

(۱) ق - ساقط

(۲) ق - ساقط

(۳) م - بہار پر ہے خموشی میں کہا سخن کی ہو - ص ۲۲۲

(۴) ق - کے -

لیون پر اس کے جسم سے خوف ہے کہ کہیں
 (۱) یہ سر گلشن ہستی زکی غنیمت جان
 کہ آج گل کی ہے مہمان اس چمن کی ہو

(۲)
 نچھ کو اے یہ جو ہنر انجمن آرائی ہو
 (۳)
 میرے قواری سے اسیران قفس ہیں میرے چمن
 (۴)
 میں یہ ڈرتا ہوں کہ ہاں غون نہ ہو جائے مرا
 رخصت اب ہم سے نہ تو جان تمنائی ہو
 اس قدر روشنی آنکھوں میں ہے ان کی تو کہیں
 (۵)
 صورت چشم غزالوں کے جو ہوں نقش قدم
 مہر و مہ کو تری تصویر نہ دکھلائی ہو
 خاک صحرائے جنوں سرمہ بینائی ہو
 (۶)
 آشنا سب گاہے تو اور کسی کا بھی نہیں
 کوئی کیا نچھ یہ فدا اے یہ ہرجائی ہو
 کہہ نہ پوچھو طہش دل کا ہمارے احوال
 ہے وہ عالم کہ قیامت بھی تمنائی ہو
 دل میں کیا کیا ہے تنہا جویر آئیے اے کاش
 ہاؤں میں دایتا ہوں اور تجھے نیند آئی ہو
 (۷)
 جون زکی تیغ زبان پہلے فسان پر کھینچے
 جس کو ہم سے ہوس صبر کے آرائی ہو

-
- (۱) م - صبا و گلشن ہستی زکی غنیمت جان
 ص ۲۲۲
- (۲) م - سر - ص ۲۱۸
- (۳) م - ساقط
- (۴) م - رخصت اب ہم سے اے جان تمنائی ہو - یہ شعر غزل نمبر ۲۱۰ میں درج ہے - ص ۲۱۸
- (۵) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۱۰ میں درج ہے - ص ۲۱۸
- (۶) م - پہلے مانند زکی تیغ فسان پر کھینچے - یہ غزل نمبر ۲۱۰ کا مقطعہ ہے - ص ۲۱۸

(۱)	جلوہ آرا جو بہار سخن آرائی ہو	عالم حسن ہری زاد تماشاںی ہو
(۲)	سیکڑوں غم ہوں مگر خاطر سودائی ہو	اک جہان زنج ہو اور عالم تنہائی ہو
(۳)	تنگ ہوں تنگ سے دل میں پہن آتی ہے تونگ	میں ہوں اور تو بھی ہو اور عالم رسوائی ہو
(۴)	گل عارض کے ترے مکس سے اے رشک ہری	لالہ باغ ارم شعلہ بہنائی ہو
(۵)	راز پوشیدہ ہے دل میں تو ہے غم کا مزہ	کھد نہیں لطف اگر عشق کی رسوائی ہو
(۶)	بدگمان ہو نہ کہیں ناقہ نشین ڈر ہے مجھے	پاس مجنون کے اگر آھولے صحرائی ہو
(۷)	میں نے منہ دیکھا تو بولے تمہیں وحشت ہے مگر	زلف شونگھی تو لگے کہنے کے سودائی ہو
(۸)	آہ کو اہل خود جانتے ہیں ہج مدان	ہے وہ نادان جسے دعویٰ دانائی ہو
(۹)	تنگ اور نام سے جھٹکتا ہے سروکار بہان	شاد آباد تو اے عالم رسوائی ہو
(۱۰)	آئینہ خار ہری چشم کا ہے باغ و بہار	آئینے گرہوس انجمن آرائی ہو

(۱) م -- طرح عالم ہو کہ معشوق تماشاںی ہو - ص ۲۱۸

(۲) م -- ۲ - ص ۲۱۸

(۳) م -- تنگ ہوں تنگ سے اب دل میں بہ آتی ہے تونگ - بہ شعر غزل نمبر ۲۱۱ میں دج ہے ص ۲۱۹

(۴) م -- چشم مشتاق میں ہواس گل رضا کا جو مکس - ص ۲۱۸

(۵) ق - ساقط

(۶) م -- بہ شعر غزل نمبر ۲۱۰ میں دج ہے - ص ۲۱۹

(۷) ق - منہ جو میں دیکھ بولے وحشت ہائے مگر

کذا

زلف شونگھی تو کہا دیکھ نہ سودائی ہو

(۸) م -- وہی نادان ہے جسے ص ۲۱۸

(۹) م -- بہ شعر غزل نمبر ۲۱۱ میں دج ہے - ص ۲۱۹

(۱۰) م -- چشم کے آئینہ خانہ میں ہے سامان بہار - ص ۲۱۹

(۱) ہم نشین اپنا زمانہ مین کوئی اور نہیں تو جدا ہم سے نہ اے عالم تنہائی ہو
(۲) باغ باقی رہے اور وقتہ گزر جائے زکی
کہہ گزرتا جو وہاں طاقہ گویائی ہو

ہوئے گل اب کے مسافر ہو جو گلزار سے تو مل کے جانا قفس مرغ گرفتار سے تو
طہش دل کو مٹا دے لب اقوار سے تو حشر کا خون کرے وعدہ دیدار سے تو
مل کے جانا قدم ناز جہین سے مری چاند-نی آئے اگر جلوہ گہ بار سے تو
(۳) ہم تو ہمدرد ہیں رکھین کے نشان سے سروکار شادہان کچھو مرگ دل بیمار سے تو
گزر نہر ہے اس پر سوئے ارمین فرہاد اشک خون پاک نہ کر دامن کہسار سے تو
بہلو دام بہان دامن گلچین سے لڑا گل کھلا مرغ چمن غنچہ بھار سے تو
(۴) مری نوبت پس افکار جو بوجھے لائل کچھو ذبح لبو پہنچے کے تلوار سے تو
(۵) قبر پر چشم کے کشتوں کی چڑھاتا ہے نسیم چادرین گوندہ گل ترکس بیمار سے تو
(۶) بیج اور تاب سے کہا کہا نہ اٹھاتے ہیں مری دل پرے تاب سے ہم کھسوٹے خطار سے تو
منظر بام کو جون مطلع غورشد بنا دھوپ کا رنگ لڑا ساہی دیوار سے تو
(۷) گو مری دشت جنوں مین کہیں آئے اللہس جاشنی پائے لبو کی لب ہو خار سے تو

- (۱) م - اپنا غم حوار نہیں اب تو جہان مین کوئی (بہ شعر فزل نمبر ۲۱۱ مین درج ہے ص ۲۱۹)
تو بھی ہم سے نہ جدا اے غم تنہائی ہو)
(۲) م - بہ فزل نمبر ۲۱۱ کا مقطع ہے - ص ۲۱۹
(۳) م - درد مندوں کو تو ہوتا ہے لعل سے سروکار (مطبوعہ مین دونوں شعر موجود ہیں ص ۲۲۴)
شادہان کچھو مرگ دل بیمار سے تو)
(۴) م - بعد افکار کے پہنچے جو عماری نوبت - ص ۲۲۴
(۵) م - کشتہ چشم کی قبروں پر چڑھاتا ہے نسیم - ص ۲۲۴
(۶) ق - ساقط
(۷) م - کہیں - ص ۲۲۴

ہم بھی آنکھوں سے زکی خون کا دریا برساتیں
ہر چمکانے اگر آہ شرر بار سے تو

- (۱) زخم جگر جب ملا عاشق دل گیر کو
جب ترے مجنون کا غم باعث شیون ہوا
(۲) آہوئے شہری کہان وادی مجنون کہان
بہار کی باتیں ترے کرتے ہیں جان بخشیاں
(۳) ہولی میں اس شوخ نے خون کا اڑایا کلال
بہونجا وہ جب نالک چاک جگر مان ہوا
آہوؤں کی آنکھ میں نجد کا بہونجا غبار
(۴) نالہ شوریدہ نے شعلہ آواز سے
دل میں ہے دھن اے بہار جوش جنون گرہو یار
(۵) ہاؤں کی بیڑی کروں زلف گرہ گیر کو

دیتے ہیں آشفگی طبع رسا کی زکی
نکھتے زلف پری طوہ تحریر کو

(۱) م - داغ سے راشد ہوئی خاطر دل گیر کو - ص ۲۲۲

(۲) م - وادی مجنون کہان نالہ لیلی کہان
ص ۲۲۲

عشق ہے اے ہے خودی عشق کی تاثیر کو

(۳) مصرع ناموزون ہے - مرتب

(۴) م - نالہ سوزان نے آہ شعلہ آواز سے - ص ۲۲۲

(۵) ق - ساقط - مصرع ناموزون ہے - مرتب

گرم سودائے جنون نالہ زنجیر نہ ہو (۱)
 دل ہے کیا آئینہ گر جوہر تسخیر نہ ہو
 درمیان رمز و کلمات شکایات رہے (۲)
 جوہر فرد سخنور کو نہیں زیب سے کام
 سخن اپنا نہ ہو مقبول دل خوش نگہان (۳)
 بے رخی معجز جان بخش مسی زیب میں ہے (۴)
 دل کی لہروں میں نہان زلف پریشان کے رنگ
 لادوائے مرض عشق ہے اے دل ورنہ (۵)
 جلوہ حسن صنم سے جو نہ ہو عکس پذیر (۶)
 دل دیوانے کو تو آپ سے جانے دے ابھی (۷)
 برق و آتش کی نگاہوں میں نہ ہو قدر زکی
 گرم و برجستہ سخن ہم سے جو تحریر نہ ہو
 تکلیف خون نہ دے جگر چاک چاک کو (۸)
 محبوب جانتے ہیں مرے عشق پاک کو (۹)
 اپنے خار غم نہ چھیڑ دل درد ناک کو
 بھلی سے ہو چھٹے مرے دل کے تھاک کو

(۱) م - مطلع - ص ۲۱۹

(۲) م - جوہر فرد زبان دان کو ہے کیا زیب سے کام ص ۲۱۹

(۳) ق - ساقط

(۴) م - ساقط

(۵) م - ساقط

(۶) م - حسن و خسار صنم سے جو نہ ہو عکس پذیر - ص ۲۲۰

(۷) ق - ساقط

(۸) م - خون ہو گیا جگر کہ نہیں تاب اضطراب - ص ۲۱۱

(۹) م - مطلع - ص ۲۱۱

- (۱) ہر ذرہ میں ہے جوہر ادراک جلوہ گر
ہم چشم آفتاب کیا مشہ خاک کو
- (۲) پرویز کو مزہ غم شیریں کا کچھ نہیں
نرہاد جانتا ہے مذاق ہلاک کو
- آنکھیں ہر ایک روزن دیوار سے لڑائیے
خورشید سیکھ لے جو تری/جھارک تاک کو
- (۳) بزم چمن میں نشہ اداسی کا تند ہے
ترکس کو ہے خطر تو خمیازہ تاک کو
- (۴) راہ چمن میں شوق اسیروں کے راہ زن
لوہن کہیں نہ باد بہاری کی ڈاک کو
- (۵) گو تازہ گل کھلائے کوئی اب کے زخم دل
دکھلائیے بہار گرہان چاک کو

پائے نشان جوہر آوارگی زکلی

(۶) چھائیے اگر نسیم مری مشہ خاک کو

- ہر گز زمین شعر نہ آسمان نہ ہو
نیرنگ عشق ہے یہ طلسم جہان نہ ہو
- (۷) فرصت ادھر سے ہو تو بھٹکتا پھرے خیال
ملنے جہان سے جو کوئی بدگمان نہ ہو
- (۸) منت گل ہزار ہوں اک گل کے واسطے
یوسف نہ ہو تو منزلت کاروان نہ ہو
- (۹) جھوٹے قوار کہتے لاکھوں تو غم نہیں
یہ شرط ہے کہ عہد وفا درمیان نہ ہو

(۱) م - ہر ذرہ دشت عشق کا ہے مثل داغ دل
چشمک ہے آفتاب سے اس مشہ خاک کو ص ۲۱۱

(۲) م - پرویز کو ہے عشق میں شیریں کے لطف کیا
پوچھیں تو کوہ کن سے مذاق تھاک کو ص ۲۱۱

(۳) م - ہے فصل گل میں نشہ اداسی کا تیز و تند - ص ۲۱۱

(۴) م - راہ چمن شوق ۰۰۰۰ ص ۲۱۱

(۵) م - دیوہ داغ عشق جو کچھ تازہ گل کھلائیے
دکھلائیے بہار دل چاک چاک کو ص ۲۱۱

(۶) م - چھائیے ہوائے غم جو مری مشہ خاک کو - ص ۲۱۱

(۷) م - ملنے ہر ایک سے ۰۰۰ ص ۲۱۲

(۸) م - خاطر سے عشق کی ہے بہان درد و غم عزیز - ص ۲۱۲

(۹) م - قول و قوار کرتا ہے وہ بے وفا مگو ص ۲۱۲

اس شرط پر کہ عہد وفا درمیان نہ ہو

- (۱) فردوس کی بہار ہے حوروں کی دید سے
(۲) اک ہوسہ پر متاع دل ارزان ہے لہجے
مہمان چند روز ہے یہ موسم بہار
کانٹھے لکین چمن کو جو اپنا نہ ہو گزار
(۳) دے ہم کو ہوسہ ہائے حنائی نگار کا
بان دیکھتا ہوں مین کے طلسم بہار ہے
سرگشتہ گرد باد کی مانند ہے غبار
(۴) اک دل ہے اور ہزار تمنا کی خواہشیں
(۵) ناچار دل کے ہاتھ سے ہین آہ کیا کریں
(۶) ہم سے غلا تو اے یہ نامہربان نہ ہو

کیا یاد ہے کہ صورت سو قرار اے زکی

(۷) لب کھولنا عیب ہے جو منہ مین زبان نہ ہو

- (۱) م - حوروں کی دید سے ہے تماشے کی جا ہمیشہ ص ۲۱۷
(۲) م - چرچا - ص ۲۱۷
(۳) م - جس دل اک نگاہ پر ارزان ہے لہجے - ص ۲۱۷
(۴) م - دے ہم کو ہوسہ ہائے نگارین کا وہ نگار - ص ۲۱۷
(۵) م - مد نظر ہزار تمنا اور ایک دل - ص ۲۱۷
(۶) م - ناچار دل کے ہاتھ سے ہون آہ کیا کریں
(۷) م - منہ کھولنا عیب ہے جو گویا زبان نہ ہو - ص ۲۱۸

- (۱) گرد سے ہے وہ رخ آئینہ دار آلودہ
 ہو گیا چشمہ غورشید غبار آلودہ
 (۲) قاتل بوسہ ہے سے لب بار آلودہ
 (۳) مچھان لئے کو ہین دستہ نگار آلودہ
 (۴) باغ میں لے تو چلے ہے تو مری جان نسیم
 (۵) تلخ گاہی کو گوارا دل فرہاد کرے
 (۶) آہ سوزان سے ہے جوش دل بیتاب بہم
 (۷) ناخن اس رشک چمن کے ہین مہ نو کی مثال
 (۸) خاک ہو طرز صفا اپنے سخن سے پیدا
 (۹) آتشیں رنگ لحد سے مری اٹھتا ہے غبار
 (۱۰) جامہ خواب اپنا ہے خون دل صد جاگ سے تر
 (۱۱) فتنہ ہے خاطر بزمردہ ہوائے غم سے
 (۱۲) سرگران سوئے تھے ہم نشہ عشق سے زگی
 (۱۳) کیا قیامت ہے کہ اٹھے تو غبار آلودہ

- (۱) م - ہاگہ ہے چہرہ مہتاب غبار آلودہ - ص ۲۲۴
 (۲) م - آنکھ سے ملنے کے لائق ہین کف پائے نگار - ص ۲۲۴
 (۳) ق - لئے کے گون - کذا
 (۴) م - خاک ادا کو مری لے جائے جو مجلس میں صبا
 (۵) م - تلخ مرگ میں فرہاد کو ہو کیف ملال
 (۶) م - رشک بری - ص ۲۲۵
 (۷) م - شقی رنگ کف دستہ نگار آلودہ - ص ۲۲۵
 (۸) م - خاک ہو حسن صفا طرز سخن سے پیدا - ص ۲۲۵
 (۹) م - آتشیں رنگ مری گور سے اٹھتا ہے غبار
 (۱۰) م - افسردہ - ص ۲۲۵
 (۱۱) م - اشک - ص ۲۲۵
 (۱۲) م - حسرت - ص ۲۲۵
 (۱۳) م - ہے قیامت کہ اٹھے پھر تو غبار آلودہ - ص ۲۲۵

- تھا جو اس پر کسی پوشاک ہری کا سایہ
(۱)
ہین پریشان رخ لیلیٰ پر لٹن بالون کی
مجھ کو ڈر ہے کہ ہری بن گئے نازجا شے کہن
(۲)
اچھلاہٹ کے ہے انداز سے روشن کہ کہن
جانک کو دیکھ کے دیوانہ ہوشیگر کی رات
خون میں آفتہ نکلتا ہے جو غور شد سحر
اچھلاہٹ کے ہے عالم میں جو بجلی ہم زار زاد
(۳)
چشم ہیبت سے تماشا کر عالم ہے حباب
(۴)
اس کی شوخی سے نہ کس طرح ہراک آنکھ جلے
(۵)
گوئیے جانان میں مرے دل کو یہ پہونچے آسیب
(۶)
دل شیدا کو ہے اس رشک ہری کا سایہ
(۷)
گر ہڑے یار کی پوشاک ہری کا سایہ
(۸)
نور سے اس کے جلتے آنکھ پر عیزادون کی
(۹)
- شمع کا نور ہوا سبز ہری کا سایہ
ہڑ گیا تہس کی شوربدہ سری کا سایہ
چاندنی میں تری پوشاک زری کا سایہ
ہڑ گیا برق پہ اس جلوہ گری کا سایہ
نور مہتاب ہوا ہم کو ہری کا سایہ
ہڑ گیا ہے کسی داغ جگری کا سایہ
(۱)
شعلہ نور ہے اس ناز ہری کا سایہ
(۲)
پرگیا ہو نہ مری دیدہ وری کا سایہ
(۳)
برق ہے شوخ کی جادو نظری کا سایہ
کہ ہوا سایہ دیوار ہری کا سایہ
برق پر جس کے ہڑا جلوہ گری کا سایہ
نور مہتاب بنے سبز ہری کا سایہ
شمع پر ہو جو تری جلوہ گری کا سایہ

(۱) م - عنبرخان طرہ پریشان ہے رخ لیلیٰ پر
کما ہڑ تہس کی شوربدہ سری کا سایہ ص ۲۲۸

(۲) م - ساقط

(۳) م - پھری - ص ۲۲۹

(۴) م - ۰۰۰۰ ہستی ہو حباب - ص ۲۲۹

(۵) م - ہڑے اس پر جو مری دیدہ وری کا سایہ - ص ۲۲۸

(۶) ق - ساقط

(۷) ق - ساقط - مطبوعہ مطلق - ص ۲۲۸

(۸) ق - ساقط

(۹) ق - ساقط

نہیں سر سبز میں شادابی مضمون سے زکی
سبز ہوتا ہے کہیں شاخ ہری ک ساہ

یہ نہایت وہ چڑھا ہے نگہ ہار کے منہ
(۱) آپ کی باتیں اشاعتیں نہیں اخبار کے منہ
جا بجا چرچے ہوئے جب ہوئے ہم سے دو چار
(۲) ہم سے منہ پھیر لیا اوروں کی خاطر کیا خوب
دھوم سے آتی ہے پھر آبلہ پانی کی بہار
(۳) دشت میں سنتے ہیں گلہانگ یہ ہر خار کے منہ
(۴) رختے ظاہر ہیں جو ظاہر کی ملاقاتوں میں
اس کی مڑگان ہوئیں ہو گئے دلون کے آگے
(۵) ہوسین جا کہ گریبان کی نہیں گرجہ انہیں
(۶) قہر سودا کر ہے رحم میں تنگ آگے اسیر
ہات کچھ منہ سے نکالو نہ زکی آہی دھو
(۷) یہ سخن آہ کے اور ہار سے تکرار کے منہ
(۸)

- (۱) م - یہ تیرے تاز اشاعتیں نہیں اخبار کے منہ
ص ۲۲۹
ہم ہی اے جان کی سنتے ہیں سرکار کے منہ
(۲) م - ۰۰۰۰ جب وہ ہوئے - ص ۲۲۹
(۳) م - کھل گئی ساق پڑی ہات جو دو چار کے منہ - ص ۲۲۹
(۴) م - ۰۰۰۰۰ گلہانگ یہ خار کے منہ - ص ۲۲۹
(۵) م - رختہ پیدا ہیں جو ظاہر کی ملاقات میں جان - ص ۲۲۹
(۶) م - ہوس چاک گریبان ہے کہاں اے دل زار - ص ۲۲۹
(۷) ق - ساقط
(۸) م - یہی منہ آہ ک اور ہار ۰۰۰۰ - ص ۲۲۹

ہاتھ آئے ہیں جو اس پہ رنگین ادا کے ہاتھ
 آئے گا ہاتھ یا نہیں دامن نگار کا
 کہنے لگے ہیں آگے بڑھو گے تو قہر ہے
 کیا کیا ہوائے نوح سے شرمندگی ہوئی
 یہ رشک دل کو آئے کہ ہوجائے خون جگر
 گل کھائے اس نے جو کس گل رو کی جاہ میں
 رسوائیاں تمام زمانہ میں ہو چکیں
 ڈرنا ہوں میں کہ ہو نہ مگر وہ تند خو
 میں نے جو ہاتھ چوم لئے تو وہ ہنس پڑا
 آغاز خط سے ہو گئی آخر بہار حسن
 ہن آفتاب شاہد رنگہ حنا کے ہاتھ
 بوجھیں محبوں سے بھی اب ہم دکھا کے ہاتھ
 جھٹ جھٹ سے لین پلاٹیں جھین پڑھا کے ہاتھ
 بھجوا کے نامہ ہد ہد شہر سیا کے ہاتھ
 جوئے حنا جو اس پہ رنگین ادا کے ہاتھ
 جون شاخ گل بنے یہ گل گون تھا کے ہاتھ
 اب جاہ کا نہا ہے شرط وفا کے ہاتھ
 بھجوں غبار دل جو نسیم و صبا کے ہاتھ
 زخم جگر پہ تیغ ستم کے لگا کے ہاتھ
 اب دلیری کی بات ہے ناز و ادا کے ہاتھ

آشنائی کا سلسلہ ہاتھ آگیا زگی

(۵)

زلف سخن کو جب چھوا ہم نے پڑھا کے ہاتھ

انصاف عشق ہے یہ رنگین ادا کے ہاتھ
 ہو جائے دل کا خون تو ہاندھے حنا کے ہاتھ

(۱) م - ہم اپنے دکھا کے ہاتھ - ص ۸۹

(۲) م - ہم نے - ص ۸۹

(۳) سیا - نام اس شہر کا جس کی بلقیس زوجہ حضرت سلیمان حاکم تھیں اور یہ ملک یمن میں ہے۔

(۴) قی - اس میں جو

(۵) م - ہم نے چھوا جب - ص ۹۰

(۱)

دل کو ہوائے شوق گلستان سے لے آئی

چہرہ ہوا بہ سرخ کہ پس نہر نہرا اشعا

خون اپنا ہم نے بخشا نہیں خون بہا ضرور

بسمل ہر ایک دل کو کہا تیغ ناز سے

آشفہ دل کے جان کی خاطر کہیں کہیں

شرما کے طہش کھا کے غم ہو گئے ہنس پڑے

جو رو جفا اٹھائیے اور دم نہ مارئیے

مشاط حسن ہار کو نیرنگیان میں خوب (۲)

کہا چھو لیا ہے چوری سے پائے نگار کو

ہیں زور دلیری میں زبردستان تری

دل خون ہوا کہ عشق کو دی ہم نے بد دعا

دل بڑھ گیا کہ بزم میں اپنی ہوئی نمود

کہا خاک منہ دکھائیں گے وان جاگئے اے زگی

مہشر کے دن ہے شرم ہٹاوی خدا کے ہاتھ

ستارے داغ ہوئے آہ شعلہ ہار کے ساتھ

سرشک سرخ ہے ہاں رنگ زر نثار کے ساتھ

فلک بھی چرخ میں ہے گنبد مزار کے ساتھ

جن میں عشق ہے دیکھیں خزان بہار کے ساتھ

(۱) ق - سے اور ہے -

(۲) م - بکرتگان - ص ۹۰

(۳) ق - رنگ حنا -

بہار جا کہ جگر ہے دل نگار کے ساتھ
 جھڑے جو خون کے فوارے اپنی آنکھوں سے
 ہمارا غم کا سر کوہ کن پہ فوٹ پڑا
 جنوں کے دشت کی کیوں کر کہیں خبر پہونچے (۱)
 کہ سر لگا ہن دیا تلم کوہسار کے ساتھ
 بہہ لگے پھرتے ہیں تان لاطے فہار کے ساتھ
 کہ خون نگہ سے لپکے لگا شرار کے ساتھ
 ہوش ہے عمر بسر جان بہتار کے ساتھ
 ستارہ ریز ہو تا چشم انتظار کے ساتھ
 کہ شعلہ گرم سخن ہے زبان خار کے ساتھ
 جو دل کے شعلے تڑپ کر اٹھیں فہار کے ساتھ
 مثال سرو چراغان بنے بگولا سان
 جگر کو خون کرے درد سے شب دہجور
 جگر کے زخم پہ ہنستے ہیں ناخن غم سے
 زگی یہ دیکھو ہر گشتگی نمیبوں کی
 کہ روز حشر بھی ہے درد سے شمار کے ساتھ

ہوں حسن سادہ پر ہونے آمد شباب کی
 چہرہ کا اس پری کے عرق ہے شرفشان (۲)
 (۳)
 رگہ رگہ میں اس پری کے ہے مستی شباب کی
 دیکھو شکستہ رنگی عشاق کا خیال
 معبور جام گردن ہے ساقی نے آن کر
 جون ہو نمود وقت سحر آفتاب کی
 خوشبو ہے جس میں قطر گل آفتاب کی
 ہر استخوان بدن میں لٹم ہے شراب کی
 چادر بھی اپنے گور پہ ہے ماہتاب کی (۴)
 آنکھیں دکھا کے بزم خرابی خراب کی

(۱) ق -- پونچھے

(۲) م -- ساقط

(۳) ق -- ساقط

(۴) م -- تھی - ص ۲۴۰

(۱) درویش فراق سے بکسر ہوئے کہیں
روز حساب کی جو مصیبت حساب کی
حسن صفائے ہار کی شاید کہ ہو شبہہ
صورت جو آئینہ پہ کھینچے ماہتاب کی
اب دکھ ہے دل میں اس کے ادھر سے وہی غبار
آئینہ وار کہا ہے سقائی جواب کی
رخوت سفید من ہے ترے یاسمن کی ہو
گل رنگہ پورھن من ہے خوشبو گلاب کی
گردن تو اس پری کی صراحی کی شگل ہے
متوالی انکھڑیاں من ہمالی شراب کی
مے تاجوں سے دل کی قیامت ہے جان پر
طاقہ نہیں رہی جو مجھے اضطراب کی
(۲)
(۳) ساقی دکھائے طرۂ زرین تو پس وہیں
تار شمع مہر ہو لہر آفتاب کی
بہتر نظر جو زلف پریشان کا دھیان ہے
آشفہ دل ہے فکر میں تعمیر خواب کی
دل کو ہوا پسند جو طرز سخن زکی
تازہ ہوس ہوئی غزل انتخاب کی

ہو یاں خاک ہند من ہے آب و تاب کی
یہ سرزمین زمین ہے عطر گلاب کی
آئی صبح رنگ پہ سرخی شراب کی
مہتاب پر شبہہ کھینچ آفتاب کی
(۴)
(۵) جوہر تھے مجھ میں سب ملکوتی صفات کے
انسان بنا کے کون مری می خواب کی
کھینچے جو دل جلون نے حشر گاہ آہ سرد
گافور شمع نور ہوئی ماہتاب کی

(۱) م - ساقط

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط - م - مطلع - م - ۲۳۰

(۵) ق - ساقط

(۶) م - حاشیہ پر جمال تحریر ہے - م - ۲۳۰

انداز سے ٹپکی ہے مستی شباب کی
سوسن کی پنکھڑی میں ہے پتی گلاب کی
آئینہ دار ہے جو صفائی جواب کی
سہلی جو موج کی ہے تو کشتی شباب کی
گشتن اشاعتیں سوال و جواب کی
قانون شمع ہے کہ حواس شراب کی
(۴)
نقدبان قلم سے جاری ہیں موتی کے آب کی
انکھوں سے دیکھ سیر طلسم شباب کی
لائی ہے ہو صبا جو ترے جامہ خواب کی
جب سے نگاہ پڑے لگی اضطراب کی
نار شعاع مہر ہوں لہریں شراب کی
مہمان چاد دن ہیں بہارین شباب کی

(۱)
اشاعتیں ہیں جوش ابھری ہوئے گات سے ترے
(۲)
نیونگہ طرفہ رنگہ مسی نے دکھا دیا
(۳)
دل میں ترے ادھر سے مگر اب نہیں غبار
(۴)
(۵)
دروہا ہے کیا فقروں کا ہانا لٹے ہوئے
(۶)
حوریں جو آئین جائے دیکھیں تیر میں
جان پری ہے با رخ ساتی کا عکس ہے
دیتے ہیں روشنائی میں پانی کی جامہ اشک
(۸)
نیونگہ روز گار کا دل سے مزا اٹھا
کانشوں میں کھینچتی ہے دل میرے قوار کو
(۹)
اغراض کا خیال ہوا طفل اشک کو
ساتی کا عکس طرفہ زر نار گر پڑے
کس زندگی پہ کھینچے سامان بزم عیش

(۱) م - کن سے - ص ۲۲۰

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) ہانا -

(۶) ق - ساقط

(۷) م - نہریں - ص ۲۲۱

(۸) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۲۹ میں درج ہے - ص ۲۲۰

(۹) م - قفاز - ص ۲۲۱

سرخ ہے کہا ہستی میں اس سرخ پوش کی
دیوان میں زکی کے ورق داغ کے لئے
سرخ بنائیں ہم شوق آفتاب کی

دل کی بھٹائی سے کہا ہے جہن ہوتا ہے کوئی
بار کے کوچہ میں جا کر دل سے اے باد صبا
(۱) ہر ایک مژگان میں قطرے آنسوؤں کے ہیں بھرے
ہے تماشائے عجب بزم نیاز و ناز میں
(۲)
دھیان آتا ہے کہ ہم نے رائگان کھوئے سرشک
(۳)
ناصر کون بچ کر رہے تو رونے سے مجھے
(۴)
بان کی سرخی سے دانتوں کی بہارین ہیں کہیں
غریب دریا کو دیا یونان کو کیا طوفان تھا
(۵)
وائے رسوائی کے بارون میں لڑ کر انکھریاں
ہو چکا محشر بھی اور نجد کو نہیں مطلق خور
(۶)
پاک کہا کرتے ہیں ہم اشکِ نعلین سے گناہ
(۷)
جوہر معنی کا کر مشتاق ہے تو اے زکی
دیکھ کہا اشعار میں موتی پروتا ہے کوئی

(۱) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۷۹ میں درج ہے - ص ۲۶۵

(۲) م - یہ تماشائے عجب - ص ۲۶۵

(۳) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۷۹ میں درج ہے - ص ۲۶۵

(۴) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۷۹ میں درج ہے - ص ۲۶۵

(۵) م - آ - ص ۲۶۵

(۶) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۷۹ میں درج ہے - ص ۲۶۵

(۷) م - حال - ص ۲۶۵

(۸) م - یہ مقطعہ غزل نمبر ۲۷۹ ک ہے - ص ۲۶۵

تلخ کام اے کوہ کن ایسا بھی ہوتا ہے کوئی
 یان تڑپ کر پیے گلی سے جان کھوتا ہے کوئی^(۱)
 دل مرا شورش پہ آیا خوش ہوائے موج نسیم^(۲)
 چادر مہتاب ہے رنگے بیابان پر بھی
 اے گل آلودہ شبنم نظر کر نہر میں^(۳)
 ہے بہان اشک مسلسل میں بندھا لغت جگر^(۴)
 اے دل بیتاب رشک آتا ہے شوق وصل کو^(۵)
 ایک نشتر ہے کہ دیتا ہے رنگ جان کو خراش^(۶)
 یاد آتا ہے مجھے دل کا جدا ہونا زکی^(۷)
 وقتہ رخصت جب کسی سے مل کے روتا ہے کوئی

نہ کچھ تو شکن زلف ک بیان کوئی
 کفن حباب کو آب روان سے دیتے ہیں^(۸)
 یہ چند روز بہم صحبتیں قیمت ہیں
 تڑپا کے شوق سے توڑے نہ بیابان کوئی
 بہاؤ اشک جو مرجائے ناتوان کوئی
 خدا ہی جائے کہ پھر ہم کہاں کہاں کوئی

-
- (۱) م - کرورد دل سے جان - ص ۲۶۵
 (۲) م - اے غم کی ہوا - ص ۲۶۵
 (۳) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۸۰ میں درج ہے - ص ۲۶۵
 (۴) م - گتھا - ص ۲۶۵
 (۵) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۸۰ میں درج ہے - ص ۲۶۶
 (۶) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۸۰ دونوں میں درج ہے - ص ۲۶۵ - ص ۲۶۶
 (۷) م - یہ مقطوعہ غزل نمبر ۲۸۰ کا ہے - ص ۲۶۶
 (۸) م - کفن حباب کا آب روان سے زیبا ہے
 ص ۲۶۴
 بہاؤ اشک جو مرجائے نیم جان کوئی

- (۱) نسیم آگ تو بھڑکی ہے خندہ گل کی
(۲) نہ گردِ راء نہ ہانگہ جرس نہ نقشِ قدم
(۳) جنوں کے دشت میں گل کون ہوا ہر ایک خار
(۴) نسیم نجد پہ کھد بچھو بگولوں سے
ہنس ہنس میں نہ جل جائے آسمان کوئی
ملا نہ کالہ رفتہ کا نشان کوئی
کہا ہے آبلہ ہایوں کا کاروان کوئی
کہ خاک و خون میں تاپتا ہے خستہ جان کوئی
پہرا عدم کے بہان سے کاروان کوئی
ستائے کس کو مرے غم کی داستان کوئی
بتائے گور کے کھد کو آسمان کوئی
بچھو ہے چادر مہتاب مشہ خاک پہ پا
پہا ہے ہاؤں سے بوسیدہ استخوان کوئی

اچھے رنگہ سخن کا زکی زبانہ بوق

دکالے منہ سے اگر مسمومہ زبان کوئی

- (۶) وہی راتیں ہیں انتظار وہی
ہم وہی تم وہی توار وہی
ہم ہیں اور سینہ داغ دار وہی
دل کسی جا میں بھول اٹھا ہوں
تم ہو اور عالم بہار وہی
یاد کرتا ہوں بار بار وہی
(۷)
(۸)

(۱) م -- چین میں آگ تو بھڑکی ہے خندہ گل کی - ص ۲۶۲

(۲) ق -- ساقط

(۳) ق -- ساقط

(۴) ق -- ساقط

(۵) م -- بچھو ہے وادی وحشت میں چادر مہتاب
کہ پہن گیا ہے یہ بوسیدہ استخوان کوئی
ص ۲۶۲

(۶) م -- ہے وہی عہد انتظار وہی - ص ۲۶۴

(۷) م -- اٹھتا - ص ۲۶۴

(۸) م -- یاد آتا ہے - ص ۲۶۴

خاک دل سے جو گرد یاد اٹھا
 (۱) ہم سے جز مشہ خاک کچھ نہ رہا
 بن گیا گنبد مزار وہی
 جس کو غورشید حشر کہتے ہیں
 بار کے دل میں ہے غبار وہی
 آگیا خط پہن صفا لیکن
 (۲) وہ مزا کوہ کن کے ساتھ گیا
 (۳) ہرے مگر چشم انتظار وہی
 (۴) ہم غزان میں ہوئے دوائے بہار
 (۵) مقلق میں ہے خط غبار وہی
 (۶) وہی آرمں ہے کوہسار وہی
 (۷) مگر غرائی تھیں عشق میں کہ رہا
 (۸) منہ پہ ہے رنگ زر نگار وہی
 (۹) صحر حشر وک خطار وہی
 (۱۰) دل کے داغوں کی ہے بہار وہی
 (۱۱) وہی پتھر ہیں اور شرار وہی
 (۱۲) تیشہ کوہ کن کہاں ورنہ

(۱۳) ہم بہان کھج رہے زکی اور وان

گکش زلف تابدار وہی

قبرہ بختی ۴ سان رات میں ہم دیکھ چکے
 رات دیوانگی شمع بھی ہم دیکھ چکے
 صبح کوچہ گریبان سے ہم دیکھ چکے
 (۸) آہ کی برق جہان سوز کو ہم دیکھ چکے
 گرہ و خندہ جاسوز ہم دیکھ چکے
 نیمہ غورشید قیامت کا عالم دیکھ چکے

(۱) م - بان نو جز - ص ۲۴۷

(۲) م - داغ انتظار - ص ۲۴۷

(۳) م - دامن - ص ۲۴۷

(۴) م - ساقط

(۵) ق - ساقط

(۶) ق - ساقط

(۷) م - کھج رہے ہم زکی مگر وان ہے - ص ۲۴۷

(۸) م - یہ شعر قزل نمر ۲۴۵ میں درج ہے - ص ۲۴۲

(۱)	دل پروانہ سحر سرو چراغان دیکھا	شمع کو داغ جو سروا مقدم دیکھ چکے
(۲)	اب تجھے شرم بھی ہے جو رو ستم سے ظالم	بارو اغار تیرے ہم یہ گرم دیکھ چکے
(۳)	مہربانی کے سزاوار ہوئے اب تک بھلا	کہ تیرے ناز و ادا جو رو ستم دیکھ چکے
(۴)	ماجرا آبلہ پانی کا رقم ہو نہ سکا	کرکے ہم خار مہیلان سے ظلم دیکھ چکے
(۵)	اب تو آغزہ خون ریز سے کر کام تمام	ہم تظاہر تیرے اے شوخ صنم دیکھ چکے
(۶)	چار دیوار عناصر ہیں ہم اے جان حزن	درد و غم دیکھ چکے رنج و الم دیکھ چکے
(۷)	نہ رہی سیر جہان کی ہوس اے جان حزن	جام کو صورت کا سر سرجم دیکھ چکے
(۸)	حال پر اپنے دل اس آہ نہ پہنچا اے وائے	اشک خونیں سے بھی خط کرکے رقم دیکھ چکے
(۹)	عہد و پیمان وفا میں تو کھانا سرگند	یہ وفا کی تری اس سر کی قسم دیکھ چکے
(۱۰)	لکھ سکے کچھ بھی نہ حال مزہ آلودہ	شاخ گلشن سے پتا کر بھی ظلم دیکھ چکے
(۱۱)	ہوئی و عہد شباب اپنا خرابی میں گلا	شب غم دیکھ چکے صبح الم دیکھ چکے
(۱۲)	اب تڑپنے کی تمنا ہے نہ تیغ نگاہ	خندہ غمزہ دم ساز کے دم دیکھ چکے
(۱۳)	سیر گلزار کریں کیا کہ لہ لہا باتوں میں	آگ آبلہ بایوں کے ہم نقش قدم دیکھ چکے
(۱۴)	دل مشتاق کو مضمون سراپا سوجھے	جلوہ حسن جو سروا مقدم دیکھ چکے

(۱) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۴۵ میں درج ہے - ص ۲۴۲

(۲) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۴۵ میں درج ہے - ص ۲۴۲

(۳) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۴۵ میں درج ہے - ص ۲۴۲

(۴) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۴۵ میں درج ہے - ص ۲۴۲

(۵) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۴۵ میں درج ہے - ص ۲۴۲

(۶) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۴۵ میں درج ہے - ص ۲۴۲

(۷) م - ہوئی و عہد شباب آہ خرابی میں آگے - ص ۲۴۲

(۸) ق - ساقط

(۹) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۴۵ میں درج ہے - ص ۲۴۲

(۱) اپنی آنکھوں سے ہری خانہ دل میں دوبار ہم تاشائے گلستان ارم دیکھ چکے

(۲) لکھتے ہیں سوز غم عشق کے جون شمع زکی

ہم زبان قلم شعلہ رقم دیکھ چکے

(۳)

سیر فطرت کی غرائب میں ہم دیکھ چکے خواب دستی میں تاشائے عدم دیکھ چکے

پھیلے چشم تاشا کو ہری خانوں سے دیکھتے باغ نظر باغ ارم دیکھ چکے

اللہ جاگہ جگر یاد لب لعل میں ہم نسخ شہین خط باقوت رقم دیکھ چکے

جس میں جاہتا ہے پھر بھی کہ دیکھا ہی کریں لاکھ ماری تجھے سرتا بقدم دیکھ چکے

دیکھیں کہ راہ پہ ہیں وادی وحشت کے فزائل آہوئے شہر سے کیا آس کہ دم دیکھ چکے

دل ہو دافن سے چراغان تو تاشا دیکھیں جلوہ یار تو سرتا بقدم دیکھ چکے

کسی صورت سے صلائی کی ٹھہراؤ کہ اب دل کی تصویر پر آئینہ غم دیکھ چکے

طرح داغ دل مشتاق کی صورت نہ بنی کر کے شاخ گل غور شدہ قلم دیکھ چکے

(۴) شہر داغ جگر زروں میں آئے نہ نظر جہان کو خاک بے ایمان عدم دیکھ چکے

(۵) کیوں نہ تحریر مضامین دو عالم سوجھے مزہ و چشم کو جون لوح و قلم دیکھ چکے

(۶) اب ہوس کیا ہے کہ آغوش تصور میں زکی

لب پہ لب سینہ پہ سینہ اسے ہم دیکھ چکے

(۱) قی - ساقط

(۲) م - یہ مقطوعہ نزل نمبر ۲۴۵ کا ہے - ص ۲۴۲

(۳) م - یہ شعر نزل نمبر ۲۴۵ میں درج ہے - ص ۲۴۲

(۴) م - یہ شعر نزل نمبر ۲۴۶ میں درج ہے اور دوبار تحریر ہے - ص ۲۴۲ - ۲۴۳

(۵) م - یہ شعر نزل نمبر ۲۴۶ میں درج ہے - ص ۲۴۲

(۶) م - یہ مقطوعہ نزل نمبر ۲۴۶ کا ہے - ص ۲۴۲

شمع سان داغ جگر بہتر نظر دیکھ سکے
(۱)

(1)

عشق میں ہم اتنے دہرے تو دیکھ چکے

(۷)

تازہ مضمون تراک کے ۱۹۶۷ء بندھے

اب تو کہ پردہ نشینی میرے دل میں ہے جان

دیے جکے داغ تو آہ و فغان ہیں جتنے

(c)

۱۶۔ میں ڈر رہے کہ افکار کہیں دیکھ نہ پائیں

(a)

چشمہ آب روان دھر میں ہے عین شراب

وائے غفلت کے نہیں ہے خبری میں کچھ ہوش

دل جگر ہم بھی کوہن کیسے محبوبی داغ

مہربان ہمارے ہم سفر کا تو فیہ کہیں

(A)

گو سے رجوعی کی اس دم جمعے دیکھا ہے

کہن و اند کا ناسا نظر آتا ہے زکی

(۱۱) دل جتو دیکھ جائے وہی نہ تو دیکھ جائے

(1) 3 - JBL - م - مطلع - ص ٢٧٧

(۲) م۔ - مویشیوں کی ہونی مشغول نراکھ کی پسند - ص ۲۴۴

۲۲۲ - ۲، ۴ - ۱ (۲)

(۲) - اب یہ غلط ہے کہ افتاد کہن دیکھ نہ پائیں

777

کچھ دتوں ہم انہیں سے خوف و خطر دیکھ چکے

۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ (۵)

(۶) م - - جانی بھی - ص ۲۴۴

270 - 5 - 1 (2)

(۸) ۱ - ساقط - ۲ - دیکھتے ہیں تو بے مکھڑے کی طرف ہم آئے جان

۲۲۲

جب کہ محفل میں ادھر اور ادھر دیکھ چکے

(۹) م - خوب چاک جگر و دہدہ تر دیکھ چکے - ص ۲۴۵

- (۱) نگاہ چادر مہتاب میں شرر باندھے
(۲) کھڑا ہے قاصد عمر روان کمر باندھے
- ہلال و شمس کی شمشیر اور سر باندھے
(۳) کمر میں زلف جو وہ شوخ سیم پر باندھے
- چمن سے جائیں تو صیاد ہال و پر باندھے
خیال ہم نے جو سن کر تری خبر باندھے
جو اپنے دل سے نہ بندش پیام پر باندھے
نظر جو مہر پر آئینہ قمر باندھے
- جو اسم ذات کی بھن گولیاں گہر باندھے
خیال شام سے لے ہم نے تا سحر باندھے
- (۴) شکستہ رنگی دل پر اگر تار باندھے
کہو کہ بار ستر روح جلد تر باندھے
- یہ چرخ پھرتا ہے کمر قاصد پر کمر باندھے
لڑائے نگہت سنبھل سے آنکھ ہوئے سنبھل
(۵) صبا سے رہت چھٹے تو نہ ہو بہار نصیب
افغانی سے خبری میں صبح بڑے شب دھج
- کلام بار کا پس صاف مدعا کھل جائے
(۶) وہ ہونے دیدہ حیران جلوہ کے ماند
- چمک نہ پائے مئی زیب تیرے دانتوں کی
(۷) تصور اس کے رخ و زلف کا جو حال کو دھا
- (۸) زکی مسافر ملک شا کو ہے لازم
(۸) مسافر ملک شا کو ہے لازم
- کہ بار دوش پہ باندھے تو مختصر باندھے

- (۱) م - یہ چشم چادر مہتاب میں نظر باندھے - حاشیہ پر تحریر ہے - ص ۲۴۵
- (۲) ق - قاصد اشک روان - مرتبہ کے نزدیک مطبوعہ زیادہ صحیح ہے -
- (۳) م - طرہ - ص ۲۴۵
- (۴) م - جدا بہار سے ہون تو ہوائے غم ہو نصیب
ص ۲۴۵
- چھٹیں چمن سے تو صیاد ہال و پر باندھے
- (۵) م - رہے نہ ہوش شب وعدہ وائے سے غری
ص ۲۴۵
- خیال وصل جو سن کر تری خبر باندھے
- (۶) م - اڑائے دیدہ حیران جلوہ کا انداز - ص ۲۴۵
- (۷) م - بندھا دھا جو تری زلف و رخ کا دل میں خیال تلی میں یہ شعر نہیں ہے
ص ۲۴۵
- ہزاروں شام سے مضمون تا سحر باندھے
- (۸) ق - سائط - م - منقطع - ص ۲۴۵

(۱)
 زکی من صحبت غریب سے تنگ آیا ہوں
 بہان سے جلد کر قاصد سفر باندھے

چون برق از آبی دل بہتاب کے ٹکڑے
 روشن ہو صدا آب و گل اپنے سے پہ مرگ
 ہر کالہ آتش میں یہ بہتاب کے ٹکڑے
 ہوں خاک کے زورے در ناہاب کے ٹکڑے
 دیکھتے سے جو اشعار کہے جاہ کے ٹکڑے
 گدڑی میں ہوں کراہٹوں و گھوٹوں کے ٹکڑے
 ہوتے نہیں کیوں جادو بہتاب کے ٹکڑے
 بلبل نے کہے جب گل شاداب کے ٹکڑے
 اس تار سے ہو جاتے ہیں مضروب کے ٹکڑے
 زور ہے کہ نہ ہووین دل احباب کے ٹکڑے
 ملتا نہیں ٹوٹا ہوا زنبار دل زار
 ہوند نہ ہوں گوہر خوش آب کے ٹکڑے

(۲)
 دل خون ہوا غم سے زکی حیف کہ ہم نے
 مستی میں کئے جام شے ناب کے ٹکڑے

کاسے سر بیشتر ساغر بنے اور ٹوٹ جائے
 چشم گرہان سے ظلم اگڑ بنے اور ٹوٹ جائے
 جس طرح جام حباب اگڑ بنے اور ٹوٹ جائے
 اشک شبنم دانہ گوہر بنے اور ٹوٹ جائے
 کون بت کافر مرے تار نظر کیے توڑے
 دشتہ زنار تار زر بنے اور ٹوٹ جائے

(۱) م - بہت من صحبت غریب سے تنگ آیا ہوں
 بہان سے جلد کر قاصد سفر باندھے ص ۲۴۵

(۲) م - م - ص ۲۸۴

- (۱) سورت جان طرز چٹا سے خود اٹھائے میں شکیب
(۲) بیشتر فولاد کا خنجر بنے اور ٹوٹ جائے
(۳) میل سے شورجھون کے ہے یہ حسرت کا مقام
(۴) سورت جان ہو جائیں عاشق پھر بھی دل ہو چور چور
(۵) ہو مگر درکون نہ تم سے خاطر اہل صفا
(۶) سر شکن ہو اشتیاق آفتاب داغ اگر
(۷) کیوں نہ ہوں آنسو روان آنکھوں سے اس فہم میں کہ حیف
(۸) دل جو بھٹ جائے تو پھر یکن نہیں دفع حجاب
(۹) ہے تھامے ہوں زوال آفتاب حسن ہو
(۱۰) کیا عجب دور غراب عشق میں کر لاکھ بار
(۱۱) لطف ہے گر خار صحرا آملوں میں پاؤں کے
(۱۲) اضطراب دل جو ٹپھائے قفس میں جسم کے
(۱۳) نالہ مرغ روح کا شہر بنے اور ٹوٹ جائے
(۱۴) حیف دندان صورت گوہر بنے اور ٹوٹ جائے
(۱۵) دیدہ و دل شیشہ و ساغر بنے اور ٹوٹ جائے
(۱۶) تیز ہوں سے صورت نشتر بنے اور ٹوٹ جائے
(۱۷) نالہ مرغ روح کا شہر بنے اور ٹوٹ جائے

خاصہ صورت کر معنی قیامت ہے زکی

ہم تراش نیشہ آذر بنے اور ٹوٹ جائے

عاشق و معشوق میں اگر بنے اور ٹوٹ جائے بیشتر بان سد اسکندر بنے اور ٹوٹ جائے

- (۱) م - متن میں " سورت دل " اور حاشیہ پر " سنگ دل " تحریر ہے - ص ۲۵۸
(۲) م - شکست - ص ۲۵۸
(۳) م - ہے یہ حسرت کا میل اے شورش خون تاب اشک
شیشہ دل اک پری کا گھر بنے اور ٹوٹ جائے
(۴) ق - ساقط
(۵) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۷۱ میں درج ہے - ص ۲۵۹
(۶) م - گر آج کل - ص ۲۵۹

(۱)	ناخن رنگین تیرا ٹوٹے تو جائے حیف ہے	طاثر رنگ سنا کا ہر بنے اور ٹوٹ جائے
	ظالموں کو تیر ہون سے اپنے حاصل ہو شکست	بہش عارب صورت نشتر بنے اور ٹوٹ جائے
(۲)	حسرت اے داغ جگر روشن دل اہل دلو	گوہر خورشید سے بہتر بنے اور ٹوٹ جائے
	ہے غضب ہو فکر غم نازک خیال عشق کو	بڑا دل حد اسکندر بنے اور ٹوٹ جائے
	دل کو حاصل ہے صنم سے بیشتر ربط و شکست	آہکنہ جنگ سے اکر بنے اور ٹوٹ جائے
	خوبیوں سے طالع پرکشتہ کی شوریدہ آہ	جائے جائے تا ظک اختر بنے اور ٹوٹ جائے
	تیرہوں سے زہر غم کی جو گداز روح ہو	جسم مین ہر رونگلا نشتر بنے اور ٹوٹ جائے
	حیف تار اپنی لہان کا موج خیز دھر مین	کشتی اظلاک کا لنگر بنے اور ٹوٹ جائے
(۳)	حیف ہے اے چشم عبرت بحر مین جام حباب	افسر جمشید کا ہمسر بنے اور ٹوٹ جائے
(۴)	جائے حسرت ہے کہ ہو مہد جوانی کا زوال	یہ عمارت منزل خوشتر بنے اور ٹوٹ جائے

تیرٹی فکر سخن پہ یہ شکست دل زکی

حیف رہی تیغ خوش جوہر بنے اور ٹوٹ جائے

(۵)	وہ شوخی نچھ مین ہے کافر کہ دل بیتاب ہو جائے	نگاہوں مین زہر ایسا کہ زہر آب ہو جائے
	جو طوفان خیز خون زخم دل بیتاب ہو جائے	تو چشمہ چشم نم کا قلم خونتاب ہو جائے

(۱) م - غم سے دل کا خون ہو گر ناخن رنگین بار - ص ۲۵۹

(۲) م - سوز - ص ۲۵۹

(۳) م - حباب - ص ۵۹

(۴) ق - سلاط

(۵) م - ترقی شوخی سے برق آب یہ دل بیتاب ہو جائے

ص ۲۶۰

وہ زہر آنکھوں مین ہے کافر کہ زہر آب ہو جائے

دور کی غلٹ آب حیات روز و شب کی دیکھ	سکندر تشنہ پھر جائے خضر سہراب ہو جائے
(۱)	
وہ مہ پارہ جو آنکھ سے محفل کی تجلی ہو	بچھن ہو چاندنی سو چادر مہتاب ہو جائے
تجلی اضطراب دل کی ہو چشم تصور میں	تو فانوس خیالی چشمہ سہراب ہو جائے
جو نیونگہ جہان دیکھے زلیخا چشم عبرت سے	نہاشا ماہ گمان کا خیال و خواب ہو جائے
(۲)	
دل بھسل گئے خون سے گر حنائی دست لائل ہو	تو مچھلی ہانہ میں جون ماہی مہتاب ہو جائے
(۳)	
جمال بار خواب مرگہ میں گر جلوہ آرا ہو	شب گور اپنی آنکھوں میں شب مہتاب ہو جائے
(۴)	
نہ ہو کیوں غنچہ دل غم سے در شہوار معنی کا	جو ایسی قدر جوہر گوہر ناہاب ہو جائے
(۵)	
نماز کعبہ ابرو کی تکلیفیں روا کب ہوں	خمید، جب کہ قامت صورت مہراب ہو جائے
(۶)	
خیال بار کی لہریں جو دیکھے چشم ترخون میں	شرار برقی موج چشمہ سہراب ہو جائے
نہ کہ پاش غراش دل جو موج شور و خشت ہو	خیال زلف پہچان سے پریشان خواب ہو جائے
اگر آجائے جنبش میں ہوائے ناز شوخی سے	دو بالا موج خیز حسن کا گرداب ہو جائے
کے معلوم تھا کیوں اے زلیخا کون کہتا تھا	کہ نصہ حسن یوسف کا خیال و خواب ہو جائے
جو زخم دل پہ ہنسنا سبز رنگوں کا نہ کہ چھڑکے	نہاشا ہو کہ زہر آب جگر تیزاب ہو جائے
(۷)	
جو ہووے شمع فانوس خیال اس ماہ رو کا حسن	مری آنکھوں کا پردہ چادر مہتاب ہو جائے

(۱) م -- ساقط

(۲) م -- نگارین - ص ۲۶۰

(۳) م -- توہر مچھلی شبیہ چادر مہتاب ہو جائے - ص ۲۶۰

(۴) م -- انگور - ص ۲۶۰

(۵) م -- غم سے کہ شہوار معانی کا - ص ۲۶۰

(۶) م -- اٹھین سر سے - ص ۲۶۰

(۷) م -- ساقط

(۱) ہڑے ساہ جو اس مہوش گالرش ہزم غبی ہر
 دُر مین چاندنی وان چادر مہتاب ہو جائے
 (۲) زکی کر تار جان کو ساز سوز دل بنائیں ہم
 ہکاہک ناخن نم سورت مہراب ہو جائے

(۳) نہ وہ شوخی کی رمزیں نہ وہ نازو لستانی ہے
 خدا نا خواستہ شاید کہیں تم دل لگا بیٹھے
 نہ وہ راجہ کی راہیں نہ وہ بھین ان دنوں اے بار جانی ہے
 پریشان طرہ مشکین ہے اور آنکھوں پہ ہر بیماری
 (۴) نہ سرمہ ہے نہ مستی ہے عجب ہے عالم جہرہ
 بجائے قازہ رخساروں پہ اشک ارفوانی ہے
 نہ دزدیدہ نگاہیں ہیں نہ دل لہریں کی راہیں ہیں
 لیون ہر سرد آہیں ہیں مژہ سے خون فشانے ہے
 (۵) نہ انداز خود آرائی نہ ناز جلوہ بھرائی
 نہ شوق خود نکائی نہ غرور لن ترانی ہے
 جہا ہے دود دل سا کچھ لیون پھیلے مس کے
 میان تیغ سخن سے جوہر آتش زمانی ہے
 (۶) لہو سا جوش کھاتا ہے سراپاں دار گردن مین
 سہ سہ نیمٹ نفس کا ظاہر ا درد نہانی ہے
 نہ جوری کی نگاہیں ہیں نہ شوخی کی ادائیں ہیں
 فرور حسن خوبی ہے نہ ناز لن ترانی ہے

(۱) ق - ساقط

(۲) م - بنائیں کر زکی ہم تار جان سے ساز جان سوزی (۳) م - نا - ص ۲۴۲
 ص ۲۱۱

تو خاص نم کا ہم کو سورت مہراب ہو جائے

(۴) م - بدن کی چہنی رنگت بہار زطرانی ہے - ص ۲۴۲

(۵) م - نہ کنگھی ہے نہ جولی ہے نہ سرمہ ہے نہ مس ہے
 گل رخ ہر بجائے قازہ اشک ارفوانی ہے
 ص ۲۴۲

(۶) ق - ساقط

(۷) ق - ساقط

- (۱) ملاقاتوں سے اپنی اور بیگانہ رکھتے ہو
(۲) نہ کچھ غیروں سے الفت ہے نہ ہم پر مہربانی ہے
(۳) ذرا سوچو تو معشوق ایسے ہیں حالوں سے رہتے ہیں
(۴) بھاؤ مل کے خوش ہو غمیریں بالوں کو دھو ڈالو
(۵) طلب گاروں کو اپنے تم کو یہ صورت دکھائی ہے
(۶) برہمن کون ہے خاطر کس لئے یہ سرگوانی ہے
(۷) ذرا آئینہ لے پیکھو تم اپنے منہ کو تو دیکھو
(۸) بھلا زہندہ اس گل زار پر رنگ خرابی ہے
(۹) اگر دیکھو تو اس محبوب کو دیکھ جو تم ساہو
(۱۰) اسے چاہو جسے منظور تم پر جان فشانی ہے
(۱۱) نہ مانو گے مرا کہنا تو پھر بچھٹاؤ گے آخر
(۱۲) تو اس طرح کی بات سے دل پر گرائی ہے
(۱۳) اگر ایسا ہی طرز عاشقانہ دل کو خوش آیا
(۱۴) تو بہتر ہے کہ یہ بھی ایک وضع دلستانی ہے
(۱۵) زکی کا حال دیکھو غش سے اے جان باز آو
(۱۶) سنو تازہ - غزل ہم سے جو شوق شعر خوانی ہے

- (۱) م - ۰۰۰۰ بیگانہ کی نیرت ہے - ص ۲۲۵
(۲) م - نہ غیروں سے کچھ الفت ہے ۰۰۰ - ص ۲۲۵
(۳) م - بھلا سوچو تو دلیرای تیرے خاموش رہتے ہیں
ص ۲۲۵
(۴) ق - بھاؤ خوش ہو مل کے طرہ -
(۵) م - برہمن خاطر کس واسطے کون سرگوانی ہے - ص ۲۲۵
(۶) م - مری آنکھوں کے آئینے میں اپنے منہ کو تو دیکھو
ص ۲۲۵
(۷) بھلا زہندہ اس گلشن کو یہ رنگ خرابی ہے
(۸) م - بھلا یوں بھی سہی جو عاشقانہ وضع خوش آئے
ص ۲۲۵
(۹) بہت بہتر ہے کہ یہ بھی ایک طرز دلستانی ہے
(۱۰) م - غزل تازہ سنو ۰۰۰۰ - ص ۲۲۵

قیامت منہ چھپائے مین ادائے دلستانی ہے
(۱)
نہ قاصد ہے نہ نامہ ہے نہ پیغام زبانی ہے
(۲)
حباب آسا جو اپنی کوئی دم کی زندگانی ہے
(۳)
یہ رنگ سبز ہے کیا زہر قاتل ہے قوارون کو
چمن مین جو کوئی جاتا ہے گل لانا ہے ہاتھوں مین مرے ہاتھوں کے گل باغ محبت کی نشانی ہے
تڑپتے ہی تڑپتے ہو گئی آخر شب فرقہ
(۴)
فضب ہوتا ہے حسن رہ گزر بر دل کا آجانا
یہ مضمون آپ کو سوجھا کہ ہم مجنون کی صورت مین یہ ہنستے ہو کہ بان چہرہ کی رنگت ارغوانی ہے
مژہ دیدار کا آنکھوں سے قاصد کی اٹھانے ہیں
(۵)
خیال اس روئے تابان کا ہے اور دن ہے قیامت کا
(۶)
بہار حسن سبز سے ہوئی آخر کہہتے ہیں
خط عارض کسوف آفتاب دلستانی ہے
زگی اس لعل لب سے ہم سخن ہو کر مژہ پابا
عجب رنگین بیانی ہے عجب شیرین زبانی ہے

(۱) ق - ساقط

(۲) م - حباب آسا جو کوئی دم کی اپنی زندگانی ہے - ص ۲۳۵

(۳) م - یہ حسن سبز ہے زہر ہلاہل خستہ جانوں کو
ص ۲۳۵

یہ رنگاری دوشہ اور قہر آسانی ہے

(۴) م - یہ دم اب تک نہیں نکلا قیامت سزا جانی ہے - ص ۲۳۵

(۵) م - خیال عارض تابان ہے اور آفت کا ہے عرصہ - ص ۲۳۶

(۶) ق - کی

(۱)

کھا خاک دوستی ہے جو کچھ بھی غبار ہے

ہر ایک دیکھ کر اسے کون بے قرار ہے

آلودہ آج سورہ سے کیا چشم بار ہے

تار شعاع مہر سے آئینہ دار ہے

(۲)

خوشبو سے اس کی تازہ ہی رہتا ہے زخم دل

(۳)

پوری مین بھی ہے داغ جوانی بہار پر

شور طہش سے دل کی قیامت ہے اک اثر

اے روح قہر تو ہی بہاؤ مین ہے تھا

(۴)

محشر ہزار بار ہوا ختم اور ہنوز

ہے آتشیں اتار بہ چشم شور نشان

اگتا ہے لالہ خاک سے اپنی سدا ہنوز

اب بے ستون مین کوہ کسی کھجئے تو کیا

ظالم کسی کا تشقہ خون جگر ہے کیا

(۵)

دشت جنون مین لالہ گل کے ساند ساند

آئینہ دار ہے کہ دل آئینہ دار ہے

غور شد حشر کیا کہن تصویر بار ہے

خونین نگاہ خنجر زہر آبدار ہے

بختی ہمیشہ جہا سحر تار تار ہے

ہے زلف تابدار کی مشک تار ہے

کیا تشہ تھا کہ اب تلک اس کا غبار ہے

غور شد حشر پر تو شمع مزار ہے

وحشت پر اپنی وجد مین گد کا غبار ہے

دل کی طہش وہی ہے وہی انتظار ہے

گلریز کی طوح مژہ اشک بار ہے

کیا شعلہ زار عشق مرا جسم زار ہے

وہ سنگ نہ وہ عیشہ نہ وہ شوار ہے

آنکھیں جڑھی ہوئی مین تگہ پر خار ہے

(۶)

باد بہار صورت گل کون غبار ہے

(۱) م - یان بھی گدورتین مین اگر وان غبار ہے - ص ۲۶۶

(۲) م - بہ شعر نمبر ۲۸۲ مین دوج ہے - ص ۲۶۷

(۳) م - ۰۰۰۰ جوانی ہرے ہنوز - ص ۲۶۶

(۴) م - محشر ہزار بار گزر جائے پر بہان - ص ۲۶۶

(۵) م - لالہ نم - ص ۲۶۶

(۶) م - شعلہ نشان کا صورت خونین غبار ہے - ص ۲۶۶

(۱) اے اضطرابِ لاجان صبرِ دل شتاب لے
(۲) اے حشرِ جلدِ جل کہ ترا انتظار ہے

رنگین صفت سے اپنے زکی کہا کھلے ہین گل

تختہ کلاب کا ہے کہ لوحِ مزار ہے

خورشیدِ حشرِ داغِ دل بہتوار ہے
رشدِ جمنِ قزائے دل داغِ دار ہے
مردِ پہِ دلِ جلون کی تاشا بہار ہے
ہرقِ نگاہِ یار کو دیکھا جو اکِ نظر
نالہ کا زور و شورِ نہایت ہے آج گل
(۳) اے دھروانِ مذکِ عدم کبھ تو کہہ چلو
(۴) ہم نے تو اپنے دل پہ گوارا کیا ہے خبر
(۵) قہطونِ ماءِ تو کا گریبان میں ہے ترے
(۶) پہری میں بھی ہے لطفِ میسرِ جو ہمیش ہو
کما شوقِ وصلِ یار ہے کہا انتظار ہے
گل ہو تو دیکھ لے کہ تاشا بہار ہے
یعنی ہر ایک ذرہ جواغِ مزار ہے
کما دم بھڑکے کہا ہے کہ دل بہتوار ہے
دزمانیے شورِ اشک کا شاید اتار ہے
کس قافلہ کے پیچھے ہمارا غبار ہے
اب آو یا نہ آو تمہیں اختیار ہے
تارِ شمعِ مہر سے گوشتے کا ہار ہے
دل کو سرور ہو تو خزان بھی بہار ہے

(۱) م - اے اضطرابِ روح خبرِ دل کی شتاب - ص ۲۶۶

(۲) ق - بہان

(۳) م - دھروانِ دشتِ جتوں ۰۰۰ - بہ شعرِ غزل نمبر ۲۸۱ میں دوج ہے ص ۲۶۶

(۴) م - ہم آئے تو جاہی چکے اشتیاق میں - بہ شعرِ غزل نمبر ۲۸۱ میں دوج ہے ص ۲۶۶

(۵) م - قہطون ہے ہلالِ گریبانِ باد میں - بہ شعرِ غزل نمبر ۲۸۱ میں دوج ہے - ص ۲۶۶

نوٹ - لعلی اور مطہرہ میں " قہتون " لکھا ہے - جو کتابت کی غلطی ہے

قہطون کے معنی ایک قسم کی زعفران کی پتی ہوتی ڈوری - ایک قسم کی باریک ہچک -

نوراللمعات

(۶) م - پہری میں بھی ہے میسر اگر ہو ہمیش - بہ شعرِ غزل نمبر ۲۸۱ میں

دوج ہے - ص ۲۶۶

باتوں سے اس کی صاف عیان ہیں گدردن
آئینہ ہے کہ بار کے دل میں نگار ہے
اپنے گلے کا ہار ہوا آنسوؤں کا تار
محبوب کے گلے میں جو پھولوں کا ہار ہے
اے حشر کہتو وعدہ فراموش ہے میرے
سرگرم انتظار کوئی ہے قرار ہے
(۱) یہ کوہ کن کے غوں کی تاثیر دیکھنا
اب دیکھ شرر نشان دل ہو کھسار ہے
(۲) اشکوں کا لطف رنگ شکستہ پہ ہے زکی

چادر ہے مانتا کی کیا آہستہ ہے

(۳) کیا غضب تیغ نگہ کے عکس کی تاثیر ہے
جوہر آئینہ جس سے جوہر نشو ہے
تیرے ہفتوں کے دل صد چاک کی تاثیر ہے
سداک دندان میں تیرے مسی کی جو تحریر ہے
(۴) کس طرح کہتے جواب تامل مرزوں اسے
پیش پا افتادہ مضمون تامل زنجیر ہے
(۵) مرجا خوش آمدی اے شورش فصل بہار
دیر سے شور جنوں دل کا کریمان گہر ہے
آگ بھڑکی ہے جگر میں اے دم آہ سحر
گل ہو شمع داغ ایس میں کوئی تدبیر ہے
ہم خموشی میں ادا کرتے ہیں مضمون صفت
غداہ مائل خامہ گو اپنا لب تقریر ہے
داغ حسرت کی ہوئی پابند آہ ہے قرار
دیکھ کر غور شہد اور خط شعاعی ہم کہیں
(۶) بار تیرے فتراک میں باندھا سر زنجیر ہے

(۱) م - تاثیر داغ حسرت فرہاد دیکھنا - یہ شعر غزل نمبر ۲۸۱ میں درج ہے ص ۲۶۶

(۲) م - روئے کا لطف رنگ شکستہ ہے ہے زکی ص ۲۶۷

گر ہے یہ مانتا تو وہ آہستہ ہے

(۳) م - طوطہ اس تیغ نگہ کے عکس کی تاثیر ہے - ص ۲۶۹

(۴) م - آہ بھجان کا اسے کیوں کر بھلا کہتے تہ رنگ - ص ۲۶۹

(۵) م - شب گہر - ص ۲۶۹

(۶) م - دیر گزری ہے کہ بھٹائی کریمان گہر ہے - ص ۲۶۹

- (۱) دعوہ گوی کیا کر داغ دل کے سامنے
بھر زبان شمع ہے اور خنجر گل گیر ہے
- (۲) ہر حباب بحر سے روشن ہے مضمون جہان
وحشت آباد جلون کا داغ دل سے ہے فروغ
- (۳) صاف اس میں آشکارا ہے بہار حسن دوست
دیدہ حیران ہے یا آئینہ تصویر ہے
- (۴) چرخ نے کیا کیا گئے خون ریز پہوند زمین
خاک کا اک ایک ذرہ جوہر شمشیر ہے
- (۵) اے مسیح سامری مشرب دورنگی ہے یہ کیا
لب میں ہے اعجاز اور جادو تری تقریر ہے

اور اک تازہ غزل لکھنے کا ہے دل میں خیال

اے زکی شوق غزل خوانی گریبان گیر ہے

- نسبت دلبستگی کی ظاہر تائید ہے
یعنی میں حیران ہوں اور تو عالم تصویر ہے
- داغ دل تنگی کا ہم کو اس سے ملتا ہے جواب
بزم میں آتش زبان اک غنچہ گل گیر ہے
- یہ شب دہجور ہے پہچان ہے یا دل کا دھوان
ہے ستارہ چھوٹا یا نالہ شب گیر ہے
- سرمہ گون ہے وہ نشیلی آنکھ یا ابر غضب
وہ نگاہ تیز ہے یا برق کی شمشیر ہے
- گرتے ہیں اشک مسلسل چشم سے جون آشکار
کیا نگاہوں میں بسی وہ نفرتی زنجیر ہے

(۱) م - ساقط

(۲) م - منزل وحشت کا داغ دل میں ہوتا ہے فروغ - ص ۲۷۰

(۳) م - جلوہ گر حسن نظر میں ہے بہار حسن دوست - ص ۲۷۰

(۴) م - چرخ نے خون ریز کیا کیا کر دیشے پہوند خاک

ص ۲۷۰

جلوہ گر ہر ذرہ گویا جوہر شمشیر ہے

(۵) سامری - اس شخص کا نام جس نے حضرات موسیٰ کے زمانے میں بچھڑا بنا کر اس کی

پرستش کرائی - نوراللغات

عامۃ آتش نشان سے داغ دل ہے ہم سخن
 خط نہ پہونچا ہار دک دیکھو (۱) تسمت کا لکھا
 عیور، درماتے ہم میں شام سے لے تا سحر (۲)
 جوہر معنی ہے جوہر دم ہے بان پاس سحر
 نسخۂ دل پر روئی داغ سوز ہم سے ہے
 خط و بیان سے بیان ہے حاشیہ بندی کی (طرز)
 مطلع صبح قیامت ہے شہبہ زخم دل
 لائف خاموشی میں پرداز معانی (۴) بیان
 دھر و آوارگی ہے عیور روزی کا خیال
 دشمن جان ہے وہی جس سے تعلق رکھتے ہیں
 اے زکی ہوجھو نہ باعث کرمی اشعار کا
 سوز دل کا حال نوک شعلہ سے تحریر ہے
 آئینہ پر غزل دل ہے
 جان سوز درون سے مشتمل ہے (۵)

(۱) م - دیکھا یہ ۰۰۰۰ یہ شعر غزل نمبر ۲۸۶ میں درج ہے - ص ۲۶۹

(۲) م - ہے - ص ۲۷۰

(۳) م - تحریر - ص ۲۷۱

(۴) ق - حافظ

(۵) ق - حافظ

فرہاد کہ ہے نوار دل ہے	اے وائے کہ نالہ مصل ہے
ابو یہ جو اس منم کے دل ہے	ہے سنگ سیاہ گمبہ حسن
فرہاد کے دل پہ غم کی سلا ہے	کھتے ہیں پہاڑ زمست کے دن
یہ تازہ نگاہ جان کسل ہے	اے شمع سحر کو دیکھو لینا
ہم پہلوئے جان چاک دل ہے (۱)	ہامند ہے اس میں وحشی عشق
کیا طائر روح منمصل ہے	آغوش خیال کے قفس میں
غورشد کی آنکھوں کا تل ہے	جو ذرہ ہے خاک کا ہمارے
آنکھوں سے نگاہ منتقل ہے	حیران ہوں کہ اس کے منہ پہ کیوں کر
ہر ذرہ شوار داغ دل ہے	ہے خاک بھی اپنی گرمیوں پر
دل خون ہے نگاہ منمصل ہے	گل ہر ہٹوں کی شوخیوں سے
جلتا ہوں کہ آہ مصل ہے	جون شمع شب فراق میں آہ (۲)
سینہ سے کھلا کہ سنگ دل ہے	اس دن کی ملائمت سے شک تھا (۳)
جوڑی سے نگاہ کی منمصل ہے	معتوق چھپائے کیوں مگھڑا (۴)
یوسف کی مثال اس میں تل ہے	وہ جاء رنج ہے جاء کمان (۵)
لیلیٰ مجنون سے کیا خجل ہے	یہ جہن جو آگے اس کو دیکھا

(۱) م - دام - ص ۲۸۱

(۲) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۰۲ میں درج ہے - ص ۲۸۱

(۳) م - وہ شوخ چھپائے منہ نہ کیوں کر (یہ شعر غزل نمبر ۲۰۲ میں درج ہے - ص ۲۸۲)
جوڑی سے نگاہ کی خجل ہے (

(۴) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۰۲ میں درج ہے - ص ۲۸۱

(۵) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۰۲ میں درج ہے - ص ۲۸۱

(۱) کہا رشک سے ہے قرار ہون میں
محبوب سے دل جو مشغول ہے
زندہان میں بھیج کر زلیخا
یوسف سے کمال منقول ہے
ہیں روح سخن زکی کے اشعار
تاہم ہے کہ ذہن منتقل ہے

اس شوخ سے روح منتقل ہے
دل ہم سے جدا رہا ہمیشہ
بجلی سے ان تھا کہ دل ہے
کہا وہ ضمیر منقول ہے
یہ چہرہ پر آتشیں ہے فانوس
دامن میں ٹکے وہاں مسلسل
جاری بہان اشک متصل ہے
موتا ہوں کہ اضطراب دل ہے
ہنس کر ہلچل سے منقول ہے
شہنم سے عرق ہے گل کے منہ پر
فرہاد کا ہو گیا جگر خون
ہاؤں سے ملا جو دلہروں نے
ہمٹائی دل ہے کہا قیامت
یہ کوہ کی ہے یا کہ سل ہے
بڑ مردہ ہے دل کے منقول ہے
اک زلزلہ ہے کہ متصل ہے

(۱) م - یہ شعر غزل نمبر ۴۰۲ میں درج ہے - ص ۲۸۱

(۲) م - یہ شعر غزل نمبر ۴۰۲ میں درج ہے - ص ۲۸۰

(۳) م - گویا کہ - ص ۲۸۰

(۴) منقول - جلد ۱ - ملاحظہ

(۵) م - ساقط

(۶) م - کہ جان بلب ہوں - ص ۲۸۰

(۷) م - یہ قرار - ص ۲۸۰

(۸) م - یہ شعر غزل نمبر ۴۰۲ میں درج ہے - ص ۲۸۰

ہروانہ ہے شمع سے ہم آغوش
(۱) عمرین ہوئیں انتظار میں آہ
دیوانہ برے سے مشتعل ہے
مدد سے مجھے تھاکہ دل ہے
(۲) اب اور میں آگ مشتعل ہے
روز و شب و ماہ و سال گزریں
(۳) ہو آن ہے نیز بہراری
سامعہ ہے کھڑی ہے ہل ہے تل ہے
(۴) چل سورہ معنی اے زکی دیکھ
کما نکر سخن میں مشتعل ہے

ہر دل سے دل کوراء ہے چاہے پہ چاہے
(۵) زہر آدس کو نصیہ دینا کی چاہ ہے
(۶) کیا جانے حسن و عشق کی کما رسم و راء ہے
اس جوان کی فطرت کف مار سیاہ ہے
(۷) شب ہے کہ زلف خواب میں ہمیشہ نگاہ ہے
(۸) ہلیل کی ہندہ کا ہے جمن میں چراغ گل
(۹) کھل جائے آنکھ ابھی تو زمانہ سیاہ ہے
گل کا چراغ دہندہ مار سیاہ ہے

- (۱) م - گزری غم انتظار میں عمر (۱) یہ شعر نزل نمبر ۲۰۲ میں درج ہے - ص ۲۸۰
ہر آن ترون تھاکہ دل ہے (۱)
(۲) م - سامعہ ہے کھڑی ہے ہل ہے تل ہے - ص ۲۸۱ یہ شعر نزل نمبر ۲۰۲ میں درج ہے - ص ۱۰
(۳) م - ساقط
(۴) م - ہان جلوہ معنی اے زکی دیکھ - ص ۲۸۲
(۵) م - سے - ص ۲۷۵
(۶) ق - ساقط - م - مطلع - ص ۲۷۵
(۷) معنی - نام ایک مرض کا جس سے بدن کی کھال پر دھبے پڑ جاتے ہیں
(۸) م - خوش ہون کہ زلف خواب میں ہمیشہ نگاہ ہے ص ۲۷۵
ہر آنکھ کھل گئی تو زمانہ سیاہ ہے
(۹) م - ہلیل کے ہوش کا - ص ۲۷۶

باور نہیں تو آن کے آنکھوں سے دیکھ لے
 (۱) نظریے سرشک خون گئے جو مژگان میں ہیں بھرے
 تیرے مریض عشق کی حالت نہا ہے
 شہر چراغ دیدہ خونین نگاہ ہے
 کیا کیا طلسم دھو میں دیکھیں دورنگیاں
 عادی کہیں ہے اور کہیں فریاد و آہ ہے
 دھساہ کی دمک ہے کہ بھلی کی ہے جدمک
 (۲) سبلی پڑھیں مزار پہ اس کے بچائے قل
 (۳) جو ہے قرار کشتہ تیغ نگاہ ہے
 (۴) (۵) شور جنوں سے دل کا تڑپنا میں کیا کہوں
 (۶) فرات کی رات عقل کا دیکھا چراغ گل
 ڈرتا ہوں میں کہ فترۂ کافر خطا کرے
 دیکھا زکی کہ غم کا ہوا خانہ بھر
 کہتے تھے غم لوگ کہ مشکل نہا ہے

(۱) م - قطروں سے رشک خون کے جوہدا ہے روشنی - ص ۲۷۶

(۲) م - یا کہ وہ زلف سیاہ ہے - ص ۲۷۶

(۳) سبلی - وہ اسم جلالی جو کسی دشمن کے دلہمہ کے واسطے خاص ترکیب سے پڑھتے
 ہیں - نوراللمعات -

(۴) قل - درویشوں کے سالانہ فائدہ کا دن سورۃ اخلاص - سورۃ طلق - سورۃ ناس -

سورۃ کافرون کے ابتدا میں قل کا لفظ ہے اور یہ چاروں سورہیں جن کو چار قل

میں کہتے ہیں فائدہ میں پڑھی جاتی ہیں کیا پتہ کام تمام ہوتا - جان نکل

جانا - نوراللمعات

(۵) م - شور جنوں میں دل کی غرایں ہے بے طرح
 طوفان عشق میں یہ سفینہ نہا ہے

(۶) م - کہتے تھے ورنہ بار کہ مشکل نہا ہے - ص ۲۷۶

- (۱) بان روشنی نفس کی سیاہی کے ساتھ ہے
 ہم دل جلون کی آہ دوالی کی راہ ہے
- رک رک کے دم ہوا ہو مگر دم نہ مارے
 ہم اور ترا گلہ کوئی کہنے کی باہ ہے
- جان بے نشان ہیں لعل میں زہر ہیں نہان
 (۲) ظلمت میں کیا یہ چشمہ آبِ حیات ہے
- (۳) صبحہ پر آہ خاک کس سے ہو دھڑ مین
 دل کو قرار ہے نہ جہان کو نہا ہے
- (۴) خاطر پر اغلاط ہے پروں سے بھی گراں
 غیون کی لکھنؤ کے بس دل میں باہ ہے
- (۵) اس گل بدن کے حسن کی کیا ہوں بیان صاف
 مکھڑا ہے صاف آئینہ تصویر گاہ (۶) ہے
- سنتے ہیں دھوم آمد فصل بہار کی
 شور جنوں کی باہ کریمان کے ہاتھ ہے
- جاری ہیں اشک ناخن نم ہے جگر غراش (۷)
 کانٹوں کا اور آبلہ پانی کا ساتھ ہے
- اک اک گھڑی ہے سخت کھٹن باد زلف میں
 روز سیاد ہے کہ قیامت کی رات ہے
- (۸) کیوں گالیاں ہیں تلخ لب (لعل) بار سے
 شہرین زبان تو غیور شاخ نہات ہے
- ہم کھینچتے ہیں صفحہ گردوں پہ مدّ آہ (۹)
 ہے کھکشان ظلم شب بلدا دوات ہے
- (۱۰) تنہا نفس میں ہلکے غاموش ہیں زکی
 کہتے تو کس سے کہنے کے کیا واردات ہے

- (۱) م - داغوں سے دل کے ہے جو نہ خاک روشنی ص ۲۷۶
- (۲) م - ظلمات میں یہ چشمہ آبِ حیات ہے - ص ۲۷۶
- (۳) ق - ساتھ
- (۴) ق - ساتھ
- (۵) ق - ساتھ
- (۶) گات - حقیقت مجموعی عورت کی دونوں چھاتیوں کی -
- شعر - مجھ میں جواہر ہے بھلا دست و رازی کی کہاں (جواہر)
- دیکھ کر مجھ کو چھپا لیتے ہو تم گات ص ۲۷۶
- عورت کا اور دھڑ - جسم - بدن - نور اللغات
- (۷) م - ترش - ص ۲۷۷
- (۸) م - کیا صبح کے تلخ تو اس لب سے باہ ہے { مطلع - مطبوعہ میں دونوں شعر موجود ہیں ص ۲۷۶
- (۹) م - ہستی - ص ۲۷۷
- (۱۰) م - ہے - ص ۲۷۷

(۱)	نہ شوق گل رہا نہ ہوائے سیا مجھے	اشہدہ اٹک و آہ نے ایسا کیا مجھے
	کس کے غرام ناز کا دھوکا ہوا مجھے	مشر نے آگے لبوں تڑپا دیا مجھے
	موتا ہوں اس سخن پہ کہ کیا ہو گیا مجھے	میں فح ہوں اس ادا پہ کہ جادو کیا مجھے
	دیتا ہے فائدہ پیس کے وہ بد دعا مجھے	(۲) بوسہ جو میں نے زور سے ہونٹوں کا لیے لیا
	باد آتی ہے وہ شوخی رنگ حنا مجھے	(۳) سرخی عشق کی دیکھ کے روتا ہوں صبح و شام
	کیا کیا اڑاتے پھرتی ہے باد سیا مجھے	(۴) میں صحن گلستان میں جو اک مشت خاک ہوں
	بھجان کر وہ کشتہ ناز ادا مجھے	(۵) کیا قہر ہے کہ آنکھ ملاتا ہے بار بار
	سونے دے کوئی دم نہ اچھی سے جگا مجھے	اے شور حشر دہر ہے دیدار کو اچھی
	کیا جانتے کہ بار نے کیا کیا مجھے	قاصد زبان سے نہیں کہتا ہے صاف صاف
	لیے جائے آگے فصل چمن کی ہوا مجھے	جاؤں نہ آتا سے کہیں گلشن میں ہان مگر
	کیا جائے درد عشق میں کیا ہو گیا مجھے	(۶) آگاہ اپنے حال سے زبہار میں نہیں
	اے شور حشر ہاتھ پکڑ کر اٹھا مجھے	دل کی طہش سے طاقت جنبش نہیں دہی
	اس شوخ سے وفا کا نہیں کچھ کلا مجھے	(۷) جو کچھ کیا سو اس دل بیتاب نے کیا

(۱) م۔۔ جنگل کا شوق ہے نہ چمن کی ہوا مجھے۔ ص ۲۷۱

(۲) م۔۔ لپٹا ہوں بوسے لب و دندان جو زور سے۔ ص ۲۷۱

(۳) م۔۔ اشک خون۔ ص ۲۷۱

(۴) م۔۔ جو مشت قہار ہوں۔ حاشیہ پر تحریر ہے۔ ص ۲۷۱

(۵) م۔۔ صاف

(۶) ق۔۔ صاف

(۷) م۔۔ جو کچھ کیا تھا کہ دل زار نے کیا
(مطبوعہ میں دونوں شعر ہیں ص ۲۷۱)
مشتاق سے وفا کا نہیں کچھ کلا مجھے

حسرت رہے گی حشر دک اے اشتیاق وصل
 مین نے کہا کہ آئیے اے جان عاشقان
 (۱)
 وارستہ ہوں دورنگی لب و بہار سے
 (۲)
 لطف طہش ہے جان کو معلوم اے زکی
 (۳)
 دل جانتا ہے درد مین ہے جو مزا مجھے
 (۴)
 خون دل سے ہے برنگ لالہ شادابی مجھے
 (۵)
 یاد ہے کبھی لب حائے عنائیں مجھے
 (۶)
 جلوہ خوبی مجھے اور زرد رنگی مجھ کو دی
 قطرۂ خون جگر آنکھوں مین لا اے شور اشک
 اپنا مام دار ہوں مین آپ مانند حباب
 (۷)
 راع دن کا ہے یہ جھکڑا دیکھنے اے چشم تر
 (۸)
 تازہ رکھتا ہے گل زخم جگر کو شور اشک
 عین حیرانی ہے گویا رنگ خوننایں مجھے
 موہ کی تلخی مین ہے لطف شکرخواہیں مجھے
 ماہ رو مجھ کو بنایا شکل مہتابیں مجھے
 برق کا جلوہ دکھا اے ابر سیاہیں مجھے
 (۹)
 دہشتو جائے گلن پیراہن آہی مجھے
 کب تلک گردش مین رکھے چرخ دولابیں مجھے
 شاخ مرجان کی طرح خون سے ہے شادابیں مجھے

(۱) ق - ساقط

(۲) م - لطف طہش سے روح خیردار ہے زکی - ص ۲۴۲

(۳) م - عشق - ص ۲۴۲

(۴) م - کی - ص ۲۴۲

(۵) م - مطلع - ص ۲۴۲

(۶) م - زرد رنگی مجھ کو زیبا جلوہ خوبیوں کو زکی

مقطعہ ص ۲۴۲

ماہ رو ان کو بنایا شکل مہتابیں مجھے

(۷) م - اشک دے پیراہن آہی مجھے - ص ۲۴۲

(۸) م - اے سے خودی - ص ۲۴۲

(۱)

خوب ہو کاٹوس شمع داغ دل کے واسطے

آپسار اشک دے کر چادر آبی مجھے

(۲)

عکس حسن و عشق کا مضمون ہے آئینہ دار

(۳)

آپ و تاب حسن زیبا تجھ کو ہے تاب مجھے

(۴)

طرز بک رنگی پہ کیا کیا لوثا ہے جس مرا

مرا ترواری میں خوش آئے اشک سیمائی مجھے

(۵)

دل کے خون کوئے سے ہے تیزی زبان کی اے زنگی

تغ کا پھل ہون لہو دیتا ہے سیرابی مجھے

(۶)

غیر کوتا ہے جمال انجمن آرا مجھے

شمع کا ہر تو ہری کا سایہ ہے گویا مجھے

(۷)

کام آخر ہو چکا اک دم کا مہمان ہون میں آہ

تو نہ جا اے دشمن جان چلو کر تنہا مجھے

سبز لب سے تیرے امید جان بخشی کی ہے

خضر سے ہے آرزوئے معجز عیس مجھے

(۸)

تیر پر وہ کرم ناز آتا ہے یارب خیر ہو

کیا قیامت دل کی بیتابی کا ہے دھڑکا مجھے

ان گران جانوں میں ہوں جون خار دشت عشق میں

چشمہ آب خضر ہے پاؤں کا چھالا مجھے

کوہکن کے حلقہ ماتم میں ہوں میں بھی شریک

تیرہ بخشی دے اگر رخت سپہ خارا مجھے

(۹)

خندہ ساغر سے ہنستا ہے لب زخم جگر

ہم سخن دکھتی ہے غم سے قلقل مینا مجھے

(۱) م - ہو کان زیبا دل پر آملہ کا اے صبا - ص ۲۴۲

(۲) م - کا بہ رنگ ہے آئینہ دار - ص ۲۴۲

(۳) م - آپ و تاب ارگل کو ہے زندہ ہے تاب مجھے - ص ۲۴۲

(۴) م - دل - حاشیہ پر تحریر ہے - ص ۲۴۲

(۵) اسی قول کے تیسرے شعر کا حاشیہ ملاحظہ ہو - مرتب

(۶) م - ہنستا ہے خیر کی حسن جہان آرا مجھے ص ۲۴۲

چاندنی کا جلوہ پرہون کا ہوا سایا مجھے

(۷) م - کام آخر ہو چکا ہے کوئی دم کی دیر ہے - ص ۲۴۲

(۸) م - اک قیامت اضطراب دل سے ہے دھڑکا مجھے - ص ۲۴۲

(۹) م - خندہ ساغر ہے چشمک زن لب فرہاد کو ص ۲۴۲

کوئی ہے سرگرم شورش قلقل مینا مجھے

(۱) آرزو مند نظر ہے جلوہ دیدار کی
وام لبنا کس سے ہے دیدہ پہنا مجھے
(۲) عقل کامل سے زکی مین جوہر نایاب ہون
دینی ہے فکر رسا بال و ہر عنقا مجھے

پوچھنے حال دل سوختہ دیوانوں سے
آئین کر شہر چراغان کے پری خانوں سے
(۳) آشنا ہے طہش دل تیرے دیوانوں سے
یار ہن زلف شب تار پریشانوں سے
(۴) گوج کی سن کے غیر عشق کے دیوانوں سے
نکبہ گل دگل آتی ہے گلستانوں سے
(۵) صورت چشم پر آب آئینہ آقا ہے نظر
دور ہے اشک بہانا تیرے حیرانوں سے
(۶) گھٹنے کا گل ترکس کے تماشے کا بیان
کبھی آنکھوں سے دیکھا نہ سنا کانوں سے
(۷) ذکر فرقتہ طہش دل کو کبھی چمن نہ دے
حشر کی تیند اڑی ہجر کے افسانوں سے
(۸) تیرہ بختی ہمیں اب دیکھنے کا دکھلائے
زلف کافر کو پڑی لاگ پریشانوں سے
(۹) چشم ہلیل کو بہار بہ بیضا دکھلائیں
گل تر ہاتھ نکالیں جو گریبانوں سے
استخوان تن سوزان کا اڑتا ہے جو رنگ
نالہ جون برق نکلتا ہے شہستانوں سے
(۱۰) آئیں مین خوبوں کی ٹھوکر سے جو ہنگام غرام
فتنہ انگیز ہوا آتی ہے دامانوں سے

- (۱) م - سے - ص ۲۴۲
(۲) م - جوہر نایابہ ہون لطف معانی سے زکی - ص ۲۴۲
(۳) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۴۱ مین درج ہے - ص ۲۴۱
(۴) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۴۱ مین درج ہے - ص ۲۴۰
(۵) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۴۱ مین درج ہے - ص ۲۴۰
(۶) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۴۱ مین درج ہے - ص ۲۴۰
(۷) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۴۱ مین درج ہے - ص ۲۴۰
(۸) م - نظر آئیں - ص ۲۴۰
(۹) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۴۱ مین درج ہے - ص ۲۴۰

(۱) مجھے حجاب نہ مجھے شگ دکھا صبح امید
چشم ہوئی نہ کراے آئینہ حیرانوں سے
غم سے پہچان میں دل چاک جگر میں آہیں
سبیلستان میں چمن طرہ پریشانوں سے
شمع جان سوز کرے شعلہ زبانی کو زگی
گر ہو پروانگی لطف مستندانوں سے

رنگ گلزار ہے عشق کدہ مستانوں سے
دھوئیں آہوں کے اٹھے عشق کے ویرانوں سے
کچھے رخ حجاب آئے اگر عہد بہار
(۲) رقص ہست کا تاشا وہ کیا کہیں کے ساتھ
کھینچ کر گیسوے تر میں جو وہ کافر جھٹکے
(۳) کیا شبہہ رنگ بزمگان ہے تن زار کہ ہم
گرم ہے اب کے ہوس لالہ خود رو کی بہار
کثر غم سے دل زار نہ گھبرائے کبھی
قدراشراف ہے معلوم نہیں دستوں کو
شمع سان مگر رخ بار ہو کر جلوہ تا
(۴) میں ہوں دیوانہ فقط حسن کے عالم پہ زگی
عشق ہیروں سے نہ حوروں سے نہ انسانوں سے
بزم ہے لالہ ستان چشم کے بہانوں سے
کالی آندھن چلی آتی ہے بہانوں سے
کہ ملا دھچھے ہاتھوں کو گریبانوں سے
گرد باد اٹھنے میں اب خاک بہانوں سے
زہر کالے کا کرے شانہ کے دندانوں سے
غار میں اور الجھنے نہیں دامانوں سے
(۵) ہوئے خون جگر آتی ہے بہانوں سے
اہل حبہ کہیں تنگ آئے ہیں بہانوں سے
حسرت جامہ درگ پوچھنے مرہانوں سے
جوہر آئینہ ہم بزم ہو پروانوں سے
(۶) میں ہوں دیوانہ فقط حسن کے عالم پہ زگی
عشق ہیروں سے نہ حوروں سے نہ انسانوں سے

(۱) م - یہ شعر نزل نمبر ۲۴۱ میں درج ہے - ص ۲۴۰

(۲) م - کیا - ص ۲۴۹

(۳) م - یہ شعر نزل نمبر ۲۴۰ میں درج ہے - ص ۲۴۹

(۴) م - داغ - ص ۲۴۹

(۵) ق - کوئی

(۶) م - ہم میں دیوانے - ص ۲۴۰

دل جلون کی آہ نے گردن میں ہین تارے بھرے
 کہا لحد میں دھر دوں پرور کے انگارے بھرے
 (۱)
 تیرے لب رنگ نسیم سے جب اے ہمارے بھرے
 اشتیاق بوسہ میں غنچوں نے چٹکارے بھرے
 وہ ہری اھیکوں میں جب بھاوے چٹکان
 (۲)
 جون انار آتشیں آنکھوں کے فوارے بھرے
 مرگ عاشق پر تاسف کیوں نہ ہو دل ہی تو ہے
 سانس ٹھنڈے آئے ہیں آج تو ہمارے بھرے
 وان تو چھجک کے نشان ہین منہف رخسار پر
 آنکھوں سے داغ کی بان دل کے س ہمارے بھرے
 جب کہ سینے میں لب معشوق ہو تیرنگہ
 کہا لب زخم جگر لذت کے چٹکارے بھرے
 اے ہوائے آہ اک جنبش کے ہین امیدوار
 اشکوں کے اطفال سے مژگان کے گہوارے بھرے
 جس کو دیکھا اپنے مطلب ہی کا پایا آشنا
 (۳)
 بھیس میں کامل عیاروں کے ہین عیار سے بھرے

(۱) م - جو - ص ۲۳۶

(۲) م - طائر رنگ حنا مستی سے چٹکارے بھرے - ص ۲۳۶

(۳) م - رنگ - ص ۲۳۶

آہ کیا کچھ تماشا ہو گئے خواب و خیال
 داغ ہیں دل میں بھرے آنکھوں میں نظارے بھرے
 آج متوالا ہے جوین پاک ہولی کی بہار
 نشہ میں سرشار ہو یا رنگ میں سارے بھرے
 دیدہ تر میں بھی ہیں داغ تما اور سرشک
 گر فلکک میں ہیں ثوابت اور سبارے بھرے
 سینہ پر داغ اپنا طرفہ جانتے سہرے (۱)
 چاک چاک دل کے کوچوں میں ہیں مہ پارے بھرے
 خون کے جھینٹوں کے بدلے اڑی ہیں جنگاریاں (۲)
 ہیں گر شک انار آنکھوں میں انگارے بھرے
 (۳)
 جوہر علم و سخن سے قدر ہے اپنی زکی
 ورنہ عالم میں ہیں لاکھوں ہم سے ناگارے بھرے

اصجاز وصف مطلع ابروئے بار سے تیغ زبان کا رنگ لڑا ذوالفقار سے
 (۴)
 شاید چلی ہے جنبش دامن بحر سے آتی ہے ہوئے ناز نسیم بہار سے

(۱) م - سینہ پر داغ عاشق کم پرستان سے نہیں - ص ۲۳۶

(۲) ق - ساقط

(۳) م - جوہر لطف سخن سے قدر و عزت ہے زکی ص ۲۳۷

ورنہ دینا میں بہت ہیں ہم سے ناگارے بھرے

(۵) م - یہ شعر غزل ۲۳۳ میں دلج ہے - ص ۲۳۳

- (۱) تاریک شب میں کیا ہے تجلی ہے نور کی
(۲) آتش سے غم کی پاک ہے طبع گرفتہ دل
(۳) دیکھوں نہ گور میں بھی کہیں آنکھ کھول کر
(۴) نیرنگ حسن و عشق عیان ہوا اگر کھچے
تاریے لگا کے نالہ سوزان سے اس میں ہم
کیا گل کھلائے دیکھتے اس کا غرام ناز
گر ہے قرار ہو گئے ہم بھی تو کیا گلہ
بمسل تری ادا کے جو بیتاب ہم نہیں
(۵) رخصت کے وقت روئے جو ہم مل کے ہار سے
(۶) شام و سحر نہیں یہ فلک ہر شفق سے رنگ
(۷) شور و فغان کدورت باطن کے ہیں نشان
(۸) ہستی یہ ایک دم کی جو غم سے فراغ ہو
- طرہ کے تار الجھے ہیں گہوٹے ہار سے
غنجہ کا آبلہ نہ چھلے نوک خار سے
ایسا ذرا ہوا ہوں شب انتظار سے
خاکہ شبیہ ہار کا اپنے غبار سے
گردوں کا کام لیتے ہیں سنگ مزار سے
مہدی ملی ہے ہاؤں کو خون بہار سے
تو بھی تو پھر کیا ہے کافر قرار سے
اٹھتا ہے کیوں تڑپ کے ہگولا غبار سے
لڑپان ملائین اشک کی پھولوں کے ہار سے
دل اپنا خون ہے گردش لیل و نہار سے
کیا کیا ہگولے اٹھتے ہیں دل کے غبار سے
ہنسنے کا رنگ صاف اڑالوں شرار سے

- (۱) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۲۲ میں درج ہے - ص ۲۲۲
(۲) م - ناخن سے غم کے پائے خلش کیا گرفتہ دل - ص ۲۲۲
(۳) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۲۲ میں درج ہے - ص ۲۲۲
(۴) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۲۲ میں درج ہے - ص ۲۲۲
(۵) ق - ساقط
(۶) ق - ساقط
(۷) ق - ساقط
(۸) ق - ساقط

(۱) ناخن بدل جو ہیں مرے اشعار ہند میں
حاصل کی چشم بد میں کھٹکتے ہیں خار سے
(۲)
طرز سخن جسے رنگ ٹپکتا ہے اے زکی
گوہا زمان دھوئی ہے خون بہار سے

دکھلائیے بہار دل داغدار سے
عطر گلاب کھینچتے خون ہزار سے
آنکھیں پھر، ہیں گردش لیل و نہار سے
خالی ہوا یہ شیشہ ساعت غبار سے
گل کھاتے تن پہ چھوٹ کے آغوش بار سے
زخموں کی بدھیاں ہوئیں پھولوں کے ہار سے
جب یہ سنا کہ ہاؤں کو مہد، لگی وہاں
شعلہ پھوٹ اٹھا نگہ انتظار سے
نصیب ہی دل میں ہم سے گدورت ہے ورنہ بار
آئینے صاف ہوتے ہیں اپنے غبار سے
گلدستے بن کے آنکھوں سے گرتے ہیں لخت دل
یہ ہار گوندھے جاتے ہیں اشکوں کے تار سے
(۳)
کھل جائیں بزم بار میں غمزہ کی چوریاں
چھپکے وہ انکھڑیاں جو نشے کے خنار سے
کہتا بہاؤ ہر کہ فراوانی ہی کا
وعدہ بھی کچھ کیا تھا کسی بقوار سے
ناشر داغ عشق پہ دیکھو کہ بعد مرگ
ہر ذرہ آفتاب ہے اپنے غبار سے
اس دم ہوا تھا مقابلہ صبح امید کا
آنکھیں سفید ہو گئیں جب انتظار سے
(۵)
پھول آن کر چڑھائے گا وہ شعلہ رو مگر
گرتے ہیں پھول کیوں مرے شمع مزار سے

(۱) ق - ساقط

(۲) م - زور طبیعت اور بھی اسدم زکی دکھا
ص ۲۳۳

فصل چمن میں بحث ہے ہزار سے

(۳) م - یہ شعر غزل نمبر ۲۳۲ میں درج ہے - ص ۲۳۲

(۴) م - کھل جائیں چوریاں ترے غمزے کی مست ناز
ص ۲۳۳

چھپکے تو انکھڑیاں جو نشیلی خنار سے

(۵) م - پھول آن کر چڑھائے گا وہ شعلہ رو مگر
ص ۲۳۳

گرتے ہیں آج پھول پوراغ مزار سے

ہر قطرہ تن پہ لگتا ہے جھنگسا بار بن وہ ہم کو صاف حرفِ کدورت نہ لکھ سکے
 جنگربان ہرستی ہیں اور بہار سے مکتوب میں یہ رمز ہے خطِ غبار سے
 باتوں سے غم کی گان ہیں گل کے پھوٹے ہوئے (۱)
 بدلی اشیں ہیں موجِ ہوائی بہار سے (۲)
 ہم کو ملائیے خاکِ مین بھی تم ہوئے نہ صاف (۳)
 شربتِ وفا بندھیں ہیں جو اس سے وفا کے ساتھ (۴)
 تیشہ لگا کے سنگِ برائے کوہِ کن مگر (۵)
 چنگربان ہرستی ہیں اور بہار سے
 مکتوب میں یہ رمز ہے خطِ غبار سے
 سوداستان سنی ہے زبانِ ہزار سے
 بجلی چمک رہی ہے فغانِ ہزار سے
 دل میں وہی غبار ہے اس خاکسار سے
 بے کائناتی کا عہد ہے دل کو قرار سے
 پایا مذاقِ خندہ شہین شوار سے

چون گل جگر تمام لہو ہو گیا زکی

آئی ہے ہوئے خونِ نفسِ بے غبار سے

پس مرگ بھی ہے ابھی تلک اثرِ طہشِ دل زار سے
 بہ چمن کی خاکِ مین ہے اثرِ غمِ اشکِ لہلہ زار سے
 کہ بگولے ہرق سے اٹھتے ہیں ترے بسطون کے مزاد سے
 کہ جنون کی لہر سی اگھتی ہے رنگِ گلِ مین خونِ بہار سے
 سوہِ نرے ہیں کہ چمکتے ہیں کسی مطلق کے غبار سے
 کوئی زلفِ الجھنِ نظریہ کی جو سحر کو پھولوں کے ہار سے
 بہ تلک پہ تارے چھوکتے ہیں کہ مثالِ شعلہ دھکتے ہیں
 مرے دل میں دھیان بندھا ہیں کہ راتِ تاروں سے ہے بھری

(۱) م -- یہ شعر غزل نمبر ۲۲۲ میں درج ہے - ص ۲۲۲

(۲) ق -- ساقط مطبوعہ مطالع - ص ۲۲۲

(۳) ق -- ساقط

(۴) ق -- ساقط

(۵) ق -- ساقط

(۶) م -- ۰۰۰ کے جگر کے داغ دھکتے ہیں - ص ۲۵۱

(۷) م -- یہ زمین کے نرے چمکتے ہیں کہ اثر ہے دل کے شوار سے - ص ۲۵۱

(۸) م -- دمِ صبحِ الجھنِ زار پڑی جو وہ چولی پھولوں کے ہار سے - ص ۲۵۱

- (۱) جو کسی کا شہتہ ہو جہان تو ہوں نہ اس سے میں خستہ جان
میرے دل میں سانس میں اڑتی ہے کہ پلٹش سے آج بگڑتی ہے
- (۲) میرے دل میں ہے یہی دغدغہ کہ نہ خون ہو شوار کا
جواد ہونے تو ہے گزر گیا شب و چراہ کہوں میں کیا
- یہ فسرہ طبع میں باس میں کہ نہیں خیال طیش میں
یہ چمن میں صبح تھا شور و غل کہ نہ تھے جو اس میں جزو گل
- (۳) شب وعدہ حال کہوں میں کیا کہ مجھ حال گزر گیا
(۴) یہ فسرہ دل ہوں باس میں کہ رہی نہ تاب حواس میں
- (۵) کہیں باغ منہ سے نہ گھبراہٹیں ہوا شہرہ عشق کا اس پہ بھی
مجھے شوم آتی ہے اے زکی جو کہوں تو کیا کہوں یاد سے
- بہان گل سے بھی ہوں لڑائیوں جوں لڑائے آنکھ ہزار سے
کوئی باغ میں نہیں بڑتی ہے کہوں کیا میں قاصد بار سے
- رگ گل کو چھڑ نہ دے صبا کہیں تو کہ نشتر خار سے
غم سے قواری دلہا ترے جھوٹے قول و قرار سے
- جو ہزار حشر گزر کرین تو اٹھیں نہ کج مزار سے
کوئی داستان جفا ہے گل نہ سنی زبان ہزار سے
- عجب اضطراب میں دل رہا ترے جھوٹے دار و مدار سے
یہ قیامت آتی تھا اس میں کہ میں گزروں صبر و قرار سے

- شان بہ رنگی تری اے بار جانی قہر ہے
چاند تاروں کے فلک پہ سبز کیا ہے دیکھنے
- چہنی رنگت پہ جوڑا زعفرانی قہر ہے
چاند تاروں کا دوپٹہ آسمانی قہر ہے
- (۶) منہ سے نامحرم کے پیغام زمانی قہر ہے
دو بدوہی بھید کی باتوں کے اٹھتے ہیں مزے

(۱) م - کہیں غمروں پہ ہوئے تو مہربان تو ملوں نہ تجھ سے میں خستہ جان ص ۲۵۱

(۲) م - دل خستہ کو بھی غم رہا کہ جگر نہ خون ہو ہزار کا ص ۲۵۱

رگ گل کو چھڑ جو دے صبا سر تو کہ تشنہ خار سے

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) م - یہ ہیں خو بیان دل زار کی کہ جہان میں شہرت عشق ہے - ص ۲۵۱

(۶) م - نامہ ہر کے منہ سے پیغام نہانی قہر ہے - ص ۲۶۲

کیا قہامت ہے کہ ڈوبا ہے شغل میں ماہتاب
 (۱) جاند سے منہ پر نقاب ارغوانی قہر ہے
 ہے غضب جہن بر جہن ہونا غسی کی بات میں
 منہ چھپانا ہے قہامت گشتہ د بدار سے
 (۲) بیمار کی باتیں غضب توجہی نگاہیں ہرجہمان
 (۳) یاد میں تیری جگر پر داغ ہے رشک چمن
 چاہ کی جتنوں تری آفت ہے اے رشک پری
 کان دکہ محمل نشین کے بھی وہ پہونچی یا نہیں
 خوبان دکھتا ہے یوں بھی عالم عہد شباب
 (۴) غمزہ و آن و دا دلکش ہے سب اے دلفریب
 (۵) غم نہ ہو دل پر تو ہے دنیا میں فردوس یوں
 (۶) گرم جوش دلہروں کے دل پر آفت ہے زگی
 بوسہ کے مشتاق کو شہرین زبانی قہر ہے
 خیال زلف میں کب دل کا داغ جلتا ہے
 کہیں بھی کالے کے آگے چراغ جلتا ہے

- (۱) م - بیمار کی باتوں میں بہ چین پر چین ہونا ستم - ص ۲۶۲
 (۲) م - زہر باتیں لطف کی پکڑے ہوئے جتنوں غضب - ص ۲۶۲
 (۳) م - داغ دل کے تازہ ہوتے ہیں بہارین دم بہ دم - ص ۲۶۲
 (۴) ق - ساقط
 (۵) ق - ساقط
 (۶) م - اپنے موقع پر ہر اک موسم کی ہوتی ہے بیمار
 ص ۲۶۲
 اے زگی ہیرانہ شوخ جوانی قہر ہے

- (۱) خدا کے واسطے اے گرم رو نسیم کہیں
 (۲) بہ قمریوں سے نہ کہتا کہ باغ جلتا ہے
 (۳) شہید خندہ ساغر ہون مین کے لالہ سے
 (۴) کسی نے گرم بہ پھونکا ہے سورشیوں کو
 (۵) نہین بہ لالہ خود رو جنون کے صحرا مین
 (۶) بہ دل جلون کے مزاروں پہ روشنی دیکھو
 (۷) بہ شمع لالہ خود رو نے کیا چڑھائی ہے
 (۸) مزار قہس پہ یا دل کا داغ جلتا ہے
 (۹) کدھر کو دھیان ہے مشتاق سیر فصل چمن
 (۱۰) خزان کی دیکھ بہارین کہ باغ جلتا ہے
 (۱۱) زمین دشت جنون ہے بہ شعلہ زار زکی
 (۱۲) کہ ہائے گرم تلاش سراغ جلتا ہے
 (۱۳) حیرت اے تازہ اسیران نفس آتی ہے
 (۱۴) گرم پھر فصل بہار اب کے ہوس آتی ہے
 (۱۵) ہر نفس قافلہ عمر سے دبتا ہے نشان
 (۱۶) جنہش نیف سے آواز جوس آتی ہے

(۱) م - خدا سے ڈر کے تپاؤ ہرق دم نسیم کہیں - ص ۲۷۷

(۲) م - قمریوں - ص ۲۷۷

(۳) م - شہید خندہ ساقی کی خاک ہے گل زار

ص ۲۷۷

لحد پہ اس کی چراغ ابلاغ جلتا ہے

(۴) م - بہ جلوہ گر ہوئی دل خستگان عشق کی خاک - ص ۲۷۷

(۵) م - چراغ لالہ خود رو ہے دشت وحشت مین (ص ۲۷۷ مطبوعہ مین دونوں شعر ہیں)
 کہ قبر پر کسی مجنون کے داغ جلتا ہے

(۶) م - کدھر خیال ہے اے بہقوار سیر چمن - ص ۲۷۷

گشتہ حسرت دیدار جو ہے کافر عشق
آگ دہنے کو اسے شمع نہیں آتی ہے
سبزہ رنگوں کی تماشا ہے ہم آغوشِ مین
زہر کھانے کی مرے دل میں ہوس آتی ہے
ہے کرہ بند گلو نالہ جوشہشہ کی طرح
لب پہ جان دم بہ دم اے ضبطِ نفس آتی ہے
روکے ہم پھرتے ہیں یوں کوچہ جانان سے زکی
کہیں ساون کی گھٹا جیسے برس آتی ہے

(۱) ہر شب ک کل میں ہمارے کا اس کے شور ہے دست شانہ کر قلم بہ بال باندھا چور ہے
کالیان ہنس ہنس کے دہنا روٹھ جانا ہم سے پھر (۲) بہ جگت رنگی نش ہے یہ لطیفہ زور ہے
کھا تماشا ہے کہ اڑتا ہے ہوائے شوق میں (۳) ہے خیال اپنا پتنگ اور رشتہ جان ڈور ہے
دل جلوں کی قبر پر درکار ہے کیا روشنی (۴) قبر کا اک ایک ذرہ بان چراغ گور ہے
کیا چمکا ہے تری جوش میں یہ زمین مہاف برق چشمک زن ہے گویا اور گھٹا گھنگھور ہے
دیکھتے ہیں آشکار اور نہیں کچھ دیکھتے فی المثل چشم جہان تیرہ باطن کور ہے
متصل جانا ہے ظالم اور کہیں دکھتا نہیں (۵) توسن عمر روان شدت سے کہا منہ زور ہے

(۱) م - زلف کے کوچوں میں ہلوی کا اس کے شور ہے - ص ۲۷۷

(۲) م - روٹھ جانا بات پر - ص ۲۷۷

(۳) م - یہ تماشا ہے کہ اڑتا ہے ہوائے آہ سے ص ۲۷۸
کہا دل عاشق پتنگ اور رشتہ جان ڈور ہے

(۴) م - چاہے کیا شمع قبر خستگان عشق پر ص ۲۷۸
خاک کا اک ایک ذرہ بان چراغ گور ہے

(۵) م - مثل سر سر تندائسا ہے کہ جس کی حد نہیں ص ۲۷۸
توسن عمر روان ہے انتہا منہ زور ہے

(۱) گاروان اضطراب روح آزلہ ہے کیا
جاگہ جاگہ دل کے کوچوں میں قہامت شور ہے

اوج حسن عارض محبوب پر پہونچا ہے کیا
تار کا گل ہے کند اور حال مشکین چور ہے

(۲) درد تنہائی سے اپنے جون دل سوزان ہے داغ
صبح محشر کا ستارہ کیا چراغ گور ہے

(۳) قسمہ برگشتہ کا کیا حال گئے اے زکی
تاب و طاقت ہم جان ہے ناعوانی زور ہے

بیشک کر گور فرہبان سے جو بار اٹھتا ہے
اس کے دامن کے پکڑنے کو غبار اٹھتا ہے

چونکہ بیٹی ہے - پیش دل کی مرے پہلو میں
جب کوئی شور قہامت کو ہکا اٹھتا ہے

دل تو داغ ہے شاید ہم تنہائی سے
کہ دھوان سینہ سے اے شمع مزار اٹھتا ہے

چشم ساقی کا اڑا ہا ہے جو خورشید نیرنگ
ہر صحر جام بہ کف مست خمار اٹھتا ہے

(۴) نجد سے ناقہ لہلی جو کبھی گزرا تھا
اب تلک ترہت مجنون سے غبار اکھتا ہے

ہے قرادی سے مراد ہم پھر کہ جائے ہے بس
ہاتھ زانو پہ وہ شوخی سے جہارا اٹھتا ہے

(۵) پیشوائی کے لئے آئے قہامت سے کہو
کہ جہان سے دل ہے صبر و قرار اٹھتا ہے

مجد کو ہوتا ہے سہ خیمہ لہلی کا گمان
دشت مجنون میں دھوان سا جو غبار اکھتا ہے

- (۱) م - لشکر فصل بہاری کے ہے آمد کی خبر - ص ۲۷۸
- (۲) م - درد تنہائی سے دل کی طرز کیوں رہتا ہے داغ - ص ۲۷۸
- (۳) م - بغت کی برگشتگی سے کیا کوون شکوہ زکی - ص ۲۷۸
- (۴) م - میں - ص ۲۷۸
- (۵) م - پیشوائی کو شتاب آئے - ص ۲۷۸
- (۶) م - کہ جہان سے کوئی ہے صبر و قرار - ص ۲۷۸

(۱) واد، عشق میں کوئی بہہ پکارا اٹھتا ہے
 ہوش رکھتا کہ بہاؤں سے غبار اٹھتا ہے
 (۲) دشت میں گر کسی جانب سے غبار اٹھتا ہے
 لہلی وہ آتی نہیں کہیں پکار اٹھتا ہے
 (۳) آگ کہا سوز نہاں سے میرے دل میں سلگی
 کہ دھواں ہو کے لہان دل زار اٹھتا ہے
 (۴) شورش گرہ فرهاد آتا ہے خیال
 جب پہاڑوں میں کہیں ابر بہار اٹھتا ہے
 (۵) عالم وصل میں اٹھتے ہیں نئے لہکے زکی
 یہ نہایت ہے کہ غم سے سردگار اٹھتا ہے

گل رخسار صنم داغ نہاں ہوتا ہے
 سنبل زلف پری دل کا دھواں ہوتا ہے
 (۶) اشک سے دیدہ تر شعلہ فشان ہوتا ہے
 آتشیں پیرہن آب روان ہوتا ہے
 آتی ہے جنبش فرکان سے جرس کی آواز
 جب بہان قافلہ اشک روان ہوتا ہے
 (۷) ہو تو حسن نرا دیکھ کے اے رشک بہار
 دھواں کا رنگ بھی ہم رنگ خزان ہوتا ہے
 (۸) چہرہ بار ہے کون زلف عبور افشان میں
 چاندنی رات میں خورشید کہاں ہوتا ہے

(۱) ق - ساقط

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) م - ہر طرح دل کو خوشی وصل میں حاصل ہے زکی
 ص ۲۷۹

یہ بہہ رنج ہے کہ غم سے سردگار اٹھتا ہے

(۶) م - دامن تر - ص ۲۳۸

(۷) م - جلوہ گر حسن نرا دیکھ کے اے رشک چمن - ص ۲۳۸

(۸) م - عارض بار - ص ۲۳۸

خار صحرائے جنون کے اثر صحبت سے	غنچہ آبلہ بھی شعلہ زبان ہوتا ہے
(۱) اہل ہمت ہیں ستائے کوئی ہمسایہ کو	درف تیر کہیں زاغ گمان ہوتا ہے
(۲) سرمہ آلود نگہ سے تر، ایتھے ہیں شرار	جوہر تیغ و گہ سنگ فسان ہوتا ہے
سرنگون دکھتا ہے شرمندہ احسان ہوتا	(۳) منت خلق جہان بار گران ہوتا ہے
(۴) ہمیشہ دل سے قیامت کو جگاتا ہوں میں اب	(۵) کام آخر ہے یہ اے خواب گران ہوتا ہے
(۶) میر، تربت سے جو اٹھتا ہے بیابان میں غبار	فوج خونخوار جنون کا وہ نشان ہوتا ہے
(۷) ہے پریشان نظر، باعث شوریدہ سری	نکبت زلف پر، دل کا دھوان ہوتا ہے
(۸) آتی ہے نالہ سوزان سے جرس کی آواز	ظلمہ اشک روان کا جو روان ہوتا ہے

دل بیتاب میں چھپتا ہے غم عشق زکی

شعلہ آغوش میں ہمارے کے نہان ہوتا ہے

(۹) لالہ اگتا ہے مزاروں سے دل افکاروں کے	داغ ہوتے ہیں جگر عشق کے بیماروں کے
--	------------------------------------

(۱) م - اہل ہمت نہ ستائیں کہیں ہمسایہ کو - ص ۲۴۸

(۲) م - آلودہ - ص ۲۴۸

(۳) م - منت خلق کا غم بار گران ہوتا ہے - ص ۲۴۸

(۴) م - آج - ص ۲۴۹

(۵) م - کام آخر ہے یہ خواب گران ہوتا ہے - ص ۲۴۹

(۶) م - ابھی - ص ۲۴۸

(۷) ق - ساقط

(۸) ق - ساقط

(۹) م - ساقط

- (۱) سنبے غریب سے کہتے ہیں دل افکاروں کے
دل ہزاروں کے ہزارے ہوئے فواروں کے
نہجے ہونٹوں سے مڑے لپتے ہیں چٹکاروں کے
کہ چراغان ہوئے روزن تری دیواروں کے
(۲) ہونٹ دیکھتے ہیں مسی زہب طوحہ داروں کے
شعلے آنکھوں سے اٹھے غن کے فواروں کے
نانہ ہون نشے ہرن عشق کے بہاروں کے
جوہر آئینہ جوہر ہوئے تلواروں کے
(۳) لب ہر زخم سے شور اٹھتے ہیں چٹکاروں کے
شور اٹھتے ہیں لب زخم سے چٹکاروں کے
سائے پیروں کے ہیں سایہ تری دیواروں کے
کیا تجلی ہے کہ ہر جلتے ہیں نظاروں کے
تاری دکھلائے گئے سائے من تلواروں کے
(۴) لب معشوق ہیں دل میں جو ملیجوں کے خدنگ
دل میں شوخ نکم کا لب معشوق ہے تیر
گوئی دیوانہ نہ ہو مجھ سا کہ وہاں جان لڑائے
واہ وا نام خدا حسن طرح داروں کے
(۵) کس خون ریز نگاہوں ۲ تر؛ جب کہ ہر
(۶) لب معشوق ہیں دل میں جو ملیجوں کے خدنگ
دل میں شوخ نکم کا لب معشوق ہے تیر
گوئی دیوانہ نہ ہو مجھ سا کہ وہاں جان لڑائے
(۷) واہ وا نام خدا حسن طرح داروں کے
(۸) معو خال نہ ابرو نے جو کھولیں آنکھیں
(۹)

- (۱) م - سنبے غریب سے کہتے دل افکاروں کے - ص ۲۵۵
(۲) م - تھے - ص ۲۵۵
(۳) م - بہان - ص ۲۵۵
(۴) م - جو سے - ص ۲۵۵
(۵) م - پھر گئی ساقی خون ریز کی دلکش جو نگاہ
(۶) م - ساقط
(۷) م - ہم سا دیوانہ ہو گئی جو وہاں جان لڑائے - ص ۲۵۵
(۸) م - ساقط - مطبوعہ مطالع - ص ۲۵۵
(۹) م - ساقط

(۱)

آئینہ سر پہ کافر کی جو لڑتی ہے نگاہ شوخوں کے ہین مزے لطف میں نظاروں کے

(۲)

تیز جاتی ہے سوار، جو ہر زادوں کی ہول سے اڑتے ہین سایہ بھی ہوا داروں کے

(۳)

بال پکھڑے ہین ترے چاند سے منہ پر اے جان اب کہ یوسف ہے اور انہو خریداروں کے

دیدہ تر سے زکی اشقی ہین موجہن تہ کور

نخل بھی خاک سے اکٹھے ہین تو فواروں کے

بیفتہ غنچہ سے ہلہل کہیں پیدا ہوئے

خون دل کھا کے نہ کوئی سنن آرا ہوئے

تو بھی ہو گرم تماشا تو تماشا ہوئے

دل بھل ترے کوجہ میں تڑپتا ہوئے

میں یہ کہتا ہوں کہیں نیل نہ پکڑا ہوئے

میر میں آمد یوسف کی خبر ہے مشہور

ہم ہوں اور وجد ہو اور دامن صحرا ہوئے

اے جنون ہے یہ تماشا کہ پکھڑے کی طرح

آب حیوان کی خسروا نہ بھولا ہوئے

(۴) لطف جان بخش پر اب دیکھ نہیں سوزہ کے نشان (۵)

آہوئے نجد کے پیچھے لگی لیلی ہوئے

(۶) یہ تماشائے محبت ہے کہ اے جذبہ عشق

فکڑے فکڑے نہ کہیں دامن صحرا ہوئے

دھجیان آبلہ پایوں کی ہوٹن ہین درکار

زلف کھولے تو خریدار کو سودا ہوئے

منہ وہ دکھلائے تو ہو گوئی بازار بہار

(۱) ق - ساقط

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - ساقط

(۴) م - لب جان - ص ۲۴۲

(۵) م - ک - ص ۲۴۲

(۶) م - کیا تماشائے محبت ہو اگر اے جذبہ شوق - ص ۲۴۲

(۷) م - ہرزے ہرزے - ص ۲۴۲

(۱) ہو اگر حسن تجلی کی نور آئینہ دار چشم نظارہ بہان عین تماشا ہوئے
(۲) پروہ کثرت جز میں ہے عیان وحدت کل قطرہ قطرہ ہواگر جمع تو دریا ہوئے
(۳) کوئی دم سحبت محبوب فنیست ہے زکی

دیکھ لے بھرکے نظر دیکھئے پھر کہا ہوئے

(۴) دود بہان سے مرے بار خرددار ہوئے مجھے سونے کے تماشے سر بازار ہوئے
عکس عارض سے ترے ہے شقی رنگ جہان با مرے خون سے رنگین درو- دیوار ہوئے
(۵) لب بہ لب زخم سے اپنے جو ہوئے شوخ کے نور لب معشوق کی صورت لب سوطار ہوئے
(۶) آشکار آنکھ زلفنا کی لڑی یوسف سے حسن اور عشق کے چرچے سر بازار ہوئے
دلستان دشمن جانی ہیں زمانے میں کہ آپ لے چکے دل تو مرے جی کے طلب گار ہوئے
(۷) جہان کیے تھے جو پری زاد جھروکوں میں کھڑے ترکستان اور روزن دیوار ہوئے
(۸) اک زمانہ تمہیں دکھلائے ہے آنکھیں اے شوخ ہم جو آنکھوں کو نری دیکھ کے بیمار ہوئے
آشنا بستر جاتان سے نہ سد حیف کہیں جن زخم جگر کے گل سے خار ہوئے
(۹) یوسف پائے لگا رہیں ہوئے اورون کو نصیب ہم تو مہدی ہی لگانے کے گنہ گار ہوئے

(۱) م - جلوۂ حسن تجلی کی جو ہو آئینہ دار - ص ۲۴۲

(۲) ق - ساقط

(۳) م - کوئی دم جلوه دیدار فنیست ہے زکی - ص ۲۴۲

(۴) م - سرسودا کے - ص ۲۳۷

(۵) م - لب بہ لب زخم جگر سے جو ہوئے شوخ کے نور - ص ۲۳۷

(۶) م - لڑکئی آنکھ مری اس بت بازاری سے - ص ۲۳۷

(۷) م - بکلی - ص ۲۳۷

(۸) م - ساقط

(۹) ق - ساقط

(۱) کی جو کچھ بات تو ہے ساختہ جھڑکی پائی
 (۲) واہ کیا شوق دھانی سے فراغتہ پائی
 ہوسہ مانگا تو گالی کے سزاوار ہوئے
 ہے ہروبال جو ہم ہم کے گرفتار ہوئے

جان ہے ہمارے گران عشق کے دریا میں زکی
 دیکھ ڈوبے ہوئے جس کھوکھے سہکے سار ہوئے

جو اشک نہ ہو خون مرے دامن پہ نہ آئے
 (۲) آفر کو شب وصل ہے جلدی جو سحر کی
 (۳) مٹی جو لگاتی تو منہ کھول نہ اے حور
 (۵) نزدیک ہے نالہ سے کہیں طوق گلاب کیو
 (۶) آنکھیں وہ لڑاتا ہے مرے دیدہ تو سے
 سینے میں مرا زخم جگر ہمار تو لیکن
 (۷) نگلی نہ ہوس دل کی مرے شورجنوں سے
 (۸) ہنسنے سے تصویر رخ روشن پہ نہ آئے
 جو شمع نہ ہو گل مرے مدفن پہ نہ آئے
 چوٹی کو بہ قدغن ہے کہ گردن پہ نہ آئے
 تا حرف کہیں گل سوسن پہ نہ آئے
 یہ برق کہیں حلقہ آہن پہ نہ آئے
 طوفان کہیں دیدہ روزن پہ نہ آئے
 پردہ پہ کہیں دیدہ سوزن پہ نہ آئے
 گر تار کرہان سر دامن پہ نہ آئے
 بجلی کہیں مہتاب کے خرمن پہ نہ آئے

(۱) ق۔۔۔ ساقط

(۲) ق۔۔۔ ساقط

(۳) م۔۔۔ جلدی ہے جو گافر کو شب وصل سحر کی۔ ص ۲۷۹

(۴) م۔۔۔ مٹی سو لگاتی ہے تو لب کھول نہ اے جان
 ص ۲۷۹

تا حرف کہیں فتنہ سوسن پہ نہ آئے

(۵) م۔۔۔ بہان۔ ص ۲۷۹

(۶) م۔۔۔ اس مہر تجلی سے لڑاتا ہے نگاہیں

ص ۲۷۹

آشوب کہیں دیدہ روزن پہ نہ آئے

(۷) ق۔۔۔ ساقط

(۸) ق۔۔۔ ساقط

(۱) منت مرے جل بجھنے کی پوری ہوئی لیکن
 تم شمع چڑھانے کو بھی مدفن پہ نہ آئے
 (۲) کانوں میں بھری ہے کسی خلخال کی آواز
 غصہ کہوں مجھے زنجیر کی شیون پہ نہ آئے
 (۳) برقی لمپش آہ سے پہونچے نہ کہیں آج
 کہہ دو کہ قیامت مرے مدفن پہ نہ آئے
 میں آپ سے جانا ہوں زکی دیکھ خیردار
 زنیار قیامت مرے مدفن پہ نہ آئے

(۴) قربانی نگہ کے سزاوار ہم ہوئے
 آنکھوں سے دیکھنے کے گنہگار ہم ہوئے
 (۵) ترجہں نگہ سے نیوے ہوئے نشے بان ہوں
 اے ترکہ نجد کو جاہ کے ہشیار ہم ہوئے
 (۶) کیا کہا خیال بندھتے ہیں سودائے زلف میں
 کیوں عشق کی پلامین گرفتار میں ہم ہوئے
 قیامت میں لعل کے ہیں طلبگار آفتاب
 دل بیچ کر نگہ کے خیردار ہم ہوئے
 (۷) وعدہ کرے گا وہ نہ قیامت تلک وفا
 کس لیے وفا کے طالب بددار ہم ہوئے
 (۸) کوچے میں نیوے خاک پہ رھتے بڑے ہوئے
 صد حیف کہوں نہ ساہو دیوار ہم ہوئے
 (۹) ہستی میں ہر عشق نہ کوئی اٹھا سکا
 خواب عدم سے اس لئے بددار ہم ہوئے
 (۱۰) دیکھ اے زکی کہ ہم سے چواتا ہے وہ نگاہ
 آنکھوں کو چھپ کے دیکھ کے بیمار ہم ہوئے

-
- (۱) ق - ساقط
 (۲) ق - ساقط
 (۳) ق - ساقط
 (۴) م - بے دہد کہا سزا کے ۰۰۰۰ - ص ۲۲۷ حاشیہ پر تحریر ہے
 (۵) م - ہوا نشہ - ص ۲۲۷
 (۶) م - سودائے زلف ہر اور سیکڑوں خیال - ص ۲۲۸
 (۷) م - وعدہ کہا نہ جس نے قیامت تلک وفا - ص ۲۲۷
 (۸) م - رھتے ہمیشہ خاک نشین کوئے ہار میں - مصرعہ متن بھی حاشیہ پر تحریر ہے - ص ۲۲۸
 (۹) ق - ساقط
 (۱۰) م - دیکھو زکی کہ اب وہ چوانے لگے نگاہ
 ص ۲۲۸
 آنکھوں کو جس کی دیکھ کے بیمار ہم ہوئے

(۱)
 زمین سے لالہ جو اگتا ہے داغ کھائے ہوئے
 عیان ہے زلف کے سوداٹیوں کا نقش جبین
 شراب تلخ کے ساغر میں بزم شیریں میں
 خط جبین جو کسی سے پڑھا نہیں جاتا (۲)
 عیان ہو چشمہ آب حیاتِ ظلمت میں
 بہارِ عشق سے حسن سخن پہ ہے سروِ سبز
 کسے ہے حشر میں کچھ ہوش کہتے سنتے کا
 ملا ہے ہوسہ پہ پیغام کا مزا کویا
 نہ کس طرح ہمیں ہوتا گوارا تلخی مرگ
 روانہ ہے یہ محملِ غبارِ وادیِ نجد
 سن ہرون سے ہم آفرشیانِ قیامت میں (۳)
 مثالِ لالہ توئے انتظار میں اے گل
 جگر سے لالہ کے سوسن کی پتکھڑی نکلی
 ہوائے شوق نے شورش کو بر لگائے ہیں (۴)

بہارِ عشق کے ہیں یہ بھی گل کھائے ہوئے
 شکستہ خط کی طرح پیچ و تاب کھائے ہوئے
 چراغِ تربتِ فرہاد کے بجھائے ہوئے
 یہ نقشِ هستی موهوم ہیں مٹائے ہوئے
 جو دیکھیں اس کو لبوں پر دھڑی جمائے ہوئے
 کہ سبز رنگ بھی اس پر ہیں زہر کھائے ہوئے
 حواسِ باختہ ہیں نیند سے جٹائے ہوئے
 پیامِ یار جو سنتا ہوں دل لگائے ہوئے
 جہان سے جائے ہیں کیا کیا مزے اٹھا ہوئے
 کہ لے چلی ہے صبا پہڑیاں پٹھائے ہوئے
 کہ عطرِ فتنہ سے ہیں پھونکے پٹائے ہوئے
 بہار ہو بھی چکی چشمِ تر کو آئے ہوئے
 وہ شعلہ رو ہے لبوں پر مسی لگائے ہوئے
 جو ہوئے گل کو صبا لے چلی اڑائے ہوئے

زگی توئے دل وحشی کو مثلِ طائرِ رنگ

ہوائے شوق لے جائے ہے اڑائے ہوئے

(۱) م — لالہ نکلتا ہے - ص ۲۴۱

(۲) م — خط جبین جو نمایاں ہے گامۂ سر میں - ص ۲۴۱

(۳) م — سن ہرون میر ہے آفتہ پہ ہم کاری نہیں - ص ۲۴۲

(۴) ق — ملاحظہ

سو دائیے زلف میں جو اسیر ہلا رہے زنجیر کی سدا پہ سدا مبتلا رہے
 حیوان حسن سادہ بہار صفا رہے آئینہ روئے یار کے آگے دھوار ہے
 ہنس ہنس کے زخم دل پہ جھڑکتے تو ہو نہک ہریان تلک مزا ہے کہ باقی مزا رہے
 (۱) ہے جا ہے لہجئے جو کہیں نام دوستی وہ صحبتیں رہیں نہ وہ طرز آشنا رہے
 (۲) اے مست ناز نجد کو سزاوار ہے غرور اس شرط پہ کہ حسن کا عالم سدا رہے
 کا ہے غم فراق کہے آرزوے وصل کہا کہا ہو دل لگی جو کہیں دل لگا رہے
 اس گل کی انگلیاں خون اگر شمع بزم حسن پروانہ ہوئے طائر رنگ حنا رہے
 (۳) کہا رنگ لائے تفرقہ پرداز آسمان اک دم جو گل کے ہاتھ میں زلف صبا رہے
 (۴) بستوں پہ دھیان ہمت عالی کا ہوشور بوسیدہ استخوان پہ نگاہ ہمار رہے
 (۵) جوہر کی قدر خاک نہ ہو جب توے حضور پھر عاشقوں کی بات مری جان کہا رہے
 دزد حنا کا سرقہ تو اڑ جائے ہاتھوں ہاتھ مضمون خون دل کا پڑا پیش یار ہے
 دیکھیں زکی جہان میں کہا کہا دورنگہاں (۶)
 اس زلف و رخ کی یاد جو صبح و سار ہے

(۱) م - باقی جہان میں نام کو ہے رسم اتفاق

ص ۲۴۶

عہد وفا رہے نہ وہ طرز آشنا رہے

(۲) م - زہندہ ہے غرور بہت مست ناز کو - ص ۲۴۶

(۳) م - پرداز، بہار - ص ۲۴۶

(۴) م - دم کو جو گل - ص ۲۴۶

(۵) م - ساقط

(۶) م - کے ساتھ بمعنی شام - وقت شام

- کبھی ہوگا کہ گلستانِ وطن دیکھیں گے
(۱) شوم کچھ آئیے گی ارمی کے ستم کشوں کو
- ہم اسیرانِ قفس پھر بھی چمن دیکھیں گے
(۲) لاشِ فرہاد جو ہے گور و گن دیکھیں گے
- آج برون کا بھیہوگا سا بدن دیکھیں گے
(۳) تاب دیدار ہے لازم نگہ شعلہ نشان
- مسی آلودہ لب غنچہ دھن دیکھیں گے
(۵) نیل گون ہے یہ لب زخمِ دل تنگ تو ہم
- لالہ صحرا میں جو ہم سوختہ تن دیکھیں گے
(۶) باد آجائے گا پھر داغِ جگر کا عالم
- راہ پھر بھی تری اے عہد شکن دیکھیں گے
(۷) حشر ہو جائے گا پر تابی دل سے لیکن
- پھر تجلی تری اے برقِ یمن دیکھیں گے
(۸) اس لبِ لعل کو آتا جو تبسم کا خیال
- ہم جگر کو تیرے اے صبحِ وطن دیکھیں گے
(۹) ماحوا شامِ غریبی کا زبان پر لاگو
- اور کہا کہا ستم اے جہنم کھن دیکھیں گے
(۱۰) یہ قیامت تو غمِ ہجر میں دیکھیں ہم نے
- ہم شبِ ہجر میں تاروں کا کھن دیکھیں گے
(۱۱) اس کے دندانِ مسی زہب کا گردھان رہا
- بھول جائیں گے گلستان کی بہاروں کو زگی
(۱۲) اہنا دیوان جو غزلِ جوان چمن دیکھیں گے

- (۱) م - شوم بھی آئیے گی - ص ۲۴۸
- (۲) م - تن - ص ۲۴۸
- (۳) م - تاب دیدار بھی ہے نگہ شعلہ نشان - ص ۲۴۸
- (۴) م - اس برون کا جو ۰۰۰ - ص ۲۴۸
- (۵) م - نیل گون خواب میں دیکھتے ہیں لب زخمِ جگر - ص ۲۴۵
- (۶) م - طہیشِ دل سے قیامت نظر آجائے گی صاف - ص ۲۴۸
- (۷) م - راہِ تیوی اے عہد شکن دیکھیں گے
- (۸) م - یہ قیامت ہے تو - "ہے" زائد ہے - ص ۲۴۸
- (۹) م - اس کے دندانِ مسی زہب جو آجائیں گے باد - ص ۲۴۸
- (۱۰) م - ہن بھی چاکِ گریبان کی بہاریں تو زگی - ص ۲۴۸
- (۱۱) م - اہنا دیوان جو غزلِ جوان چمن دیکھیں گے - ص ۲۴۸

(۱)

جون اتار آتشیں سوز دل ناشاد سے

اڑی مین جنگاریاں گویا لب فرہاد سے

ہے قراری ہم کو تڑپاتی جو کچھ بھی زیر دام

اتنی خجلت کون اٹھائے غمزہ صہاد سے

زہر ہو جائے نہ آب چشمہ شیریں کہیں

مل کے آتا ہے جو آب تیشہ فرہاد سے

خوش قدون کو اب کے وضع عاشقانہ ہے پسند

اٹھ گئی ہابندی آزادی شمشاد سے

(۲) خاک ہو شوق تماشائے پرستان ارم

سیر ہے دل سیر ہندوستان حسن آباد سے

(۳)

کچھ تو زنجیروں کی کو تدبیر اے موج نسیم

ہم اسر زلف پہچان پھرنے مین آزاد سے

کجا رنگ جان جنون کا ہو کیا حاصل مذاق

خون ٹپکتا ہے زبان نشتر نضاد سے

دیکھتے شوق رہائی رنگ دکھلاتا ہے کیا

شرط ہے شور طہش کی الفت صہاد سے

(۴)

صاف انداز خموشی سے ہوا آئینہ دار

یہ کہ ہم غافل نہیں اک دم صنم کی اد سے

(۵)

دل کو تڑپاتی ہے کیا کیا خندہ شیریں کی باد

اڑی مین جنگاریاں جب تیشہ فرہاد سے

(۶)

نالہ بلبل سے پیدا ہے نشان فصل گل

گود ہے یہ گاروان نکہت بہاد سے

(۷)

ضبط کرتا ہوں فغان تو خون ہوتا ہے کھگر

دل دھڑکتا ہے جو کہنے حال کچھ صہاد سے

(۸)

جسم لاغر کی جو خشکی سے مین ہون نشنہ جگر

حلق تر کرتا ہوں آب خنجر بیداد سے

(۱) م — نالہ آتش رہز ہے سوز دل ناشاد سے - ص ۲۶۸

(۲) م — کیا ہمیں شوق تماشائے پرستان ہو بھلا - ص ۲۶۸

(۳) م — کچھ نہ زنجیروں کی تدبیریں کر اے موج نسیم - ص ۲۶۸

(۴) ق — ساقط

(۵) ق — ساقط

(۶) ق — ساقط

(۷) ق — ساقط

(۸) ق — ساقط

(۱)

اپنی اس شہید پر ہے اے زکی نفس کا مقام

آرزو مند وہا ہوں کس بہ بیداد سے

سبزہ رنگوں کے جو عارض مرق افشان ہوں گے	چشمہ آب خطر جہا زندان ہوں گے
خاک پر آہلہ پایوں کے چراغان ہوں گے	نر لہو سے جو سرخار بہان ہوں گے
جلوہ گر چشم میں داغ دل سوزان ہوں گے	یہ چمن ہے تو بہتہ جاگ کر بہان ہوں گے
لے جلو سر سے گنجان میں زلیخا کو شتاب	وان بھی تصویر وہ خواب پریشان ہوں گے
آئین خانہ میں ہے سر مس زیوں کی	آب حیرت زدہ مجلس حیران ہوں گے
عرس میں نئے شہیدوں کے یہ ہوتی ہے بہار	کہ نہالان چمن سرور چراغان ہوں گے
ہر لب زخم کو ہوگی ہوس بوسہ بہان	لب معشوق جو وہ نازک مژگان ہوں گے
زلف ہندو ہے نئے مصطفیٰ رخ پر شیدا	ہے یہیں کٹر تو کافر بھی سلطان ہوں گے
حیف ہے مری نے مہلت نہ شب عید کو دی	تھے یہ ارمان کہ ہم بار یہ ترہان ہوں گے
اس قدر لعل و گہر کا ہے غریبار جہان	کیسے محبوب کے شاید لب و دندان ہوں گے
اپنے عشاق کو پہچان کے کر حلالہ بگوش	ہم بھی اے شوخ نئے بندۂ احسان ہوں گے
قطرۂ خون دل فرہاد کے دیکھو تو ہنوز	ہر دک سنگہ میں جون آتش سوزان ہوں گے

وجد ہوگا انہیں کیا ہے سوریانی بہ زکی

جو بگولے کی طرح ہے سروسامان ہوں گے

کوئی گل کھا کے پھر اس گل کا تماشہ دیکھے	ہے وہ ہر کالہ آتش کوئی بھڑکا دیکھے
وائے اے گنبد گردان بہ تری کیج و فتاری	تہیں سرگشتہ ہو اور آنکھوں سے لیلی دیکھے
دل مضطر کا جگر ہے کہ سر ہے سبہ	آہ کے سامنے بھلی تو ذرا آ دیکھے

(۱) م - اپنی اس شہید کی پر ہے زکی نفس کا مقام - ص ۲۶۹

(۲) م - خاک پر آہلہ پا ہوں گے - ص ۲۸۵

(۳) م - رو - ص ۲۸۵

(۴) ق - ساط

(۵) م - واہ وا اے اثر جلدۃ اللہ شاہان - ص ۲۵۰

(۶) م - یہ اس دل کا جگر ہے کہ سر ہے سبہ
(رو پرو آگے بھلی تو ذرا آ دیکھے)
ص ۲۶۹

(۱) روکش لائے و گل داغ تھا دیکھے
 ہم سے بوجھو کہ مڑے عشق میں کیا کیا دیکھے
 (۲) بزمِ هستی کو خراباۃ کا عالم پایا
 دیدہ و دل سے پیسے حاضر و مبادا دیکھے
 (۳) پھرے گوجے میں یہ پھوٹا ہے اے اشدک پری
 خود تھاتا ہو اگر کوئی تھاتا دیکھے
 (۴) نگہ خوب شدہ کو طالع دیدار نہیں
 کس طرح سرِ چمن ہلکا شیدا دیکھے
 (۵) ہوں مری خاک پہ زروں سے جواہران ہیں مرے
 چہلے جی دل میں پھرے داغ تھا دیکھے
 (۶) عشق کا نام لیا ہے تو نہ ہو نگہ زگی
 تو ابھی دیکھتے ان آنکھوں سے کیا کیا دیکھے

ہیں جو اندازِ تماثل کے تمہارے ہمارے
 در بدر خاک پر پھرتے ہیں ہمارے ہمارے
 (۷) سنگِ سار آیا نظر جب کہ یہ دیوانہ عشق
 ہنس کے دو بھول تو صاحبِ بے بھی ہمارے ہمارے
 (۸) آہ سوزان سے کیا ہم بے تم و رنج کو دہم
 کہ شیطاں کے نوشتوں کے ستارے ہمارے ہمارے
 (۹) چشمِ حیران گورھے حسرت دیدار نصیب
 دیدہ آئینہ عین سے نظارے ہمارے ہمارے
 (۱۰) (۱۰) کج دنیا جو زگی ہوا اسے تھا منظور

بھول پھروں کی طرف کر کے اشارے ہمارے

مثنوی اشعار

کان کے مندوں پہ وان گیسو جو ہل کھائے لگے
 ہونوں کی آپ میں کالی سے لہرائے لگے
 بال بکھڑے اس کے سہتہ پر جو لہر آئے لگے
 عاشقوں کے دل پہ کیا کا سادہ لہرائے لگے
 جس پہ چلتا ہے کہ کہہ کر سے گل کھائے کا حال
 لو کہ اس آتش کے ہو کالی کو بھڑکائے لگے

آج صحن گلشن میں دور بدشاہیں ہے
 لالہ کا ہمالہ ہے فوجہ کی کلاں ہے

(۱) ق - ساقط - مطبوعہ مطبع - ص ۲۴۹

(۲) ق - ساقط

(۳) ق - ساقط

(۴) ق - ساقط

(۵) ق - ساقط

(۶) م - عشق کا قصہ کیا ہے تو نہ ہو نگہ زگی
 (۷) (۷) رنگ آنکھوں سے ابھی دیکھتے کیا کیا دیکھے
 ص ۲۵۰

(۸) ق - ساقط

(۹) ق - ساقط

(۱۰) ق - ساقط

مضمون

رات سامان ہری خانہ رہا آنکھوں میں ذوق دیدار نے کہا رنگ بھرا آنکھوں میں
شعلہ نور دثار ہری ہوا آنکھوں میں جلوہ دست نگارین جو بسا آنکھوں میں
شمع فانوس ہوا رنگ حنا آنکھوں میں

کہا یہ نیرنگ ہیں پتلا مجھے اے رشک ہری اچھلاہٹ میں غلبہ ہے کہ تڑپ میں بھلی
روح قالب میں ہے یا آن و ادا میں شوخی ہو ہے غنچہ میں نہان یا ترے ہونٹوں میں ہنسی
بند شیشہ میں ہری ہے کہ حیا آنکھوں میں

جلوہ حسن صنم کی جو بہارین دیکھیں حیرتیں دیدہ و دل پہ مرے آئینہ ہوشیں
یہ تماشا ہے عجوبہ کہ نہ دیکھا ہو کہیں ذوق دیدار سے بہبود ہوں کہ معلوم نہیں
لطف ہے دل میں سما یا کہ مزا آنکھوں میں

ہو گیا دیکھتے ہی دیکھتے مجھ کو تو جنون بد حواسانہ ہوں دیوانہ ہوں بیتاب سا ہوں
کہا کہوں حال پریشان نظر، کس سے کہوں کس سے پوچھوں میں کہاں ڈھونڈ ہوں کہ ہر کوئی کہو
دل کو ہریوں نے لیا صاف اڑا آنکھوں میں

ہم کو اکا عمر رہا شور جنون سے سروکار دیدہ و دل میں رہی باغ تماشا کی بہار
دکھتے تھے عین تصور میں صفا آئینہ دار منزل دل میں رہا شوخ نگا ہوں کا گزار
مدتوں رفتہ غزالوں کا رہا آنکھوں میں

تیرہ بختوں کی خرابی کو دوبالا نہ کرو بہاروں پہ مری جان کہیں تیر نہ ہو
زندگی اہل نظر کی تجھے منظور ہے جو ہنس ہونٹوں کا ترے بس ہے مستی کو
(۱) م - سبہ مستی - ۲۸۸ قلمی نسخہ کی جس غزل میں یہ شعر آیا ہے وہاں بھی سبہ مستی

تحریر ہے لیکن قلمی میں اس جگہ " سبہ مستوں " تحریر ہے -

اے مسی زہب تو سرمہ نہ لگا آنکھوں میں

وہ بھی کیا دن تھے کہ ہیون سے ہم تھی گوی (۱)
چمنستان کی بہار میں تھیں نگاہوں میں بس
کچھ نہ تھا سرو تماشا کے سوا دھیان کبھی
اب سبب کیا ہے کہ گانٹا سا کھٹکتا ہے زکی
یہ وہی دل ہے کہ رہتا تھا سدا آنکھوں میں

ایضاً

(۲)
خمسہ پر غزل حافظ

کبھی تو کہیں ہو بن بن پھرا میں آوارا
کبھی پہاڑ سے فرهاد بن کے سر مارا
گلہ تو بار کا کیوں کر کروں کہاں مارا
میں بہ لطف بگو آن غزال رعنا را
کہ سر بکھو بیابان تو دادہ مارا

(۴)
ہوئی جو خسرو شیریں میں ہزم آرائی
تہفتہ خون دل کوہکن کی یاد آئی
یہ شعر پڑھ کے وہ آنکھوں میں اشک بھرائی
جو: پاجیب نشینی و بادہ پیمائی
(۵)
بیاد آرا مجھان بادہ پیمارا

-
- (۱) م - تھا نہ کچھ سرو تماشا - ص ۲۸۸
(۲) م - ہے جو گانٹا ص ۲۸۸
(۳) یہ عنوان مطبوعہ سے ماخوذ ہے - مرتب
نوٹ - زکی کی قلمی تصنیف داستان طلسم سعید جو رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے آغاز
تصنیف میں یہ خمسہ تحریر ہے - صفحات کے نمبر نہیں درج ہیں
(۴) محفل - داستان طلسم سعید قلمی رضا لائبریری رام پور
(۵) حریفان - داستان طلسم سعید قلمی رضا لائبریری رام پور

سوال ہوسہ جوتہ پاکے ہم نے ان سے کہا
مڑا بہ دیکھو کہ پہلے تو ہونٹ چاب لیا
پھر آپ ہی سوچے تو ہنس ہنس کے زہر لپ بہ گیا شکر فروش کہ عرش درواز یاد چرا
تلفندی نیکد طوطی شکر خارا

(۱)
تڑپ تڑپ کے موئی فرش خار پر بلبل چمن میں گرم فغان ہمعطیر تھے بالکل
خیال بھی نہ کیا تو نے سن کے شیون و غل غرور حسن اجازت نداد مگر آن گل
کہ پر سخی نگیں عذلیہ شہدارا

خیال خال و خط ہر ۴ غلط ہے اثر شمع لطف بہ مرنے میں اہل دل اکثر
ہزار شبقتہ خاطر ہے نہایت گل ہر بحسن خلق تو آن کرد صید اہل نظر
بدام و دانہ نگہ ند مرغ دانا را

(۲)
زکی سے طاش ہوا راز نہفتہ حافظ تو حشر تازہ کرے روح خفته حافظ
دکھا ئے سیر بہار شگفتہ حافظ ہر آسمان چہ عجب کر زگفتہ حافظ
(۳)
سماع زہرہ بہ رقص آورد مسبحارا

(۱) طلسم سمید میں بہ بند نہیں ہے - مرتب

(۲) م - غرور حسن اجازت مگر نداد اے گل - ص ۲۸۸

(۳) کہ حشر زندہ کرے چشم خفته حافظ - طلسم سمید قلی رضا لائبریری رام پور

(۴) بوجد آورد - طلسم سمید قلی رضا لائبریری رام پور

نوٹ - مطبوعہ گلیات اور داستان طلسم سمید میں آخری بند سے پہلے کوئی بند نہیں ہے لیکن

قلی نسخہ میں آخری بند سے پہلے جگہ خالی ہے اور صرف یہ آخری مصرع تحریر ہے -

میں قدان صہ چشم سرو بالارا - مرتب

(۱)

خمسه بہ غزل غور

آج ہے معرکہ حسن پرستان کی طرف ہے ستاروں کا تو جھرمٹ دردندان کی طرف
گہکشان مانگہ کی ہے خط نمایان کی طرف ہے مہ نور تجلی رخ تابان کی طرف
لبلتہ القدر ہے اس زلف پریشان کی طرف

(۲)

کہیں وہ دن تھے کہ رہتا تھا غزالوں کا گزر آنکلتا تھا کہیں نائفہ لہلی بھی ادھر
کس قدر آج دل افسردہ ہوا وان جاگر بخت مین اٹھتے ہوئے آئے بگولے جو نظر
وہ گئے دیکھ کے ہم کنبد گردان کی طرف

ہم دم و گردش تقدیر کی خوبی دیکھو کیوں کر اس غم سے دل خستہ جگر خون نہ ہو
بعد مدت کے وہاں یاد ہماری ہوئی ہو تاب دیدار نہیں اس نگہ سوختہ کو
جائیں کیا آگ لگانے کو پرستان کی طرف

بہت محمل کو نہ تھا کچھ غم مجنون زنبار بلکہ تھا شورش و حشہ سے بہت دل مین فہار
اثر عشق تھے ہر کام کا آخر کار جذبہ شوق دل قبضے نے کھینچی جو مہار
راہ لی نائفہ لہلی نے بہان کی طرف

دیکھ اے خاطر فکین بہ تماشائے عجیب ایک تو تھے ہی مصیبت زدہ جو جیب
اس پہ ہو گشتگی بحث ہوئی رائے نصیب دین و ایمان و دل و جان لئے جا کے غریب
گافرستان غم زلف پریشان کی طرف

(۱) یہ عنوان مطلوبہ سے ماخوذ ہے - ص ۲۸۹

(۲) م - یہ بند نہیں ہے -

ہزم کے رنگ کو اے اہل نظر غور کرو کچھ کہو کچھ سنو حیران سے کیا بیٹھے ہو
(۱)
دھیان سے اپنے یہ عجوبہ تماشا دیکھو دیکھ کر عالم تصویر میں زیہون کو
آئینہ دیکھ رہا مجلس حیران کی طرف

عشق شہین میں تو فرہاد نے کی کوہ کی نجد میں قہس کو وحشت زدگی لیے ہی گئی
ہرن بادوں کی طرح بگڑی حقیقت اپنی تھے جو دیوانہ کسی آہوئے شہری کے زکی
ہم بھٹکتے تھے پھرے کوہ و بیابان کی طرف

(۳)
خمسہ پر فزل خود

(۴)
جاہے مرتے ہوں عشاق ہی غم کھائے ہو نہ کہ بیہون کا دل آشفہ ہے دیوانے ہو
یاد کچھ کہتے ہیں اس طور کے بارائے ہو شمع فانوس نے گل کھائے ہیں پروائے ہو
واہ کیا نور برستا ہے پری خانے ہو

مضحکہ ہزم میں ہے اور ہمیں خجلت حاصل سرتگون شہسہ ہے اور ہنستا ہے جام محفل
کہ ابھی نشہ ہے کامل نہ خرابی شامل ہوئے ساقی سے خجل واہ رے کم ظرفی دل
ہوسہ لب کی طلب پہلے ہی پہنائے ہو

(۱) م - ہے گدھر دھیان یہ عجوبہ تماشا دیکھو

(۲) م - شہری - ص ۲۱۰ فلی میں بھی جس فزل میں یہ مصرع ہے دھان " شہری " تحریر ہے
— مرتب

(۳) یہ عنوان مطبوعہ سے ماخوذ ہے - مرتب

(۴) م - ۰۰۰۰ آشفہ ہو - ص ۲۱۰

آپ کیا ہو جھٹے ہیں عاشق بیتاب کا حال ناتوانی میں ہوا ہے اسے حاصل کمال

دیکھ کر اس کی طرف ہر کوئی کرتا ہے خیال غم سے ہے اس کا تن زار جو مانند ہلال

اونگلیاں اٹھتی ہیں ظالم تو ہے دیوانے پر

اس قدر کیوں ہے کھنڈ آپ کو اے رشک بڑی یہ سمجھ لو کہ ہمیں سے ہے تمہاری کری

خستہ جانی سے مری آپ کی ہے جلوہ کری دھوم دیوانے اڑاتے ہیں ہرگزادوں کی

(۱) شمع محفل کو لگا دیتے ہیں دیوانے پر

آفت جان ہوا حسن پرستی کا نہاں دل کا احوال پریشان نظری سے ہے نہاں

(۲) کس کو دیکھو کیسے جاہون کیسے سمجھوں دلخواہ، شوہر بیوں میں بھٹکتی ہوئی بھرتی ہے نگاہ

کوئی دیوانہ ہے عاشق ہو پری خانے پر

تھے نہ واقف تری گھاتوں سے ہم اے رشک بڑی کہ تیرے لطف زمانی کی حقیقت نہ کھلی

فی الحقیقت کہ نہ تھی اصل کچھ ان باتوں کی اب یہ سوچے کہ بناوٹ کی لگاوٹ ہے تری

مدتوں بھولے رہے ہم تو بے یارانی پر

فکر دنیا میں نہ کچھ ہم کو رہی ہے خبری نہ غم دین کی شامل رہی کچھ شہنشاہی

(۳) شعل بیہودگی دل کی فقط تھی خوبی اپنا دیوانہ رہا اب تک جو ہر اکندہ زکی

تھا یہ موقوف طبیعت ہی کے آجانے پر

(۱) م - میں - ص ۲۹۱

(۲) ق - کس کو جاہون -

(۳) ق - شعل بیہودہ کی دل سے تو فقط تھی خوبی - کذا

تضمین غزل میان مصحفی علی طریقہ خمسہ

کجا کہوں آہ کے کچھ کہنے کا بارا ہی نہیں ہے وہ بحوالہ جس کا کارا ہی نہیں
ہے یہ وہ رنج کہ جو رنج گزارا ہی نہیں ہے یہ وہ درد کہ جس درد کا جارا ہی نہیں
وہاں لڑی آنکھ جہاں اپنا گزارا ہی نہیں

تجھ کو سوگند بناوٹ کی اگر بات بنائے خود نائی کی قسم ہے تجھے کرہم سے چھائے
جھوٹ سے اپنے تو باز آئے اگر سچ نہ بنائے گل پر آواز ہے کیا تجھ کو سکھاتا ہے کہ ہائے
آج وہ آنکھ وہ جھٹک وہ اشارا ہی نہیں

جھوٹ کی صاف نشانی ہے مین کہوں کر مانوں دوست وہ دشمن جانی ہے مین کہوں کر مانوں
بات اس نے مری مانی ہے مین کیونکر مانوں وعدہ وصل زبانی ہے مین کہوں کر مانوں
ہاتھ پر ہاتھ تو اس شوخ نے مارا ہی نہیں

کہوں اس طالع ناشاد کی خوشی کس سے (۱)
کٹ گئی ہجر کی شب تار ہی گنتے گنتے اس در گوش کی جو یاد دلاتا تھا مجھے (۲)
آج کی رات فلک پہ وہ ستارا ہی نہیں (۳)

اے زکی خاک جہاں سے مین تعلق رکھوں پھر ہن گل کی طرح چاک نہ کس طرح کروں
بلبل نغمہ سوا سے یہ سخن جب کہ سنوں مصحفی آپ کو کہوں کر مین سبکدوش کہوں (۴)
بار ہستی کا تو گردن سے اتارا ہی نہیں (۵)

(۱) م - ناساز - ص ۲۹۲

(۲) م - گل در گوش - ص ۲۹۲

(۳) م - آج دیکھا تو فلک پہ وہ ستارا ہی نہیں - ص ۲۹۲

(۴) م - مصحفی آپ کو کس طرح سبک دوش کہوں - ص ۲۹۲

(۵) م - بار ہستی تو مین گردن سے اتارا ہی نہیں - ص ۲۹۲

(۱)
خمسہ غزل راقم

طلسم دھر ہے چشم حباب کے مانند یہ آب و تاب ہے موج سراپ کے مانند
خیال نشہ ہستی ہے خواب کے مانند زمانہ ہے گزران موج آب کے مانند
بہار جاتی ہے عہد شباب کے مانند

ہماری خاک سے روشن ہے عشق کا جوہر شراب نور کا ہے اپنے آب و گل میں اثر
فروغ بزم معانی کی خاطر اہل نظر بنائیں خاک سے اپنی جو ذرے جن جن کر
تو جام ہو قدح آفتاب کے مانند

مڑے سے ہوسہ لب کی ہوئی ہے لال زبان مذاق حسن طلب ہے خموشیوں میں بہان
اس آئینہ میں ہے ہونٹوں کا تیرے عکس عیان دل گرفتہ میں گویا سخن کی بوہے نہان^(۲)
یہ غنچہ ہے دھن لاجواب کے مانند

(۱۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم
ص ۲۱۸ م - مثنوی فارس تصنیف مولوی مہدی علی خان زکی ملکہ الشعراے ہند
اے لائق شان کہریائی ہالہ کہ ترا سزد خدائی
اے عشق تو شمع درد مانہا حسن تو بہار گلستانہا
بخشی بغروغ دلکشائی آئینہ صبح را صفائی
از گل شرفی وہی چمن را گلرہز کی سخن را

(۱) مطبوعہ مین یہ عنوان دیا ہے - "خمسہ زکی غزل زکی" مرتب

(۲) ق - عیان

(۳) یہ عنوان مطبوعہ کلیات سے ماخوذ ہے - ص ۲۱۸ - مرتب

دلہا پروانہ وار سوزی	تا شعلہ عشق پر فروزی
بلبل بہ ہزار داستان است	در حمد تو غنچہ صد زبان است
باقوت شرر سنگ خارا	صنع تو نمود آشکارا
بروئے خیال رنگہ بشکست	تا کلک تو نقش کان و تون بست
لطف توبہ کام زہر ترپاک	اے رب کریم و ابر و پاک
شمع نفسم شرر فشان کن	طرز سختم گہر فشان کن
بہ پذیر مرا بروز محشر	یارب بہ رسالت پیمر
بروئے صلوة رب امجد	آن خاتم انبیاء محمد
باعلم لدن اوستای	امے بغی عرب نزادی
پکنائے زمان آفرینش	آن فخر جہان آفرینش
آن مظہر علم ایزد پاک	آن مرکز فہم و ادراک
بر آل و صحابہ کرامش	صد بار درد و وحق بنامش
زآپ کوثر زبان بشویم	تامنقبت علی بگویم
مے واسطہ نافتا پیمر	سلطان ام امیر صفدر
مولائے ام ماہر مولا	باب حسین و زوج زہرا
ازدولت وین خزینہ وارم	تامہر علی بسینہ و ارم (۱)

تعلیہ تاریخ وفات ائمہ اطہار کہ از در علم منطق و حکمت از لفظ احمد استخراج کردہ اند

نوربست زحرفم آشکارا ریزم ز قلم سنار ہارا

(۱) بہ عنوان مطبوعہ کلیات سے ماخوذ ہے - ص ۳۱۹ مرتب کلیات

صورت گر ما بهم اجام	خاصیت روح داد مارا
پاشے سخن از نگار بدم	برقی کم آتش حنارا
زلف سختم اگر ببوید	خوانند ختن دم صبارا
از لطف طبیعتی که دارم	روح تن معنی خقارا
شمع سختم چو بر فروزند	سوزند زبان زبانهارا
گردیده فروغ معنی من	غورشید قیامت آشکارا
گر با سختم رود جلو ریز	از برق سبق وهم صبارا
از زلف سخن کم گفتی	گیوم صبر گریز پارا
گو خوش نظر ان بیچشم انصاف	بینند به مغیم خدارا
نیرنگ چهار ده علوم است	از جوهر طبعم آشکارا
یکشائی جهان علم و فضل	شد جوهر فرد اصل مارا
مفتاح بود زبان کلکم	نیرنگ نگار خانهارا
دنیا ئی دن طوح ندام	شا هم اقلیم اغنیارا
بخشید کمال بی زوالم	صد شکر عنایت خدارا
دانم که زکی تو هج دانی	زین طبل شکسته کیج صدارا
اطق که بداست سر کشیدن	شوریده سوشکسته پارا
گو حوصله زبان درازی	این هر زه در آئی بینوارا
لیکن زمن گرفته خاطر	باد آر برحمتی خدارا
آگاه نه زطرز معنی	باطعنه مگر حرف مارا
خوش کرده ام از سخن طرازی	مداحی آل مصطفی را

انہک پہ سخن گواہ دارم تاریخ ائمہ ہدی را
جستم زحروف لفظ احمد از بہر ائمہ سالہارا

(۱) اشعار تاریخ

دال است پہ پیش و پس ز احمد تطبیق علی مرتضیٰ را
دو زاویہ از مثلث میم شہ بہر حسین جلوہ آرا
چار آیہ برون بود ز حامیم باقی ہے عابد آشکارا
ملفوظی ہمزہ مضاعف بہر باقر ز احمد آرا
بہروصی ششم بہ احمد شش کم کن وضعف باقی را
کن دائرہ از حروف احمد زان پس ہے موسیٰ اے دل آرا
زان دائرہ محوکن بہ عنوان ہے مرکز دائرہ خدا را
ز احمد بصبح جذ رو مجزور از جذز مضا عفش رضا را
ضعف بین بروئی احمد از سوگہ نقی است آشکارا
خوان نام احمد بحمد ہے حد تاریخ نقی مقتدا را
با اضغر و اکبر حسن شکل از اوسط احمدش بیمارا
تولہ امام را با حمد افزائے ز قلب میم مارا
گردید تمام نظم تاریخ صد شکر جناب کبریا را

بارب بہ رسالت امامت	بہ پذیر زبندہ این د عارا
در روز جزا شفیع من کن	احباب ائمہ ہدی را
لطف سخن و قبول خاطر	این دار فنا پس است مارا
از جوہر فہم نکتہ سنجے	دارم بدرون سینہ کنجے
آتش بدم ترا نہ دارم	چون شمع زبان زبانہ دارم
سوز نفسم چو یافت و مساز	شد طائر نالہ شعلہ آواز
جمیع خاطر از و بدست	از نشہ بخروے شوم مست
خو ناہہ فشان کم دہلی را	صد غوطہ بخون و ہم سخن را
بر شعلہ زبانم نظر کن	زین برق سوز دل خیر کن
سوز نفسم درونہ گارد	خون جگر زنی طراود
چون دیدہ ورق شرارہ بیزار	گلگم چو مزہ ستارہ زیر است
تا چند زکی بہ ہرزہ تازی	چون شعلہ مکن زبان درازی
تا بہ سخنم تو گوش داری	دانم کہ خیر زہوش داری
انہکہ سخنے زعشق گویم	کر خون جگر زبان بشویم
این مختصر امتحان فکر است	گلدستہ گلستان فکر است

(۱)

آغاز داستان

تا برق سخن شور ہجان ریخت	این شعلہ بدین نمط پروانگیخت
گامد ہاد چین کردا نے	باتش برق ہم عنانے

از عرصه فصل گل روان تر	وز روح روان سبک عنان تر
با خاک رهش به کوه و ها مون	سرگشته چوگرد باد گردون
گلدسته داغ نقش پایش	آلوده بخون لب دراپش
آتش قدمان به برق و مساز	چون طائر شوق گرم پرواز
از آمله هائیه شور بار	صد وادی خار کر ده گلزار
آتش نفسی ازان میان بود	کر سوز درونه خسته جان بود
سرگشته بگردش زمانه	آشفته مزاج عاشقانه
چون نگهت گل چین در آفوش	چون زلف نسیم خانه بردوش
چون برق نسیم راه سیوخت	ز آتش قد می گاه سیوخت
خوش نغمه سرائی خوش گلوئی	مستانه بذوق های و هوئی
کو سیه بلب ترانه میزد	شورش به زبان زمانه میزد
ساز طربش درون می خسته	و زناله نیی شراری جسته
روئی چوگل شکفته می داشت	بر غنچه نعل نهفته می داشت
از سوز درون آتش افکن	فانوس خیال داشت روشن
از ترس هوائیه زلف خوبان	می زیسته برنگ بر لوزان
از عشق بدل هر اس می داشت	خس راز شواره پاس می داشت
کارد طیش دل از زمانیه	ناگه به بهار او خزانیه
در کار ظک دلش نه آگاه	گفته بمرش چه برق گاه
گیج باز ظک چه نقش باز	دین شعله رقم چه بر طراز

(۱)

آمدن جوان بیکاره چاه دول دادن آن

این شعله به خون نگار بستند	تا نطفه فروخته گار بستند
گردے پس کاروان هن شد	کان خسته بره روان هن شد
کز غم کر هے بگارش افتاد	ناگه به راهے گزارش افتاد
صد زمزم حسن درگارش	چاهے که هزار جان نثارش
جادو نکهان برق رفتار	چندین صفتان مهر دیدار
قارت کر جان بخود فروشی	شیرین سفتان به گرم جوشی
گیسو به میان زناز بسته	مروغه بدوش پرشکسته
مستانه سیو کشیده د پردوش	غارت گرجان و آفت هوش
تا بر لب چاه صف کشیدند	بیکار ز راه در رسیدند
حورے به لباس هندپانه	جادو شمعے ازان مانه
و ز لاله بهار باسینش	از قشقه نگار برجینش
آتش گده ماحتم پرستش	برق خضیے نگاه مستش
چون هاله گرفته مه در آغوش	زلف سہی فگنده پردوش
ورخنده بز غم دل نمکه ریز	از غمزه شرار در خسکه ریز
آغاز جوانیش هویدا	از سینه عروج - سن پیدا
دردسه کند تاب داده	از ناز سیو به سر نهاده
قارت کر جان کاروان شد	ناگه دو چار آن جوان شد
پائے طلبش براء به شکسته	دل برود بیک نگاه از دسته

عشق آمد و رهنمایی او شد
 برهم زده نبش اضطرابش
 عشقش به جگر گداخته ساطور
 خون شد بدرد نه آرزویش
 آتش به درون سینه غور شد
 صد ناخن نم دراز نه گاوید
 انسون بد میه عشق جادو
 رفته از سرخوش دل زکاف داد
 آن رشک بری برمز دریاچه
 از غورخ عشق بدگمان شد
 آنگاه نه از خرابی کار
 تیرش چه بسینه بر نشان گشته
 حسش چه شکست رنگ پرست
 زخم جگر که زهر خند است
 تیر مزه اش کر اجگر دوزخه
 چون برق بیدارش در آویخته
 این سوخته بسمل نکا هیه
 این باغچه هوش ناشکیب
 دیوانه غویش را چو پشناخته
 منجون طیش که پیش یاداشه

بیگانی آشنایی او شد
 افکنده نه که چشم خواش
 شد هرین مو جوتیش زنبور
 بر خورد بستگ نم سپویش
 در قیسه بری بحد نسون شد
 خون از رگ جان بیون تراوید
 بشکست طلسم رنگ برود
 چون تلاش قدم زهاددا فتاد
 کر ناله غواش در جگر پادشاه
 جانا نه بر او خود روان شد
 کش غمزه چه شته کرد بیدار
 برقش چه بدل شرر نشان گشته
 چشمش چه طلسم بسته بشکست
 زین شعله چه دل که بر سبذاست
 برق نگهش چه غانمان سوخته
 و زخنده شرار در خسک ریخته
 وان برق ستم روان برا هیه
 وان مسه ادایی دلخیزی
 آن رشک بری بغمزه درساخه
 دزدیده نگاه بر لقا داشته

نہیے اسے نگار خانہ عشق کوہِ بے فسونِ زمانہ عشق
لب خامش و دل بشور و فریاد فریاد ز جور عشق بیداد

(۱)
بہتر گشتن جوان و اکلادن ز زہر چاہ و فریاد کردن از درد کرم

خونین جگران شعلہ آواز	زین کوہ شدید نقشہ برداز
گان غیبت جور مسہ مفرور	تا از نظرش جو برق شد دور
این خستہ درون تو گرفتار	دلہستہ دام کبوتریے بار
می جسمہ جو برق آہ می کرد	دزدیدہ طہش نگاہ می کرد
می سوختہ بہ داغ دلنگار سے	می ساخہ بہ درد بہترار سے
زہر آب بہ زخم سینہ پر رہتہ	خون شد جگر و ز چشم تر رہتہ
نشتہ بہ درون سینہ بشکستہ	الاس در آہیکہ بشکستہ
شد خون جگر بداغ خمدوخ	سحاب بہ شعلہ ہم آتوش
اشک شقی ز چشم تر رہتہ	بروزن برنمان شور رہتہ
ہم طائر رنگ کردہ ہرواز	ہم تالہ بہ سوز گشتہ و مساز
ہم مردم چشم گشت حیران	ہم زلف حواس شد ہریشان
غوش کرد و داغ ہر ہان را	ہگذاشتہ بگرد کاروان را
سرگشتہ بجان بہتراری	از تالہ ماند چون غباری

(۱) یہ عنوان مطلوبہ کلیات سے ماحول ہے - ص ۲۲۵ - مرد

گردش بہ نگاہ جلوہ ناگاہ	نخلے کہنی گار آہ چاہ
صدرہ بہ غزان گذشتہ از سر	سد رخسہ بہار کردہ دور
آن سوختہ جان دلنگارے	دلدادہ درد بہترارے
ہائے صحرا خورد ہشکستہ	در زیر درخت زار ہشستہ
لختے بہ ہوائے شوق بالید	لختے بہ توائے ذوق تالید
لختے اسفی مگار خود کرد	اندیشہ بحال زار خود کرد
می گفتہ کی بارہ این چہ را زاست	شیخ نظم چہ جانگدازاست
این کیست کہ کردہ بہترارم	زد برق بلا بخار زادم
این شورش دل ہستند م از کیست	دین آتش جان ہستم از کیست
این کیست کہ برق زد بہ خرم	برہست شر بہ طرف دامن
خونین جگرم چہ بادہ بہبود	تاسور دلم چہ شد نمک سود
چون برق نگاہ نیز دارم	برگان چہ ستارہ ریز دارم
شد میرے ظلم چہ اندرین راہ	برشمکہ چہ سوختم بر گاہ
اے عشق مہا بہ قصد جام	بکڑاد دگر کہ زندہ مانم
اے عشق توام خراب کردی	خونین جگرم خراب کردی
خوش گفتہ زکی کر و شرر جسٹ	کاین شیشہ ہستگہ خورد ہشکستہ
زین گو نہ مثالہ و فنان ہا	می راند ز عشق داستان ہا
جان در خم و پیچ و تاب می داشتہ	دل در ہر اضطراب می داشتہ

(۱)

جز یافتن برہمن ہتھانہ از حال زار جوان بہترار و آمدن ہوسران و نلد ہی
کردن اہرون در ہتھانہ جوان را

لبن شعله دید در ترازه	ناتوس دیر عاشقانه
خوننا به چش جگر فگارے	کان میکش درد بیکراے
از زلف حواس پایه زنجیر	وامانده وجود ز کار تقدیر
برق شد و خرمن نفس سوخته	آن شعله که از فغان برا فروخته
دلبرانه تپاک داد پیوند	عورش تکے به چشمش افکند
از حال خواہش جز کرد	تا یادے سے خودی اثر کرد
تا جرعه هوش در سرش ریخت	تا که طہش دل پر آویخت
کز بیکری بهوش آمد	خون جگرش بهوش آمد
از بتکده نشان نبودش	تا دیده دور بین کشودش
مغور ازل حریف مستش	دیر بک جنون صنم پرستش
میکرد نفسے غمرا تپاک	پوری به طریقت غرایام
چون بوئے بہار خانه سوزی	آتش نفسی ترازه سوزی
ز تار به گردنش کندے	خونین جگرے درد مندے
ہمراز تپاک جانگدازان	سیرنگ طراز عشقازان
داغ جگرش بہار جاوید	روشن نفسی جو صبح امید
چون باد بہار گرم بشتاخے	زین حادثہ تا کہیں خبر یافت
آتش ویزان بحث سیلاب	آمد بسر جوان بہتاب
از خون دل آب زر برویش	از سوز جگر بسند برویش
گفتا کہ صنم فتادہ پا مال	گفتا کہ تو کہستی درین حال
گفتا کہ جلتون نشان بمن داد	گفتا کہ جان گزارے افتاد

گفتا که قدم بنا که از خویش	گفتا چه شگفتگی آمدت پیش
گفتا که دلم سر جنون کرد	گفتا جگره یگو که خون کرد
گفتا که بدرد دلفکاری	گفتا که چین چه بقراری
گفتا که دلم هوائے تم کرد	گفتا که بجا نه این ستم کرد
گفتا که بوحشم نظر کن	گفتا که ز حال من خبر کن
گفتا که بدرد جا نگرزم	گفتا که منه بچاره سازم
پیش نظرم گذشته ازین راه	جادو نگیس کار این چاه
شاید که خراب چشم یارم	دیگر زر هست خبر ندارم
از طرز سخن به رمز فهمید	درویش جو این ترانه بشنید
از ترک تکه جا کشیده است	دریافته که این ستم رسیده است
مخروش و یگار خود بیندیش	گفتش بنگاه کافیه جگر دیش
قطع نظر از خیال خود کن	لغتنی نظری بحال خود کن
باز اے ازین خیال باز آ	با روز جنون نه توانا
هم سینه غراش و هم نمک ریز	عشق است بهار شورش انگیز
حسن را به شراره داده پیوند	عشق آتش درد در دل افکند
افسوده به چشم راز زهر آب	جوشیده از و پسته خونتاب
مشتاق اجل دل غرایش	از خون جگر بود شرایش
با عشق گزیده سنجیده	نادیده هنوز برق تیزی
مخراش درون و هر زه مخروش	خونتاب جگر مبارد جوش
خود شعله نه زبان مکن تیز	اے غار باین زبان مستیز

افسون زبانه بر زبان بند	این به نغمه داد پیوند
کز بند سخنور خرد گیش	افکند نمک بخاطر رهش
چون باد نسون بند اثر کرد	تا آتش عشق تیز تر کرد
دانا به سخن چو شعله در جوش	دین خسته درون چو شمع خاموش
تا باخته هوش تا صحرای دید	برواز خرابیش پستدید
خوش کرد ز خوبیش رفتنش را	بگرفته به لطف دایش را
با درخت درونه مرد درویش	بردش بدرون منزل خوبیش
بنواخت بملطف مهربان را	بنهاد به پیشش آب و نان را
تسکین بامید وصل دارش	داد آیه خالص و بهاوش
گفته که هیچ از خوانی	کا مشب بو خیال کامیابی
آن بسمل شوق بادل دیش	برجست ز خاک و رفته از خوبیش
از وعده وصال تا خبر یافته	ذوقی بخداق شوق در یافته
میگفته که یارب این چه حال است	حرفیست که وعده وصال است
گو وصل و کجا شب امید است	انیک بمرم اجل رسید است
تا روز شود شب سیا هم	خورشید سحر بود ^{سحر بود} نگا هم
دل در برمن که داغدار است	دائم که شرار درکار است
خاکم که بخون دل سرشتند	چون برق طپش بمر نوشتند
شد صرصر به جستجویم	کین در یکشاد غم برویم
این برق که جلوه زین لعل کرد	در خانه دیده بیه غلط کرد

زین نالہ عشق سہلہ سوزم	نبود خیرے زخود ہنوزم
اے بہرہ ولم بمشوق مسینے	این شبہہ ہستگہ بر شکستے
اے دیدہ بہن نظر نکردی	ایدل زخودم خیر نکردی
دیدم بخیال ہرجہ دیدم	شاید بہراد خود رسیدم
تا چند دلم فگار باشد	بہلم چہ مآل کار باشد
زہنان بلوائے شوق ناگام	میربخہ شور زدیدہ تا شام
چون بہر درونہ بر شور کرد	تا روز بسوز دل بسر کرد
بہجد بہرچہ دود آتش	شد جلہ تا شب سیاہش

(۱)

طالب کردن برہمن آہ زن زن را وقت شب

تاریک شمعے چو گیسوئے حور	اختر ہمہ نور چشم بدور
بروزن آسمان شور بہر	دز دیدہ ستارگان گہر ویز
درد امن کہکشان ستارہ	کوفے بہرگ مزہ شرارہ
رخشان شب سیاہ اختر	زان سان کہ بہ لاچورد کوہر
بر زخم دل شرارہ ویزان	زلف شب تار مشک بہزان
از چشم لڑک ستارہ بہرہ	دین خستہ و دل شرارہ میر بہرہ
اختر نظریک برہمن دوزخ	بر داغ جگر ہستد میربخہ

(۱) بہ عنوان مطبوعہ گلشن سے ماخوذ ہے - ص ۲۲۱ - مرتب

خوش کرد هوا سبہ لہا سے	تا آنکہ ز سب گذشتہ پا سے
درہند قضا ئے کار او بود	درویش کے غمگاہ را و بود
کان غیبت ہوش را طلب کرد	بہر طہش دلش سبب کرد
سر کرد دم طسون گری را	در پردہ نشاندان ہری را
خویشے گرم تو مرق بہداد	گفتش بکجا یہ گاہ ہری زاد
خورشید رخ تو لعلہ نور	اے رشک بہار غیبت حور
جادو نگر تو فتنہ انگیز	اے خیزہ کافر تو خونریز
اے جان ہری نثار رویت	اے برق شہید گرم تو خویشت
این شیوہ نہ رسم و رہائی اسے	اے فتنہ گراہن چہ بیولائی اسے
درد دل خستہ کم شہیدن	کشتن یہ نگاہ و پس ندیدن
کرکشتہ خودخبر نلکاری	رحمے ہدست مگر ندادی
بنگر کہ اصحبہ ما جرائے اسے	اے شوخ ہیا کرت ہوائے اسے
زہن گنتہ بکار حیرت افزود	آن آئینہ رو کہ یہ غیبت بود
با سوز نہفتہ کیست آخر	واگفتہ کہ حال چیست آخر
زخم جگر کہ زہر خنداسے	بر آتش غم چہ جان پسند اسے
آن کیست کہ در بلاد افتاد	آن کیست کہ دل بمشق من داد
دین خیزہ چہ سحر سامری کرد	تو کہ نگہم چہ کاری کرد
گسٹرد کہ دید کان ہوا ہم	خون شد کہ جگر از نگاہم
نیر مزہ ام کو ا جگر دوخت	برق نظرم چہ غرضے سوخت
ہر گوشہ ہزار خستہ دارم	صد رہ نگاہ بستہ دارم

برغون شده دلم بسوزد	شمس بر هیه نه بر نروزد
درویش چو حرف تا زبشید	دستش بگیرفته و خوش بخندید
از انگونه نسون عشق سر کرد	اکندر دل آن بری اثر کرد
آمد بر خونگر فتنه خویش	انشاند ندک بسینه ویش
گفتا که چین چه بقراری	گوشه جگر برشته داری
وای به جگر شور چه پنهان	دشمن چه شکست دردگ جان
ای شفته خاطر جگر دیش	از عشق بکوچه چه آمده پیش
خود شمع نه چه شعله داری	خود برق نه چه بقراری
با این غم دل ننگه چیست	دین درد نهان نهفته چیست
من گفتم و تبسم بلب بود	با لطف سخن نهان غضب بود
آن جان بری چو پاده در جوش	دین سوخته جان خراب مدحوش
آن برق غضب بگرم جوش	دین سرخوش پاده خموش
وامانده بلطف حسن تقدیر	حیران بیان چو برق تصویر
دیش زالسان جوان بریزاد	انداز فدا دل آمدش باد
زافسودگش بخاطر الفسود	وز بیهودیش بنواز پیس بود
از خاموشیش به تنگ تر شد	وز بیهوشیش به جنگ در شد
گم یافته به بیهودی سوافش	شوریده ز جستجو و طافش
گفتا که ترا سر جنون است	دیوانگی از فساد خون است
دل در طیش و سخن ننگین	اخگر به جگر بود نهان
تا چند صفت دماغ سوزم	کین آتش مرده بر آروم

این کلفه و جبین ورد توش کرد
 بهگانه منزل و شد
 این است و بهانه جویی
 این مستی ناز را حریفی است
 بگرفت جو آن پری ره خویش
 گامد بر تو بهت بهدار
 ای می غیر از خرابی خویش از
 رسم و بهبودی نه این است
 زمین می خوری چه نقش مستی
 آن خسته درون بهخاطر دیش
 کاشی همدم جانان بهتواران
 حال من خسته جان چه پری
 او آمده من زخویش رفتم
 محروم از وصال بار است
 سر گفتیم که هست در سر
 دین گفت و برون شعله بر جسته
 داغ جگر شروز فشارش
 نواره خون ز دیده جوشید
 شد ناله زار شورش انگیز
 درویش بدین طبعی که دیدش
 دریاچه که اضطراب عشق است

بر کشته زمهر و قهر خوش کرد
 کافر سولج خانه و هکراعد
 این است ادای تندخوی
 این رسم و رسم طریقی است
 یکشاد زبان لطیفه درویش
 هشمار نبوده توز بهار
 از شورش حال خود به بندیش
 هشمار که شته در سیم است
 نشتر چه درون دل شکستی
 سر کرده سخن مطعن درویش
 مرهم نه ریش دلفکاران
 از بهخوان نشان چه پرسی
 کز منزل خویش پیش رفتم
 آشتیگم مال کار است
 برگشتیم بود ز اختر
 سر رشته هوش داده از دست
 زد خنده جو شمع برفشارش
 زان نگهب سحر شعاع خورشید
 مزگان گردید از غوان ریز
 دل در برغون غم طبعش
 این خسته درون خراب عشق است

برهم زده پیخودی مزاجش.	یگذاشته بدرد لا ملا عیشت
شام و سحرش چو آمدی یاد	تکلیف به آب و نان همیداد
زین گو نه گذشته روزگاری	کن خسته بجان بقراد اے
بشسته بخاک ناتوانی	میسوزد بدماغ خسته جانی
تلخ آب جگر زده به می دهنده	در برده دل شواری بیهوده
می خسته درون پناخن باس	می سفت جگر بتوک الناس
عشق بدرون دل اثر کرد	سیماب شراره در جگر کرد
چو شد بسینه تلخ آتش	موج شده نهض اضطرارش
می زیسته چنان بجان بیتاب	بیهوش و حواس پیخود و خواب
بکچند بدین نمط چو یگذاشته	سوزش و مساز نشه هاگشته
این سوز و گداز عاشقانه	عنوان شده بهر هرفسانه
شد تاله طراز د داستانها	گاین نشه دناد بر زبانها
این سوز دم نسون گری شد	تاکوش خراش آن پری شد
از خسته درد نیش چو پیشهید	صد گونه بدل زدرد پیچید
شد برهم و در عیان فضا که	پیراهن صبر زد نهان چاک
قهری به میان زخام کارش	پنهان آشفته بحال زارش
تا حال خرابیش شتودی	آشفته و بد دماغ بودی
دل تنگ شدی و زهر خندان	از قهر و نسوس لب بدندان
می داشت نهان بدرد و انسوس	صد گو نه هلال و تنگ و ناموس
باهنغان خود چو بودی	پنهان در از واکنودی

می گفتم سخن باه و زاری	می سوخته ز داغ دلتکاری
از درد پنهان به تنگ می بود	وز یاس حیا به تنگ می بود
می گفتم که این چه فتنه بر پا است	این کرد خرابی از کجا خاصه
بارب چه کم چه ساره سازم	چون شمع بسوز جانکدازم
از خسته دلش خبر ندارم	گوئی زوفا اثر ندارم
اودر لم و من به شاد مانی	مرگ است بنام زندگانی
زین کو نه بدرد اضطرابی	می بود پنهان به هیچ و نابی
دلفی سوئی جاه گاهی گاهی	کردی به خرابیش نگاه
بگذشت بدین لعل زمانه	گن شعله بر اوج زر زمانه

(۱)

مردن شوهر آن زن و عزم سوختن کردن زن و رفتن جنازه و همراه شدن جوان دل داده و آتش دادن برده و نشستن زن در آتش دروسا بدن جوان خود را در آتش و باهم گفتگو شدن عاشق معشوق و سوختن مرده و خاموش گشتن آتش و نسوختن عاشق و معشوق و رفتن آنها بر جاه دشتن در زیر درخت آمدن سلطان و گرفتن دسه جوان و پرهشان شدن خاکستر هردو حیران شدن هرکس : —

صبحی به طایفه سبزه سوزی	حشری به ملایم تیره دوزی
صبحی و قیاسی در آتش	خونناهی آفتاب در جوش
صبحی و شب فراق دیده	مهری بخون دل علیده
خونین شفق گل بهارش	گلزار غلیل در کنارش

(۱) به عنوان مایه کلیات می مایه های - ص ۲۲۶ مرتب

خورشید ز تیغ کوه بر حبه	کز کبکد نالگون شور حبه
بر غور و بگو شهابی سدائی	بر خاسه ز ناله ها نوائی (۱)
گفتند جهان که آن بری روئی	بروانه صفت بهام تم شوی
دارد سه سوختن به آتش	شور چمن سمن به آتش
زین ناله آتشین ترانه	شور لبه کرانه تا کرانه
این زخمه بهم تبار جان عد	تا گوش غراش آنجوان شد
درد این دل جلون شور حبه	آهے عد و همهو برق بر حبه
در راه طلب بسر روان شد	سر گشته چو گرد کاروان شد
می رفته و نهان و پائی کوهان	چون رنگ روان و آن بهایان
عشق آتش رو بر آتش آورد	تا منزل رنده گاهش آورد
ببول رنور دستگیری	گردون به زمین ستاره ریزی
از دشت تبار رزد بر خاسه	کز شور و شور گرد بر خاسه
چون دیده خون جهان بر آشوب	آشفته هوا چو زلف محبوب
دوران بهوائی عشق بازی	نوساخته ساز فتنه سازی
آتش نمان فشارد در جوش	خوش کرده هوا شور در آفوش
آواز دوائی ناله جنگ	بر بوده از جهان تیونگ
خونین نکهان باغ جاوید	نظاره گمان بهشم غورشید
افلاک پدید ستاره	می سوخته بگرم نظاره
خالق بنموس لب بدندان	وان رنگ بری چو شمع خندان

چون لاله تر بخون تازه	بر عارض شعله تاب تازه
چون بادۀ ارغوان بجوشی	برق غلیج و شعله بوشی
آلوده بخون نگاه مستی	دسته انبوشی لعل دل بدستی
شمع است که خنده بر لبش سوخته	حسینک ؛ عشق رخ برافروخته
در خرمن لاله برق افتاد	آن شمع چون تن بسوزهن داد
دیوانه بکار خوبش هشمار	وان سوخته جان عاشق زار
در گلشن شعله زار نهشت	باسوز درون چو برق برجسته
آتش به نهاد شان در افتاد	بودند برش که هندوان داد
این آتش فتنه از کجا خاسته	گفتند که این چه حشر برها است
وین فتنه چه نقش بر طرازد	این کیسه که جان بزرگ باز
تا عاشق زار بمقارے است	سوداژده جگر شکریه است
از زودی رنگ او هویدا است	شورش که درون سینه پیدا است
گرم سخن و بکار حیران	بودند بهم دگر بدین سان
کشید برف او سخن ریز	تا آنکه بگر فتنه انگیز
واگفته بجلوه کان جگر دیش	تاگاه زرد رسید درویش
از کشور عاشقان فریبی است	شوریده سوز بلا نصیبی است
از گلشن عشق لاله زار است	داغ جگرش که در کنار است
با سوز جگر وار گزارند	دست از بر کار او ندارند
بکمر ره خاموشی گزیدند	زین کو نه جوهند وان شنیدند
تا شعله گرفت اختر او	جستند کناره از بر او
بشهاده دو گوش به آواز	گشتند بیک گوشغن ساز

تا آن که جوان وحشه آشوب
گفتا بیهوده چه بپرواسم
گفتا که مراز خود خبر کن
گفتا همه تن چوشعله زادم
گفتا که جئون چو شعله انگیده
گفتا دو دم ز سر بلند اسم
این گفتم و شنوهم و گریه
دودیه ز دل شرر برخاسته
آن دود درون سینه سوزی
پهیدیه شعله طره دود
شعله بدرون سینه بهجان
آشفته هوا چو آه شگیر
زین آتش دود چشم نیرنگ
زنگو نه گذشته چو زمانه
آن آتش دود بر طرف شد
تا چشم نظارگی کشودند
دیدند که آن دو معرفه کیش
حاکستر همه بودیک لوده
گشتند زخیرگی سخن ساز
کان خسته جگر بد نظاری
کای رشک بری چه بپرواسی
از سوز دلم خبر نداری

سر کرد حکایتی به محبوب
گفتا که مدته بی شناسم
گفتا که پاتشم بنظر کن
گفتا که جو برق بپروادم
گفتا که شرر به برنجان بپرده
گفتا که خموشم بهقداسه
تارنگ دگر زمانه بهخود
وزدشته سیه غبار برخاسته
میداد نشان زبیره روزی
چون برق نگاه سرمه آلود
خون شب لاجورد جوشان
شد چشم زمانه چشمه قیر
شام و شفق نبودیکرک
تا شد روشن رخ جهانیه
یکسوز رخ هوا کلاف شد
امویه عشق و انبودند
بودند نشسته درپس و پیش
زانها هرگز نه سوخته رخنه
دادند دوگوش خود باواز
بیگفته بطرز به پرتواری
زین خسته هنوز ناشناسی
برخستیم نظر نداری

بیگانه روزگار گشتم

بر خیزد بهاره وفا گیر

این خسته جگر تکیه دارد

گفتا که مکن ز درد دل خون

تا از من بیخودی خرابی

این گفته برونق برق پرچمه

در گردن خسته جان بیدل

ز بنگونه روان شدند همدوش

تا زیر شجر کار آه چاه

حیره زده رو برو نشستند

حسن و حرکت نماد و نشان

زین حادثه طوفان شورج افتاد

صد گونه بخلق گفتگو بود

این صافه در هوا به پیچید

زین طوفان چو بادشا خبر یافته

آمد به آن دو خسته خاطر

ره برد بخاطرش گماشتا

ناگه بگشود شان چو سلطان

صاحب دهران وحشت آورنگ

نظاره بهشم هوش کردند

این زحمن و عشق دیدند

اینکه نعمت زجان گذشتم

دین سوخته جان بروی گیر

وان برق غصه بتسمی دارد

دانی تو که لایم نه معنون

شاید بوحال گامیابی

و ز آتش سوزدل شمر جسمه

افتند دو دمه خود حائل

همراه و همدم وهم آغوش

با یکدیگر آمدند همراه

عزالت در گفتگو به بستند

هریک نگران بهشم حیران

هر کس ز عجبانه نشان داد

بر سمه نوائی هائے هوی بود

تا همدم نطق صور گردید

در راه تلاش گرم پشناخت

در عشق عجبانه دید ظاهر

بگرفت بهاس دست آنها

شاگستر خسته شد پربشان

دیدند چنین عجبانه نیرنگ

خونین جگران غروش کردند

چون برق سوزدل طبعیدند

خاکسترستان بھاگ پنھان

باتی هنوز داستانی

کردند بسوز سینه بازان

زان غمتہ دلان بہر زبانی

(۱)

بھان شوری عشق

چون محبتہ گل بخار سازی

بروانہ و شمع پاک سوزی

خونین جگر بہار از تہ

تاہر رہ نہیں چراغ

برگشتہ بوختہ لڑلان

آتش شکن بھان شیرین

ہر دل بتوائے اضطراب اسہ

خونائے دل مبارک جوش

دام کہ چوہ برق بیکراری

عشقہ بھگر شرر نشان اسہ

جوشد زنی تو خون تیرنگہ

احسنت بدین شکستہ حالی

چون برق ہر آسمان شتایی

دارد سخت قبول خاطر

اے عشق پکچہ کار سازی

چون آتش داغ ہر فروزی

ہر داغ دل ہزار از تہ

بخشی بدل برشتہ باہداغ

مجنون ز جھائے تہ نالان

از کدھکی بھان شیرین

از جام تو ہزم ہا خراب اسہ

خاموش زکی بہ ہرزہ فروش

زین شعلہ زبانی کہ داری

تو کہ ظلمہ کہ زرفشان اسہ

داری چہ بتوائے سحر آہنگہ

با آنکہ زریح پائمالی

جہمتہ فیضے از تو ہایی

خوش باشر کہ از کمال ظاہر

از تو اترے پر روزگار اسے کائن برقی سخن بیادگار اسے

باران کے برہن نظر کما دند

از غمتیکست بیاد آرد

بفضلہ تعالیٰ تمام شد مثنوی برقی سخن تصنیف شیخ مهدی علی خان صاحب ساکن مراد آباد

(۱)

قصیدہ فارسی دو مدح شہید دشت کر بلا لکھ جگر سرور انبیا حضرت امام حسین علیہ السلام

شعلہ بیتاب جو شد در غم صہبائی من	موج خیز خون برقی اسے آتشین دروہائی من
طبع نقاش معانی صورت آرائی سخن	سر خط تعلیم گیرد از دل دانائی من
لیلتہ القدر اسے . . . مضمون سواد نامہ ام	ہوئی زلف حور آید از شب بلدائی من
خضر رہ کم کرد کان عرض مطلب می شود	شیرہ بیگانه از وادی خسوائی من
از رگ سنگہ مزارم می جہد خونین شوار	ہست مہرے درکار حلہ خارائی من
صورت علم موسم گشتہ ام از بحرے	روح معنی میکند سیلان زحر تابائی من
صاف میگویم کہ از فیضان نیمان سخن	ز آب گھر بوجہاد ارد دل دروہائی من
تازہ جان می بخشم از لطف سخن دل بردہ را	نور معنی گشتہ روح معجز عسائی من
سبزہ می روید ز خاک من برنگ آسمان	آفتاب صبح باشد لالہ صحرائی من
زور بازار سخن مد نظر دارم کہ هست	چشمہ خورشید معنی دیدہ بہنائی من
جلوہ آرا مہر و ماء معنی صورت بود	درگان ماہتاب و حلہ خارائی من
ہمجو شاخ بہد بختون سبز گردد شام او	آہوئی شوخی چود گر سبزہ صحرائی من
تازہ تر داغ دلم خورشید تابستان بود	نو بہار عشق باشد موسم گرمائی من

کج بود همدیگر طبعم جوهر کرد بیان
 در چمن برگ و نواحر سبز دارم بر هزار
 باطنم را ترجمان ظاهر که گردد آشکار
 بلکه همتایی ندارم جوهر فردم گواه
 کست مرقی کو بخاروس لاف بکتابی زند
 از تعلق هائے دنیائے دلی تنگ آمدن
 در سوادے سروپائی چه کردم قطره زن
 شعله زار عشق از خون گری سرگشتگی
 خنده پیمانه ام سوزو نگاه آفتاب
 گردش بخت مرا تا دیده بزرگ و گر
 اشک خونین را سروکارے بهشم تر خوش است
 خسته جانی چون کند صد آرزوها در دلم
 بسکه زهر آب جگر بهار و از چشمان تر
 از قیام لرها تابان کند خورشید حشر
 آتشم در روزی باشد ز خورشید لکه
 باز اندوه شباهم بهشت پیری کرده غم
 وحشه آوارگی دارد ز خود بیگانه ام
 حریف باشد که بود یاد بنهجه سوز و گداز
 کشته عشق شهید گویائے حرم
 باشد خاطر غزلخوان مراد و کا هست
 نیمم خود بین بدوران لب که از لطف نگاه
 سازد برگ کامرانی که نباشد گویا

کو غزال قدس را هم چشوی لیلای من
 کاشین منقار باشد طوطی گویای من
 جوهر تیغ زبان ز آینه سبای من
 وحدت علم و سخن شد پیکر جزای من
 نازش معنی ندید طبع هند آرای من
 ورنه دودے بر نفیود ز آتش سودای من
 میزند بند علاقی تیشه ها برپای من
 گرد باد آتشین میخیزد از صحرائ من
 خون شور جان پری از گریه بیثای من
 خنده زرد و دست ساقی ساغر سبای من
 کین شفق باشد حنا بند گل دویای من
 همچو شمع داغ سوزد خنده بر لبهای من
 شد بزرگ چرخ اخضر وادی غفرائ من
 تا شرر بزند بطرف دامن صحرائ من
 پوستین آسمان شد حله سرمای من
 در غم امروز خون شد حسرت فردای من
 میر مداز سایه خود آهوائ صحرائ من
 محفل افروز سخن شمع دل دانای من
 اشک باشد مرهم زخم دل شدای من
 در خزان دل تنگ بنود بلبل گویای من
 دور بین غور به بنهجه دیده بیثای من
 بر سخن خوش باد ناز طبع بی پروای من

نازش من در جهان بخروک را هر که حسد
 صاف میگویم بروئے مدعی مردانه وار
 تا بعد از زبان از آب کهرشته ام
 از زبان من تر اود صد توانی تازه لب
 کو ذک سراسر از بال و پر طعم دے
 در شمار آب و تاب از یک جهانیست
 از به محض رنگ و بوئے خون طراد در سخن
 مدح او آروم از ظلمت آب حیات
 ای زگی طول سخن تا جفت خاموش گزین
 در جناب گویا بردار خود دست دعا
 آرزو دارم که از لطف مقامی تو
 همچو غورشید ذک گیرد زمین اعتقاد
 بده درگاه حیدر مرشد تو لایق من
 من غلام قیوم قهر بود آگاهی من
 شد گهر سنج عدن ناکه سخن بهوائی من
 برده مدح حش سردن کے بود بارائی من
 تادوش کے برسد فکر جهان بهوائی من
 موج غیزد حش را گهر بگنائی من
 برگ گل گردد زبان بلبل گویائی من
 سبح امید سے کند پدا شب بلدائی من
 بسته شد زین شکر ستان سخن لبهائی من
 خاکسارانه نگو گای دادر بگنائی من
 سرخ رو گردد ز عدو هم دل دانائی من
 بوسه خاک دوش چشم جهان بهوائی من

حشر من گردان بخیل شمعان مرتضی

بد ظم باعد بفاک مشهد مولائی من

(۱)

قصیدہ تاریخ جلوتی بناء غازی الدین حیدر بدین صنف کہ ہر مصرعہ تاریخ است و حرف
 منقطعہ مادہ تاریخ و آرزوئے تو شیخ بیہ بری آمد کہ بعض است بدین صنف مذکورہ دودیک
 شعر تاریخ نفی ظاہر است ۔

اہل جوہر سے نہ پوچھو اثر حسن عمل
 کہ خود آئینہ ہے فولاد سے کار صقل
 ہوگئی سر خون جگر کھائی من
 تا متصل ہوئی اس شان سے فکر مجمل

(۱) نوٹ :- اس قصیدہ میں جو ابتدائی اشعار اردو میں وہ بطور حے ماحول ہیں لہٰذا میں صرف فارسی
 کلام ہے ۔ مرتب

ہر جاوید ملی گشت سے اس دادن کو
 حسن معنی سے یہ ہے جلوہ نیرنگ عیان
 دیکھتا ہوں میں تصور کے الفا کو بروئے
 اس قدر رنگ طبع کے اثر سے ہے عیان
 حسن آرائشی محفل ہے نعلی پرواز
 نامہ میں ہے اثر قریب جوانی کا
 چرخ اخضر کو کہا عکس شفق نے گل رنگ
 سبز آئے ہیں نظر تار شعاع غور شد
 دھوا چھان آئے لگی جلوہ غور شد سحر
 فرش زر تار بچھائی ہے شعاع غور شد
 آپ و تاب گل تر سے ہیں یہ کہیں چھڑکاؤ
 دن کو رنگ اڑتے ہیں غور شد کی بھکاری سے
 جام صہبا میں گل تر کے کٹرجے بکھر
 چور ہے نثر میں جوت کی بہار گلشن
 لہجہ جوی میں ہے باگالی گشت میں بھلی
 روشنی ہے چمن زار کی آراستگی
 گل و شاہد ہیں یہ خندان کی طراوش میں ہے رنگ
 پھول دامن میں پھرتے نقشہ میں آئی ہے بہار
 بالے چھائی کی چمک کان میں بھلی سے دوچند
 چھائی ہاون کے بنے آپ خضر کی چھاگل
 کہ سخن رنگ برنگ آئے ہیں خاطر سے نکل
 جلوہ حسن دن آویز نظر کی اوجھل
 کہ زمانہ نظر آتا ہے مجھے رنگ محل
 چشم نظارہ تماشاں بنے کر احوال
 بختہ خنجر سے مرغ چمن آتا ہے نکل
 نثر باقوت بنا کیند نیروزہ محل
 مرغ زرین کے پروہال سے پھوٹے کوئل
 پردہ اطلال نیرنگ ظلم کی اوجھل
 رنگ ہر سائے ہیں گلشن میں کلاں بادل
 کہ قدم باد بہار کی لیے بھی جاتے ہیں بھل
 قلعے نور کے ہیں شب کوستاروں کے کھول
 خنجر لالہ ہواڈی کی ملی ہے بوتل
 کہ سہلکتا ہی نہیں دوش سے ڈھلکا آجکل
 بادلیے کے ہیں دوپٹے کہ سنہری بادل
 خنجر لالہ ہے لالہ تو کھول کے ہیں کھول
 شمع کے خندہ شہین سے چمکا ہے عمل (۱)
 بال بکھرے ہوئے پشائی پر افغان بادل
 دیکھ کر ناف پہ کوفے کے ضائل ہیکل

قدس کے پردہ بھین آئے ہیں انداز کے ساتھ
 چوری چوری کسی مشتاق کے گلاب سے گو
 رشہ سے آنکھیں ہیں کلرنگ کل انداموں کے
 گل سوسن سے لہا رنگ سے زہون سے
 کیا بھاشا ہے کہ ہے سادہ خوبان بھاش
 رنگ لا یا ہے گلستان تصور کا سنان
 خود بھاشا سخن کو ہے یہ جوبن کی اشک
 شرایں کے ہیں مشتاق حریفان سخن
 یہ بہ حیرت ہے کہ کہ رشہ سے ہے جانی دماغ (۱)
 آج گل گوہر یعنی کا یہ کاسد ہے عیار
 قدر جوہر تو ہوں گوہر ناہاب زکی
 حوصلہ خون نہ ہو کیوں کر سخن آرائی کا
 طرسی میں وہ کروں مطلع پر جسے رقم

مطلع طرسی

اندوین دور کہ کا سد شدہ بازار میل
 کشہ جذب دل صاحب نظران آتش جان
 از سراج فلک آمدہ امروز بھاگ
 اندوین دور خرابی شدہ خود خاک بھین

باغ فردوس کی مہدی گل پالے طبل
 ہوئے گل کو لئے جانی ہے عیا زہر بھل
 شمع خورشید سے روشن نظر آئے ہیں گول
 آنکھ سے توکس شہلا کی چراہا کا جل
 جلوہ دکھائیے لئے رشہ سے اثما کر آجمل
 عین تصویر عوا آئینہ جہم امل
 کہ ہوں رشہ شوخی سے غلبہ کی جھل
 کہ غم یادہ سر خوش خود آئے ہیں امل
 کون پڑا زلف پریشانی خار میں بہ بل
 نذرہ خاک ہوا جوہر فلک اول (۲)
 چاہئے اہل ہنر دل سے کریں قطع امل
 جب خریدار اسے شہدائین مٹاؤں
 اموری ساتھ مرے ہوم لیے مرقد سے نکل

یہ جوئے گل نذرہ جوہر فلک اول
 اشک شہم شدہ دردیدہ خورشید میل
 اختر علم و سخن جوہر قطب و بدل
 اختر علم و سخن جوہر بے ملک و بدل

(۱) جانی - تندرست - طاقت اور چالاکی

(۲) فلک اول - مراد حضرت جبریل علیہ السلام

- (۱) ہنگ ہستم بچہان عامر شہین سخنے
نوزدہ بچہ بطاریخ رقم زر ظم
کہ زہر مصروفہ تاریخ بز آید بیرون
دگر از صورت تو شیخ بر آید غصوے
اندوین فکر کہ خون شد جگر سرخندام
و ان قدک طرف نقد سر خوش ازین پادہ لوی (۲)
آرزوم بود از بہشت صاحب نظران
یاب آرد کلامے کہ بود درخودشاه
بادگار اسے ز فردوسی و محمود ہلوز
دگر آژین پشتو خوش دہر (۳)
(۴)
- تلمذہ تاریخ نعت نشینی قازی الدین حیدر وائی لکھنؤ
- برودل عرصہ کلار ز چوگان عمل
رفہ ایام مصائب دگر عید آمد
افتقد نجم سعادت مگر از عنوانہا
ماجرائے فلکی را چہ مقام ابرار
در کشد مورد طالع بحواز انہا
کوئے آداب دل قازی دین اجل
و امدالفتح تقرب لا این عمل
آفتابے بسر مطلع انوار امل
ہستی جام جم از آئینہ دل چہ ملک
کوئے آن دولہا کو کہ شدہ دین سرخ محل

(۱) م - - - - - ۲۱۵

(۲) م - - - - - سائل

(۳) م - - - - - سائل

(۴) یہ عنوان مطبوعہ کلیات سے ماحول ہے

رسد امروز باستانی ابراهیم	بیه شاه که با روح علاقه کرده
می تواند که دگر ساز کند رسم اول	یاد آن صحیفه حایق چه کند روح که قصه
شد آئین صدر عالم بی مثل و بدل	رسم ارکان حکم داده مراد امید
آمد از مجد صداحی علی غیر عمل	دولت صدق و صدا سر زده از حد وصال
رفت آن عیان رسیده بسلطین اول	وسعت حوصله داری بدل طرح کمال
شاهن نورس زیبا شده باعین عمل	لله الحمد اگر جلوه گر حیث صلاح
گردگاره جهان کار بهجای اکل	تا بود عالم آدم برسا نادانی شاه
رو نماید شلاق از حد گریبان عمل	روز شور علم شد جو بهجلوه آمد
یاد از جور و صلاحی تو مرا مشک حل	گر دامیام قلقل یاد سر طالع شوم
یکهزار و دو صد و من و چهار است اقل	روزدی هوش بهجاها گفته که سال
چهره و بی نه تابنده هلاک بکمال	داری نه ا هفت که کند سیر دل را جو صبا
و اقدالتمر بهصفا که شکلا اکل	وسعت دل طلب اهل ولا از تنها
نامور مرد درین دور بود عید اقل	بیت آبادی ناله حدق مهدی تو

عصر توشیح :- بر آمد نیز دوست زگردون
گو آء گرم نشان شکر بهجون

(۱)

تاریخ هادی برادر هادی علی باین صحنه که بر مصرع تاریخ و منقوط به تاریخ و غیر منقوط
به تاریخ و منقوط مصرع اول و غیر منقوط مصرع ثانی تاریخ و منقوط مصرع ثانی و غیره منقوط
مصرع اول تاریخ تاریخ صوری هم و مصرع ظاهر است -

- گرفته هر هفته سخن هفته مواد تاریخ - تاریخ عدلی این عادی تاریخ - فرزین
مجموعه مکتبه عصر یوق و بخلاف - سوری و معنی و هر مصرع بیت است یاقین

۱۲۳۸ هجری قمری - عصر تاریخ مکتبه طور

- سن اصحاب هزار و دویست و هشت آن - فصل داده نشان صبح قرآن السعدین
(۱)
تاریخ تولد فرزند اوجمند مهدی حسین مکتوب بیت و غیر مکتوب بیت و هر مصرع بیت تاریخ و سوری
هم تاریخ ازین عصر تاریخ پنج طور برآید -

- بصحبک سرزده چون سرور - سی و پنج دان بر دوشان صد فرزون
تاریخ فتح بهر روز بر مصرع تاریخ و مکتوب بیت و غیر مکتوب بیت علیحده تاریخ و غیر
مکتوبه مصرع اول و مکتوبه مصرع ثانی و مکتوب مصرع اول و غیر مکتوبه مصرع ثانی علیحده
علیحده تاریخ و تاریخ لفظی هم صاف ظاهر غرض مکتبه طور تاریخ برآید

- صبح امید سحرانی ز فتح بهر روز - باسه ده نشان صد احد هزده و دواویج شد

۱۸۲۶ عیسوی

(۲)

تاریخ زینش تراشی خواجه فرید ساکن شاه جهان آباد

- تصنیف هفته ماده بر مصرع بیت علیحده تاریخ و مکتوبه مصرع اول و ثانی تاریخ و مکتوب
مصرع اول و غیر مکتوبه مصرع ثانی و غیر مکتوبه مصرع اول و مکتوبه ثانی تاریخ و تاریخ لفظی
از مصرع ثانی صاف ظاهر است - فقط -

۱۲۴۲ هـ قمری

عصر تاریخ

۱۲۴۲ هـ قمری

ز خلق دیش فرید بحن که بد نمود - احد هزار و دوصد شش دویاره دسی بود

الحمد لله و المنة که بمناهیة تعالی و تقدس دیوان و شنوی و قصائد و تاریخها تصنیف
شیخ مهدی علی صاحب متخلص بذکی که خاکه . سکونتش تحقیق شده است و در نسخه که ازان
نقل برداشته ام ساکن مرادآباد نوشته اند و رای مولوی سنا الدین صاحب که بمصاحبت نواب
محمد مصطفی خان صاحب بهادر بسری برند بدر یافته عامی رسیده است که ساکن لکهنئو است
باجتتام رسید و نقلش از نسخه کتب خانه عالی جناب نواب صاحب موصوف برداشته شد و تاریخ اختتام
۲۵
بست و پنجم صهر رجب المرجب ۱۲۶۴ هجری روز چهار شنبه وقت دویهر است - بخط بد خط
فدای حسین علی عفه است -

بخدمت ناظرین نسخه هذا عرض کا بت است که کتاب اصل بیشتر غلط و نیز مثل خط بنده
بد خط بود اگرچه حتی الوسع خود بصحت نفیس برداشته ام اما سبب نسخه اصل اگر جا غلطها
معلوم میشود اگرچه بسعی ذهن رفع شکوک ممکن بود مگر بدین نظر که بکلام قابل تصرفها نامناسب
است محل گذاشتم

العافیة بالخیرباد

خبر

- ردیف الف -

حمد اور نصہ جوہے تاج مرعوان کا
مطلع نور بہ مطلع ہے میرے دیوان کا
گرچہ ہر موئے بدن مثل زبان ہو کویا
پر ادا شکر نہ ہو مرحمت یزدان کا
فضل سے اپنے کیا حق نے جو پیدا مجھ کو
لطف اول تھا کہ پورا یہ دیا انسان کا
امہ ختم رسل میں یہ کیا فخر عطا
کہ دیا فضل مجھے جب شہ مردان کا
مجھ سے ناچیز کو الطاف سے اپنے بخشا
پھر کیا فضل سے تشریف شرافت زیبا
عہد پیرانہ سری میں یہ فضیلت بخشی
لکھنؤ ہے جو حقیقت میں جہان خوبی
شمع سان میں ہمہ تن صرف پھان ہوں لیکن
آپ گوہر سے زبان دھوئے بہان کرتا ہوں
قدردان ایسا ہے جوہر کا شہ نذرہ نواز
قطرے شبنم کے گہر پتون پر آئے ہیں نظر
مانگتا ہے یہ دعا حق سے شب و روز زکی
سایہ عالم پہ رہے اس شہ عالی شان کا

واہ و اصل علی رتبہ جناب پاک کا
جس کے حسن جلوہ پر نازان شرف لولاک کا
جلوہ کرتا ہے دوہالا دلیر چالاک کا
جہتی رنگت پہ عالم جہتی پوشاک کا
خون سے پھر کر جب کہ مل جاتے ہیں دل کے آبلے
زخم کا انکورو بن جاتا ہے خوشہ تاک کا
دشت وحشت میں جو تھک کر رہ گئے ہم سخت جان
بن گیا سنگ نشان پتلا ہماری خاک کا
خون کا دریا جو تھا سینہ میں اپنے موجزن
تیر کر دکلا نڈنگ ناز اس سٹاک کا
جاتی ہے ملکہ فنا کو بہیم اخبار عدم
آمدورفت نفس کا سلسلہ ہے ڈاک کا
چاندنی کی گلش ہے جو اس پری کے پاؤں میں
ہر سناوہ مول ہے مہتاب کی پہچاک کا
ناز معشوقانہ کو زبندہ ہے شان حجاب
لن توانی گو ہے جلوہ شاہد پر پاک کا
سلک اشک تیرہ تسبیح عقیق البحر ہے
آبلے دل کے نہیں کٹھا ہے خاک پاک کا
ریختے میں ہوئے معنی ہم نے پیدا کی زکی
سر زمین ہند میں کیا عطر کھینچا خاک کا

بنائون حمد و نصہ و منقبت کر تاج عنوان کا
دکھاون مطلع انوار مطلع اپنے دیوان کا

ہوا ہے آفتاب صبح شعلہ داغ پہنایا کا
 تیار تیس مین جان آگنی فموکر سے لیلی کی
 کھلا کھلتے مین گل کے مدعا وخصہ کا گلشن سے
 سمجھ کر ساقی دریا دل ان پاؤں کے جھالوں کو
 دھا تھا کچھ دیون دل مین کسی کی زلف کا سودا
 بہار آئی ہے قاصد جی مین رہ رہ کو یہ آتا ہے
 نعرے شوق کی جو بدعمراس کا اثر بخشا
 بلائیں شمع کی لین اس رخ تابان کے دھوکے مین
 کسی کے لڑے ہم جودل کی باتیں کہہ نہیں سکے
 بہارین لکھنؤ کی دیکھ کر ہو جائے دیوانہ
 تصور خواب روپوں کا سہا پہ جب نگاہوں مین
 بنا آئینہ تصویر چشمہ چشم حیران کا

فزل اک اور بھی لکھنا زکی لازم ہوا ہم کو

کہ شورش بر ہے ان روزوں مزا طبع سخندان کا

یہ ہے عنوان مضمون وصف حسن روئے تابان کا
 ملاہل اس کے ظلمہ نہر کی ہے روشنی دن کی
 یہ شادی اس پہ ہے رحم گوہے ہوگیا عشق کی
 بنا دے شکل حد حد حافظہ مین لے کر کہوتر کو
 وہ دن کیا تھے کہ راتوں کو گلے مل مل کے سوتے تھے
 یہ اپنی پٹلیاں پندار مین برہان نظر آئین
 ہوا وہ گل بدن مستند نشین مغل گل رنگ
 خیال زلف مین شوریدہ خاطر تھا مین سودائی
 کہ مطلع آفتاب حشر کا مطلع ہے دیوان کا
 معاذ اللہ منہ کا لا شب دیہور ہجران کا
 نیاز ہول کو سمجھے دوکاندہ عید لہران کا
 دکھادے شہیدہ دستہ نگار آلودہ جانان کا
 سر شک خون ہمارا مطر تھا ان کے گریبان کا
 کہ نظارہ تصور کا تماشا ہے برستان کا
 ملاقات حریری سے لڑا مضمون گلستان کا
 پھرا سر اور اک طرہ ہوا حال بریشان کا

زکی گردون کی گردش اپنے دل کے گرد رہتی ہے
مگر حال سویدا نقطہ ہے برکار دوران کا

بار دم منزل نہ پہونچا خار ناعاد کا
دام کے پھندے لکس کی نیلیان توڑیں تو کیا
آب اشک شور میں نہلا کے کیا کرتے ہیں دفن
کوچ ہے دار فنا سے ہستی جاوید کو
موس مجنون میں ہے اب وہ حلقہ ماتم کی دھوم
حلق ہسٹل پر وہ چل چل کر ٹھہر جاتا ہے کیا
گرسواد طرہ طرز سخن سے رنگ اڑائیں
باندھ لیے رقعہ ستر اے نالہ مرغ جن
شکل برگ گل بھوئے جو بال و پر ٹوٹے ہوئے
زہر لافل تھا یہیں خستہ جان کے واسطے
دل کے آجائے سے ہے بان دھوم شادی مرگ کی

آرزو اصلا نہیں سیر پرستان کی زکی

آنکھوں میں چھایا ہے عالم ہند حسن آباد کا

ہون ستم کشتہ غمار آلودہ چشم بار کا
زندہ جاوید ہے کشتہ نگاہ بار کا
منہ میں کیوں ٹپکاتے ہیں غمغوار پانی وہ نزع
شوم آتی ہے کسی سے حال دل کیوں کر کہے
وارداء کرہلا سے یہ حقیقہ کھل گئی
نیر پر زیبا ہے دھندہ برگس بھار کا
غیرہ آب پلا ہے پانی اس تلوار کا
میں ستم کشتہ ہون پیاسا شربت دیدار کا
دیکھنے والا حجاب آلودہ چشم بار کا
خاک پر ہسٹل نہ ٹپکے عشق کی تلوار کا

بس تکلف پر طرف ناز و ادا سے در گزر
حال دیکھ آنکھوں سے اپنی چشم کے بیمار کا
دیکھتا ہوں جب کہ سافر کا جھلکا اے زکی
باد آتا ہے بھکا ساقی سرشار کا

وہ فیزہ اس چشم شرمگین کا کہ خون ہے دل فزال چین کا
وہ جلوہ افشان چنی چین کا کہ ماند ہو چاند چودھویں کا
یہ لطف ہے وقت لعل حاصل کہ ہے تکلف ہے وصل قافل
بنا ہے طوق گلے بسمل لبو میں تر حلقہ آستین کا
مزا ہے تکرار میں جو پنهان بنا وہ قند مکر اے جان
جو لطف لکھتے ہیں ہے۔ تپان مذاق ہان ہان نہیں نہیں کا

نہفتہ غمزہ سے رمز پائی کھلی تغافل سے کج ادائی
کہ آفتہ جان آفتہ آفتہ حجاب ہے چشم شرمگین کا
نزا کہ اس سیم پر کی پنهان رہے جو منظور چشم حیران
سفیدی چشم منتظر بان بنی ہے گل برگہ باسین کا
نکالے کافر وہ طوح شب خون بنائے موباف جعد گل گون
لڑائیے گالی پری سے مضمون شمیم گیسوئے عنبرین کا
کہوں میں اس شکرین دھن سے کہ رنگ اڑا ہا تری پھین سے
جو خندہ شمع انجمن سے مزا ٹپکتا ہے انگین کا
زبان ہیشن کا ماجرا ہے کہ عبرت افزا بہ ہولا ہے
زبان بہ یاروں کے رہ گیا ہے جو ذکر مافی کہن کہن کا
فبار خط ہے گمان سے باہر کہ آئینہ ہے وہ روئے انور
دھوان سا ہے شعلہ وار منہ پر یہ عکس گیسوئے عنبرین کا

اگر وہ ملبوس میں زری کے دکھائے انداز دلیری کے
 تو اڑ چلے بھیس میں ہری کے گوشہ اس شوخ نازین کا
 طلائی زیور میں بازو اس کا جو شمع آسا ہے کورا کورا
 بنا ہری خانہ تماشا طلسم فانوس آستین کا
 ہوا یہ روشن سخن کا جوہر کہ ہر سخنور کی ہے زبان پر
 کیا ہے مہر فلک سے پر تر زکی نے ہر ذرہ اس زمین کا

جس کا دل زخمی ہے تیر غمزہ محبوب کا
 رشتہ الفت سے اپنا بھی ہوا پر ہو دماغ
 جائے گمان سے جو سوئے مہراے باد صبا
 نجد میں لہلی لگی ہے خواستہ مجنون کے پاس
 آگئے ہیں تنگ اس کی بے وفائی سے مگر
 رنج میں حاصل ہو راحت پاس اللہ سے مگر
 چاہے عاشق کو بے تاب میں صبر ایوب کا
 میر کی لہروں میں اتر ہے تھوڑا تھوڑا سادہ کا
 نشہ شور جنوں میں اس کی چوٹی کا ہے دھیان
 بیشتر اس میں جو لہلی رہتی تھی زلف دراز
 عکس زلفوں کا عیان ہے چاند سے رخسار میں
 اس نے ہونٹوں میں دہائی ناز سے زلف دراز
 زہر گویا آب حیات میں تھوڑا سادہ کا

زہر عکس زلف سے ساقی نے چھوڑا سادہ کا
 ہم سواری شہر کی دکھتے ہیں کورا سادہ کا
 ڈھنگ اڑاتے کیوں نہ وہ ہاون کا تورا سادہ کا
 چاندنی کے کھیت میں پھرتا ہے جھوڑا سادہ کا
 اس نے ہونٹوں میں دہائی ناز سے زلف دراز
 زہر گویا آب حیات میں تھوڑا سادہ کا

برہمنی کی وادی میں نشان کم ہے جو رہبر کا
جہاں لالہ کون اشکون کے ہو جائے ہیں گل بکس
سر شک لالہ کون ہے کہا بہار آنکھوں سے دکھلائی
کون تم خوردہ کاغذ نامہ اعمال کا اپنے
نشان بر مکتوبوں کا پھر نہ کچھ باقی رہے اس میں
لگی رہتی ہیں مشتاقوں کی آنکھیں اس طرف ہر دم
الہی چیز کچھ تو مسلمانوں کے جانوں کی
نہ پایا چین اک دم اپنے دل کی بیکاری سے

سفینہ لکھنؤ کے اے زکیٰ میں اس قدر غرا

(۱)
نہ سمجھیں قدر کروج القدس شاعر ہو باہر کا

پڑے سایہ اگر سرو قد تو لہو سے دلیر کا
ہیں ہیں پنچہ خورد شد ہاتھ اس شوخ ترسا کے
خبر کرنا اسے بیٹائی دل سے نہ تھا مشکل
اشفاقین کاوشن ہرگان خون آشام جانان کی
چھڑکنا زخم دل پر بادہ نوشون کے نہ کہ کون کر
ہوئے ہر بھی جو ذرے خاک سے ان کی چمکنے ہیں
جواب نامہ وان سے دیکھنے لاتا ہے کہا قاصد
پگولے کی طرح گردون سدا برگشتہ پھرتا ہے

کہان ہو جادو مہتاب پر نریش شجر کا
عجب کیا ہے اگر تار شمع ہو قلم ہر کا
ہری ہیکر کو اپنے شوق ہوتا کر کبوتر کا
کہان سے دل جگر ہے چارہ عاشق لائے پھر کا
لب ساقی اگر ہنسنا اڑا لیتا نہ باہر کا
یہ جلوہ آشکارا صاف ہے یاروں کے جوہر کا
دکھائے کیا اثر دیکھیں لکھا اپنے مقدر کا
مگر گردا اڑاتا ہے میرے ہاؤں کے چکر کا

غزل اکہ اور بھی لکھنا زکی لازم ہوا ہم کو
کہ تازہ حوصلہ ہے واشد طبع مگر کا

حال تغیر کیا اپنے دل شیدا کا	سایہ ہیروں کا ہے سایہ بہ مستی سا کا
نشہ کیا رکھنا ہے فزہ بہ ہے ہروا کا	بان کسے حوصلہ ہالی ہے سر سودا کا
چشم تر کر رہ لیلیٰ میں بچھائے مجنون	موج دریا سے نظر جادہ بنے صحرا کا
دل کو بھاتی ہیں نہیں سیر پرستان زنبار	جلوہ آنکھوں میں ہے کس حسن جہان آرا کا
دل مشتاق کو پابند غوری ہو کر	قہر ہے ناز اٹھانا بہ ہے ہروا کا
بے خودی اپنے کو ہے چشم فسون ساز سے ربط	زلف سے پاؤں جو الجھا ہے سر سودا کا
فیروہ و نار جہان ہے نگہ مجنون میں	دل میں کیا دھیان ہے چشم سبہ لیلیٰ کا
پاؤں میں مہدی لگائے کا بہانہ کیا تھا	غون بہانا تھا کر اے جان دل شیدا کا

غش نہ ہو ساقی سرشار کی انگڑائی پر
ہاں خبردار زکی اس نے ترا دل ٹا کا

نازان کمال پر ہے وہ موہاف ہال کا	ہے سلسلہ میں جمد کے چوٹی کے ہال کا
ہکسان جہان کے رنگ ہیں طبع نسرود پر	راحت کی کچھ خوشی ہے نہ غم ہے ملال کا
خوشبو میں زلف کی جو ہسا ہے وہ گل بدن	گلزار شالہ مار ہے ملبوس شال کا
ہوسہ کے اشتیاق میں ہے داغ آرزو	ملتا نہیں جواب جو اپنے سوال کا
رکھتا ہے تو دہب سے ظالم بہ ارتحاط	کچھ بھی خیال ہے میرے رنج و ملال کا

عالم میں قدر گوہر جوہر نہیں زکی
کیا حوصلہ کرے کوئی کسب کمال کا

یہ بزم دہر میں ہے احترام شبیہ کا
 صنم کے دست نگاہیں کی جلوہ آرائی
 ہوئی یہ حرمہ سے دور چشم سافر میں
 ہوا ہے عرس میں خوشبو کا جام سافر سے
 پری کی شکل کیا اس میں جلوہ گر غور شد
 یہ اہل دل کو ہے مستانہ وجدائے صوفی
 صنم کی بزم میں آتی ہیں ہچکچاہٹیں اس کو
 جھکا کے سر جو گرائے ہیں خاک پر قطرات
 مذاق گویہ گروہ در گلو سے ظاہر ہے
 کہ جلوہ گاہ پری ہے مقام شبیہ کا
 بنا ہے نقشہ لالہ جام شبیہ کا
 کہ خون سمجھتے ہیں زاہد حرام شبیہ کا
 بجائے قل ہو جو قلقل کلام شبیہ کا
 مگر ہے گہند لہروزہ ظام شبیہ کا
 کہ دیکھتے ہیں نمود و قیام شبیہ کا
 بہان زبان پر آیا جو نام شبیہ کا
 نہشتہ رمز ہے مضمود جام شبیہ کا
 کہ خون دل سے ہوا تلخ کام شبیہ کا

غرض یہ ہے کہ حریفان بزم غم کو زکی
 نیاز جام کو پہنچے سلام شبیہ کا

روشنائی سے جو حرفوں میں ہو جلوہ نور کا
 جان مفرور کو سفید صبح کی کافور کا
 چاندنی میں بار نہ کھولے تو ان آنکھوں میں آئے
 وقت گھر جائے کے اس سے کی مہر آلودہ زلف
 دھجیان میں جیب کی با زخم دل کی پشیمان
 خار خار غم سے جیب آیا مشہک^(۱) دل نظر
 طرہ تحریر ہو مرقولہ زلف حور کا
 چشمہ حیوان ہے طلعات شب دہجور کا
 چادر مہتاب میں چھن چھن کے جلوہ نور کا
 مشہک شب میں رنگہ جمکا صبح کی کافور کا
 دامن تر ہے کہ بھاہا چشم کے ناسور کا
 پھر گیا آنکھوں میں نقشہ خانہ زہور کا

(۱) مرقولہ - بالون کا کھونکھر - یہ لفظ کھونکھروں والے بالون کی صفت میں آتا ہے

(۲) مشہک - جالی دار - وہ شے جس میں بہتہ سوراخ ہوں

دشک چرخ ہے ستون بنتا ہے جو مانی مکان
دکھتے تھے جو ماہ رو اشان جی پشانان
نام ہوتا ہے وہاں لڑھاد ہر مزدور کا
دیکھا ان کی خاک پر لڑون سے اشان نور کا
اپک سا ہے بیٹھنا نزدیک کا اور دور کا
کورے کورے تن پہ اس کے ہے گمان کافور کا
دل کے سودے سے بندھا جوڑے کا اس کے جو خیال غریب آتا نظر طرہ شب دہجور کا
دیدہ عبرت سے دیکھا ٹھوکرین کھاتے ہوئے
کھا ہسم کامی زبون کے ہے زخمی بہ دل
بان بیاض چشم ہے تشیل روز انتظار
سرد مہری سے صنم کی داغ دل ٹھکڑے نہ ہون
خون سے بھر کر مل گئے جو آہلے دل کے تمام
ظاہری کلفت ہی تو باطن میں الفت ہے زکی
ہے ترالا ڈھنگ حسن و عشق کے دستور کا

ہج و خم قہر ہے بل کھائے ہوئے گیسو کا
نرخ رو ہر کے ملا وہ جو دل عاشق سے
غزہ آنکھوں کا غضب عشوہ ستم ابرو کا
شور اشا بزم میں چوکا بہ کافر چوکا
آب حیوان ہمیں ہر قطرہ ہوا آنسو کا
جاگتا اس کا جگتا ہے مگر جامدو کا
جلوہ طلاوس کا ہے آن دادا کی وہ تونگ
شوخ چتون میں ہے انداز دم آہوکا

(۱) ظفل - سیاہ مرج

(۲) قہر - لقب بادشاہ روم کا جو کوئی ہے

(۳) فغفور - چین کے ایک بادشاہ کا نام

نشہ فکر دوہلا نہ ہو کس طوح زکی
گاسہ سر سے بہم گاسہ جو ہو زانو کا

بار اٹھایا ہے غم عشق کی دشواری کا
آسمان تازہ کرے لہنگہ دل آزاری کا
ایک بوسہ کی طلب پر یہ گران ہے خاطر
بعد مدت کے چھٹا ہوں قفس تنگ سے مین
لطف اٹھایا ہے شب وصل کی بیداری کا
خواب غفلت کا خیال آئے شب ہجر مین کیا
وہ کہوں رشک سے زلیہار نصیب / دشمن
نام لون کر مین غم و عشق کی بیماری کا

کیون ہوئے کشمکش عشق سے دل تنگ زکی
حوصلہ رکھتے تھے گر شرط وفاداری کا

یہ لطف ہے کہ تکلف ہے آشنائی کا
دل آشنا نہیں آئینہ کی صفائی کا
نہیں خیال کجھاس گل کی بے وفائی کا
جگر کا داغ ہے شکل ہلال روز انزوں
خراش ہے یہ کسی ناخن حنائی کا
مڑہ ہے عاشق و معشوق مین لڑائی کا
کہ ہر شکستہ مین اور شوق ہے رھائی کا
کہ بندگی مین تماشا کیا خدائی کا
مڑے جہان کے اٹھائے یہ خاکساری مین
جنون کے دشت مین کیوں کر چلون مین کانٹوں پر
وہ چہرہ صورت گل شبنم نقاب مین ہے
کہ صاف عکس ہے آئین خودنمائی کا
بہار پر ہے مزا تازہ آشنائی کا
خراش ہے یہ کسی ناخن حنائی کا
مڑہ ہے عاشق و معشوق مین لڑائی کا
کہ ہر شکستہ مین اور شوق ہے رھائی کا
کہ بندگی مین تماشا کیا خدائی کا
مڑے جہان کے اٹھائے یہ خاکساری مین
جنون کے دشت مین کیوں کر چلون مین کانٹوں پر
وہ چہرہ صورت گل شبنم نقاب مین ہے

زکی جہان مین کیا کیا دو رنگیان دیکھیں

جو رات وصل کی گزری تو دن جدائی کا

جلوہ مشتاق ہو کر انجمن آرائی کا
جا بجا گرم ہے چرچا دل سودائی کا
کھول کر آنکھ نہ دیکھوں میں لحد میں زنبار
عشق ہے رنگ حنا کو کہ یہ کس خوبی سے
کھودیا اس نے صد حیف تپاکہ دل زار
عرصہ حشر بھی دیوان ہو خرابی کی طرح
حسن کی سر ہے منظور تو رکھتے ہر آن
کھینچے دل پہ نظر حسن صفا پر ہے جو ناز
ہر طرف آئینہ خانہ میں ہے کیا جلوہ دوست
وحشت آباد جنوں میں جو بکولے دیکھے
لے اڑا شوق ہمیں بادبہ بھائی کا
عالم حشر میں دل کس کا پہلتا ہے زگی
کہ اٹھایا ہے مزا قبر میں تنہائی کا

دل کی شورش سے سدا جاری ہو نالا اشک کا
سوزش دل سے ہوا جس دم امالا اشک کا
آہ و نالہ سے ہو بار بار بول ہالا اشک کا
ہو گیا خون سیاہ سے استحالا اشک کا
آفتاب چشم کائنات پر ہے ہالا اشک کا
زلف کا کالا وہان بان کوڑھالا اشک کا
کھول کر دل کی گرہ موتی نکالا اشک کا
دل کی شورش سے سدا جاری ہو نالا اشک کا
سوزش دل سے ہوا جس دم امالا اشک کا
آفتاب چشم کائنات پر ہے ہالا اشک کا
زلف کا کالا وہان بان کوڑھالا اشک کا
کھول کر دل کی گرہ موتی نکالا اشک کا

(۱) امالا - مائل کرنا

(۲) استحالا - مشکل ہونا - محال کی طلب کرنا - حیلہ کرنا - بھانہ کرنا -

(۳) کوڑھالا - بہت زبردست سانپ

شمع راہ غستہ جانی وادی وحشت میں ہے دھر و نظارہ کے پاؤں میں جھالا اشک کا
جوش رقت میں بہان لڑتی ہے آنکھ اس شوخ سے (۱) ہے نظر خورشید جوزا اس پہ ہالا اشک کا
جوش غم افسردگی میں ہے تماش کا نشان ہے چراغ صبح کی صورت سنبھالا اشک کا
شورش دل مرتے دم بخشے اگر ہمت زکی
کیجئے معمور آنکھوں سے بہالا اشک کا

صرفہ اب پردہ دوی میں دل نادان کسی کا دامن بار ہی جھوٹا تو گرہان کسی کا
ہاڑھ پر غمزہ خون ریز کو دکھتے ہیں حریف دیکھتے آج نکل جائے گا ارمان کسی کا
ہوس بادہ کہان نشہ مشتاقی میں چورہان کرنے لگا غمزہ پنہان کسی کا
ہوس چاک گرہان ہے جو صبح شب وصل ہاتھ سے جھوٹ گیا گوشہ و امان کسی کا
وصل کا لطف کہان جب کہ ہوا اپنا وصال نہ رہے آپ میں تو پھر غم ہجران کسی کا
ہو تماشے کی ہوس فکر سخن میں کیوں کر دل کو ہو سیر مضامین تو پرستان کسی کا
جذبہ شوق لیے آتا ہے تجھے یان ورنہ تو ہی اے جان جہان جان کا خواہان کسی کا
لالہ خود رو بہ کھلا ہے جو بیابانوں میں تفتہ تیر بنا شہر چراغان کسی کا
جھاڑ کاٹا تو کسے اب سر سودا ہے زکی

کانٹے کھر ہی کو لگائے تو بیابان کسی کا

میں غش حنائی ہاتھ کی تنویر سے ہوا جلوہ پری کا شعلہ تصویر سے ہوا
وان تازہ حسن عشق کی تاثیر سے ہوا مہتاب چہرہ رنگ کی نفیر سے ہوا

(۱) جوزا - نام تیسرے برج آسمانی کا جو دو پیکر ہے - نام ایک عورت کا اور وہ کالی پکری جبر
کی پیش پر کالی دھاری ہو - " بحوالہ نوراللفاح "

(۱)
 سودے کا رشد زلف کرہ گہر سے ہوا
 خون دیز کی ادا یہ کہا کام ہی تمام
 ہوسہ جو گرم گرم لہا اس نے شمع کا
 دل کی مثال صاف نظر کہ ہے آئینہ
 بندھنے لگے خیال جو شوق وصال میں
 دولتہ درون میں جو ہر صدق و صفا نہیں
 پرواز سے کھلین تیرے دل کی گدورتیں
 بکھا ہوئے جو منزل وحشت میں حسن و عشق
 دریا میں ہے حجاب در آیا جو وہ نگار
 مہتاب سطح آب ستارے بنے حجاب
 آثار زہر میں جو زمانے کی آنکھ میں
 پایا سواد نقش جبین سے کہ اے زکی

طغرائے غم رقم بد تقدیر سے ہوا

گھوڑے پہ جب سوار یہ وہ جبین ہوا
 اس رشک وہ کو حسن سے اپنے نہیں خبر
 بھڑے سے ہم نے کی جومہ عید پر نگاہ
 چھٹکے ستارے چاند کے گرد آئے وان نظر
 وہ جلوہ گر نگاہ تصور میں ہے زکی
 آنکھوں کا پردہ آئینہ دور بین ہوا

(۱) رشد - ہدایت - نیک راہ پر چلنا - راہ راستہ پانا

(۲) خلخال - پازیب - گوجری - چھاگل

فہرہ ہے ہا کہ مشتاق دل آرائی ہوا
 سرمہ کے ڈورے لیے رکھیں ہاڑھ پر تیغ نگاہ
 جان کے جانے کا ہجر بار مین کچھ غم نہیں
 دیکھ کر شورش بگولوں کی سواد نجد مین
 گوم ہڑی ہے زنتی نظارہ بازوں پر نظر
 بیڑیوں کے بدلے ہے زلف پر شان کی ہوا
 آہوان دشت سے کیا اس مجنون کی طرح
 جب سے دیکھیں انکھڑیاں متوالیاں اس شوخ کی
 مزہ اے شور جنون سامان رسوائی ہوا
 لو دل بھل تڑپنے کا تمنائی ہوا
 نجد سے چھٹا پر غلب اے رنج تنہائی ہوا
 وجد کی حالت مین شوق ہے سروہائی ہوا
 جلوہ آرائی مین کیا شوق دل آرائی ہوا
 تیرا دیوانہ پری ہشمار سودائی ہوا
 چاہ مین شہری غزالوں کے مین سودائی ہوا
 لطف از خود رفتگی کا مین تمنائی ہوا

ہے تکلف ہم سے دیکھا جلوہ حسن اے زکی

جب وہ مسکے تاز مصروف خود آرائی ہوا

کیا قابل صفا دل مضطر نہیں رہا
 تاثیر دکھتے ہیں یہ دل کوہ کن کے داغ
 کپ ساز عیش ہجر مین اسباب غم نہ تھا
 کم ظرف چشم زار ہے ورنہ حجاب وار
 بیتاب کیا مین شوق مین دیدار کے ہم آج
 آئینوں پہرے تیرے تصور سے ہم کو گام
 غفلت مین لطف کیا ہے کہ معلوم کچھ نہیں
 غفلت سرائے دھر مین کہ ہے خودی نہیں
 دیکھا تو آئینہ مین بھی جوہر نہیں رہا
 خالی شراب سے کوئی پتھر نہیں رہا
 کپ فرش خار پھولوں کا بستر نہیں رہا
 اس گوزے سے تو بحر بھی باہر نہیں رہا
 گل سے زیادہ عرصہ محشر نہیں رہا
 اپنا خیال پر تجھے دم بھر نہیں رہا
 سودا نہیں رہا ہے دیا سر نہیں رہا
 کون آیا شش جہت مین کہ شرر نہیں رہا

آشفگی سے دل کی شب ہجر مین زکی

مطلق خیال زلف معبر نہیں رہا

تاریک شب میں جلوہ رخ ہار سے کیا
ہم بدلے اک نگاہ کے دیتے ہیں دل مگر
پھر لائین دل کو جوش ہواپ گرم خوشیاں
تارے بتائے صبح بتاگوش سے گہر^(۱)
مصلحت کا کام آتش دیدار سے کیا
یہ آن ہے کہ ناز خوددار سے کیا
سودا جو تازہ گوی بازار سے کیا
بجلی کو برق جلوہ رخسار سے کیا
وعدہ ہزار مرتبہ دلدار سے کیا
بیدار رفتہ شوخی رفتار سے کیا
کجا وجد ہندکان گنہگار سے کیا
نالہ ہزار مرغ گرفتار سے کیا

دل سے زبان قلم کی ہوئی برق دم زکی

ابری ورق کو دیدہ خوشیار سے کیا

سے خود جمال ساقی سرشار سے کیا
کجا جلوہ سبز خط سے رخ ہار سے کیا
حیران یہ دیدہ جلوہ دیدار سے کیا
مشکین خط آگیا رخ آئینہ وار سے
وہ گل ہنسا تو دانتوں سے بجلی چمک گئی
کیون ہم صبر قید میں نعل چمن سے دور
کوچے میں اس کے مرنے کی حسرت ہوئی مجھے
ہنسے لگا وہ دیکھ کے دیوانگی مری
کار شراب شربت دیدار سے کیا
حیرت ہے روشن آئینہ رنگار سے کیا
نصیر آئینہ کو رخ ہار سے کیا
غارت حلب کو لشکر تافان سے کیا^(۲)
کار سہیل گوہر شہوار سے کیا
کجا چہچہا نہ مرغ گرفتار سے کیا
سایہ جو خاک پر درو دیوار سے کیا
سودا پسند دل کے خوددار سے کیا

(۱) بتاگوش - کان کی لو

(۲) حلب - ملک شام میں ایک شہر کا نام

ہر ذرہ آفتاب ہے اپنی نگاہ میں بتلی کو حور آنکھ میں ہندار نے کیا
 مقتل میں مسملوں کے ہے چہرہ شکستہ رنگ ۱۔ کھیت کس کے چاند سے دھسا رہے کیا
 کڑوے جو گرم آبلہ ہاون کے نالہ ہے طعنے چمن پہ وادی پر خار نے کیا
 ہائی نمود چاندنی سینے سے ہار کے ہاروں کا دور موتیوں کے ہار نے کیا
 اس گل کے جھانکنے سے جو ہائے مراد دل روشن چراغِ روزن دیوار نے کیا
 چمکا جو دل کا داغ گریبان میں اے زکی
 کارِ شمع مہر ہر اکہ تار نے کیا

گر ہیں دل ہے تو ہوتی ہے تنہا کیا کیا یہی آنکھیں ہیں تو دیکھیں گے تماشا کیا کیا
 جلوہ حسن بستانِ شورشِ خونناہ نشان بوجزن چشم کے کوزے میں ہیں دریا کیا کیا
 حال ہر کسی کو دم نزع نہ آیا کوئی دل میں خون ہو کے لگی حیف تنہا کیا کیا
 صورتیں دیدہ و دل سے تو نہاں یہ ہوئیں دیکھیں اب ٹوٹ کے ہو ساغر و مینا کیا کیا
 وجد میں آئے کبھی کو تیرے ہمسمل کا غبار ہوزے ہو ہو کے اڑے دامن صحرا کیا کیا
 کو دیے داغ تہان رنگ کی زردی نے عیان حال پوشیدہ ہوئے آہ سے پیدا کیا کیا
 عاشقانہ سخن اب دکھ تو ہے عالم میں زکی
 دیکھنے آئے زمانے میں ہو چرما کیا کیا

لطف سخن زمانے سے تاثیر لیے گیا اپنا نشانہ ساتھ ہی بہ تصویر لیے گیا
 حیرت میں مجھ کو دیکھ کے اس وقت کا نامہ ہو جائے جوابِ غلط مری تصویر لیے گیا
 کوچے کا اس پری کے تصور تھا دور تو دل کو اڑا کے شوقِ گلوگھر لیے گیا
 شیریں زبان میں اس کی ہیں جادو بیانیاں میں پیش رفت کیا دمِ تقریر لیے گیا
 محفل میں ہم کو دیکھ کے وہ شعلہ روہنسا منہ میں زبانِ شمع جو گل گھر لیے گیا

کوچوں میں عشق کے ہمیں دی راہ عشق ہے
مجنون کو سوئے خانہ زنجیر لیے گیا
خونریز کی نگاہ سے تھا جی میں اپنے ڈر
دل کھینچ کر ہمیں نہ شمشیر لیے گیا
ہرگز میں آہ سے تو نہ جانا مگر زکی
مجھ کو خیال زلف کرہ گیر لیے گیا

لگتے سے حرف جب لب قاتل میں رہ گیا
خون ہو کے اشتیاق سخن دل میں رہ گیا
گل شمع داغ ہو گئی اور اشد کئے حرف
جان سوختہ میں رونے کو محفل میں رہ گیا
قاتل نے وقت ذبح تڑپے دیا نہ حیف
کھا گیا نہ ولولہ دل بھل میں رہ گیا
اس صید ناتوان کو کہاں تاب اضطراب
جو سانس بھر کے دامن قاتل میں رہ گیا
مجنون کا حال غیر جو آیا اسے نظر
اورمان خاطر تب محفل میں رہ گیا
محشر کا عرصہ دور ہے اور غستہ جان عشق
واعائدہ ہو کے پہلی ہی منزل میں رہ گیا
ضبط نفس ہے رخصت شور و فغان نہ دی
خون ہو کے آہ و نالہ میرے دل میں رہ گیا
دل کا نشان کھد اس سے ملا برہمی کے بعد
ٹوٹا سا کوئی جام جو محفل میں رہ گیا
قاتل نے بات کہنے کی فرصت نہ دی زکی
اورمان تباہ کا دل بھل میں رہ گیا

عشق سے کیا یاد مزا رہ گیا
دل ہی جب اورمان بھرا رہ گیا
دیکھنے آئے نہ دم نزع بار
ان کو قلق ہم کو کلا رہ گیا
غیر کا منہ دیکھ کے رخصت کئے وقت
میں تو جدا بار جدا رہ گیا
کٹ گئی آنکھوں میں شب انتظار
دل کو تڑپے کا مزا رہ گیا
لطف زبانی کی تمنا میں بھی
خون ہوئے اورمان تو کیا رہ گیا
دشہ شا سے نہ کھد آئی غیر
قافلہ جوان سے کیا رہ گیا

دل نہیں آتش زکی میں صم
کھول کر کون بند کیا رہ گیا

چل سے اہل جنون خالی بیابان رہ گیا
 جا چکا شور جنون رخصت ہوا جوش بہار
 قہد نم سے یوں رہائی کب ہمیں منظور تھی
 صبح پوری آگئی ٹھنڈے ہوئے داغ جگر
 صبح دکھ الجھے رہے جو بال سلجھائے میں ہاتھ
 اڑگئی انسر دگی سے شورش آوارگی
 جوش حسرت سے ہوا شور قیامت دل میں داغ
 اے زکی ہم سے دلی الفت صنم نے قطع کی
 یہ نکلے ہے کہ جھوٹا مہر و بیمان ہو گیا

میرے طوح دل کو عشق کا آزار ہو گیا
 لائق سزا کے کشتہ بیدار ہو گیا
 دیوانہ اس گلی میں دل زار ہو گیا
 قامت سے دلہروں کے قیامت ہوئی بھا
 وہ دن گئے کہ دھتے تھے معشوق سے گلے
 دیکھیں جہان میں چاہ کی الٹی یہ رسم و راہ
 شہرت ہوئی جہان میں تری اوسم شمار
 کس کی نظر لگی کہ یہ بیمار ہو گیا
 آنکھوں سے دیکھنے کا گنہ گار ہو گیا
 سایہ پری کا سایہ دیوار ہو گیا
 فتنہ خرام ناز سے بیدار ہو گیا
 اب منہ سے بات کہتا بھی دشوار ہو گیا
 دلدار رفتہ رفتہ دل آزار ہو گیا
 عاشق کا قتل کرنا سزاوار ہو گیا
 کیوں ہے ہمیشہ دریغ آزار دل زکی
 کیا بہت غفٹہ طالع بیدار ہو گیا

جھونکا ہوائے نم کا جو سن سے نکل گیا
 کیوں ہم صبر اب تو بہار میں ہیں بے خلش
 نالہ مثال برق دھن سے نکل گیا
 کابلا نکلا ایک مین کے چمن سے نکل گیا

تائیر آہ سرد تو دیکھو کہ بعد مرگ
 بالی مین دل کے داغ نشان گذشتہ عشق
 کافور ہو کے لاشہ کلن سے نکل گیا
 آتش لگا کے لالہ بن سے نکل گیا
 افسردگی نے ہم کو چھڑایا عذاب سے
 ہمکائے پائے دوست عزیزوں سے جو ہوا
 دل خون ہوا تو قہد 'محن' سے نکل گیا
 مین دل مین تنگ ہو کے وطن سے نکل گیا
 اشکون کے ساتھ جان ہوا ہوگئی زکی
 دل خون ہوا جو نالہ دھن سے نکل گیا

(۱)
 سرکشتگی سے بان دل مضطر نکل گیا
 کلشن مین ہوش سے دل مضطر نکل گیا
 پاؤں سے گرد باد کے چکر نکل گیا
 کہا گل کھلا کہ آپ سے باہر نکل گیا
 سو بار شور حشر برابر نکل گیا
 آنکھوں مین دور شیشہ و سافر نکل گیا
 جب دل سے شوق زلف معتبر نکل گیا
 طویل شب فراق مین پھر یہ مزا کہاں
 اشکون سے چشم زار کو ہے عزہ و وقار
 میرے قدر پھر صدف ہے جو گوہر نکل گیا
 سمجھا تھا جس کو لعل وہ پتھر نکل گیا
 حسن طلب پہ وہ لب نوشین ہوا غموش
 برگشتگی سے بدخسہ سہ کی شب فراق
 دل سے خیال زلف معتبر نکل گیا
 حیرت مجھے ہیں ہے کہ لطف نظر کے ساتھ
 دل خون ہوکے آنکھ سے کیوں کر نکل گیا
 معشوق افسد کیا مرے پہلو سے جب زکی
 قالب سے مرغ روح تڑپ کر نکل گیا

خط کا مضمون جو تھا کہ دل مضطر ہوگا
 نامہ برا پتا تھا ہی کا کیوتر ہوگا

ہے یہ تفریر تو اس لب سے کہان چشم جواب
جام جمشید نرے ہاند سے ہوگا مانی
سختن سحر سے ہو جائے ہین اس کے فکڑے
شش چہہ مین جو رہی صورت حیرہ زدگی
ذوق دیداد سے اس مرتبہ حیرانی ہے
گردش دھڑ مریے بخت سے پکمان ہے سوا
ہے یہ تقدیر تو باقوت بھی پنہر ہوگا
عکس و عصار سے آئینہ سکندر ہوگا
شبشہ کیوں کر دل عاشق کے برابر ہوگا
رفتہ رفتہ یہ جہان آہی ششدر ہوگا
شوق نظارہ مگر آہ سے باہر ہوگا
قطب گردون مری مقسوم کا اختر ہوگا

دلگیریوں کی محبت مین مزا کیا ہے زکی
بھلی دل شوق سے خون ہوگا تو پنہر ہوگا

ایک عالم جو نظر کرتے ہی سے دم ہوگا
بہی رونا ہے کہ خون تاب جگر کم ہوگا
ہے قہامت کہ نہ خاک یہ عالم ہوگا
کیا خبر ہم کو صنم سنگہ دلی سے ہے تری
ہون کے مشتاق رہائی کے تڑپ کر سے جان
مرض عشق کو درمان نہیں ہر گز درکار
عید فردوس کی ہے دید کے قابل وہ بہار
اپنے مرنے کا نہیں کچھ سمجھے اے جان ملال
مرگ شادی کا جو سامان ہے سرور دل زار
ہے قہامت کہ وہان اور ہی عالم ہوگا
اشک خون زخم دل زار کو مرہم ہوگا
کہ نہ غم غوار کوئی ہوگا نہ ہم دم ہوگا
واقف راز نہان ہان کوئی محرم ہوگا
کیوں اسیران تقدس پھر بھی وہ موسم ہوگا
زخم اس دل کا نہ منت کش مرہم ہوگا
تازہ وار د جو وہان عالم آدم ہوگا
بہی غم ہے کہ تجھے کچھ نہ مرا غم ہوگا
دور بیٹانہ بہان حلقہ ماتم ہوگا

رحلت عشق ہے اور جانی ہے وحشت کی بہار

اب اداسی سے بہان اور ہی عالم ہوگا

تو گوارا تلخ کامی کا مزا ہوجائے گا

آشنا کر وہ یہ نا آشنا ہوجائے گا

آن کے مہمان ہیں مشتاق نگاہِ انظار
دیکھ لو گئے گر نظر بھڑکے تو کیا ہوجائے گا
بوسہ پائے نگاراک دن کہیں ہوگا نصیب
خون دل اپنا جو ہم رنگ حنا ہوجائے گا
وہ لب جان بخش تو باتوں میں کھلتا ہی نہیں
زندہ کیوں کر کشتہ چشم حیا ہوجائے گا
کیج ادائی خوب رویوں کی کسی معلوم تھی
کون کہتا تھا کہ وہ بہت بے وفا ہوجائے گا
چاندنی کے فرش پر دکھا جو اس گل نے قدم
جلوہ مہتاب ہم رنگ حنا ہوجائے گا

گروہ ہوئے برون گزری زکی سوئے چمن
تو گریبان گل کا دامن صبا ہوجائے گا

زور پر شورش سے گر دل کا دھوان ہوجائے گا
عاقبت اک دن غبار آسمان ہوجائے گا
اشک چشم زار کا سیلاب جان ہوجائے گا
عاقبت اک دن غبار آسمان ہوجائے گا
جلوہ اس مہ کا جو محفل میں عیان ہوجائے گا
چاندنی کا فرش بھی فرش کٹان ہوجائے گا
دل جو لپٹا ہے تو لیے لو ورنہ اے جان جہان
چار دن کے بعد یہ سودا گران ہوجائے گا
کون کہتا تھا کہ جذب عشق کی تاثیر سے
شاہد کمان متاع کا روان ہو جائے گا
اس کے تن سے جب کہ ہوگا چہنیِ رغبت سفید
چاندنی کا کہیت کشت زعفران ہوجائے گا
گروہ رشک ماہ دریا میں درآئے ہیں حجاب
برنہان^(۱) مہتاب کا آبِ روای ہوجائے گا
رنگ اڑا ہا گر میرے لاکھ سخن پرداز سے
غنجہ منقار بلبلِ عطردان ہوجائے گا
اس پہ مضمون نقشِ حسن و عشق کا ہوگا بہم
لوہ تربت گروہ سنگ آستان ہوجائے گا
قبر پر چلنے کو آہِ سرد کی تاثیر سے
شمع کا فوری مرا ہر استخوان ہوجائے گا
ہجر کی شب گر ستارے اشکِ خونین کے دھے
دامن بزگان شبہہ کہکشان ہوجائے گا

دل لگانے کا مزاکبہ تو اٹھالین گئے زکی
وہ بہت نامہربان گر مہربان ہوجائے گا

جھٹ کر بھی گرفتہ دل ناشار رہے گا
 کھٹکا نہیں کچھ ضبط لگان سے ہمیں بارے
 مرنے ہوں تو آپ کر میں نہ دام و لیکن
 کرنا ہوں گدورو سے میں خمخانہ دل صاف
 مجنون تھے اے جان سلامت میں تو پہنچند
 (۱) واشد کی بہار میں بھی دکھائے کہیں بارے
 غم یہ ہے کہ ہوجاؤ گی بدنامی شہین
 تو بات نہ کہہ ہم سے بھلا خبر و لیکن
 جنت کی بہاروں کا اٹھائے گا زکی لطف
 نید غم دنیا سے جو آزاد رہے گا

تجھے کب ہرق وش اے شوخ مستی سا نہیں دیکھا
 ہیں ہے چار سو شہرہ کے ثانی اس ہری وش کا
 یہ کچھ طول شب فراق الہی کیا قیامت ہے
 لگا کر ہاتھ منہ سے عاشقوں کے دیکھ لو اے جان
 جفا بھی آپ کرنا پھر خطا بھی آپ ہوجانا
 بکولے پھرتے ہیں سرگشتہ غم سے دشتہ مجنون میں
 یہ مغرور کی جو سرمہ کون آنکھوں کا عالم ہے
 ہوس میں حوریوں کی آپ سے گزرا تو اے زاہد
 خبر رکھنا نہیں ہرگشتگی سے بخت وازون کی
 حریف ہزم غم کے عرس میں یہ کیا تصرف ہے
 ہری کا سایہ کب کافر ترا سایا نہیں دیکھا
 نہیں دیکھا نہیں دیکھا نہیں دیکھا نہیں دیکھا
 کہ دلشقی ہو گیا اور نور کا تڑکا نہیں دیکھا
 جو تم نے طائر رنگ حنا اڑتا نہیں دیکھا
 زمانے میں کہیں اٹھا غضب ایسا نہیں دیکھا
 کہ مدد سے قہار ناتہ لیلی نہیں دیکھا
 یہ تو نے خواب میں بھی ترکس شہلا نہیں دیکھا
 کسی اشک ہری کا چاند سا مکھڑا نہیں دیکھا
 ستارا چھوٹا کیا دیدہ دنیا نہیں دیکھا
 کہ قل ہوتا سوائے قلقل میں نہیں دیکھا

زکی حیوان ہے اور کرم سخن پہ جائے حیرت ہے
کہ ہرگز طوطی تصویر کو گویا نہیں دیکھا

جوش رقبہ کا مزا یاد آیا جب کہ عورت کا نشا یاد آیا
ہوئے ہیں خود غم تنہائی سے کہتے کس سے ہمیں کیا یاد آیا
جب کہ سجدے میں جھکایا سر عاجز تو ہی پس نام خدا یاد آیا
دل پر خون سے افشا عملہ ضوق جب کہ وہ رنگ حنا یاد آیا
دیکھا آئینہ جو دل سے بر ملک جوہر صدق و صفا یاد آیا
دل مشتاق ہوا کون سے تاب کس کا انداز و ادا یاد آیا
دل پہ تڑپا کہ ہوئی جان ہوا فصل گل کا جو مزا یاد آیا

یاد کہتے کی فنا بھی زکی

مہ گھلا اب تو گلا یاد آیا

خندہ دل ہون کے چمن یاد آیا با کوئی خندہ دھن یاد آیا
نوش پھولوں کا ہوا سہلہ غراش پھول سا کس کا بدن یاد آیا
صفت و عشرت کے مزے خاک ہوئے جب ہمیں کور و گفن یاد آیا
ہے خموشی میں تلاش منہوں خندہ وہ تنگ دھن یاد آیا
خندہ زن دیکھے جو اس کے لب لعل جلوہ برقی یمن یاد آیا
پھر ہوئی آمد جان سوز بہار دل کو پھر داغ کہن یاد آیا
دائے دیکھے جو مس زہیوں کے تو ستاروں کا کہن یاد آیا
دل ہوا داغ جو دیکھی ترہہ پھول دیکھے تو چمن یاد آیا
شام غریبہ میں جگر خون ہوا آگئی صبح وطن یاد آیا

خون ہوئی فکر سخن دل میں زکی

کیا کوئی خندہ دھن یاد آیا

ہنسی کے لعل اکھے جب لعل میں بار آیا ملی جو ہوسہ پہ گالی تو اور بہار آیا

یہ اتفاق ہے باعث نفاق کا جس سے
 یہ کس نگار زری پوش کی ہے جلوہ گری
 جنوں کے ساتھ میں کوچوں میں زلف جانان کے
 نگاہ کھلتے ہر گشتگی نصیبوں کی
 مزا ہے کیا جو رکاوٹ ہوئی لگاؤٹ میں
 ہوائے غم سے ہوئے تازہ دل میں داغ کھن
 شفق میان ہے جو صبح شب فراق زکی
 نظر میں خون ہوا لطف انتظار آیا
 ہمارے دسہ حنائی سے جو چھٹ کر آیا
 گور ہر کیوں مری قصداً وہ ستم کر آیا
 برقی کے نعالہ آغوش میں اشتر آیا
 جس میں کھٹکا ہے تو اب وعدہ برابر آیا
 فیغ ابرو کی یہ پوش ہے کہ جس لوٹ گیا
 عارض جلوہ کر بار سے نکلا خط میز
 تھہر ہے جو رو چلا دان عوش مہر و وفا
 مری حسرت سے ہوئی چشم حوہان خونبار
 کشنی سر کو اب چاہے کیا باد مراد
 چاندنی راہ میں چھٹکے نظر آئے تارے
 رشک گلزار ہوا گلہ احزان (۱) اپنا
 چہنی اس کے بدن سے ہوئی پوشاک سفید
 مچھلی اس دسہ حنائی میں بہان دل میں ہے داغ
 دل سے کہتا ہوں زکی دیکھ کے ہر کی دھر
 شمش چہتہ میں تو صبح ہوئے کو ششدر آیا
 ہمدرد نامہ رسان بن کے کوثر آیا
 سنگ مقصود ہے تصویر کا پھر آیا
 یا کہ بھلی میں ہے کان کا گوہر آیا
 دل میں دھڑکا ہے تو آیا وہ منور آیا
 چشم قاتل کی وہ گردش ہے کہ چکر آیا
 عکس طوطی بگر آئینہ سے یا ہر آیا
 ناز دلبر سے کس طرح نہ دلبر آیا
 درد سے ساغر خالی کا بھی دل پھر آیا
 یاد بہان کھلتے لگے عرصہ لنگر آیا
 جلوہ کر ہوئے زر افشان میں ہے جھومر آیا
 بار پہلے ہوئے پھولوں کا جو زور آیا
 شفق رنگ میں مہتاب کی چادر آیا
 ماہی آتش میں تو دریا میں سندر آیا
 دل سے کہتا ہوں زکی دیکھ کے ہر کی دھر
 شمش چہتہ میں تو صبح ہوئے کو ششدر آیا

(۱) گلہ - چھوٹا سا گھر - تنگ و تاریک اور پسمانی گوشہ و حجرہ کے بھی آیا ہے

(۲) احزان - غم میں ڈالنا - فلکین کرنا

زکی نظر ہمہ تن دیدہ پر آتا تھا

جو زود بوش کوئی رنگ آفتاب آتا

نظر بڑا جو رخ ہمارے ہمکاری میں

نظر میں اور بھی کھینچ سگائی ہیں

ہوا جو غندہ شہرین کا رنگ جلوہ نما

ظک کو بوجہ زہر آب اشک سمجھے ہم

خزان کے بعد بہار آتی ہے جہان میں سدا

ہوا جو دونوں طرف سے حجاب شامل حال

نگہ کے بدلے تو دہتا میں جان زار مگر

سباہیں اور درازی سے تیری اوجھ ہجر

یہ جان لو کہ زکی مدد جان زار جلی

کس یہ آتا جو دل خائمان خراب آتا

نڈہ سوزان لب نازک سے برابر نکلا

اب تو ارمان تیرا اور بہ کافر نکلا

حسن جوہر مگر آئینہ سے باہر نکلا

سینہ ابھرا بہ کافر کا تو پتھر نکلا

لکھ آلودہ سخن ضد مکر نکلا

کہ تھم لب معشوق سے کیوں کر نکلا

لڑہ بن بن کے مری خاک سے جوہر نکلا

ٹھل کے ساتھ صحت ستارے کے وہ گوہر نکلا

کشتہ ناز کلن پہاڑ کے باہر نکلا

شمعہ برق گھٹا سے جو تڑپ کر نکلا

شکل موہوم ہمارا تن لاف نکلا

اشک خون دیدہ گریبان سے جو باہر نکلا

حسرتیں خون ہوئیں اور تک سے نہ نکلا باور

سبزہ آقا ہوا سادہ رخ جانان پر

مہد طفلی میں سے تھا جواہر سنگ دلی

لعل لب غندہ شہرین سے جو تھے شاخ بہار

غندہ زخم نہان پر مجھے انوس یہ ہے

ہے پس مرگ بھی بان روشنی شمع میان

بجلی اس کان کی ہے برق کے قالب میں بنی

اس کی رفتار سے دیکھیں جو تباہ برہا

باد آتی مجھے وہ کان کی بجلی نہ زلف

صورہ نقش تصور نظر آتا نقشہ

صورہ شعلہ حوالہ پڑا صاف نظر
دل کو لڑے چش دیدار جو دیکھا ہمچشم
جب کہ اس دمہ حنا بستہ سے چکر نکلا
بد گمان لطف نظر آنکھ سے باہر نکلا
ہرگ گل سے جو نظر آئے ہیں جھپکے کے نشان
نن سے یہ بھوٹ کے وان بھولوں کا زور نکلا
جوش السرد کی طبع سے حیرت ہے زکی
کہ مزا عشق کا دل سے مرے کون کر نکلا

لب فریاد سے دور دل سوزان نکلا
ہو کے میرے تاب لیا اپنا کریمان شب وصل
عشق ہے اے تم جان سوز کہ ارمان نکلا
اپنے ہاتھوں سے جو وہ کوفہ و اماں نکلا
دور پہچان سے کھلا راز غم ژلک سیاہ
نالہ تصویر وہ خواب پریشان نکلا
ہمہ تن آبلہ تھا پر نہ دوا وہ سیاہ
کس قدر فتنہ چکر خار مہمان نکلا
دل پر داغ تصور میں جو تاتا تھا نظر
غروب دیکھا تو وہیں باغ پرستان نکلا
ڈکڑے ڈکڑے ہیں ہوا دامن محبوب کے ساتھ
اب تو ارمان کچھ اے چاک کریمان نکلا
میرے ہو ہو کے خاک کی جو شب وصل تمام
صبح خورشید بھی ڈر سے تیرے لوزان نکلا
پندہتے ہیں عالم ایجاد میں کیا کیا بہتان
عرصہ خاک بھی کیا تودہ طوفان نکلا

شور غم سے دل شوریدہ کا ویرانہ زکی

طام عشق میں خوبخوار مہمان نکلا

آج تو نشہ ہے کچھ ادبہ دھنا اترا
انکڑیاں بھی ہیں جڑیں جھیرا ہے اترا
بوسہ عارض کا لیا ہم میرے ملائین لیے کر
کس تکلف سے میرے حسن کا صدقہ اترا
جلوہ خوبیوں کا ہے یا داغ تھا کا فروغ
جانبدی جھٹکی ہے یا بیرون کا جھنگا اترا
دل چھٹا عشق سے طرے کے تو افسردہ ہوا
تازہ وحشت ہوئی جب سایہ بری کا اترا
چاندنی برقی کی مانند ہوئی گرم تھا کہ
چاند پر جب تری تصویر کا گردا اترا
واہ سے طالع برگشتہ نے پھیرا بڑھ کر
حشر اعلیٰ سے اگر رزق ہمارا اترا
شورش اشک ہوئی یان تو بڑھیں شور و نشان
شور ہوتا ہے بہت بڑھ کے جو دریا اترا
خاک سے شاہ کا پتہ بھی نہ زہوار اشعا
وزن میں اپنا تن زار یہ خلک اترا

یہ پس دل میں زکی باغِ مٹامین کی بہار
کہ نگاہوں سے پرستان کا تماشا اترتا

خود کاغذ دل سے نہ ہوا کام ہمارا
وان لیے تو کیا نامہ و پیغام ہمارا
آواز سے ظاہر تھا یہ انجام ہمارا
ہر لیے نہ سکا نامہ رسان نام ہمارا
بیاں کام میں آخر ہے نہ دام ہمارا
ہم آہ سے جائے ہیں تصور میں کسی کے
اے ضبطِ فغان دیکھ تو دل تمام ہمارا
خون ہو گئے بہانہ و نہ کہ سے جان آگے لیوں پر
ناصد کی زبان پر ہو جو پیغام ہمارا
ہے ساختہ خوبناب جگر آنکھ سے ٹپکا
کم ظریفی دل پر جو عینا جام ہمارا

ہر دم ہے زکی ہم سے طبیعت جو صنم کی
ہر شعر پر اک کالی ہے انعام ہمارا

جو خط میں نام کو سوز نہان عیان ہوتا
نہار راہ میں دل کا بھی کچھ نشان ہوتا
تو جائے نقشِ نگین داغ کا نشان ہوتا
ہجومِ آہ جو سر گشتہ کاروان ہوتا
تھا کہ دل سے جو بسمل تھا تہاں ہوتا
زبان حال سے اک شورِ الامان ہوتا
ہنس عین میں کیا تم نیچے زخمِ دل تازہ
نہ کہ چھڑکے تو ایسا مزہ کہاں ہوتا
زیادہ مرگ سے اے جان شال تھا دل پر
کہ تو رقیب کی خاطر سے مہربان ہوتا
طہش سے دل کی افحاشے مڑے دمِ رخصت
شباب آئے گا وعدہ جو میری جان ہوتا
میانہ راہ میں وہ جانی کاش منزلِ مرگ
اور آگے ناصد ہر روانِ روان ہوتا
نسبِ وصال نہ ٹپکا یہ دل تو خوب ہوا
کہ ہم تو جان سے جائے وہ بدگمان ہوتا

دگاہ تند ہے پھڑکائی آہ دل میں زکی

وہ شوخ بہار میں آتا تو میں کہاں آ ہوتا

چھٹ کے تھج سے چمن اے عہد شکن چھوڑ دیا
نہ رہا حوصلہ جب قولِ رقم کا بانی
تو ہوا ہم سے جدا ہم نے وطن چھوڑ دیا
چوم کر ہاتھ ترا عہد شکن چھوڑ دیا
کالیان دنیا میں اے تھجہ دھن چھوڑ دیا
کون جدا ہو گئی میری میں تم اے عورتِ عشق
خستہ جان کون عین اے داغ کہن چھوڑ دیا

دل وحشی کو پسند آئے فزال شہری
کوچہ گردی کے مرنے پائے تو بن چھوڑ دیا
لہ الحمد ہوا خاتمہ عشق بخیر
کہ دم وصل مری روح نے فن چھوڑ دیا

حسن جوہر کی وہاں قدر نہ آگئے جو نظر
در شہوار کو دیکھا کہ وطن چھوڑ دیا
ہوگیا کشمکش عشق سے بان وک تو مین تنگ
کہ پس اب حوصلہ رنج و معنی چھوڑ دیا

آئین گل کی محبت میں افنائین جو زکی

دل نے اب ولولہ سیر چمن چھوڑ دیا

ہم گئے جس سے جو تم نے ادھر آنا چھوڑا
تم نے چھوڑا ہمیں اور ہم نے زمانا چھوڑا
شور وحشت نے کیا ہر دل وارستہ خراب
تم تنہائی کی خاطر نہ ٹھکانا چھوڑا

تم کی لہروں سے ذرا سوچ کے ملنا اے دل
انسی زلف کا جادو تو جگانا چھوڑا

قصہ خوان بھولا وہاں طرز سخن آرائی
نام وک میرے جو پہونچا کے نشانا چھوڑا

تم نے کیا تنگ کیا عرصہ جان و دل زار
کہ خوشی کے لئے پائی نہ ٹھکانا چھوڑا

جب کہ تجھیں میرے نام کی سمجھا مہدی
پاون مین یار نے مہدی کا لگانا چھوڑا

برق مضمون کی بجلی نہ رہی کرم تہاک
شوخ چشموں نے مگر آنکھ لڑانا چھوڑا

کام دل نے تو کیا لطف نظر سے حاصل
اور ہمیں ناوک حسرت کا نشانا چھوڑا

عشق نے جس کے جہان مجد سے چھڑایا ہے زکی

اس نے کس دل سے مری قبر پر آنا چھوڑا

تو نے کیا ہم سے علانہ یہ نادان چھوڑا
ہم ہی چوکے جو ترا گوشہ دامان چھوڑا

بھول کر بھی نہ بڑا دامن جانان پر حاتم
ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ گریبان چھوڑا

نالہ کرنا ہون مین عباد کی خاطر ورنہ
دل کو واشد ہے کہاں جب سے گلستان چھوڑا

اب تاحف عیب اے خاطر شوریدہ مزاج
لگدنگ چھوڑ کے سوچے کہ پرستان چھوڑا

ہم سے ہرگز نہ چھٹا وادی وحشت کا خیال
کوہ ترہاد نے مینوں نے بہان چھوڑا

چشم معور کی مسرت سے چھٹے خواہش جام
لب ساقی کی تنہا مین نہ کہ دلہن چھوڑا

مے خون سے نہ کیا کس کا پیالہ معور
تو نے خالی کیسے اے گردش دوران چھوڑا

کیا مہب کا چہت اے جان جہان صاف بنا
ہم سے کیوں واسطہ اے دلیر نادان چھوڑا

ہم دل آشفہ ہوئے قہ سے ہو کر آزاد
تو یہ کس دل سے تم زلف پریشان چھوڑا
سجے کے زخم کے سچے کو بھی اے دسہ جنوں
تو یہ ہلق نہ کوئی تار گریبان چھوڑا
دامن موج صبا بھی نہ لگا ہاتھ زکی
نکبہ گل کا صہ ہم نے گریبان چھوڑا

ہر عکس دہر خلاف نہ کس آن تو ملا
آنکھیں ادھر تو اویسہ آئینہ رو ملا
لفظ بین کام دل ہمیں ہے جستجو ملا
اپنی تلاش بھی کہ نصیبوں سے تو ملا
ہر طرح جو رو ظلم روا رکھ ہر اے صم
یوں دل کو خاک میں نہ سرے رو برو ملا
روتا یہ ہون کے ساقی دوران کیے ہاتھ سے
کر جام سے ملا بھی تو دل کا لہو ملا
کہا خوب خوش نصیب ہیں ہم اس جہان میں
مشتوق بھی ملا تو صبح تند خو ملا
گزرے جو بعد برہن ہزم ہم دھان
ہو کا مقام عرصہ کہ ہائے و ہو ملا
فونے ہوئے کچھ آئے نظر کاسہ ہائے سر
شبہ ملا نہ جام ملا نہ سرو ملا

تحریر حال گرہ ہے منظور تو زکی

ہانی کی جامداد میں دل کا لہو ملا

آہلوں سے ہاون کے کھلے ہیں گلشن زیر ہا
کوفے ہیں صحرا میں کانٹے کار سوزن زیر ہا
تھر ہے اس کے کج و وا کج خوام ناز میں
دوڑ سے ڈھلکا دوپٹہ طرف دامن زیر ہا
بوسہ لہی ہے جو پابوش اس نگارین ہاون کا
دھک سے کہتے ہیں خونیں دل کے دھن زیر ہا
کیا صبح تیرے گروہ پھر زندہ ہوں اے عیسیٰ نص
لائے تو اپنے شہیدوں کا جو مدفن زیر ہا
نشہ کی حالت میں جھجکا ڈر کے عوץ نازنین
لٹ جو اپنی زلف کی سمجھا رہ ناگن زیر ہا
یہ ادا قافل کی قابل دید کے ہے وقتہ لہج
ہاتھ ہے پستل کی آنکھوں پر تو گردن زیر ہا
ہرے طریق عشق دنیا میں وہ صبر صراط
تیرہ و تاریک رستہ صبح آٹھن زیر ہا

آشکارا ہے زکی گل کاری طرز رقم

ہے یہ گل رنگ قلم کی نازہ گلشن زیر ہا

ہاں طہش سے شور محشر آشکارا ہو گیا
دامن دل صبح قیامہ کا ستارا ہو گیا
اس پہ شیریں سخن کی سننے سننے کالیان
زہر کھائے کا مزا آخر کوارا ہو گیا
صورت فوارہ خون دل اڑانالوں کے ساتھ
لہجہ ملار ہاں گویا ہزارا ہو گیا

بن گیا خورشید محشر دل میں داغ انتظار
 قتل کا اپنے تھائی ہوا وہ تند خو
 پرچھان کرچھی لکین دل پر نگاہ بار کی
 ہاؤن میں اس آفتاب حسن کی رشک شمع
 عورتوں دل سے ہوا گردون کا گردادہ ہم
 خاکہ میں دل کے دھوئیں کا جو اثر آتا زکی

ہو بکولادشت مجنون میں ٹھہرا ہو گیا

چہرہ جب رنگ سے لال ہوا
 عقل ابھو میں جستہ حال ہوا
 جب میں ہوئے طرہ پہچان
 گل بدن غنچہ دھن میں عمرے
 جعد کو اس پر کے ناتھ کہا
 حال یہ ہے کہ زندگی ہے محال
 ورنہ درد فراق جانان میں
 چین آئی چین جانان پر
 یاد زنجیر بان رہی ہر آن
 دھا دل کا دھواں جو مد نظر
 ہونے پابند الفت عباد

کیا کرون میں گلہ خزان کا زکی
 فعل گل سے بہت نہال ہوا

کہی تو دن یہ ہمیں بھی نصیب ہو پار
 مزا ہو معنی ہنگامہ کا سخن سے ادا
 زبان حال سے وحشہ میں شور ہو کہ تک
 زبان اپنی زبان رہے ہو پار
 کوئی تو اپنے سخن کا نصیب ہو پار (۱)

یہ آرزو ہے کہ اس سے کروں میں رفع حجاب
نگاہ پھر کے میں لالہ کو اپنے دیکھ تو لون
مٹا کر اپنے کوم سے وہ خاطر ہوا
کہیں جو نشہ میں وہ دلہریا ہو بار
جو وہ ذبح کے دل کو شکہ ہو بار
کہ ایک سال فراز و نشیب ہو بار

شب فراق میں ہر دم یہ ہے مطالعے زکی

وصال وصل صنم میں نصیب ہو بار

یہ بادلیے کا دھوکہ ہے روئے دلیر پر
نگاہ کی جو کہیں داغ دل کے جوہر پر
خواش ناخن نم کا اثر یہ ہجر میں ہے
سببہ رنگہ ہے مے عکس روئے ساقی سے
چمن میں موج سب کھیلے ہے کھول کے بال
عرق سے تن کے لباس - حید تریجے وہاں
اودادہ سیر جہان کا کہیں نہ وہ کرتا
بہار نم کا افسانہ ہوں گرچہ ہوں پر گاہ
سندھ صبح کا پیدا شب وصال میں ہے
حنانی ہاتھ میں لے کر وہ چھوڑے جو نگار
نقاب آب روان منہ پر اس بڑی وحی کے
شعاع سے رنگ صبح پر ہوا معلوم
لگاتے ہیں نکلن لب سے ہنس کے ہان کا رنگ
کہیں تو بوسہ پافے نگار ہو کا نصیب
صحب نہیں ہے کہ شعلے افہین بجائے شرار
کسی طرح نہ ملامت ہوا دل شیریں
(۲)
ہولی شروع زمستان میں سرد مہرے دھر

کہ مانتا کی چادر ہے مہر انور پر
تو ذرہ کا ہے گمان آفتاب محشر پر
بچھاؤں پھول تو ہو جائیں خار بستر پر
گمان کہن کا نہ ہو آفتاب ساغر پر
کہ ہوئے زلف پریشان کا سایہ ہے سرور
بڑی شہم گل چاندنی کی چادر پر
جو حال آئینہ ہوتا دل سکندر پر
مٹی یہ تاب و توان مجھ کو جسم لافر پر
میرزا ہے تیرے طرہ معشر پر
گمان حد حد پلایس ہو کپور پر
مثال چادر شہنم ہے مہر انور پر
کہ زورنگار ہے چلون بڑی کے مظهر پر
(۱)
وہ مہر کرتے ہیں جب خون دل کے محشر پر
پڑے رہیں گے جو ہم ہوگی خاک اس در پر
سہند چھڑکین جو اس داغ دل کے مہر پر
کہا تھا عشق مگر کوہکن تیرے پتھر پر
پڑا ہے لڑوہ دل آفتاب آذر پر

(۱) محشر - نامہ لافس کا جگہ حاضر ہوئے کی

(۲) زمستان - جارا - فصل سرما

زکی یہ داغ تھا ہون نشہ میں یہ و خور

وہ رشک حور جو ساغر پلانے ساغر پر

چھلے جہان سے ہم تم کے مٹلا ہو کر

پھرے جن میں جو آہ سر صبا ہو کر

دھوئیں اڑائے ان آنکھوں نے سرمہ سا ہو کر

کسی سے ملنے کا آپ حوصلہ نہیں اے جان

یہ طرہ رنگ مس زہب لب کو خوش آیا

جو بعد مرگ بھی یوں ہی رہی پریشانی

سند ناز کو شوخی کی جب کہ آئیے تونگ

یہ کیا ستم کہ دیکھے ہو بیمار میں گالی

ہوا ہے نام اسی واسطے مرا مہدی

کہ آپ میں نہ رہے آپ سے جدا ہو کر

تو رنگ عارض گل سے اڑے ہوا ہو کر

نگاہ برق میں غمزہ آشنا ہو کر

بہتہ اٹھائے مڑے تم سے آشنا ہو کر

کہ لاچوردی بنے لعل سے بہا ہو کر

تو زورہ زورہ اڑے کا جدا جدا ہو کر

دکھائے برق بجلی چراغ پا ہو کر

یہ کیا غصہ کہ ہنسنے ہو تم غٹا ہو کر

کہ بوسہ اس گل پا کا میں لون حفا ہو کر

رہے یہ دیکھے کج نفس میں ہم تو زکی

کہ ہم سفر چلے تہ سے رہا ہو کر

باون پھیلانے جنوں نے زلف جاناں چھوڑ کر

وسعت طبع پریشان جان کر مہمان نواز

اسے دیوانے نہیں ہم ہرگز اے رشک بری

واہ اے شوربدہ حالی مفت جاتی ہے بیمار

چھوڑ کر لطف معافی کیا ہوئے صورت پرست

ہاتھ سے سر درگہبان اس کا دامان چھوڑ کر

دل میں وحشت آ رہی تم کا بہان چھوڑ کر

گم لین زنجیر سے زلف پریشان چھوڑ کر

اور ہوا ہوتا ہے دم کثرت سے ارمان چھوڑ کر

ہین جو بہت غائبے کے دیوانے پرستان چھوڑ کر

دیکھتے حوروں سے کہوں کر دل پہلنا ہے زکی

بزم ہستی سے چلے ہین ہم جو برہان چھوڑ کر

رہے ہم دشت از خود رفتگی میں سحر جان ہو کر

تکلف پر طرف فیرون کی خاطر سرگران ہو کر

سہ پہلی نے رکھی روشنی کا دور مرقد سے

سرمزگان پر آسمو کا ہر اک قطرہ ہوا طوفان

کہ اپنی خاک کا پتلا رہا سنگ نشان ہو کر

ہمارے حال پر نامہربانی مہربان ہو کر

بنا ہے شامانہ چاندنی کا آسمان ہو کر

یہ گانٹھے پر کی اوس آخر رہی آپ روان ہو کر

ہیان حال شب فریقہ کرون کر زلف کی دھن میں
خبر ہے کچھ کہ راہی ہو چلا عالم جوانی کا
ہوائے بہراری موجزن ہو دل کی لہروں میں
تجرہ عالم امکان سے واجب ہے دل شیدا
طلسم عشق نے بھلی بنایا اپنسان کو

زبان حال سے ہر حرف نکلے داستان ہو کر
کہ منہ پر خاک سی اڑی ہے گرد گاروان ہو کر
جو گزیرے نکہت زلف پری دامن نشان ہو کر
بنے تا منزل عشق الہی لامکان ہو کر
کہ آنکھیں ہو گئیں آتش نشان گوہر نشان ہو کر

گزر جا آپ سے کر ہے زکی تو نام کا خواہان

کہ شہرت پائی عطا ہے جہان میں ہے نشان ہو کر

خون ہوا دل خاطر حاضر پرستان توڑ کر
ہم ہیں دیوانے ازل سے درد مند لوق عشق
قطع نچھ سے ہوتو کچھ پھر جہان میں کس سے چاہ
اے جنوں چاک دل شوریدہ سینا چاہیے
دیدہ مژگان خون آلودہ کر شور جنوں
عاشقوں پر جوڑ کر ہے ہوسخوتوں کو رنج
دل میں شرمائی عین شیشہ دل کا پرہان توڑ کر

آرزو بندی میں کیا کیا لطف اٹھا ہے اے زکی

یاس کی حسرت نکال اب دل میں ارباب توڑ کر

.. مکھڑے سے درپتہ پہ طنار اٹھا کر
الفہ تری ہم چھوڑ کے اے جان کہاں جاہل
حسرت سے لگا کاشفے لب داندہ سے وہ شوخ
منہ پر ترے ہم ہان و می کے کہیں اوصاف
نازات ہو ادا کے نئے پرداز اٹھا کر
ہون کس کے طلب کار ترے ناز اٹھا کر
جب نصف مری لے چلے دم ساز اٹھا کر
رنگ شفق و شام سے انداز اٹھا کر

توڑوں ، پرو بازو کے زکی قتل چمن سے

لے جائے نہ مجھ کو پر پرواز اٹھا کر

نسیب نے کیا پھر بھی گرفتار اڑا کر
راز دل محبوب کیا چاہیے معلوم
ہم دیکھتے ہی وہ کئے اوصاف نظر میں
صلیے چھوڑا ہمیں سو بار اڑا کر
کچھ بد خبر عاشق بیمار اڑا کر
دل لے ہی کیا وہ پہ عار اڑا کر

اس شوخ جفا کار کی معشوق نگاہیں
لے جاتی ہیں آنکھوں میں دل زار اڑا کر
غوغی تیرے جلوہ کی ہمیں کوئی ہے بے تاب
طرز کشش آتش دیدار اڑا کر
جھپکائیے لگی ہری بھی صبح کی نظر کو
انداز نگاہ یہ خون غوار اڑا کر
یہ گھات کسی کو بھی ہے معلوم کہ ہریان
لے جاتی ہیں کس طرح دل زار اڑا کر
معنی ہے جو ہنگامہ زکی اپنے سخن میں

مضمون لکھے جاتے ہیں اخبار اڑا کر

چاندنی شب میں جو نکلے وہ سن بر باہر
اپنے جامہ سے ہو مہتاب کی چادر باہر
صاف ہو دل تو گدورت ہو طرز باہر
مکس آوے نظر آئینہ کے اندر باہر
خلوت خاص میں کیا نور کا عالم ہوگا
جلوہ یہ کچھ نظر آتا ہے جو باہر باہر
جانیو نامہ رسان اس کو پریشانون کا
ساند سے ہو جو تباہی کا کوثر باہر
کس قدر تنگ کیا عرصہ ہوائے غم نے
بھری ہے باد صبا باغ سے باہر باہر
یہ جگر دل کا ہے اے شور محبت ورنہ
بھینک رہے ہیں شور سینہ سے پھر باہر
زہر غم سے نظر آتا ہے شبہ برکاء
رگ جان سے نکل آتا ہے جو نعت باہر
روبرو بار کے حیران ہوں میں آئینہ وار
ایک عالم ہے بہان آنکھوں کے اندر باہر
دل کے دافون کی بجلی ہوئی نروں سے عیان
خاک بھی اڑی پھری اپنی بگولا بن کر
خاک بھی اڑی پھری اپنی بگولا بن کر
کیا نصب ہے یہ دورنگی تری اوکاثر کیش
نہ کیا ہوتے ہیں بھی ہاون سے جگر باہر
دل میں ہے بیمار تو بکڑے ہوئے تیور باہر
آہ و نالہ سے زکی کچھ بھی نہ نکلے ارمان
کاش اشکوں میں نکلتا دل مظهر باہر

اپنے جوبن سے نہیں بار خبردار ہنوز
نازو انداز سے واقف نہیں زہوار ہنوز
کس طرح اس سے ادا شرط و ملازمتی ہو
جو سمجھتا ہی نہیں آپ کو دلدار ہنوز
اپنی انداز سخن میں نہیں پرواز فریب
یہ تکلف ہیں جو گویا لب گفتار ہنوز
میں ہاتھوں میں نہیں تلخی و شام کے لطف
زہر اتر نہیں لعل شکر بار ہنوز
یہ تکلف وہ ہے کوشھے یہ چمک کر آنا
شوخیوں سے ہے وہ چھینا پس دیوار ہنوز

جال میں ڈھنگ وہی ناز سے اٹھکلی کا
ہے لڑکپن کی ہر اک آن و ادا میں انداز

نہیں آگاہ وہ دل خواہ مڑے سے جو زگی

دل لگا کر نہیں سٹتا مرے اشعار ہنوز

ہوا سٹائے بنا گوش سے وہ گوہر صاف
سٹائے حسن بنا گوش بار دیکھے اگر
ستہری رنگ میں اس پہ کی آپ و تاب پہ ہے
جو عکس گوش صنم جلوہ گر ہو گوہر میں
سٹائے گوہر گوش صنم نظر میں جو ہے
خوش آگیا ہے جو اہل نظر کی آنکھوں میں
تجلی سحری سے ہوں جیسے اختر صاف
صفت نہیں کہ ہو غم سے دل مگر صاف
بنا ہے پھولوں کا زور طلاقی زور صاف
ستہری رنگ سے ہو جائے شک اختر صاف
ہوا ہے داغ دل آئینہ کے برابر صاف
ہوا ہے گوہر شہوار اپنا جوہر صاف

اگرچہ خاک میں ہم مل گئے زگی تم سے

پر اب تلک نہ ہوئی خاطر مگر صاف

گر نظر ہو در گوش پہ رعنا کی طرف
عکس اس کان کے پھولوں کا دکھائے جو بہار
جس نے دیکھا ہے در گوش صنم آنکھوں سے
جب سے آنکھوں میں بسا ہے کوئی آویزہ گوش
جلوہ اس آئینہ رو کا نظر آجاتا ہے صاف
بار آیا جو غمے کان کا جھمکا اے جان
آنکھ بھڑکے کہیں دیکھوں نہ توہا کی طرف
ہو دل سیر چین چشم تماشا کی طرف
جائے کہ اس کی نظر گوہر ہکٹا کی طرف
گرم ہوا (ہے) نظر داغ تما کی طرف
غم کی لہروں میں جو دیکھوں کہیں دریا کی طرف
رو دیا دیکھ کے شب ہم نے توہا کی طرف

تلک پہنچا نظر آتا ہے فردوس زگی

جب کہ ہوا ہے نظر سا پہ طویں کی طرف

کہ تلک جی ہوس وصل میں مارے عاشق
یہ تو دیکھا ہے کہ ہوتا ہے کھد : البتہ خیال
گردن بار سے پیدا ہو ہوا جلوہ نور
عید ہوئی ہے انہیں مرگ کی اپنی اے جان
حجر میں آہں گیا گور گارے عاشق
گرچہ معشوق کو ہوئے نہیں ہمارے عاشق
ہوئی اس جنگو کی سمجھے ہیں ستارے عاشق
جان دیتے ہیں گلے مل کے تمہارے عاشق

بزم انہار میں ہو جاتی ہے کیا اپنی نمود
 شمع ٹالوس جو اس خلق میں ہو سرخس بان
 وصل محبوب میں ہو جاتا ہے آسان وصال
 ہے خودی یہ ہے کہ زہار نہن اپنی خبر
 ہنس کے کہتے ہو جو مجھ سے ادھر آئے عاشق
 دل کے شہد میں بری تم کی اٹارے عاشق
 ناز و غلے کے جو ہائے ہنن سہارے عاشق
 لیکن اے جان سمجھتے ہیں اشارے عاشق
 تم کوہی حال زگی ہو ہے توجہ لازم

کیون کہ یہ لطف و کرم کے ہنن سہارے عاشق

ہر اک مگر کتاب دل زار کا ورق
 وصف اس کے کان کے تھے سراسر لکھے ہوئے
 اک ایک دیکھا نسخہ گلزار کا ورق
 تصویر ہے جو سایہ دیوار کا ورق
 عکس افکن اس کے کان کی بھلی جو شب ہوئی
 باندھا خیال اس کا شب و روز جو زگی

دل ہو کیا شبہ رخ بار کا ورق

صنائے حسن خوبی ناف سے پیدا ہے گردن دک
 تیرے دامن کے چھونے کی گنہگاری ہے بس مجھ کو
 مگر حسن ستم کا بوجزن دریا ہے گردن دک
 گلے میں اس کے جو ماقوت کی چنیا گل دیکھی
 کہیں گردن میں اس گل کے حائل ہر انداز شوق
 ہمارا حامد اے لائل کہان پہونچا ہے گردن دک
 تو غون دل میں یہ غونین دل ڈوبا ہے گردن دک
 مریحہ عاشق کو جانناڑی میں کیا صورت ہے گردن دک
 بلند اپنے دل مشتاق سے شعلہ ہے گردن دک

وہ موشط افغان تو ہو زگی طوفان ابھی پیدا

یہ دیکھو جوش کھا کر خون دل آتا ہے گردن دک

خون ہو دل سے قرار کب دک
 اے جان غناب چل کہ غم سے
 آنسو ہون گلے کے ہار کب دک
 خون ہو دل سے قرار کب دک
 جموٹے یہ دغا کے ہار کب دک
 فم سے ہون میں دم کنار کب دک
 باد بردوش دلہا میں
 محفل میں تھا کہ دل نہن جوہ
 مشغوق ہو شرمسار کب دک

گل کھاتے ہوئے یہ ہاتھ دیکھیں
آگر ہے جہاں شمار خوبان
ہوں اس کے گلے کے ہار کب دک
یہ مہر و وفا یہ پیر کب دک

بوسہ اس سے زکی طلب کر
رہتا ہے امیدوار کب دک

گاہوں میں دیکھے ہیں جو کسی گل بدن کے پھول
ہو پاس اس کے تن کی ہے گویا ہی ہوں
باد آگیا صنم کا گلابی جو پورہن
زیباؤں اس کے تن کی ہے پورے حسن سے
زیبہ کی جو حسن کی ہے وان بہار پر
خوبوں کا باغ حسن ہے تازہ بہار پر
بتھے ہیں داغ داغ دل خستہ تن کے پھول
مہر و وفا کے جالی کے ہیں باسن کے پھول
گاہوں کی طرح آنکھ میں کھٹکے چمن کے پھول
جھجک کے داغ پھوٹے رنگے ہیں بن کے پھول
گرتے ہیں گانداسی کے ہیں کیا پھین کے پھول
ہنسنے سے بن گئے ہیں جو لہجہ دہن کے پھول

مشتوق ہو کے شاد پڑھے کرا نہیں زکی

زبندہ تر ^{شیں} ہے رنگین سخن کے پھول

ان سنگ دل بہنوں سے پہلا کب ہواے دل
مہر و وفا کے بدلے وہاں حور اور جہا
سینہ جو اس بری کا ہے پتھر کی طرح سدا
ہے چاہ پر تو چاہ نکہ پر نگاہ صاف
مکس آئینہ کا اے صنم آئینہ دار ہے
جو روح جہا کی تصویر ہے کھد انتہا صنم
جو سنگ و گزار کو سمجھے بجائے دل
خوبوں سے کس امید میں کوئی لگائے دل
معلوم ہو گیا کہ ہے پتھر بجائے دل
چشم آشنائے چشم ہے دل آشنائے دل
سنگ نہیں صنائے بدن پر صنائے دل
تو ہوں بتا کہ صدمہ کہاں دک افعائے دل

دہر سخن سے ہار نہیں آشنا زکی

اومان ہے کہ خون ہوا مدعائے دل

گردل لگائیں اس پہ گل پورہن سے ہم
اوصاف کر لکھیں مس آؤ آلودہ لب کے اب
ابھری ہوئی جو گات کسی کی نظر میں ہے
آنکھوں سے دیکھتے ہیں کون آفتاب کی
کیا کیا نہ گل کھلائیں دل خستہ تن سے ہم
سوچن کے گل کھلائیں سخن کے چمن سے ہم
یہ ساختہ لگائے ہیں دل بانگن سے ہم
مہر و وفا کے جو غش ہیں کون سے ہم

اس سینہ کے سینہ سے کیا گیا ہوں خجلین دل غوش گریں جو بولے گل باسن سے ہم

کا کہہ سکے زکی کے اعنائے ہیں گماڑے

شعر اپنے سن کے اس پہ شہین دھن سے ہم

رمزین ہیں محبت کی جو انداز میں باہم سج دھج وہ بنائے ہیں اعنائے ہیں مزا ہم

زخموں کے جوں ہیں لب سوار سے باہم گویا لب معشوق کا ہائے ہیں مزا ہم

کس شوق سے رہتے ہیں تم عشق سے باہم کیا دل کے تڑپنے کا اعنائے ہیں مزا ہم

باطن میں تو ہر آن تصور سے ہیں باہم ظاہر میں رہیں تو تیرے خاطر سے جدا ہم

ہوتا ہے تکلف سے ہم آغوش شب وصل پس دیکھ چکے جان تیرے مہر و وفا ہم

ہاں سج ہے کہ الطاف کے لائق تو ہیں اغیار جھڑکی کے مزا وار کھنگار وہ ہم

وہ دن بھی کہہ اب یاد ہیں پیارے کہ شب وصل سوتا تھا کلیے مل کے تو کس پیار سے باہم

کہتے نہیں کچھ منہ سے تو ہوتا ہے جگر خون شرمندہ وہ ہوتا ہے جو کرتے ہیں کلا ہم

اشکوں سے غبار اپنے گویں دیتے ہیں چھینکا جب دیکھتے ہیں جنتی دامان صبا ہم

اے گاش کہ یہ دمیت حناستہ ہوں بیکار اور کھولیں تکلف سے تیرے بند کیا ہم

جان و دل مدطر ہے کیا ساندھکارہ مل کر دم رخصتہ جو ہوئے ان سے جدا ہم

ہک رنگی دل کا دگر آتا ہے میان رنگ نور نظر آنکھوں سے نکلتا ہے جو باہم

فرہاد و فغان آہ و بکا نالہ و زاری سامان پریشانی دل ہے یہ فراہم

باد آبی ہے کیا کیا کسی غلغلہ کی جھنگار جب نالہ زنجیر کی سنتے ہیں صدا ہم

اللہ ہے کسی آفتہ جان کی جو درانداز دل ہم سے غلط دھتا ہے اور دل سے غلط ہم

اب حال کا پرسان بھی نہیں ہوتا ہے زہار غیر اسے نگاہوں میں تری ہو گئے کیا ہم

فرہت کی محبت میں عزیزوں کو بھلا یا

ہاں سج ہے وطن میں ہیں زکی گھر سے سوا ہم

والہی نابل مزا ہیں ہم یحییٰ دیرینہ آشنا ہیں ہم

اے صنم یہ صنم خدا سے تو ڈر طاہتہ بندہ خدا ہیں ہم

بھوکے دیکھو شکستہ پاہین ہم
آنکھ کھولی تو پس ہوا ہین ہم
ہاں سزاوار ہر سزاہین ہم
حال میں اپنے مبتلا ہین ہم

لاٹھے والو اک ذرا ٹھہرو
ہین نفلہ ہے زسہ شگل حباب
م کو چاہا برا کناہ کیا
حافظانہ مزاج رکھتے ہین

ایک دل اور چاہتے ہین زکی

عاشق طرہ دوتا ہین ہم

بجلی جھمک گئی مری چشم پر آہ ہین
گئی ہین شوخیان تیرے شرم و حجاب ہین
فلتہ بہا کرے گا نہ کیا کیا شہاب ہین
سوسن کی پنکھڑی ہے گل آفتاب ہین
ہوتی ہین مرد مک کہن چشم حباب ہین
کیا گل کھلے گا دیکھتے اس کے جواب ہین

دیکھا جو حسن عارض تابان نکاب ہین
ہے مثل برق چشم کی گردش نکاب ہین
طلق سے چوتھوں میں بھری ہین شرارتین
تاییدہ منہ پہ لعل مس زہب کی بہار
اس گورے رنگ پر سرپستان ہین کون سیاہ
اس نچھلے کے بوسے کا سائل ہوا ہے دل

ہر گز نہیں ہے کسی محضر کا ہم زکی

ہم ہوں گے سایہ ظلم و تراپ ہین

شوخی چشم سے تڑپدہ بطور رکھتے ہین
دل میں ہو درد تو نالے بہن اتر رکھتے ہین
سجلہ پر شرم کے حجلہ سے نظر رکھتے ہین
نہ تو سودا گوئی رکھتے ہین نہ دور رکھتے ہین
صورۂ شعلہ جوالہ بطور رکھتے ہین
دل تڑپتا ہے ظلم ہاتھ سے کر رکھتے ہین

نظر بد سے جو خوش چشم نظر رکھتے ہین
ہو جگر خون تو فریاد و فغان کا ہے مزا
ان کو بھاتا ہے جو اپنے لئے جہنم کا ابھار
وجد ہے حال پر اپنے کہ بگولے کی مثال
صبح قابوس خیالی ہے بہان داغ بہان
(۱) ہین مضامین بری زاد زکی پیش نگاہ

یا تو ہو دھتے ہین خوبوں کے طلب کار زکی
یا خدا چاہے تو اپنا انہین کر رکھتے ہین

شمع سان آرائش تن عشق کے آثار ہیں
ہچکچاہٹ شیشہ کی سن کر دل سے کرتے ہیں نشان
منظر اکہم عشق کے ہیں آفتاب و ماہتاب
سادہ برفی سے بتوں کی جلوہ آرا زیب ہے
نیل کون رکھتے ہیں پہراہن مثال آستان
ہوش کون اڑتے ہیں کھٹکے سے فنا کی راہ کے
دم بدم دوزخ میں بدلی جاتے گی جلد بدن
ہے شہزادہ کی تارہ کی پہان دود درون
رج و راجہ کشمکش سے دل کی ہیں آرزو جان
چشم ہو بناتو ہر قطرہ محیط جلوہ ہے
ماہ کمان سے فقط تھیں گریں بازار مصر

سرکا طرہ آہ ہے آنسو گلے کے ہار ہیں
گوش ہر آواز لعل جو پس دیوار ہیں
آسمان کے ہیں جو تارے روزن دیوار ہیں
حسن اکہ تصویر ہے اور آئینہ رخسار ہیں
یعنی اپنے حال کے ہم آہم نام دار ہیں
ساتھ چلتے کو ہزاروں قافلے تبار ہیں
سوز غم میں جان و تن ہر دم نشے درکار ہیں
کھکشان مژگان ستارے دیدہ بیدار ہیں
وائے غم غواری کہ مرگ و زندگی بیمار ہیں
خاک کے ذریعے شرار آتش دیدار ہیں
لکھنؤ کی ہو گئی میں شاہد بازار ہیں

خستہ جانی ہے ہر مندی کی دولت سے زنگی

تبع آسا ہم سراپا داغ جو ہر وار ہیں

غور سے دیکھا چولے کو دستہ جانان ہاتھ میں
پاہہ جولانہ تو کر عشاق کوایے مست ناز
آئیے ہریک ذرۂ سے داغ دل مجنون نظر
یاد میں چشم ولہ ساقی کے رہتا ہے یہ دور
جلوہ آرا ہے یہ عکس آفتاب و جام سے
دامن دل دار گرہتا ہے دھیان آفتابوں پہر

خندنی رنگ حنا تھیں مہر تابان ہاتھ میں
ہا اٹھائے پاؤں سے زلف معنیر ہاتھ میں
لے اگر محمل نشین رنگ بہا بان ہاتھ میں
لب سے چھوٹا جام ہے آیا تمکہ دان ہاتھ میں
خندنی رنگ حنا ہے ہا نمایان ہاتھ میں
یہ کہاں فرصت کہ لون اپنا گرہبان ہاتھ میں

بارہ بارہ دل کو گردہنی ہے تاثیر سخن

لے کرے دیکھوں کیا زکی اورا کی دیوان ہاتھ میں

شورش وحشت ہواور دامن دلیر ہاتھ میں
واہ واصل علی خیر البشر کا مرتبہ
کافذ مکتوب ہودستہ حناستہ میں لال

پاؤں میں بیڑی ہو اور زلف معنیر ہاتھ میں
جانور اعجاز سے بنتے تھے پتھر ہاتھ میں
آتش میں جاتے سماں کیوثر ہاتھ میں

کس لب سے لعل بن جائے ہیں دندان ہار کے
 قدق دستہ نگارین کا ہوا روشن جو عکس
 بن لکیریں ہیں کہ لکھنے کو بہاؤ حسن کی
 آتش رنگ حنا سے کون نہ اے غونہ جز حلق
 روہرو ہر آن دھتا ہے حجاب و شرم سے
 بنی ہے مرجان کی سمن سدنکھو ہر ہاتھ میں
 آفتاب آیا نظر شہہ کا ساغر ہاتھ میں
 کاب اشکال نے کھینچا ہے سطر ہاتھ میں
 شعلہ جوالہ ہر لوہے کا چکر ہاتھ میں
 آئینہ کیا ہو گیا سدسکدر ہاتھ میں

گتے ہیں حاسد میرے طرز سخن سے اے زکی

کیا قلم ہے برق دم مانند خنجر ہاتھ میں

غم دنیا ہے غلط جان کی غم خواری میں
 چرخ اخضر میں نہیں شعلہ خورشید عیان
 ہم بھی تکلیف اٹھانے کے ہیں مشاق کمال
 وہ طے پا نہ طے کچھ نہیں پرواز بہار
 آمد و شد ہے نفس کی جود ہوئیں کے مانند
 حسرت اے شوق رہائی کے ٹپتے ہیں بڑے
 زحم دل پر جو وہ حس حس کے چھوٹکا ہے نہ کہ
 دل گرفتہ ہوں میں اپنی ہی گرفتاری میں
 آسمانی ہے پری کسوٹ زنگاری میں^(۱)
 مشق پہونچے جو بہم تم کو جفاکاری میں
 دل کو خوش کرتے ہیں یوسف کی خریداری میں
 مشقہ نہیں ہوئی دودی و منشاری میں^(۲)
 بال و پر توڑ کے آغاز گرفتاری میں
 لب جانان سے مزے اٹھتے ہیں غم خواری میں

کما ہوں تنہائی میں غم خوار کا محتاج زکی

چارہ گر چاہے کیا حالت ناچاری میں

بناوئیں ہیں کہ جھوٹے قرار ہوتے ہیں
 مزا ہے عاشق و معشوق میں تکلف کا
 ستم ظریفی جانا نہ واہ کیا کہنا
 وہ پاس ہوتے ہیں ہر دل میں جو رکاوٹ ہے
 یہ دلہری کے ہیں سامان کہ ہم کاری میں
 فرض کے دوسرے ہیں اصحاب مطلب دنیا
 لگاؤئیں ہیں کہ حس حس کے بہار ہوتے ہیں
 یہ صدقے ہوتے ہیں اور وہ نثار ہوتے ہیں
 کہ گالی دیتے ہیں اور شرمسار ہوتے ہیں
 تو خواب میں بھی نہیں ہم کار ہوتے ہیں
 گلے کے ہار وہ پھولوں کے ہار ہوتے ہیں
 وفا شمار کہیں ہار قلو ہوتے ہیں

(۱) کسوٹ - جامہ پوشیدی - لباس

(۲) بیٹھا منشاری - وہ بھی جو خلاف عادت چلے

بناؤ کر کے جو وہ بیٹھتے ہیں کوس پر تو بڑھ کے آہ کوئی حصار کرتے ہیں

لہو سے آہلہ ہائے شعلہ بن کے زگی

زبان حال بہا بان کے خار ہوئے ہیں

ہم آہنہ لگا کر تصویر دیکھتے ہیں

آنکھوں سے اس کے خطا کی تصویر دیکھتے ہیں

بزم صم میں اپنی تو قبر دیکھتے ہیں

ہم دور بیٹھتے ہیں اس کو دکھا دکھا کر

الفہ کی ہم تو الٹی تاثیر دیکھتے ہیں

کہتے ہیں دل سے دل کو ہوتی ہے راہ لیکن

جب ہم کو دیکھتے ہیں شمشیر دیکھتے ہیں

غیروں کے واسطے ہیں اپرو کے وان اشارے

زلف پری جو سنگ زنجیر دیکھتے ہیں

ہوتا ہے وحشیوں کو دل بستگی کا سامان

دل نالہ ہائے شب سے خون ہو گیا زگی آہ

آہ سحر کی اب ہم تاثیر دیکھتے ہیں

توڑا جاتے ہیں جب دل کا ٹوٹنا یاد کرتے ہیں

زگی ہم سرگزشت غم سے خاطر شاد کرتے ہیں

اسیران قفس کا نالہ و فریاد کرتے ہیں

جن کے چہچہے بار بار ہمارے ہم صفیروں کو

سم کرتے ہیں دل لیے کر تو کہا پیدا کرتے ہیں

گلہ کرنا ہے کہا لازم بتوں کی بے وفائی کا

کہ سن سن کروہ آواز جرس فریاد کرتے ہیں

مقام گرہ ہے واماندگان دشت کا عالم

مگر ہاں شکوہ ہے رخصتی صہاد کرتے ہیں

دماغ نالہ و زاری کہان آزدہ جانوں کو

چھری جب حلق عاجز ہو روان جلا د کرتے ہیں

انہیں کچھ رحم بھی آتا ہے بار بار وقت خون ریزی

زگی کیا کہتے ان کا تو بتوں سے بس خدا سمجھے

کہ دل لیے کر یہ ظالم ملت میں فریاد کرتے ہیں

وصل کی شب کے مرنے یاد کیا کرتے ہیں

ہم تصویر میں سے دل شاد کیا کرتے ہیں

یاد ہے رخصتی صہاد کیا کرتے ہیں

دل کو واحد تو کہان آہ و فغان سے پر ہاں

زلف کو بال پری زاد کیا کرتے ہیں

خوبرو چاند سے مکھڑے کو بناتے ہیں پری

آہ کیا نالہ و فریاد کیا کرتے ہیں

ہم اسیروں کا قفس میں کوئی غم خواہ نہیں

پس خرابیات غم آباد کیا کرتے ہیں

ہم کوئے بیخوابہ عشرت سے چھٹا اب سروکار

اس کو دیوانہ پری زاد کیا کرتے ہیں

جان لیتے ہیں جسے ناز افغانی والا

شورش سہل سے ظاہر ہے کہ کہسار زگی

اب تلک نام فرہاد کیا کرتے ہیں

ہندوستان کا خطہ برستان سے کم نہیں

یہ ذرہ آفتاب درخشان سے کم نہیں

ہر گرد باد سرو چراغان سے کم نہیں

سودائے زلف خواب برستان سے کم نہیں

یہ خاک دان کے تودہ طوفان سے کم نہیں

غزہ میں زہر خندہ پنہان سے کم نہیں

آئینہ خانہ مجلس حیران سے کم نہیں

یہ گل چراغ گور غریبان سے کم نہیں

بان خوبان ہلائے دل و جان سے کم نہیں

ہے داغ دل میں جلوہ دیدار کا فروغ

لڑے جو دشت فم میں چمکے ہیں شمع سان

دل پر خودی میں چوہ کے جوہر ناہے شوق سے

شورش یہ ہے تو دیکھئے کیا کیا دکھائے رنگ

چوری کی ہر نگاہ میں ہیں دلربان

اس سادہ رو کے لب ہیں جو ہوسوں سے نیل کون

اسردگی ہے داغ دل زار سے عیان

بکسر بھرا ہے دل کی طہش کا مزا زگی

دیوان ہمارا حشر کے دیوان سے کم نہیں

یہ لطف ہے کہ لطف میں بھی اب مزا نہیں

ہمارے کسی کے دل کو ستانا بھلا نہیں

یہ لطف ہے کہ لطف میں بھی اب مزا نہیں

ہوا وہاں نہیں تو یہاں بھی کلا نہیں

کس کو گمان طائر رنگ حنا نہیں

اے گویہ بس کہ حوصلہ باقی رہا نہیں

کیا خوبصورتی ہے جو آن وادا نہیں

چرچا ہمارے عشق کا ہر جا بجا نہیں

کیا لطف زندگی ہے جو فم کا مزا نہیں

اے جان عاشقوں یہ ستم یہ روا نہیں

قہر و غضب کی آن تو دلکش ہے یا نہیں

چاہت سے جاہ ہوتی ہے اور دل سے دل کوواہ

رنگے ہوئے ہنر سے دست نگار ہیں

شور جنوں خموش کہ اڑتے ہیں اپنے ہوش

صورت کے ساتھ خوب صورت بھی چاہئے

اس ضبط پر غضب ہے کہ ہو طاش راز دل

دم کو وصال دوست غنیمت ہے اے زگی

کیا جامے ایک آن میں بھر کیا ہے کیا نہیں

زندگی موت ہے گر مرگ بھی دشوار نہیں

مہدی پاؤں میں لگائیے کے گنہ گار نہیں

کہ ہری خانہ مرا دیدہ بیدار نہیں

ہمیشہ لطف ہے گر فم سے سروکار نہیں

دل کو خون کرنے کے لائق ہیں ندامت سے جوہم

پہلیاں آنکھوں کی ہریان نظر آئیں کیوں کر

دل ہے خون عید کے دن کون غم تنہائی ہے

کیا گلے ملنے کو ٹوٹے درود ہوار نہیں

سیر گلشن کی ہوس میں تو جگر خون ہوا

ہر یہ کھٹکا ہے کہ دل میں خلش خار نہیں

جس نے دیکھا اسے پس جان سے ترہان ہوا

زہر قاتل ہے مگر شہید بہادر نہیں

ہوئے چشم نسون ساز ہے اب ملتہ زکی

کہ نصیبوں سے مرے وہ ابھی بیدار نہیں

وان غضب آموز غیزہ کر ادا ہوتا نہیں

لطف کے چٹون سے شوخی کا مزا ہوتا نہیں

کچھ رکاوت کچھ لگاوت کچھ بناوٹ چاہے

یہ تکلف لطف میں بہارے مزا ہوتا نہیں

خاطر بزمردہ کو فصل بہار آئے تو کیا

غون گرفتہ دل وہ غنچہ ہے کہ وا ہوتا نہیں

عاشق و معشوق سمجھیں رسم و راہ حسن و عشق

کوئی کیا جانے کہ کیا ہوتا ہے کیا ہوتا نہیں

فنجکی سے دل کی فرصت بات کہنے کی ہے تنگ

اور زبان حال سے مطلب ادا ہوتا نہیں

کیا سمایا ہے نظر میں وصل کی شب کا سماں

جو تصور کا مزا دل سے جدا ہوتا نہیں

پاس ہے رسوائی عشق تکلف دوست کا

جو مری شورش کا چرچا جا بجا ہوتا نہیں

وصل کی شب بات کہتے ہو چلی مارپ تمام

اور شب فرقت کا آخر ماجرا ہوتا نہیں

خون ہو کر حشر میں دل کی نکل جاتی ہیں صاف

کون کہتا ہے کہ روئے میں مزا ہوتا نہیں

حلقہ زلف پری دلکش اگر ہوتو زکی

کہتے کس دل سے کہ بندہ مبتلا ہوتا نہیں

فنجوں میں اس چمن کے محبت کی ہو نہیں

ہانی رنگوں میں گل کے ہے کوہا لہو نہیں

خجلی سے سر جھکا ہے کہاں سجدہ کیا نماز

منہ پر مرق ہے شرم کا آب وضو نہیں

سافر کی طرح دیدہ تو ہیں بھرے ہوئے

مانند شیشہ گوہہ گرہ دو گلو نہیں

وحدت ہے درمان تو پھر اے دل دولی کہاں

شوق وصال ہے تو سمجھ لے کہ تو نہیں

کیا دیکھتا ہے پڑھن اپنا تو نا صفا

ہر گز یہ چاک لائق فکر رطو نہیں

در بیش ہے ہزار مصیبت امید سے

کچھ خم نہیں ہے دل کو جو کچھ آرزو نہیں

کس دم ہے قاتل اس کے تصور سے اپنا دل

کس آن شکل دوست بہان رو برو نہیں

ناز و ادا سے ہار کے دل خون ہوا زکی

اس وجہ سے پسند کل نازبو نہیں

گویا غبارِ قیس پس کاروانِ نہیں
 منہ میں تیرے نہیں ہے نہیں کیا جو ہاں نہیں
 بہ دل ہوا ہے داغ کے باقی دھوانِ نہیں
 ہوسہ کا لٹاف کیا ہے جو منہ میں زبانِ نہیں
 معلوم کچھ نہیں کہ کہاں ہے کہاں نہیں
 لائقِ زبانِ حال کی یہ داستانِ نہیں
 کھٹکا نہیں جو غار و غس آشیانِ نہیں
 جھڑکی میں کیا مڑا ہے جو تو مہربانِ نہیں
 باغِ اوم ہے خطہٴ ہندوستانِ نہیں
 پتھر سے کم ہے دلِ شرر گر نہاں نہیں
 یوسفِ نہیں تو مژلتے کاروانِ نہیں
 دو دل جو ایک ہیں تودوئی درمیانِ نہیں
 شبنم میں کیا تکلف آپ روانِ نہیں
 ظاہر ادا و آن میں تو شوخیانِ نہیں

لے دیکھے اپنے ساتھ مجھے آرزو زکی

بھٹکائے گر درہ کو یہ وہ کاروانِ نہیں

دل کہاں جان کہاں سیر کہاں تاب کہاں
 ہو میجر کلن چادر مہتاب کہاں
 تلخ نزع میں پھر لطفِ شکر خواب کہاں
 دلِ اسرودہ میں کیفِ سیلاب کہاں
 گو ہوئے سیزہٴ ہمال مگر خواب کہاں
 ان کے دل کو ہوسِ اطللس و کمخواب کہاں

جاء ہے جنگِ سہالی کے جھکائے ہیں کوئٹہ

ہم کہاں ورنہ زکی اور یہ پنجاب کہاں

صحرا میں دلکش آہِ جرس کا فدانِ نہیں
 گویا جوابِ حسنِ طلب کو زبانِ نہیں
 اس حد کو خستہ جان ہون کے تاب فدانِ نہیں
 شہرین سخن بھی ہوں تو مڑا ہے وصال میں
 آن و ادا میں اس کے دل ایسا ہوا ہے کم
 کھٹکا ہے اپنا رازِ درون کا بہتہ زبون
 آتشِ کدہ اگرچہ مستانِ ہوا تو ہو
 گالی میں لطف کیا ہے جو دل میں نہیں صفا
 ہر گل بہان ہے شکلِ پری زادِ دلہریہ
 وہ آدمی ہے کجا جو نہ ہو دردِ آشنا
 اشکون کی خوبیاں ہیں تصور سے پار کی
 درکار کیا ہے عاشق و معشوق میں تمیز
 قانع جو اپنا دل ہو تو اے موسمِ بہار
 اس جو ریش کا حسنِ تغافل ہے دلہریہ

لذتِ وصل کو جمیع اسباب کہاں

پس قنیل شبِ فرقت کو ہے وامانِ نگاہ

لبِ شہرین کی نہ ہو یاد اگر اے فرہاد

یہ فراری کا مڑا بوجھلے مشتاقوں سے

خاکساری میں بھی آرام نہ پایا کچھ خاک

جو کہ رکھتے ہیں قلمرانہ لباس کا مڑا

گودی میں سو گئے ہیں بہت دل شکن کے ہاؤن
 رہ جائے ضعف سے جو کسی خستہ تن کے ہاؤن
 آوار گان شوق کی ہے کس طرح خبر
 کھنڈی حنا کی تھی گل غور شید کا جواب
 گردش سے اس کی حال زمانے کا غیر ہے
 دل خستگان شوق کی قبروں کو ناز سے
 تلویں چمکے آئے نظر شکل ماہتاب
 اب کہوں کہ اٹھ سکن کہہنے لاکھ من کے ہاؤن
 منزل کا شوق آپ سے لیے جائے بن کے ہاؤن
 زنجیر موج میں ہیں نسیم چمن کے ہاؤن
 دیکھے جو صبح اس شوقی پہرہن کے ہاؤن
 ہو دست رس تو باندھتے چرخ کہن کے ہاؤن
 ٹھوکر لگاتے ہیں بہت خاطر شکن کے ہاؤن
 تاریک شب میں دیکھے جو اس سم تن کے ہاؤن
 یہ دست رس کہان کہ شب عید بھی زکی

منہدی لگا کے جو مئے اس گل بدن کے ہاؤن

زلف کے دھیان میں اشکون سے جو مژگان تر ہو
 گل روئے عرق آلودہ جو ہو عکس لگن
 جلوه لعل مسی زیب جو ہو پیش نگاہ
 عرق شرم سے ہو سر بہ گریبان گل تر
 دھوئے ہیں لوٹ گئے اشک ندامت اے دل
 جلوه ہے آتش دیدار کا ہر آن ٹزون
 خون نہ ہو رشک سے کس طرح دل زار ہزار
 نشہ شوق سے ہو بوسہ کے مشتاق کو غش
 زندگی خواب پریشان سے پریشان تر ہو
 چاندنی اوس بنے اور تابان تر ہو
 دیدہ آئینہ تصویر سے حیران تر ہو
 وان جو سینہ کے پسینے سے گریبان تر ہو
 دامن تر کے لئے چاہئے مژگان تر ہو
 برق نظارہ عجب کیا ہے جو سوزان تر ہو
 اشک شبنم سے اگر گل کا گریبان تر ہو
 مے گل گون سے اگر وہ لب خندان تر ہو

دل کے ارمان نکل جائیں زکی خون ہو کر

اپنے اشکون سے اگر بار کا دامان تر ہو

زہر غم کی لہر سے دامان مژگان سبز ہو
 سرد نکلے قامت محبوب بن کر خاک سے
 اس کے سایہ سے ہو لہریں زہر رقص کی عیان
 سبز محرم میں دکھائے گر لطافت رنگ حسن
 رنگ شادابی سے اے سرو بہارستان حسن
 اس ہوا کے عکس سے ابر بہاران سبز ہو
 شاخ سنبل بن کے گیسوئے پریشان سبز ہو
 جس پری کے ترکس جادوئے فغان سبز ہو
 خام انار آسا بہت رعنا کی پستان سبز ہو
 تہری رومال بھی شکل شاخ ریحان سبز ہو

ساہ اس کا ہے دوپٹے کا اگر ہو جلوہ گر
آئیے - پردہ میں نظر کل رنگ سب سے رنگ
سبز رنگ سے کل کون ہنگ سے وہ سبز لب
عکس افکن اس پری کا ہو جز رنگاری لباس
چاندنی کا کہتے شک نور انشان سبز ہو
سبزے کے کٹھن سے کر اسکا کریبان سبز ہو
ہو زبرد لعل اور لعل بدخشان سبز ہو
آسانی ہو کے نور ماہتابان سبز ہو
شک باغ شالہ مار اس گل کا ایوان سبز ہو
سبز رنگ سے بڑے کر چھوٹ چمن کر زلف میں

زخم سینہ کے زکی گزہرغم سے ہون ہریے

اشک کی شورش سے خارستان مژگان سبز ہو

زلف کی دھن میں بلا ہے شب ہجران مجھ کو
باد آئیے جو کسی کے لب خندان مجھ کو
شوق آنکھوں سے دکھاتا ہے پرستان مجھ کو
ریح افسرد گئیے طبع کی پابندی سے
وسعت دل ہے جو شوربدہ سری سے حاصل
آنکھ ساقی کی پھری کیا کہ زمانہ الکا
ذرت ذرت ہے مری خاک سے شمع رہ، عشق
وہ بھی ہیں ساتھ مری شورجنوں سے عاجز
رکھتے ہیں کشمکش وصل میں کیا کیا گلہ بند
ہاتف الجہے ہوئے ہیں چاک کریبان میں امیں
پے خودی میں ہے کہاں حوصلہ شوق وصال
جلوہ گرمیز رخ بار جو ہے پیش نگاہ
ہوس سیر تماشا سے نہ کیوں طبع ہو سیر
صورت موج صبا نہیں سبک روحوں سے

تارہ اس پر ہوس خواب پریشان مجھ کو
خندہ کل نے کیا سر پہ کریبان مجھ کو
بتلیان ہیں کہ نذر آتی ہیں پرمان مجھ کو
لے ہن دیکھے دل مشتاق کیے اومان مجھ کو
ہو گیا خانہ زنجیر بیابان مجھ کو
گردش چشم ہوئی گردش دوران مجھ کو
عشق ہے قائلہ رنگ بیابان مجھ کو
نکر دامن ہے انہیں فکر کریبان مجھ کو
دل آشفہ اسے زلف پریشان مجھ کو
غار صحرا سے چھڑاتا نہیں دامن مجھ کو
تو نے کون چھوڑ دیا اے شب ہجران مجھ کو
عملہ برق نظر ہے ماہتابان مجھ کو
دل پر داغ ملا رشک پرستان مجھ کو
لے اڑی نکھت گسوئے پریشان مجھ کو

پے گناہ کے نکاح سے خجالت ہے زکی

حرم نا کردہ بنایا ہے پشیمان مجھ کو

آسمانی مین کرون کا فدا نشانی کو
ماہتابی نہ بنا چاندنی پیمانی کو
رنگ باقوت ملا سنگ سلیمانی کو
نکبت زلف پریشان سے پریشانی کو
ہم نے آئینہ کیا صورت حیرانی کو
بادیان چاہئے کیا کشتی طوفانی کو
خضر وہ جان لیا غول بیابانی کو

لکھ سکون خط مین جو منسون کی نوازی کو
عشق کا جلوہ نہ دے عارض تو رانی کو
عکس لب سے ترے دندان مہی زہب ہین لعل
بدلیے اے کالج صبا سے دل آشفته مزاج
فلکی باندھ کے دیکھا کئے تصویر صنم
پردہ داری دل شوریدہ کو درکار ہے کیا
سیر باغ فلک نیلوفری پر پھوے

ہم نوابانِ جن ہو گئے اسردہ زکی

خاک ہم تازہ کہن طرزِ نزلِ خدائی کو

آئین آئینہ ہے کہ ہرکس صاف ہو
تکلیف ہم یہ دین کہ تکلف معاف ہو
گردون نشین ہو یا کوئی دریا شکاف ہو
مرتے ہین ہم تصور ہمارا معاف ہو
عہدِ ہنروری ہے جو لاف و گداز ہو
دے جامِ بادہ ساقی اگر دل سے صاف ہو
وعدہ برابر آئے جو وعدہ خلاف ہو
برہون کئے چاہئے سے جسے انحراف ہو
یہ یہ نہ ہو کہ حسن کا مطلع ہی صاف ہو

ہر سادہ رو کا ظاہر و باطن خلاف ہو
رکھتے ہوں دل سے تم جو ملاقات مین تہا کہ
سباز لا مکان کا نہ حاصل کرے مقام
بارا زبان کو ہو تو کہیں ان سے وقت نزاع
ہو مرتبہ بلند تو لازم ہے انگسل
درد کشان شوق ہین متہ کشی سے تنگ
عہد وفا قضا ہو تو پہونچے بہام مرگ
اہل نظر کی آنکھ مین انسان ہے وہ خاک
زیبا تو اشِ خط ہے رخ و شکہ مہر سے

مقبول یہ دعا ہے زکی ہو کہ اے کریم

کعبہ کا جلد اس کو مہر طواف ہو

ہنسے پر اپنے ہنستی ہین شمعِ سحر کی لو
تو شعلہ ہو نگاہ کا شمعِ سحر کی لو
دھبی جو ہونی جاتی ہے داغِ جگر کی لو
سو جان سے کف کئی نفسِ شعلہ ور کی لو

پوری مین کس امید پہ اس دردِ سحر کی لو
پیشِ نظر ہو گوشِ بہت سہم پر کی لو
گروی پر آتی جاتی ہین دل کی اداسیان
طولِ امل مین جب کہ ہوئیں ناامید بان

شادی شب وصال کی ہوتی ہے آج کل
 بہم ہے دم کا قافلہ راہی سوئے فنا
 دونوں طرف سے دل کی لگاؤ رہی نہیں
 ہو جاتی برق طور پہ پار پہ بین نگاہ
 ساقی کے منہ پر آئے جو سرخی شہاب کی
 سبھائیں اس کو شمع رخ جلوہ گری لو
 وارستگی ہے خاک کہ دنیا سے ہم زگی

یہ داغ لیے چلے گدھوں دل کو زر کی لو
 اے آہ روگنا کسی السون گری کے ساتھ
 ہے دل فریب ترچھیں نگہ دلبری کے ساتھ
 شور جنوں کے ساتھ کیا موسم شہاب
 آئینہ آگے دکھنے کو صورت بھی چاہئے
 دام فریب شمع بچھائی ہے حسن سے
 معنی کا حسن خوبی صورت کو زیب ہے
 غور شہد سے دو چند فروغ جمال ہے
 دل اشتیاق لعل سی زیب میں ہے داغ
 صبح بیاغی گردن ساقی کو دیکھ کر

وقت زگی ضرور ہے حال خراب ہر

تر دامن جو ہو تو مزہ کی تری کے ساتھ
 دم اکھڑتا ہے تہا کہ دل ناشاد کے ساتھ
 لطف جان بخش بھی ہے غمزہ بیداد کے ساتھ
 دام الفت کے گرفتار نہیں رشتہ بہا
 سننے دیتا ہے کہاں لیلی و مجنون کا کلام
 عاشق خاطر دل گیر خوشی میں کہاں
 اہل جوہر سے نہ پوچھو اثر حسن عمل
 اللہ ہجکی چین آتی ہے تری یاد کے ساتھ
 مزہ اے دل کہ مسیحا بھی ہے جلا د کے ساتھ
 آپ سے آپ اڑے پھرتے ہیں مہا د کے ساتھ
 شور خلخال کا زنجیر کی فرہاد کے ساتھ
 ہے اسیری کا مزا نالہ و فرہاد کے ساتھ
 کام صیقل کے خود آئینہ ہیں فولاد کے ساتھ

عشق بازوں کو جو ہو شوق کوتر بازی
طاقت رنگ اڑے چیل پری زاد کے ساتھ
یہ بھی کہا رسم محبت ہے کہ مٹ جائے ہیں صاف
لاکھ وارن لکھان اک در افتاد کے ساتھ
رج کے ساتھ خوش آمد نہین دل کی خوش
زہر ہے خندہ شیریں غم فرہاد کے ساتھ
خود پسندی انہیں زہندہ گل انداموں کو
چاہے خلق حسن حسن خداداد کے ساتھ
رحلت فصل بہاری سے اڑے ہوش و حواس
ہو چلی جان ہوا نکہت بہاد کے ساتھ
جان کون تنگ ہے خاطر کی پریشانی سے
دل لگایا ہے اگر زلف پری زاد کے ساتھ

گر زکی آپ سے جانا ہے وہاں ملک نسیم

دل لگا قافلہ نکہت بہاد کے ساتھ

روح روان روان ہے یہاں نامہ ہر کے ساتھ
برواز شوق ہے دل شوریدہ سو کے ساتھ
لوٹ گناہ صاف اڑی جاتی ہے اگر
دکھتا ہے ربط دامن تر چشم تو کے ساتھ
ناصر عبت تو جان نہ لے پس یہ جان لے
سرساںہ درد کے ہے تو درد اپنے سر کے ساتھ
کوشھے ہر آگے طور کا جلوہ دکھا گئے
چمکا گئے وہ برق تجلی دار کے ساتھ
نصیر ناز کھج گئی ہرواز رقص میں
لجکی جو اس پری کی کلائی کر کے ساتھ
آہا ہے دل تو درد و غم و غصہ پیش ہے
حاضر ہے میزبان جنوں حاضر کے ساتھ
فصل غزان باس گئی لے کے شام غم
آئی بہار چاک گریبان سحر کے ساتھ
شوق جمال ہار کی خونخوار راہ میں
آتش قدم خیال ہے برق نظر کے ساتھ

جب ملک تن سے جان مسافر ہوتی زکی

بہتا بہ دل بھی ہو ہی گیا آہ بھر کے ساتھ

سوز نہان کا رابطہ ہے چشم نم کے ساتھ
اس برق کا تھاک ہے باران غم کے ساتھ
بل کھاتی ہے کمر کج واکج قدم کے ساتھ
طرہ پھر اس پہ زلف سپہ بیج و غم کے ساتھ
کھینچن جہان کی ہیں پس اپنے دم کے ساتھ
ہستی بزم سے نہ کیا جام جم کے ساتھ
خلق کو آسمان و زمین کے نگاہ کر
نامہ کے ساتھ جامہ ہے روزی شکم ساتھ
رقہ کے ساتھ نالہ سوزان بھی چاہئے
برق تھان ضرور ہے ابر کرم کے ساتھ

آواز عشق میں ہیں جو دل ہستی کے لطف
وعدے دیا کے ہوئے ہیں قول و نسم کے ساتھ
کما ہے خبر ہے نشہ غلہ میں دھیان کر
سر نشہ شہاب میں جھکے گا ہے مزا
نامہ لکھوں زکی اسے تو رشک عشق سے

کافز کے ساتھ دل ہو زبان ہو قلم کے ساتھ

زمین تڑپتی ہے عشاق کی غبار کے ساتھ
سورہ سرخ ہیں یان رنگ زر نثار کے ساتھ
بہار خستہ جگر ہے دل فگار کے ساتھ
چھٹے لہو کے جوفوارے اپنی آنکھوں سے
جنون کے دشت کی کیوں کر کہیں خبر پہونچے
یہ سرخ یوش بتوں کی تجلیاں دیکھیں
جگر کے داغ یہ ہنستے ہیں ناخن غم سے
تڑپ کے خاک سے کیوں کر اٹھے زکی نہ غبار

ہوئی ہے عمر بسر جان ہے قرار کے ساتھ

انصاف عشق ہے بہ رنگین ادا کے ساتھ
بمسل ہر ایک دل کو کیا تیغ ناز سے
دل کو ہوائے رشک چمن سے نہ کون اڑائے
جو رستم اٹھائے اور دم نہ مارے
دل بڑھ گیا کہ بزم میں اپنی ہوئی نمود
دھڑکا یہ ہے کہ ہو نہ مگر شمیم گل
ہوئے سپاہ خاک دکھائیں گے اے زکی
محشر کے دن ہے شوم ہماری خدا کے ساتھ

باقیہ میں نہلم کی تحریر نظر آتی

مسی لب گل کون پر تصویر نظر آتی

ہمیشہ نظر اس رخ کی تصویر نظر آتی
ہر روز تصور کی تصویر نظر آتی
پہچیدہ جو اس خط کی تحریر نظر آتی
سوئے کی لڑکے سوجھن زنجیر نظر آتی
وان کند مکرر کا ہاتھوں میں مڑا پایا
آلودہ جو لکھتے میں تحریر نظر آتی
ہستی کا نشان دیکھا تو خواب گراں دیکھا
جب عمر بسر آتی تصویر نظر آتی
نغمہ کی ہوا بندی وان چھائی گھٹا پن کر
ہر ثان میں بجلی کی تحریر نظر آتی
چٹکی میں اڑتا ہے شوخی سے زبان شمع
ایکلی بہتے کانر کی گل گہر نظر آتی

جادو کا اثر کانر چتون میں زکی دیکھا

معتشوق کے غمزہ میں تصویر نظر آتی

میری آنکھوں میں ہے وہ شوخ طرح دار ہری
زلف ہے بال ہری شعلہ رخسار ہری
نظر آتے ہیں مجھے داغ دل زار ہری
پتلیاں ہیں کہ ہوتی جاتی ہیں ہندار ہری
نشہ بادہ گل رنگ سے دیکھا نیرنگ
انگڑیاں شیشہ ہیں ہری نگہ بار ہری
ہر ہر روز کی گلیاں ہیں یہ گلیاں گویا
کہ بنا چاہتی ہیں بار کی شلوار ہری
دست جانان میں ہو مرغ دل خونین کا گمان
ظاہر رنگ حنا ہائے جو گلزار ہری
دل کو دھڑکا ہے کہ ہو چاہ کا دشوار تباہ
میں تو انسان ہوں اور وہ ہے عیار ہری
دیکھ لے آئینہ دل میں جو داغوں کی بہار
چشم تر شیشہ بنے آتش دیدار ہری
شور خلخال کا لہلی گئے بندھا ہے جو خیال
دل مجنون کو ہے زنجیر کی جھنگار ہری
جلوہ کر عکس جو ہو چاند سے مگھڑے کا ترے
ایسے ہو جاتی ہے بجلی کی یہ تلوار ہری
کوئیے جانان میں جو نیرنگ ہوا جلوہ نما
چاندنی حور بنے سایہ دیوار ہری
دام تحریر میں مضمون دل آرا ہے اسیر
باغ زلف سخن میں ہے گرفتار ہری
لب جانان میں تو اعجاز ہے جان بخشی کا
کہا عجب ہے جو بنے شوخ گرفتار ہری
جان سے اپنی گزرنے کی عزم ہے عیان
بار کی آن و ادا ہے جو دل آزاد ہری

لکھنؤ جلوہ فروشوں سے پرستان ہے زکی

دائر آتا ہے ہر اک شاہد بازار ہری

نہیں ہیں شرط آشنائی کی

واہ وا خواب دلربائی کی

ہوئے کج نفس میں جب ہر وہاں
 ہو گئے صاف چاہنے والے
 میں شفق میں ہلال کے مانند
 تم تو کرتے دھو دلا کا نہا
 مدد وصل آن میں گزری
 تھی نہایت گھڑی جدائی کی
 ہاں جس " ہاں " ہم نے یہی وفا کی
 تھی نہایت گھڑی جدائی کی

لطف اٹھا لے میں لطف سے تو زکی

کجا شکایت ہے پھر لڑائی کی

تدبیر کچھ تو کہجئے اس جان زار کی
 اے شعلہ رو جو کہوئے مشکین میں تو بسائے
 پروانے میں ملول عتا دل شکستہ دل
 ہنسنے میں ہنسنے خون دل عشاق کو دیا
 اس گل بدن کے فن سے اڑائیں جو خوبیاں
 کیا روز و شور نشہ کا اے جان ڈھل چلا
 کجا دیکھتا ہے جلوہ طاؤس ہے غیر
 تم کو قسم فریب کی قول و قرار کی
 کالی ہری شمیم ہو پھولوں کے ہار کی
 ٹل ہو گئی جو شمع ہمارے مزار کی
 قربان اس ادا کے یہ باتیں ہیں بیمار کی
 ہوشاک لالہ کون ہے تماشا بہار کی
 متوالی انکھڑیوں میں ہے آمد خمار کی
 صنعت تو دیکھ باغ تماشا نگار کی

ہم نے بھی صبر گوارا کیا زکی

یہ اختلاقی آیا ہے کیا اختیار کی

یہ تکلف ہے تو کب عہدہ بر آئی ہوگی
 جلوہ ہے اس گل رعنا کا جو تیرنگہ تما
 عید کی شب غم دوری سے یہ دل خون ہے کہ ہائے
 شور اس بزم میں ہے ہوسہ کا چنگاروں سے
 وصل کی رات ہے اور دل کے تڑپنے کا ہے لطف
 شعلہ داغ سے روشن ہے کہ ہم نے شب وصل
 تم نے ہر خون دل بسمل جو کیا تھا ہامال
 کچھ تو باتیں گئے مزا دل کی ہریشانی سے
 یہ کہ دورے ہے تو کیا خاک صفائی ہوگی
 چاندنی عکس کف پائے حنائی ہوگی
 کس نے مہدی تیرے پاؤں میں لگائی ہوگی
 کس مشتاق کی امید بر آئی ہوگی
 ہر یہ دھڑکا ہے کہ پھر صبح جدائی ہوگی
 رکھے دل ہر وہ کف دست حنائی ہوگی
 مہدی اس روز تو ہمارے نہ لگائی ہوگی
 ہم کو اس زلف رساتک جو رسائی ہوگی

طرح نظارہ خوش آمد ہے آنکھوں میں زکی
خوش نگاہوں سے کہیں آنکھ لڑائی ہوگی

مکھڑا ہری ہے کیا عرق اذان شراب ہے
ہو عکس جلوہ گر جو لب لعل یار کا
اللہ رے شوخ چشمی جانان کے وقتہ ناز
دل کے تھاکے سے وہ ہری کیا جھجک گئی
بوسہ کی آرزو میں کہان تک بہ دل ہو بخون
فلک میں دن بہار کے کھوئے ہزار حیف
ہستی خیمان کی گزران آتی ہے نظر
شبنم تھک رہی ہے گل آفتاب سے
نہرین لہو کی جاری ہوں خنجر کی آ سے
شوم و حیا سے آن تکلف حجاب سے
بجلی چمک گئی نگہ اضطراب سے
بہارے جواب دو دھن لاجواب سے
شرمندگی رہی مہرے عہد شباب سے
دروما کو دکھتا ہوں جو چشم حباب سے

جب عاشقانہ طرز خوش آئے تو اے زکی
رنگ شکستہ چہین وہ لیے ماہتاب سے

سکھ آئینہ ہے بان چشم کی حیرانی سے
دیکھ رقت کو نگاہوں میں رکھ اے دیدہ تر
چہن گنا اشک کی شورش سے کلیجا اے دائی
اشفاق اپنا دکھاتا ہے تھاکہ دل زار
جوش رقت میں جو اٹھتا نہیں دیدار کا لطف
دامن ترے میان ہے دل خونین کی بہار
آستین میں ہیں بہان قلم خونتاب جگر
ہر شکن موج بنی اشک کی طغیانی سے
ہوئے زولیدہ بین خاطر کی پریشانی سے
کہیں طوفان نہ اٹھے اشک کی طغیانی سے
دل ہوا داغ مزہ کی شرر افشانی سے
انتظار آئینہ ہے چشم کی حیرانی سے
کام لیے دیدہ خونبار ہشمانی سے
تازہ تر گل ہیں کھلے چاکہ گریہانی سے
ہر شکن موج بنی اشک کی طغیانی سے

ضبط کرتا ہوں جو میں نالہ و فریاد زکی

تنگ آتا ہے یہ دل غم کی فراوانی سے

خون ہے دل تیری بے وفاقی سے
ملہش دل سے مال و ہر ٹوٹے
وسعتیں دشت غم کی دیکھ کے ہم
مچھلیاں ماہ نو" نظر آئیں
گزرے ہم ایسی آشنائی سے
خوب چھوٹے غم و ہائی سے
تنگ آئے شکستہ ہائی سے
شوق پندہ حنائی سے

مرنے دم سن کے ہم بہام وصال
خط کے آنے ہی کا حجاب اٹھا
مل کے روئے غم جدائی سے
کہ لگاؤٹ ہوئی صفائی سے
بھلے رہتے تھے عاشقوں سے بگاڑ
خون دل خوب اے زگی کھایا

یہ مزے ہائے آشنائی سے

دل کی لہروں پہ ہین ہے ساختہ لہرائے ہوئے
خاک میں کسکو ملا آئے ہو کھرائے ہوئے
ہال بکھرے ہوئے ہل گھائے ہوئے
انکھڑیاں مہلی ہین نیور بھی ہین شرمائے ہوئے
لانیے ہین زلف کا کوچہ ابھی دکھلائے ہوئے
حال دل پوچھتے کیا ہو کہ پریشانی سے
ہو نہ ہو آپ ہین اغیار کے بھگائے ہوئے
آج بگڑی نظر آتی ہے تمہاری جتوں
چاٹتے ہونٹ ہین بوسوں کے مزے ہائے ہوئے
لطف د. دار کا آنکھوں سے نمایاں ہے مذاق
ملکہ پنجاب کے معشوق ہین کیا رشک پری
اضطراب دل عشاق کے کرمائے ہوئے

شرم الفت سے ادھر ہم ہین پشیمان زگی

دل چرائے وہ ادھر بیٹھے ہین شرمائے ہوئے

نہیں قلم ہے شعلہ ور انگشت کے تلے
کافذ ہے شعلہ ہاتھ میں شوخ نونگ کے
ہا پہلچھڑی دیں ہے سر انگشت کے تلے
ہال پری ہے لاکہ پر انگشت کے تلے
نخل شہاب کا سر انگشت کے تلے
ہر ذرہ کیوں نہ ہو شرر انگشت کے تلے
مونگا نظر پڑے گہر انگشت کے تلے
عاشق کی نہیں آئے گر انگشت کے تلے
آگہ طہیب عشق ہو دل کے تھاک سے

مضمون دل خراش ہے طرز رقم زگی

گویا قلم ہے بیشتر انگشت کے تلے

گرم و سرد زندگی کا ہم تماشا کر چلے
ہو قہامت شوخ دامشگر کی گر ٹھوکر چلے
آہ و لا لے کر چلے اور سانس کھنڈی بھر چلے
ہاتھ اٹھائے ناز سے تو بزم میں خنجر چلے

ہجر کی شب لائے دل پر آتے بوجِ فرنگ
 خاک سے شوریدہ جانوں کی اگر ہائے سفا
 ہاڑ تاروں کی چلے مہتاب کی جادر چلے
 صورت رہے روانِ آئینہ کا جوہر چلے
 بے خطر رہے روان کا گنج باد آور چلے
 جب تھکے گلشن میں جامِ لالہ احمر چلے
 اشد چلے محفل میں اک دم بیٹھ کر ہم خاکسار
 خاطر بن آئینہ روہوں کی مگر کر چلے
 بدشراں محفل ہستی میں کہا ہوتی رہے
 رات دن بہم جو مہر و ماہ کا ساغر چلے
 وہ رو دشت فنا راہ عدم سے ہم زگی
 محفلِ ہستی میں بھی دو چار دن رہ کر چلے

جو کوئی دن کو چلے شب کو ٹھہر جاتا ہے
 بات کہہ لو کوئی اک آن کے مہمانوں سے
 بات رہ جاتی ہے اور وقت گزر جاتا ہے
 نظر آتا ہے جہانِ تیرہ کہ گزری شب وصل
 دل جگر شق ہے کہ ہنگامِ سحر جاتا ہے
 میں تڑپتا ہوں بڑا نیم نگہ کا مشتاق
 اے مرے جان کے دشمن تو کدھر جاتا ہے
 چشمِ جادو میں تری زہر ہے اور آبِ حیات
 زندگی پاتا ہے کوئی کوئی مر جاتا ہے
 قہر کی آنکھ سے کوتا ہے جو وہ شوخِ نظر
 دل حسرت زدہ ہے ساختہ ڈر جاتا ہے
 آہو عشق کی منظور نہ رکھتے تو زگی
 گوہرِ اشکِ نگاہوں سے اتر جاتا ہے

بے قرار آرزو کس دل سے ارمان چھوڑ دے
 ہاتھ دے بھیاں کیوں اکڑ لے جانان چھوڑ دے
 تنگ ہوں میں کشمکش سے تیری اے دستِ جنون
 دامنِ دلدار کا صدقہ گریبان چھوڑ دے
 اے نیازِ عاشقانہ بس کہیں ایسا نہ ہو
 تنگ آگے نازِ معشوقانہ جانان چھوڑ دے
 بنی ہیں مٹی کی برہانِ نور کی صورتِ بہان
 لکھنؤ دیکھے تو دیوانہ پرستان چھوڑ دے
 گرمی افتادگی سے ہوا سے وارفتگی
 تو روانی یکے قلم رہے بیابان چھوڑ دے
 دلغریں کو ادا و آن بھی کچھ کم نہیں
 اے وفا بیگانہ چھوڑے عہد و پیمان چھوڑ دے
 آئینہ میں دیکھتے کروہِ جبین افشان چنی
 موجِ دریا میں چمکا ماہ تابان چھوڑ دے

کب مزا شورِ جنون کا جھٹ سکے ہم سے زگی
 دل سے دیوانہ اگر سیرِ پرستان چھوڑ دے

اک ذرا تیغ نگہ کو جواشارا ہوجائے
آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہوجائے
ہو اگر دل کا دھوان وادی مجنون کا غبار
محمل ناکہ نشین صاف ہمارا ہوجائے
جلوہ آرا ہو جو برق نگہ یار کا عکس
آپ آئینہ عجب کیا ہے جو ہمارا ہوجائے
ماہتابیں میں چھٹے چاند کی رخساری پر
چاندنی میں جو وہ نہ انجمن آرا ہوجائے
دیکھتے زلف جو لیے جاتے وہاں موج نسیم
خاکہ صحرائے جنوں غنیمت سارا ہوجائے
بوسہ ہائے لب شیریں کا مزا یاد جو آئے
تلخ گاہی دل عاشق کو گوارا ہوجائے
شب کو آجائے جو محفل میں وہ رشک خورشید
چاندنی دھوپ ہو سارنگہ کدارا ہوجائے
جلوہ نور معانی کا اثر ہو تو زگی

حرف خامے سے نکلے ہیں ستارا ہوجائے

مثل شرار دھرم میں کیا آئے کیا چلے
اک دم کی زندگی کا تماشا دکھا چلے
وقفہ ہماری خاک پر اک دم ضرور تھا
کہا آئے کا کھڑے ہونے کا ٹھہرے کیا چلے
دل بستگی کسی سے مسافر کو کیا ضرور
جب دل لگا تو وہ گئے جب دل اٹھا چلے
نیونگہ داغ لیے دل سوزان سے مستعار
طاؤس آتشین کا چلن گر صبا چلے
دامان دشتہ میں کے پگولے لپیٹ کر
صحرا سے رسم ماتم مجنون اٹھا چلے
افہنا جہان سے دل کا بہت شاق ہے مگر
چل نکلیں ہم خوشی سے جو دل کا مزا چلے
دیکھیے جو وان چھلکے ہوئے جام سے زگی
چار آنسو اس بہانے سے ہم بھی بہا چلے

تھے حنائی جو ہاتھ لائل کے
شمعہ اٹھتے تھے خون سے بھسل کے
یاد آتا جو رنج تنہائی
روشنے سایہ سے اپنے مل مل کے
آج ہوگا وہ شعلہ روسائی
گریہ میں پھول شمع محفل کے
مکس روئے منم محال ہے کیا
منہ تو بتوائیں آئینے دل کے
رشک سے خون ہو اے دل مجنون
دل بھسل بھی ہے بھٹائی
کوچہ زلف کیا بہانہ ہے
گرد صحرا ہے گرد محفل کے
کہ اٹھائے ہیں ناز لائل کے
کچھ بھٹکے ہیں قافلے دل کے

ہاں خبردار ہوشیار زکی
کشتی آتی قریب ساحل کے

زیرے اڑے چمکے گئے جو اپنے غلے سے
کیوں کر نہ خون ہو مری حسرت پھری نگاہ
کاشفوں میں کھینچتی ہے بہار ان کے لاشہ کو
اپنے قدم سے ہے یہ بیابان میں روشنی
افسردگی دکھاتی ہے دیکھیں تو کیا بہار
کیا کیا ادھین کے لطف تصور سے ہجر میں
اگرچہ کی شکل جو دل کا دھوان بیٹے
کیا کیا ہے اشتیاق میں فرہاد پر نزار

ہریوں کے تھکے ہن گئے تھکے مزار کے
آنکھوں میں کٹ گئے ہیں زمانے بہار کے
جو ہیں شہید خنجر مژگان بار کے
نوسین آبلوں کی ہیں جھاڑوں میں خار کے
گل ہو چلے ہیں داغ چراغ مزار کے
دل میں بسے رہے جو بڑے انتظار کے
ہو جائیں ہری داغ دل انتظار کے
کیا کیا بہار کتنے ہیں دن انتظار کے

وصل منم میں آن ظہیت ہے اے زکی
کیا اعتبار ہستی پر اعتبار کے

خبردار کہ ہیں کیا آگ لگائے والے
ہم بھی ہر آن کے ہیں لطف ادھائے والے
سال بھر کاٹتے ہیں شوق میں دن کن کن کر
نام میرا انہیں لبتے ہوئے آتی ہے جو شوم
دل کے داغوں کو سمجھتے ہیں دواؤں کے چراغ
جذیبہ عشق کے ہیں محفل جاناں میں
شعلہ عویار کو دیکھا جو ادھر سے برہم
دم بخود رہ گئے ہم شہقہ لطف سخن
چار آنکھیں ہیں بھر بھی تو کبھی ہونگی بھلا
ناز و انداز بڑے شوخی رفتار کے ہیں
اگر چلی خاک ہوئے ہو بھی بگولا بن کر

تم سلامت رہو جلتوں کے جلائے والے
اور دگاوت میں لگاوت کی جٹائے والے
عید کے روز گلے تھکے کو لگائے والے
کھٹے ہیں اشک بہائے کی بہائے والے
افس زلف کے منتر کے جگائے والے
اب سے جائے ہیں وہاں آ سے جائے والے
اور بھڑکائے لگے آگ لگائے والے
دل اڑا لے گئے باتوں میں اڑائے والے
ہاں ادھر دیکھ تو منہ پھیر کے جائے والے
نقشہ خلتہ کو ٹھوکر سے جگائے والے
جوہر قدس کی پرواز اڑائے والے

اعتبارات جہاں رنگ بدلتے ہیں زکی
آئیے والے ہیں ہو جائے ہیں جائے والے

جاشیں بخش جو ہو سے لب خندان کے رہے

ریح و راحت سے جہان کے نہ رہا کچھ سروکار

ماہیت برق نگہ جلوۂ دیدار ہوئی

نہ ملا دل کو مزا شوق ہم آغوش کا

ہوئی تربت مری آخر کو خیابان جن

شورش عشق میں سامان گرفتاری دل

حیف مدحیف اداسی میں کئی فصل بہار

گرد بادانہ ہے سرگشتہ غبار اپنا ہنوز

نشہ ہاس ہے پیشا جو زگی ضبط نفس

دل میں خون ہو کے گلے ساقی دوران کے رہے

ہنستے منہ پھر کر جناب رہے

دل مضطرب جو مست خواب رہے

حرف سوزے کا کر نہ پائے نؤد

گشتگان جہن کی تربت پر

رکھ کے منظور زلف کا سودا

دیکس اکن ہے کر رخ ساقی

آتش غم کا ہے اثر ورنہ

ہم کو چشم عنایت آپ سے ہے

ہاس و حسرت نے کر ملے فرصت

کھینچوں نقشہ جو نقش حسرتی کا

بمعنی پردہ میں ہے حجاب رہے

شور محشر سر حسا رہے

لعل لب نشہ خواب رہے

چادر نور ماہتاب رہے

دل سے ہم محو ہوج و تاب رہے

جام سے ہو کے آفتاب رہے

نہیں دوری اور اضطراب رہے

نہر اس پر ہے کر عتاب رہے

کچھ دنوں لطف پر شباب رہے

آنکھ پر چشمۂ حبا رہے

یا تو ہم ہیں رہے جہان میں زگی

یا دل خاندان غراب رہے

نرم سے خندہ گل سر پہ گریبان ہو جائے

ہو ہری جان ہری شیشہ پرستان ہو جائے

یہ نکلک قدح مہر نو درخشان ہو جائے

تا متاع دل سودا زدہ ارزان ہو جائے

راشد طبع سے ہر ذرہ بہا ہاں ہو جائے

داغ دل شمع ہو تا نوس گریبان ہو جائے

جلوہ گر پیش نظر مجلس حیران ہو جائے

تو وہ مرقاں سر چشمہ حیوان ہو جائے

حیل آشفتنہ دل آویز سخن ہو بہ زنگی

دود دل زلف ہری ہو کے پریشان ہو جائے

کم نہیں گالی ہری سے نکبت کسو مجھے

طرہ تحریر ہے مرقولہ کسو مجھے

شہر پرواز ہین ٹوارہ سان آنسو مجھے

آئینہ خانہ ہے گویا کانسہ زانو مجھے

باد آتا ہے جو وہ حال تہ ابرو مجھے

بجلی آنی ہے نظر وہ چشمک جادو مجھے

اضطراب دل کے سوچھے سیکڑن پہلو مجھے

لیے ادا شوق رہائی سے پروازو مجھے

ذوئے اپنی خاک کے آئین نظر جگنو مجھے

یہ خودی سے مانگ لے لے یہ قرار تو مجھے

لن ترانی سے نہ تڑپا حسن آتش خو مجھے

آہ سوزان دے اگر ذرین پر و بازو مجھے

یہ تمک ہر کز مزا دہے نہیں آنسو مجھے

نشہ کا ڈورا اسے زبندہ ہے آنسو مجھے

چمن آرا جو تمہارا لب خندان ہو جائے

کف ساقی سے جو نیرنگ نیا ہاں ہو جائے

ذریے چن چن کے مری خاک سے کر جام بنائیں

غوش کیا بار کا انداز خریداروں سے

دل گرفتہ ہو تو گلزار بھی فتنہ نظر آئے

بان تصور میں جو آراستہ ہوں مجلس لم

آئینہ خانہ دل میں وہ مسی زہب جو آئے

لب جان بخش سے ساقی جو لگائے ہٹ سے

دہی ہے آشفنگی وہ زلف عنبر ہو مجھے

آتی ہے طرز سخن سے زلف کی خوشبو مجھے

ہری سان دل کی طہش سے ہین پرو بازو مجھے

فکر کے عالم میں کیا کیا صورتیں ہین جلوہ گر

دل میں پھر جاتی ہے شکل اختر دنیالہ دار

سرمہ کا ڈورا دکھا دیتا ہے وہ ابر سیاہ

شب کو سوا جو ادھر سے بار کروٹ پھر کر

دل لیے تڑپا ہا جو زیر دام بجلی کی مثال

قبر ہو وہ عیس جان بخش گر رکھے قدم

گر تھاک دل کی خاطر کھے تو کوئی آن کو

خوگر دہدار ہوں میں خستہ جان اشتیاق

پھر عوض اس کے نہ لون تار شمع آفتاب

چاہئے ہنسنا ملیحوں کا مہر ورنے کے ساتھ

آنکھ کی سرخی ہوئی رنگ بہار حسن و عشق

چادر مہتاب ہو ترہہ کی چادر اے زکی
ہو چراغ کور داغ لالہ خود رو مجھے

السنو سے کہہ نہ رہی جمنو مجھے
تنگ آکھا میں ساقی دوران کے ہاتھ سے
بارون کو دی شراب تو دل کا لہو مجھے
سورخ دار ہر وقت مہوش ہم سے ہے
سروانی ملے اگر اے شمع رو مجھے
کچھ بھی خیال ہے تجھے او غیبت چمن
پہچانتا نہیں مگر اے دوست تو مجھے
نا آشنا بنا ہے جو دشمن کے رو بہ رو

ہوتا ہے لطف ہوسہ کا حاصل مجھے زکی

دیتا ہے گالیاں جو کوئی تند خو مجھے

بیچ کھل جائے تو دست بہ خونخوار الجھے
ہے وہی کوئی ستم پلٹوں میں اے نامہ رسان
زلف کا عکس جو پڑ جائے تو تلوار الجھے
تاریے گنتے ہی کئی رات کہ دیکھے تھے کہیں
دام کی طرح جہان ساہۂ دلوار الجھے
میشی بہاتوں سے ملے تند مکرر کا مزا
ہال بکھرے ہوئے اور موتیوں کے تار الجھے
جان جائے کہ رہے ہو کہیں جھگڑا بھی تمام
جب کہ لکیت سے لب ہار میں کٹاڑ الجھے
کپ تڑکے غم میں الہی دل بیمار الجھے
رات میں آئین نظر تار شمع خورشید
زلف مشکین میں جو وہ طرۂ زرتار الجھے
دامن بکھت گل سے نہ کہیں خار الجھے

راشد خاطر وارفتہ صفا سے ہے زکی

دل الجھتا ہے نکلے ہیں جواشعار الجھے

ساقی کے منہ سے دل کوہشیمان کئے ہوئے
گرمائے عاشقوں کے ہیں معشوق ہند کے
بہشما ہوں دست توہ سے بہمان کئے ہوئے
محشر کے انتظار سے کا ہو تھا کہ روح
تختے ہیں اس چمن کے پرستان کئے ہوئے
وسعت جو شوروشوں کی بسی ہے نگاہ میں
آئیے نہیں نظر میں بہ ارمان کئے ہوئے
بہشے ہیں اپنے گھر کو بہمان کئے ہوئے
شاید چمن سے رحلت فصل بہار ہے
آئی سہا جو ہال پریشان کئے ہوئے

نورث کی رات تھی مے غم سے سیاہ پوش آئی سحر بھی چاکہ گریبان کئے ہوئے
کھا لطف ہے کہ ہم دل مشتاق کو زگی

لائے ہیں اس کلی سے پشیمان کئے ہوئے

دیو بدلت خائفہ کو تارو میں لانا چاہئے مار زلف ہار کا منتر جگانا چاہئے
شاق ہے آنا جو تربت پر شہید ناز کی پاؤں میں آئے نازنین مہدی لگانا چاہئے
کثرت حسن عمل سے ہو صلا آئینہ وار صاحب جوہر کو فرصت کا زمانہ چاہئے
جاندہی کے صدمے سے زخمی کا لازم سے بھاؤ جادو شہم کا گل پر شا مہانا چاہئے
بے خودی میں اس لیے کی ہے بے حواسی اختیار چشم کے ہمار کو آنکھیں دکھانا چاہئے
زندگی میں بیچ و تاب تم کا صدمہ ہے بھا تو سن عمر روان کو تازمانا چاہئے

بے خیالی زلف پہچان ہے پریشانی زگی

دل لگائے کو کسی سے دل لگانا چاہئے

(۱)

سوز دل سے شعلہ در دامان ہا۔ مون کہجئے صورت سرو چراغان بہد معنوں کہجئے
وا دئی وحشت میں ٹکرتا زہ مضمون کہجئے شاخ آہو جائیے مصرع جو موزون کہجئے
دور سا غم سے خلاف دور معنوں کہجئے دل کے آئینے کو عکس بدلت وازون کہجئے
ماہ روہون کا تصور باندھئے پیش نگاہ چاہئے تو جاء میں کارفلاطون کہجئے
گرد صحرا میں زرا اکسیر نوری دیکھ کر جھانٹئے خاک اور پیدائش لاہون کہجئے
ہر خیابان حوض خونتاب جگر کے مثل ہے ہو گل تو کو کمان فوارہ خون کہجئے
دیکھ کر صبح شب وصلت شمع آفتاب آنسوؤں سے دامن نظاوت پر خون کہجئے
سافر مے کہجئے عکس نگہ سے جام زہر لب سے چھوٹا کرکے مٹھا آب فیون کہجئے

لکڑیوں کہجئے گھر حوصلہ کھد ہے زگی

واسطے دنیا ہے دون کرے کیا جگر خون کہجئے

جو دلوں کی لگاؤں میں ہوں تو جلا سے جھلے نہ ستم سے جھلے
 ہونے لاکھ طرح کے بکاڑ مگر نہ ہم ان سے جھلے نہ وہ ہم سے جھلے
 بہان دیکھیں جو خوبوں کی آن وادا تو خیال نہ بیوں کا دل کو رہا
 ہواہند کے بھیس سے کام روا کہ ہوائے بہار ادم سے جھلے
 کہیں دیکھیں جو ہر روز و چشم ستم تو رہن کی نہ خواہشیں ان کی بہم
 دل پرہیز اللہ بہ سے جھلے دل شیخ ہوائے حرم سے جھلے
 یہ ہیں غار زبان جو نکالے ہوئے انہیں تشہ جگر کوئی کیوں نہ کہے
 کہ تڑپتے ہیں تشہ جنوں میں بڑے کسی آبلہ ہاکے قدم جھلے

دھے ہجر میں درد طہش سے بہم سے وصل میں لاکھوں میں جو درستم
 زکی آفہ جان ہے مثل کا غم کہ خوشی سے جھلے نہ الم سے جھلے
 آخر کہیں تو وعدہ وفا دلہا کرے
 اس ہے وفا کو وعدہ خلافی کا ہے مزا
 بے مال دہر کے طاقتہ پرواز طاق ہے
 نازان ہو کیوں نہ اپنی ادا پر وہ مست ناز
 ہر دم قیامت آئے بہان انتظار میں
 گزروے فراق بل میں جس غم زدہ کی زبستہ
 دیبا میں نام مثل نہ پائی دھے کہیں
 مہر و وفا کرے تو مری جان ہے نثار
 دنیا سے رسم و راہ وفا افہ کش زکی
 نا فہم ہے جو کوئی کس کا کلا کرے

سکے جو ناز سے یہ شہین ادا بھرے
 کس کس سے مل کرے ہوتی ہے دل کو شکستگی
 ہوسہ کاذوق شوق ہزاروں دل میں آہرے
 کس کس سے مل کرے ہوتی ہے دل کو شکستگی
 ہین عالم ظا میں بہت آشنا بھرے
 خالی ہو آہنگہ تو رنگہ خنا بھرے
 دل رشک سے یہ خون ہے کہ دسہ نگار میں

ہم جہان میں ساقی دروان کی آنکھ سے
ہر آمد شباب سے کھل وہ چشم ناز
ہر گل کو دلفگار جو دیکھے بہار میں
مذ نظر ہے بادہ کشوں کی جو ہے خودی
رنگی ہوتی ہیرہین دستہ نگار میں
بھٹکے ہوئے وہ ہال نظر میں رہیں زکی

تو بانی چشم زار کے آگے کھٹا بھرے

قول پر غیروں کے ہم کو زیر خنجر کھینچے
فرش گل اشکوں سے دامان مڑے تو کھینچے
گر رقم کچھ حسب حال جان مضطر کھینچے
حسرت آتی غمتہ جانی سے جو کی دل پر نگاہ
خاکہ پر آسمو کرانا چشم تو سے ہے ضرور
ہے قہر سے جوہر نگارہ کی آئینہ دار
بخشنے صنوں دلگن کو پریشانی کا رنگ
ہو سکے تحریر خط میں گر پریشانی کا حال
جلوہ گر مستوریاں حسن ہون کر پیے حجاب
عہد پورا کھینچے وعدہ ہوا پر کھینچے
چادر مہتاب کو بھولوں کی جا در کھینچے
نامہ برنجوز تنہایں کہو تو کھینچے
آئینہ دیکھا تو جی جاہا کہ جوہر کھینچے
قلوۃ لبکائیے کو ترجھا جب کہ ساغر کھینچے
دل اکریستا ہو تو آنکھوں کو پتھر کھینچے
طرزۂ تحریر کو زلف معنور کھینچے
نامہ پر پیدا تباہی کا کہو تو کھینچے
آئینہ کی آب کو جامہ سے باہر کھینچے

وصف اکے خورشید رو کی لکھنے دیوان میں زکی

روکش تار شعاع تار مضطر کھینچے

قصیدہ اعجاز سخن

(۱)
تصادف تاریخ تصنیف مولوی مہدی علی خان زکی ملکہ الشعراء قصیدہ جلوس نواب ناصرالدولہ آصف جاہ بہادر
وائی حیدرآباد دکن مع قطعہ تاریخ کے ازان پیکھزار و دہ صد چہل و چہار بادۃ تاریخ بروی آیند و طریق ایند
کہ در مصرعے تاریخ و منقوط ہر شعر ہم تاریخ و غیر منقوط ہم تاریخ و شوط ہر یک مصرع و غیر منقوط دیگر ہم تاریخ
(۱) فرخندہ علی خان میر نواب ناصرالدولہ بہادر: خطاب سلسلہ آصفیہ سے دکن کے جو تھے حکمران سکندر جاہ
آصف جاہ ثالث کے پڑے فرزند اور جانشین تھے ۱۲۰۸ میں پیدا ہوئے ۲۰ ذی قعدہ ۱۲۴۲ ہجری کو تخت
نشین ہوئے۔ بہت سی اصلاحیں ان کے زمانے میں عمل میں آئیں۔ نواب جنگ اعظم ان کے مشہور روز پر تھے ۱۲۴۲ھ
میں انتقال کیا۔ بحوالہ قاموس المشاہیر جلد اول ص ۶

کیا لب و لہجہ کہ ہم سے ہو سکے ہم دایستان
 دیکھ کر گریں مرے داغ دل بیتاب کی
 غصہ جان ہوں میں سراپا آہلہ شکل حباب
 خندہ زخم جگر سے آشکارا ہو گئی
 غصہ جانی کے مہمان سے جو گزری گرم ہم
 نہ پری شبہ میں ہے نہ عملہ فانوس ہے
 بھول چھوڑے ہیں زبان غصہ جان عشق سے
 . ابر کے مانند چشم زار دریا بار ہے
 خاک پر اپنی کا کان جواہر دست عشق
 آئے ہیں ہمیشہ نظر مضمون دلکش رشک حور
 غصہ جانی کا مزا اشعار سے روشن ہے صاف
 اس مذاق لطیف معنی پر بہ ناکامی کے رنج
 کیا عجیب ہے کہ ان نایابوں پر آج کل
 گرمیوں پر ہے کسا و روز بازار ہنر
 ہاں خموش اے ہم ناوان کا خیال خام ہے
 مطلع ثانی

کبھی فہار آلود اپنے دل سے اٹھتا ہے دھواں
 نور باطن سے سیاہی روشنائی ہو گئی
 اپنی اوج طبع تک رکھے جوازینے کا خیال
 حسن جوہر آشکارا شہرہ آفاق ہے
 اڑتی ہیں چنگاریاں ہر حرف سے وقت رقم
 بھونکتا ہوں روح معنی قالب اشعار میں
 صفحہ کاغذ مثال تھوڑے کلزار ہے

ہلک شہراز ہو یا طوطی ہندوستان
 بے دھڑک کہتا ہے غور شہد قیامت الامان
 بارہے تن پر مرے پیرا ہن آب روان
 چاندنی کے کہیت میں نائبر گشت زمفران
 بن گیا آتش کا ہر کالہ فہار کاروان
 بدد ہے شکل حباب آنکھوں میں جان ناوان
 ہو گیا پروانہ گویا ہلک آتش زبان
 برق کی صورت تڑپ کر دل سے اٹھتا ہے دھواں
 بن گیا لہروں سے کج رائگانہ رنگہ روان
 محفل فردوس کا آنکھوں میں چھایا ہے سمان
 خامہ آتش زبان ہے داغ دل کا ترجمان
 حسرت اے شہین زبانی تلخ ہے کام و دھان
 گوہر شہوار معنی کی نہیں قیمت گران
 کیوں نہیں کافور نور آفتاب آسمان
 مطلع ثانی تو پڑھ اے شاعر معجز بیان

زرد ہو جاتا ہے رنگ لاجورد آسمان
 برق ہو کر اڑ چلا ہے آہ سوزان کا دھواں
 بے نشان ہو شکل عطا طائر وہم و گمان
 جلوہ غور شہد سے ہر زرتہ دہتا ہے نشان
 صاف ہے لوح و قلم سے جوہر تیغ و نشان
 جلوہ روح القدس ہے جلوہ سحرالبیان
 ہاتھ میں اپنے قلم ہے شاخسار ارقوان

ہم ہونے خاموش اور شمع معانی گل ہوتی
طبع کی رنگ سے ہے زندہ فرائی مجھے
نکھ سنجوں کی زبان پر یہ سخن ہے یادگار
دعویٰ کامل کی اپنے آشکارا ہے دلیل
لکھتے تاریخ تصدیق تارس اس فیض
جوہر تاریخ ہو ہر مصرعہ برجستہ بین
مہبطہ یا معجزہ گر حرف دو مصرعون کے لین
غیر منقوطہ تمای بہت ہو یا نقطہ دار
اول و دوم سے لیے کرستہ و پنجم تک بہم
مصرعہ تو شیخ مستخرج ہو جوابات سے
کنجشے کر بعد استخراج تاریخین شمار
اور اک ستمت ہے ان اشعار میں آئینہ ور
ایک مصرع کے عطیل اور دوسرے کے نقطہ دار
جمع و ضرب بیانات قلب و قلب بیانات
۱۲ سخندانوں کی خدمت میں یہ ہے عرض نیاز

۱۲۲۲ھ

قطرہ تاریخ تصدیق کہ ازان یکہزار و دصد جہل و چہار تادہ تاریخ ہری آئند

وجہ اشعارم ز دل بیہند کون کو قدردان
رو نمودہ دولت از اقبال جوہر ماعیان
از لسان ماعیان شد برق انوار جہان
زانکہ بودم نیک جوہر درمکان امتحان
ہر کہ میدارد سند سازد با ولایت جہان
مہد ہد رو از امور سود ما وقت بجان
عاقل و باجوہر اورا کی از ہندوستان

جوہر ناطق علم مشہور از حسن بیان
ہست کامل جوہرم از معنی حسن قبول
من نمودم جلوہ ہائے روشن از انوار قلب
از جہان ہندم ایہ کہ وہ بہ کلکتہ رساند
دیدہ ام من در جہان وقت بہار ازاء ملال
آرزو بہداگد وقت حصول رنج ہا
کہ ہستم جوہر ناطق کمال زہب علم

نیستند از جوهرم اہل دول آگہ بہ قدر
 قلب اورا کم شناسہ از مدارج ہائے نطق
 روز کئے تاجند با فکراد عایے دل گہم
 بر ہزار و دہدند و دہدند کاید س چمن
 آورد تا دل چمن زارم با قلم دکن
 مصرع تو شمع از عنوان هر مصرع بخوان
 یکہزار و دہدند و چار چہل تاریخ ہا
 ہان کہ ہر ہرے دل معنی طراز دیکہ دان
 قدروہ جائے نری عالی طبیعت کی زکی
 شہرت لطف سخن بہ ہرے تو مجھ کو ہرے باتین
 مدح مین جس کی لکھا ہرے مین ہے بہ نادر سخن
 کون وہ نواب عالی قدر والا منزلت
 مدح مین اس کی کروں وہ مطلع روشن قمر
 اس کی طبع صاف سے کر فیض جوہر ہو عیان
 حیدر آباد آج اس کے فیض سے آباد ہے
 ناصرالدولہ ہے آصف جاہ وہ عالی نسب
 ہمہ و غیرہ سخاوت اور سخاوت کے کمال
 پھوٹ نکلیے خوشۂ باقوت بودیوے اگر
 آشکارا ہے کہ شرم کر زمین مین کڑ گئے
 طبع معنی سنج کو ہے اشتیاق التقاء
 اے امیر ہا کہ طہیت سرور والا شکوہ
 صرف کر ڈالے ترا دستہ گرم غور شہدوار
 جلوہ گر اعیان و دولت مین ہے تو روشن گہر
 یاد دارم اصعب از دل نیکہ ہا کو قدردان
 درکہ مائل مہد ہذا از جوہر قابل نشان
 ناز بحر فہم ساحی گوہری آید چنان
 دانی از شہید دور سال ہجرت ہے گمان
 ناصر دولت از اہل دل چوہاید قدردان
 جوہر ہا از وہام معنی قدرت بدان
 اندوین اشعار جستم من بطرز امتحان
 پھر ہوئی تازہ ہوائے گلشن ہندوستان
 جو جواب اس کا کرے موزون ہوائے امتحان
 جائے کا ملکہ دکن دیکہ بہ تصدیق ہے گمان
 لطف ہے کہ وہ بھی ہو لطف سخن کا قدردان
 آصف اول سے ہر تر ہے سخاوت جس کی شان
 مطلع غور شہد سمجھے جس کو طبع دیکہ دان
 آئینہ مین مکی طوطی کو ملے شہین زبان
 جود ہے اس کی سخاوت شاہ مردان کا نشان
 نام سے جس کے جوان مردی ہے عالم مین عیان
 واسطے اس کے گئے پیدا خدائے ہے گمان
 دائۃ فکر کو پتھر کے جگر مین باغبان
 دیکھ کر عدل و سخاوت حاتم و نوشہروان
 اس لئے قابل سے حاضر ہوئے کہتا ہوں کہ دان
 شان و شوکت تری زینبہ تر ہے فروشان
 سامنے لائے جو انجم کا خزینہ آسمان
 ہا قمر ہے اختیرون کے انجم کے درمیان

کرسواری کانچے آئیے نظر فروشکوہ
فروشان آفتاب آسمان ہو یہ نشان
فلک کی تیرے سپہ سنی اگر تحریر ہو
ہو یہ معنی کی گنبد سیاہی مین میان
اس کے دانتوں کی بلندی پر نظر بڑھائیے
دل مین یون اللہ لہیں ہوگے یہ رہے و گمان
لہلہ اللہ از دیار عمر و دولت کے لئے
متصل دستہ دعا رکھتے ہیں سوئے آسمان
برق دم شمشیر پر اپنے قلم کو تازہ ہو
اص ۷ کی اس کے رقم کر ہو سکین جالاکان

ایے زکی ہیں کن عیان خامہ کو تو تمام لے

وصف اس کی شان کا کیا کر سکے گا تو میان

تصدیق تاریخ جلوس نواب منتظم الدولہ حکیم سیدی علی خان بہادر وزیر اعظم شاہ اودھ بھٹنہ پنج
ہزار و تیس و شش مادۃ تاریخ و طریق استخراج مادہا ایسے کہ ہر مصرع تاریخ و منقوط شعر تاریخ
و غیر منقوط ہم تاریخ و منقوط یک مصرع و غیر منقوط دیگر ہم تاریخ و غیر منقوط اول مصرع و منقوط دوم ہم
تاریخ و بہمین طریق مصرع اولی را از ہر یک مصرع تا آخر مصرع کہ ربط شدہ تاریخ ہر ی آید بعدہ
مصرع دومین را از تمام مصرعہا و بعد ازان ثالث و رابع و غیرہ ہمہ مصرعہا از ہر مصرع کہ ربط دادہ
شود بہدای شود فرض یہ ہمین طور ہا پنج ہزار و تیس و شش مادۃ تاریخ ہر ی آید

یہ حسرتیکہ نیرزد بجلوۂ دیدار
بدگر یہ ذکر بود روز نشاں خندۂ یار
یہ غنچگی بلال و بہ بسط فلج و دلال
یہ تازگی خیال و بہ تازگی بہار
یہ ابدی مشتاق و شدت اندوہ
یہ گامہاں مایوس و لوق ہوس و کنار
یہ حسن آب حیات و بہ پردۂ ظلمات
یہ تیر غور و کی آہوے رسید زہوش
یہ تیر غور و کی آہوے رسید زہوش
یہ خون دل کے تراوید از لب یارب
یہ دل فکاری گل از فراق فصل چمن
یہ مسہ جوش و غرور شہ بہ یزم سر مسی
یہ جان نشان عاشق بہ حسرت معشوق
یہ چشم زغری لبش فزائی بشار
یہ پرگ گل کے زمان شد بہ شہدۂ منظر
یہ بہار و کی بلبل دم و داح بہار
یہ ہائے آملہ جوشی بہ وادی پر خار
یہ غمتہ جانی بردانۂ چراغ ہزار

بان گدورت خاطر که از صفا خیزد
 بان زمانه که بوسه گزاشد لیکن را
 به ماه نو که جدا ز آفتاب تابان شد
 به گریه که فشارد نگاه حسرتیان
 به عقوبت که شود کارساز جانبازان
 به تعلقه که بود جلوه گریه لوح حسین
 به نامه که سوادش فروغ بهشاید
 به قر شاه سکند و هندش سلیمان جاء
 به جاء منظم الدوله وزیر الملک
 به ربط دادن دد مصرف جدا از هم
 بدین خجسته کلاهی که در زبان سعید
 هزار گونه قسم ها که آورم به زبان
 گران زمانه بالذات ربط معنی است
 ازان زمانه که آید سر بر خامه بگوش
 زنگه سنجی پشیمان هم ارنگری
 نه گفته است کسی این چنین عجیب سخن
 به چشم آنکه بود ننگه سنج مدوح
 گیسو به زیر زمین رفته که به چرخ برین
 سخن گواهی که می بود هضم یامید

بان صفا باقیه رو دهد زنیار
 بان دمی که زلفها گذشته دریاوار
 به ناخفته که ترا عبده عدد دسه نگار
 به خنده که ترا و زلفچه لب بار
 به نیر که بود دل نواز عاشق زار
 به کینه که نشانش بود به لوح مزار
 به جامه که بویزد بجا می حرف شوار
 که نهی اوست به دوران شال ابر بهار
 که نظم اور نظام سخن دید اشعار
 به لوق خون جگر خوردن به لیل و بهار
 زلف آینه در گوش چون بود بهار
 گواه دعوی من می بود لب اظهار
 وزان دمیک سخن راست با زبان سروکار
 وزان زمانه کلانک شد فلان هزار
 ز اهل هندو هم از شاعران فارس دیار
 نه دیده است کسی این چنین غریبه نگار
 دو سال خون جگر خورده ام درین افکار
 گیسو به قصر محبت و گیسو بکوه نار
 مرگ داشت نفس دونه هر نفس سروکار

قطعه تاریخ ۱۲۴۶ هـ

چه گام ده شده مدح وزیر جود و شمار
 و سله جستن دل آورد بود و نثار
 سزد چنان که نماید جهان گواهی کار

دلم ز اوج مداح جهان کند آثار
 دلای ادا اثر گام جوئے ظل آورد
 شد آن زمان که ملک کم نکرده جو رده

شرو وزیر چنین و چنان لطیف مصر
 صلاح امر و چنان مجد از مقاصد اوست
 دعا کند ترقی جاء دے را عام
 وسیله کرده مراد تالی او چون دل
 ستم گران جهان را نموده زاید جہل
 یکے نموده ستم کار در جهان آن گاه
 وسیله نیک تر این جوهر فہم آمد
 چو خاک کیستہ کہ قدرے ہنر ہی داد
 امیر قدر شناس لباس گل جهان
 رسا عقیل و جواد ی و نیکہ دان دہر
 دلای آل رسول خدا چہ میدارد
 دلارواج سخن تازہ کن جو سہر و وفا
 ہمہ جهان چہستان نمود دور وزیر
 دلای اوستہ جہان را جو قصد از دوران
 دل جہان کہ سراپد تالی مالک را
 وحید کار جہان و عقیل دوران اسہ
 رقوم جلوہ مکن منازل درجاہ
 ولی نعمتہ دانا تالی قدر جوهر گل
 دلہ نمودہ جہان را چنین کہ کہ افروز
 اگرچہ مسوز افلاک آدم لیکن
 دل از جہان جفا سورجے نگردد باس
 یقین زوصل شناسی جو جوہرم دارد
 کون رجوع تمام بہ عصر توشیحش

نصیر دین جوگیان مہدیش فلاطون دار
 نموده جمع حوائج ز دہر حادثہ کار
 ازان کہ جملہ جہان را مجوزست و تار
 لباس کن کہ جلاہا وارستہ آئینہ دار
 ارجز او کہ نمود اینچنان تصدی کار
 سہیل جوهر حایے نگویند آثار
 آزان حساب بحدی کہ ملک دویہ نگار
 عقیل و جوهر یکتا مفید اہل دیار
 لماری کفالتہ ولی جاء و و تار
 یگانہ جوهر و فہام و ہم وقوف شمار
 نمودی جوهر اعلاز و فہان و جہار
 مدیح ناصب اقبال زان یگو تکرار
 و زامر اوستہ جہاند میان مجد و و تار
 دعالے رافتہ دے ہی کند چہ لیل و نہار
 یقین جملہ شد اکنون کمال آن کردار
 عاو جاء سزد کرد چون تالیے کار
 تلم ز جہل ہی یافتہ جوهر سیار
 لائق و قدر شناس کمال جہد انکار
 شہود صدق کند نیک ہم چنین کردار
 علم کہ زور زبان گویدم زکی گفتار
 اگر مثال چمن جودے کند گلزار
 رجاز عاطفہ عام داد جان نگار
 کہ در دہد بہ میان سورجے ازان اشعار

دوش صد و سی چار و دہ دو رودادی

چوسن اقدس اعلیٰ نبوی عقل شمار

واسوختہ مولوی مہدی علی خان زکیؒ ملکہ الصغراء

جی میں آتا ہے کہوں آج کہانی دل کی نصہ گاہش جان سوختہ جانی دل کی
برق جان سوز فلان شعلہ فغانی دل کی حسب حال اپنا سناؤں میں زبانی دل کی
درد دیرینہ کہوں نالہ و فریاد کروں
یعنی گزری ہوئی باتوں کے مزے بار کروں

ہم نشین جب کوئی تم غوار نہ پاؤں اپنا ہم نفس جان حزمین کو میں سناؤں اپنا
حال درد تم جان گاہ سناؤں اپنا اے داغ داغ دل صد چاک دکھاؤں اپنا

نقش آئینہ کروں صورت حیرانی کا

ماجرہ شرح کروں چاک کربہائی کا

نصہ درد محبت جو کروں میں تحریر صاف آئینہ بنے صورت حال تصویر
کہہجوں تم کی قلم شعلہ رقم سے تصویر جیکے ہو شورش وحشت کا فسانہ تحریر

داغ پھر تازہ کروں سوز دل انگاری کا

قید مضمون کروں دل کی گرفتاری کا

سوچ رہ رہ کیے دل زار کو آتا ہے یہیں کہ وہ دن کیا تھے کہ بیرون سے یہ آنکھیں نہیں لگی

داغ دل تھے کہ بہارین تعین گلستانوں کی اب صوبہ کیا ہے جو کانٹا کھٹکتا ہے زکی

یہ وہی دل ہے کہ رہتا تھا سدا آنکھوں میں

لطف تھا دل میں سایا کہ مزا آنکھوں میں

اب نہ وہ لطف ہے نہ بات کی لذت باقی تلخ گاسی ہے نہ شورش کی حلاوت باقی

ان مژوں سے ہے پس اب حرف و حکایت باقی وہ گئی دل میں کھٹکتی ہوئی حسرت باقی

دیر سے کچھ خبر خاطر نالہ نہیں

دل کہاں بھول اٹھا ہوں مجھے کچھ یاد نہیں

کیا مزا تھا کہ غم درد سے راحت تھی مجھے دل کو الجھا کر چھڑا لیتے کی حسرت تھی مجھے
 تلخ باتوں سے حریفوں کی حلاوت تھی مجھے ہوسٹ لعل لب بار سے لذت تھی مجھے
 نکل گلگیر میں لپٹا تھا دین میں آتش
 یہ مزا تھا کہ پھڑکنی تھی سخن میں آتش
 اب یہ عالم ہے کہ حسرت کی فراوانی ہے زلف کا دھیان اور اندوہ کی طغیانی ہے
 عشق کا داغ ہے اوروں کی پریشانی ہے حسرت ولولہ جاگ کر یہاں ہے
 ہیں کھٹکا ہے کہ دل میں غلغلہ خار نہیں
 زندگی موت سے بدتر ہے کہ غم غوار نہیں
 عشق گوتا ہے ابھی دیکھتے رسوا کیا کیا ہیں دل ہے تو مڑے ہوئے تھا کیا کیا
 ہیں آنکھیں ہیں تو دیکھیں کی تاشا کیا کیا موج زن ہوئے ہیں اس کوزے میں دوبا کیا کیا
 چاہ کا رنگ ہے کیوں ہے دل ناشاد تھا
 ہم تھے ہو گئے یا وہ ستم ایسا دنیا
 طرز جانا نہ تھے بیگانہ ہوا کس لئے ہار رنگہ مہر و وفا ہو گئی کون کر خون غوار
 ہم جاناگاہ سے کون ربط چھٹا ہے دل زار ہیں صورت ہے تو شیر اب نہ خزان ہے نہ بہار
 مرفہ اب پردہ دوری میں دل نادان کس کا
 دامن ہار ہی چھوٹا تو کریمان کس کا
 بڑھا دیا عہد کے معشوق بلا لیتے تھے بے تکلف حسن پہلو میں بٹھا لیتے تھے
 بے حجابانہ کہیں پردہ افشا لیتے تھے دل کہیں چوری سے چٹون میں اڑا لیتے تھے
 شوق تھا جو دل مشتاق کے بڑھانے کا
 حیلہ تھا وصل کی شب زلف کے سلجھانے کا
 اس کا کھر پائے جو خالی کہیں بیگانوں سے کرتے ہم مرض کے رنگ اکٹھے ان آہوں سے
 دل مزا دیکھو بھرا وصل کے اومانوں سے اب کنارہ نہ کرو آن کے مہمانوں سے
 شمع گل کچلتے ہنگام سحر آتا ہے
 بات رہ جاتی ہے اور وقت گزر جاتا ہے

سن کے اس رمز کو ہونے تھے وہ کیا کیا خندان
 ہر دہ ناز میں تھا لطف محبت پہنایا
 جس کے کہنے کے تھے دل میں مین کیا کیا ارمان
 سوز دل صاف نمودار کر اے شعلہ زبان
 ہون تھے دل سے ہوا نالہ سوزان پیدا
 جس طرح شمع ہو ٹائوس میں پہنایا پیدا
 مین یہ کہتا تھا کہ دیوانگی اس آن کروں
 جس کے فرمانے کے آئندہ پہ مین احسان کروں
 اپنے ہاتھوں سے تراجا کہ گریبان کروں
 صدائے مین ہوتا تو کہتے جمعے قربان کروں
 چھڑا دیتا مین تو دل کھول کے لڑتے کیا کیا
 زور سے ہوسہ جو لبتا تو پگڑتے کیا کیا
 نئے انداز محبت کے ادا ہوتے تھے
 صدائے ہم ہونے تھے اور باد خدا ہوتے تھے
 خوش بہم رہتے تھے اک دم نہ جدا ہوتے تھے
 عہد و پیمان وفا تھے کہ وفا ہونے تھے
 لڑتے ظاہر مین و لے دل سے ملے رہتے تھے
 مڈر اس پر شہزادہ گلے رہتے تھے
 صبح ہونے ہوئے مکھڑا مین دکھاتے تھے
 ناز سے آنکھ لڑاتے ہوئے شرماتے تھے
 زلف سنہ سے مین اٹھا دیتا تو پل کھاتے تھے
 پھر مین رک جاتا تو سبتہ سے لپٹ جاتے تھے
 شوخیان ہوتی تھیں برآں وادا باتوں مین
 عیش و عشرہ کا اٹھاتے تھے مزا باتوں مین
 دل نرس گاہ انداز دکھاتے تھے مین
 دیکھتے روئے تو جس جس کے ولایت تھے مین
 گلابان ہمار مین کیا کیا نہ سناتے تھے مین
 گدگدائے کوثر پہ اپنے پٹھانے تھے مین
 چھڑا کر مجھ کو ولایت کی جس رہی تھی
 اپنے ہم کھاتے کی ہر آن خوشی رہتی تھی
 پر پہرے جام ملے ناپ لا دیتے تھے
 پھر مزا پہ تھا کہ ہوسوں سے مزا دیتے تھے
 جودہ شرم و حیا صاف اٹھا دیتے تھے
 لب سے لب سبتہ سے سبتہ وہ ملا دیتے تھے
 چاہ گا دل سے دہالا جو مزا دکھتے تھے
 ہر طرح آ کر کو ہالا ہی سدا دکھتے تھے

طبع نازک کا سرے پاس بہ رہتا تھا سدا کہ لب عاشق و معشوق مزاج اپنا تھا
 ہوتی تھی شرط وفا لطف سے ہر آن ادا دل فریبی کا لگاؤ سے اٹھائے تھے مزا
 زلف کرئی تھی پریشان دل سودائی کو
 انکھڑیاں دہی تھیں چشمہ مری رسوائی کو
 ہر کہن بزم میں یہ ساختہ پڑی تھی نگاہ حال اپنے سے مگر کوئی نہ ہوتا آگاہ
 ناز و انداز کی تھی یہ دل مشتاق سے راہ کہ نظر میں ہی بسا رہتا تھا حسن دل خواہ
 شوق آنکھوں سے دکھاتا تھا پرستان مجھ کو
 پتلیاں تھیں کہ نظر آتی تھیں پرہیز مجھ کو
 نالہ سہ سے مری سنتے تو وہ جیسے کہا کیا پھر یہ کہتے کہ اثر خاک بھی دل میں نہ ہوا
 کہیں ہوتی ہے بناوٹ میں بھی تاثیر پھلا ہو جگر خون تو فریاد و فغان کا ہے مزا
 دل میں ہو درد تو نالے بھی اثر رکھتے ہیں
 یوں تو پتھر بھی نہاں دل میں سرور رکھتے ہیں
 اٹلاؤ وہ جدا ہم سے کہیں ہوئے اگر پھر نہ رہتی تھی زمین اپنے فن و جان کی خبر
 صبح سے شام تک شام سے تا بہ سحر جانب دھن لگی رہتی ہو آہ نظر
 جب کہ زنجیر کا کھٹکا کہیں سن پائے تھے
 شدہ شوق سے وحشت زدہ ہو جاتے تھے
 تا کجا حال گذشتہ کہیں اے والے دم کہ ہوتی خاطر وحشت زدہ درہم برہم
 اس کہانی سے ہے کیا فائدہ اے شدہ غم حسب حال اپنا لکھن چاہتے محبوب کو ہم
 غلط میں تحریر جو سوزِ غم جان گاہ کریں
 بار کو حال دل غصہ سے آگاہ کریں
 ظاہر نالہ و زور ہو جو غلط کا عنوان کھد تو ہو صورت حال دل بیتاب بیان
 طوفان برداز سے ہو درد دل زار سان کہ نور ہجر میں ہے جان لیون، بر اے جان
 دم اکھڑتا ہے تھاک دل ناشاد گئے ساتھ
 اٹھے ہجکی زمین آتی ہے تری یاد گئے ساتھ

جو کڑتا ہے بہان کون مجھے جاگئے ستائے کہ میرے حال زیوں پر مجھے ظالم رحم آئے
 دن غوص کئے ہیں بہان دل پہ سین آئے اے واے عید کی شب غم دوری سے یہ دل خون ہے گھٹائے
 کس نے مہدی تیرے ہاتھوں میں لگائی ہوئی
 گمنامی کھلتے پابوس اٹھائی ہوئی
 ہر گھڑی باد جو دھتی ہے تیرے بالوں کی جوش سودا سے طہیمہ تھی پریشان مری
 ماجرا آج کی شب کا پہ سن اے رشک مری تارے گھٹتے ہیں کئی رات بھی دیکھی تھی کہیں
 بال بکھرے ہوئے اور موصوں کے تار الجھے
 بھر اس حال میں ہم غم کیے گرفتار الجھے
 شدہ شورش وحشت ہے آشتی بہ حال کہ ہوئی جان پریشانی خاطر سے و بال
 زینہ بھی پاس سے مشک ہے کہ مرنے کا حال اے جنوں ہے یہ عطا کہ بگولے کی مثال
 ہم ہوں اور وجد ہو اور دامن صحرا ہوئے
 بار ہو گرم تماشا تو تماشا ہوئے
 ہے یہ کچھ شہرہ میرے شور جنوں کا اے جان کہ سخن کا میرے مشتاق ہوا اب کہ جہان
 حسب حال اپنا جو ہے نالہ موزوں سے بیان خوب رویوں کا بھی ہے دید کا اپنے ارمان
 دل پر داغ سے ہے رشک پر غائبے کو
 دیکھتے آئی ہیں پروان تیرے دیوائے کو
 واہ وا اے صنم عید فراغ و میرے دہائی کا تری خبر کون کیا میں کلا
 تھی یہی شرط محبت کہ موتی نجد سے ادا واہ جن واہ بہتہ خوب بہتہ آجھا
 تو نے کیا ہم سے تعلق بہ نادان چھوڑا
 ہمیں جو کہے کہ ترا کوشتہ دامان چھوڑا
 تو نہ تھا اومہ میرے مہر چلا گار ہنوز کہ سمجھتا نہ تھا آج کو دلدار ہنوز
 دلخوش سے بھی والہ تھا نہ زہار ہنوز لکھ پرواز نہ تھی ناز کی رفتار ہنوز
 ہم نے او دشمن جانی مجھے ہشیار کیا
 میرے خبر آج ہوئے نجد کو خبردار کیا

دل لگا کر سنا اے جان یہ حال عشاق
کہ ہوا آ آ ہے بیگانہ تمہارا مشتاق
مدد شوق سے حاصل ہے اسے طرہ مذاق
دل اڑا جاتا ہے اور طالعہ پرواز ہے طاق
دیکھتا حسرت ہے بال و پری کا عالم
کہا دکھائی ہے طہش جان پری کا عالم

یاد ہوگا کہ دکلف نہ تھا مجھ سے زہار
میں میں ملتا تھا بدن تم جو تھاپے اے یار
ہو سے لپٹا تھا بھوکے سے بدن کے ہر پار
ہے دکلف نہیں کس لطف سے کرتا تھا میں یار
جن کے ہوشاک جو سرکار کو پہناتا تھا
ہو کے حسرت زدہ آئینہ میں دکھلاتا تھا

جوش کوڑے کی مرے ہاتھ سے تڑپا ہوا ہے
سرمہ آنکھوں میں کدہ گار سے لگوائے ہے
مجھ سے مٹی کی دھڑی ہونٹوں پہ جوائے ہے
بند محرم کے انہیں ہاتھوں سے بند ہوائے ہے
پھر اکڑے ہوئے طبع اپنی دکھائی ہے مجھے
آ آ غوش ہونے ہے جو غش پہ غش آئے ہے مجھے
سرخ ہوشاک جو ساون میں پہنچتے ہمارے
میری آنکھوں میں پری آ آ ہے بنتے ہمارے
قصہ ہے قتل کدہ گار کے ڈھنچے ہمارے
میں بگڑتا تو دھن آ آ ہلک جاتے ہے
دھن آ آ دوڑ کے سینہ سے لپک جاتے ہے

راہ دن سپر و تماشے میں سے دھن سرورگار
صبح اور شام ہوا دار پہ ہوتی تھی سوار
خاکسار آ آ کا دھن تھا سدا مثل غبار
چمڑکتا تھا نگہیں ساتھ تمہارا زہار
عیش باغ آ آ کا اے رشک پری دھن تھا

صبح سے شام تک جھیل پہ ران چٹا تھا
ناچنے گانے کو جاتے جو کہیں تم اے جان
جا پہنچتا تھا یہ عاصی بھی کس طرح وہاں
تم بھی دھن ہے مری تاک میں ہر سو نگراں
صورہ آئینہ نکلا نہیں ہو کر حیران

دیکھ باغے مجھے تو فوٹ کے جھک پڑتے تھے
مجھ سے سب بات پہ ہر بزم میں سب لڑتے تھے

الفرق لطف سے رہتا تھا نہ بندہ محروم اور کہیں قہر کا ہوتا جو طبعیت پہ مجرم
باندہ کر ہاندہ میں کہتا کہ یہ کیا آج ہے دھوم غلگی ہمار سے انداز سے ہمار سے معلوم

چشمہ ناز سے کیا چشم بٹائی ہوگی

ہاں مگر چہیز کے کچھ گھاہ لگائی ہوگی

آہ کیا قہر کیا ترقہ بردا زون ہے کر دیا جلسہ میں برہم خلك اندازون ہے

حیلہ سازی سے بگاڑا تمہیں دم سا زون ہے مجھ کو غم کے دئے نظریں دلا بازون ہے

لکھنؤ سے جو حربوں نے لگا لا مجھ کو

لا کے تلدار نے پنجاب میں ڈالا مجھ کو

چھوٹ کر تم سے وطن بندہ ہے جانا چھوڑا ہو کے دور آتا ہے اللہ کا کھانا چھوڑا

ہم گئے جب سے کہ تم نے ادھر آنا چھوڑا تم نے چھوڑا زمین اور ہم نے زمانا چھوڑا
ہو گئے وحشت زدہ میں آتا ہے باہر نکلا
اب تو ارمان تراؤ یہ کافر نکلا

دشت غریبہ میں ہوں سرگشتہ پریشان احوال وجد ہے حال پر ایسے ہی بگولے کی مثال

زندگانی ہے اس احوال سے اے جان وہاں حسب حال اپنا سمجھ کر یہ زبان پر ہے مثال

ہیں جو انداز تماثل کے تمہارے مایے

دورہ درخاک سر پہرے ہیں مایے مایے

تم سے اے جان جدا ہو گئے افسانہ بڑا ہو گئے محنتوں میں ہوا کہ دشت میں آوارہ بھرا

ملک پنجاب میں آخر کو کتر اپنا ہوا بان ملے مجھ کو مہاراجہ بہادر طویں

ان کے ساتھ سے ملا خلد کا آرام مجھے

کہ وہاں رنج و مصیبت سے نہ کچھ کام مجھے

یہ خدا ہیں وہ عجب صاحب شان برتر یہ نگہ دان سحر بیان قدر شناس جوہر

سفن آرا و جوان مرد و عدالت کسیر صاحب حلم و حیا طافل و دانائے حقیر

حسن صورت ہے پسندیدہ ہے صورت ان کی

نور ہے پیش روشن سے طبعیت ان کی

جب حضور ان کے سے حاصل مہینہ رخصت ہوئی
 شمعہ ہوتا ہے دل زار جو فرقہ سے کہیں
 تم سے اے جان کہیں آکر ملین گی پھر بھی
 اس کی تسکین کو ہم پڑھتے ہیں یہ شعر زکی
 تنگ کیوں جان سے ہم سینہ فگار آتے ہیں
 زندگی ہے تو پھر ایام بہار آتے ہیں

تاریخ ترجمہ کتاب روشنی السیر - حسب الحکم بادشاہ لکھنؤ

کتاب سیر روشنی باصفا اسے	مترجم شدش ناصر اہل ایمان
بہندی چنان ترجمہ کرد واضح	کہ شد سے نکلا میان معنی آن
زنگہ سان تاریخ آن گفت شعری	کہ شد مادہ زان برآمد بہ ایمان
بہر معنی بہت و مخلوط ہر دو	ز سے نقطہ ہم آشکارا مدین سان
زیکہ معجمہ و زیکہ مہملہ گیر	زیکہ وگر ہم چنان شد نمایان
بہا پیشوائین شعر تاریخ ازین	بہر امتحان پیشکن اے سخندان
کتاب منور جو مقصود و افکار	بکار سقا چون بہار گلستان

نظم دیگر ترجمہ کتاب روشنی السیر -

زان روشنی کہ باصفا ست معروف بہ دہر	این ترجمہ ہندی بحالم آمد
از جود طبع ترجمہ شد ناصر	حالم ہمہ زان نوشتہ عالم آمد
فرمود بملطف بہر تاریخ بین	وان امر بہ انتظار لازم آمد
گنم شوی بہت گاہ تاریخ	ہر حرفہ سخن بہ فکر عالم آمد
اعداد حروف ہر یک از معراش	صوری زیکے معنیہ نام آمد
بہ معجمہ و مہملہ ہر دو بہم	باوفاق و خلاف ازان ملازم آمد
وین شعر گرفتہ بامید کرے	ناجیز زکی پیش نگارم آمد
درخش دوستی و حسن و کرم چہل بادے	تا سر بولاف او مترجم آمد

درین دو شعر قطعه تاریخ تعمیر مسجد عتیقی امام بخش سر رشته دارنوجرداری طایری پور که بصرف
 بیست هزار روپیه در کجهری طایری پور تیار شده است - در ۱۲۴۲ هـ بمسئله بیست و نه ماده تاریخ و طریق
 آن اینست که هر مصرع تاریخ و منقوط شعر تاریخ و غیر منقوط هم تاریخ و منقوط مصرع اولی و غیر منقوط
 مصرع ثانی و غیر منقوط مصرع اول و منقوط مصرع ثانی و همچنین طریق از مصرع اولی تا مصرع چهارم را که
 ربط داده شود بیست و هشت ماده تاریخ بری آید و علاوه بر این که ماده تاریخ لفظی ظاهر و هویدا
 است - ۱۲۴۲

منا لکمه که گردید مسجد ازول قدس محل سجده مطهر بزهده بدخورد
 و تقبول زکی کرد سن انجا مش بیسی چهل ده خوا چه وا حد هزار و دصد
 هـ ۱۲۴۲

تاریخ ساده یعنی بیست ماده بنا بر مسجد مذکور در سنه یابن طور است
 هـ ۱۲۴۲

شد چون آقا ز طرح زمین مسجد صورت کعبه شد بدل منقوش
 سال تاریخ ابتدای بنا هذا قبله بگفته سروش

تاریخ شادی میر جیون صاحب ساکن گلگه دریک شعروش ماده بری آید
 زمین وصل که طرح میر جیون داد میان زهره دمه شد بجلوه علقه قران
 تاریخ تولا فرزند گلان میر جیون حسب خواهش شان دریک مصرع

مصرع تاریخ اینست همانون باد این فرخنده طالع
 تاریخ تولا فرزند غورد بر چون صاحب
 مصرع تاریخ اینست نبوده رونق طلوع ستاره اقبال

تاریخ مکان عتیقی نادکچند صاحب میر عتیقی رژیلا عتیقی مرشد آباد بمسئله شصت و شش ماده در سه اشعار
 حسب فرمایش و درخواست عتیقی صاحب گفته شد -

ز تعمیر مکان چون قالب روح مبارک عیش گاه گرم شادی
 خیال سال بهر روی که کردم اثر با عیر تک آمد مرادی

بہار عشق تارکہ چند از مور

بہار خود میرے آمد مرادی

تاریخ سارہ یک مادہ نکل روضہ کاظمین کے شرف الدولہ درلکھنؤ بنا کردہ اسے ۔

زہے سلطان عالم شاہ دوران
کے صادق از مہمان حسین اسے
فلام او شرف با دولت و جان
محب طابع پندرو حقیق اسے
بغوی حائے پتہ بیگم رو
کے از دنیا و دہش زہد و رین اسے
بنا کر دست نکل کاظمین
کے بہر مہمان چون قبلتین اسے

زکی جسم زدل سال پناہش

خود گلہ مزار کاظمین اسے

غزل فارسی

نازد و غلو و شہ آہستہ سخن سازی ہے
کے پس پردہ کیے گوش ہوا آوازی ہے
وشتن از غوشتنم با سر سودا ز کی ہے
تادلم در گروغا نہ ہوا اندازی ہے
وائے بر حال من از حسہ رسوائی عشق
زار دار دلم از فیض غمازی ہے
ہج از خود شد گہا ہے دل زل مہوس
کے خرابی زدہ چشم نسون سازی ہے

دیگرے نیست جزا من از دل خود کام زکی

کہ میان من و معشوق در اندازی ہے

رباعی

مہدی بہ سخن نیمرہ عنوانم
آئینہ معنی بدل حیرانم
طرز سختم کبر نشان اسے ولے
چون خامہ زہدے غوغاش سرد گردانم

مثنوی اشعار

بزم دہر کا عالم ابتدا سے ہے بکسان

دور ہو چکے آخر اور وہی خرابی ہے

نگاہ در سے ہی ہوتی ہے خیال ہر سو ہوا ہے

کس کی آہٹ سنی ہے دل نے کہ اس کو گھٹا لگا

جمع گل ہوئے لگی باران محفل اشد چلے

دکھلا رہے ہیں رنگ گلستان نئے نئے

آواز عشق میں بہ مزا ہے کہ اے جنوں

یا فے ہے لب وہں جو تبسم سے بار کے

آوارگی کی سر ہے اور آمد پہلو

وہ شب وصل وہاں صحر خود آرائی تھے

نہ ہوتی لطف تصور میں بہان تاب سخن

ہم بہان بیخبر رہے یا ندھ کے زلفوں کا خیال

جوش سودا سے ہوتی شہرہ بدنامی عشق

ہو گئے ہم لطف سخن پر لب خندان میں سے

خاکساری میں طہش سے جو رہا کام و گئی

جلوہ آرا شب جو وہ مہر درخشان ہو گیا

سوز غم سے روشنی چمکی دل تلکیدہ میں

یہ قرار ی قول جانان پر ہوئی حد سے غزون

آتش جان ہم کو جھوٹا عہد و بہان ہو گیا

رنگ بہان اس کی گل میں جلوہ دکھلائے لگا

عزم سے ساتی کی چھبکین انکھڑیاں موالیان

ایک میں روئے کو تنہا انجمن میں رہ گیا

بٹے بٹے ہوئے ہوئے گل و دستان نئے نئے

دامن نئے نئے ہیں گریبان نئے نئے

دل سے نکلنے آئے ہیں ارمان نئے نئے

سودا ہے تازہ تازہ بہا بان نئے نئے

ہم بہان آتشہ خان چشم تماشائی تھے

وردہ شکرے تو بہتہ اے غم تماشائی تھے

دل میں وہ جانتے ہوں گے کوئی سودائی تھے

کچھ زلف مگر عالم و سوائی تھے

ہوئے خوش ہو گئے ہر ایک گل کے گریبان میں سے

مدتوں کا لٹہ رنگ و بہا بان میں سے

پرتیاں مہتاب کا زروں سے افشان ہو گیا

آگ بن میں جب لگی شہر چراغان ہو گیا

شعلہ صہبا گلابی میں نظر آئے لگا

سرخ چٹون سے حرملوں کو جو فضا آئے لگا

- انتخاب یادگار - منشی امیر احمد مینائی - مطبوعہ تاج المطابع رامپور ۱۲۹۰ھ
- اردو کی نثری داستانیں - ڈاکٹر گیان چند جین - انجمن پریس کراچی ۱۹۵۲ع
- اخبارالصنادید (جلد دوم) - مولوی محمد نجم الفنی نجمی رامپوری مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ ۱۹۱۸ع
- اردوئے معلیٰ - مرتبہ حسرت موہانی - ماہ اکتوبر و نومبر ۱۹۱۲ع اردو پریس علی گڑھ
- اردوئے معلیٰ - مرتبہ حسرت موہانی - ماہ جنوری و فروری ۱۹۲۵ع اردو پریس علی گڑھ
- اردوئے معلیٰ - مرتبہ حسرت موہانی - ماہ جنوری ۱۹۳۰ع احمد المطابع کانپور
- اردوئے معلیٰ - مرتبہ حسرت موہانی - اپریل ۱۹۲۵ع احمد المطابع کانپور
- آجکل - رسالہ ماہنامہ نئی دہلی نومبر ۱۹۵۲ع
- بالاباختر (قلی) - شیخ مہدی علی خان زکی مراد آبادی مکتوبہ ۱۲۸۲ھ و ضالائبریری رامپور
- بیاض اشعار (قلی) - یونیورسٹی کلکشن نمبر ۹۸ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
- بیاض اشعار (قلی) - احسن کلکشن نمبر $\frac{۳۳}{۴}$ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
- بیاض اشعار (قلی) - حبیب کنج کلکشن $\frac{۲۱}{۴۴}$ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
- تذکرہ خوش مصرعہ زبیا (قلی) مولفہ سعادت خان ناصر لکھنوی ۱۲۶۲ھ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
- تذکرہ نادر - مرزا گلپ حسین خان بہادر ہارز جنگ نادر مرتبہ پروفیسر مسعود حسن رضوی مطبوعہ سرفراز پریس لکھنؤ ۱۹۵۷ع
- تذکرہ بہار بیخے خزان (قلی) - احمد حسین سحر لکھنوی (نسخہ منقول از نسخہ ندوۃ العلماء لکھنؤ) مملوکہ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
- تذکرہ علمائے ہند - مولفہ مولوی رحمان علی مرتبہ محمد ایوب قادری مطبوعہ پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی ۱۹۶۱ع

- تاریخ ادب اردو - رام بابو سکسینہ مطبوعہ عشرت پبلشنگ ہاؤس لاہور
- تاریخ اودھ (جلد سوم) - مولوی نجم الغنی نجمی رامپوری مطبوعہ مطبع العلوم مرادآباد ۱۹۱۲ع
- تلامذہ غالب - مرتبہ مالک رام مطبوعہ کوہ نور پرنٹنگ پریس لال کوان دہلی ۱۹۵۷ع
- جواہر سخن (جلد اول) - محمد مبین کفنی چریا کوٹی مطبوعہ ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد ۱۹۳۳ع
- جواہر سخن (جلد دوم) - محمد مبین کفنی چریا کوٹی مطبوعہ ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد ۱۹۳۵ع
- جلوۂ خضر - سید صفیر احمد صفیر بلگرامی مطبع نورالانوار آرمہ ۱۸۸۵ع
- حالات پنجاب (قسط ۱) - شیخ مہدی علی خان زکی مرادآبادی ملوکہ انڈیا آفس لندن
- خمخانہ جاوید (جلد اول و دوم) - لالہ سری رام ایم - اے مطبوعہ دہلی پرنٹنگ ورکس ۱۹۱۷ع
- ریاض الفصاحۃ - غلام ہمدانی مصحفی جامع برقی پریس دہلی ۱۹۳۴ع
- روسا با اختیار و نای خاندان پنجاب (اردو ایڈیشن) - مصنفہ کرنیل سر چارلس فرانسس بیسی مطبع اسلامیہ لاہور ۱۹۱۴ع
- رسالہ بادگیر - شیخ مہدی علی خان زکی مرادآبادی ریاض نور پریس ملتان ۱۲۶۵ھ
- سراپا سخن - سید محسن علی محسن - مطبع نول کشور پریس لکھنؤ ۱۸۶۰ع
- سخن شعرا - مولوی عبدالغفور خان نساج مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ ۱۸۷۴ع
- سروش سخن - سید فخرالدین حسین سخن مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ ۱۸۷۷ع
- طلسم جام جم یا طلسم سعید (قسط ۱) - شیخ مہدی علی خان زکی مرادآبادی سنہ ترجمہ ۱۲۵۹ھ
- ملوکہ رضا لائبریری رامپور
- طلسم حکیم تسطاس (قسط ۱) - شیخ مہدی علی خان زکی مرادآبادی مکتوبہ ۱۲۶۱ھ
- ملوکہ رضا لائبریری رامپور
- طلسم حیرت کدہ آصفی (قسط ۱) - شیخ مہدی علی خان زکی مرادآبادی مکتوبہ ۱۲۵۸ھ
- ملوکہ رضا لائبریری رامپور
- طلسم سبع سباع موسوم بہ معرنامہ (قسط ۱) - شیخ مہدی علی خان زکی مرادآبادی مکتوبہ ۱۲۷۱ھ
- ملوکہ رضا لائبریری رامپور

ڈاکٹر دہلوی اور دیوان ڈاکٹر - مولفہ و مرتبہ پروفیسر مسعود حسن رضوی ادیب مطبوعہ انجمن ترقی اردو
ہند علی گڑھ ۱۹۶۵ع

فہرست مخطوطات اردو و فارسی انڈیا آفس لندن (۱۹۲۶ع) ملوک مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی
علی گڑھ

ٹائپوس المشاہیر (جلد اول) - نظامی ہدایونی مطبوعہ نظامی پریس ہدایون ۱۹۲۶ع

گلستان سخن - مرزا قادر بخش صابر دہلوی مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ ۱۸۸۲ع

گلستان ہیکزان - حکیم قطب الدین باطن اکبرآبادی مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ ۱۲۹۱ھ

گلزار سخن - مرتبہ بابو جگن ناتھ پرشاد نول کشور پریس لکھنؤ ۱۹۰۹ع

گلشن بہار - نواب مصطفیٰ خان شیفتہ - مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ ۱۹۱۰ع

گلشن ہمیشہ بہار - نصر اللہ خان خویشتگی مرتبہ ڈاکٹر اسلم فرخی مطبوعہ انجمن ترقی اردو پاکستان

گل رفا - مولانا سید عبدالحق مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۳۶۲ھ

گلدستہ سخن - مرتبہ منشی نول کشور مطبع نول کشور پریس لکھنؤ ۱۸۷۵ع

لکھنؤ کا دبستان شاعری - ڈاکٹر ابواللیہ صدیقی یونین پریس دہلی (بار اول) ۱۹۶۵ع

مطالعہ امیر - ڈاکٹر ابو محمد سحر - مطبوعہ صفدر پریس لکھنؤ ۱۹۶۵ع

معدن الموسیقی معہ رسالہ رازنسائے مصنفہ منشی کرم امام خان مطبوعہ ہندوستانی پریس لکھنؤ ۱۹۲۵ع

نگار - (تاریخ نمبر) رسالہ ماہنامہ مرتبہ اکبر علی خان جولائی ۱۹۶۲ع

نور اللغات - مطبوعہ انٹرنیشنل پریس کراچی ۱۹۵۹ع

وقائع نصیر خانی (جلد دوم) مترجمہ مولوی معین الدین افضل گڑھی مرتبہ محمد ایوب قادری

بنام " علم و عمل " اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ کراچی

یادگار ضیغم - محمد عبداللہ خان ضیغم لکھنوی - مطبع قادری حیدرآباد دکن ۱۳۴